بٹوین لو اینڈ وار

تحریر :ماہا گل رانا

یہ منظر راجپوت مینشن کا تھا جہاں رضوان صاحب بے صبری سے دروازے کے باہر اپنی بیٹی عنان کو کندھے سے لگائے چکر کاٹ رہے تھے

کیونکہ اندر ان کی کل کائنات ان کی بیوی ان کی اولاد کو جنم دے رہی تھی جبکہ حیام صوفہ پر بیٹھی اپنی گڑیا سے کھیل رہی تھی

اللہ میرے بیٹے کو اپنی نعمت سے نوازنا اسے اس دولت کے وارث سے نواز دے میرے بیٹے کو کندھا مل جائے گا رضوان صاحب کی والدہ ہاتھ

پھیلائے پوتے کے لیے دعائیں کر رہی تھی جسے سن کر رضوان صاحب نے سر جھٹکا

رخسار بیگم سے ان کی پسند کی شادی تھی جس پر ان کے بھائی اور والد کو کوئی اعتراض نہیں تھا لیکن ان کی بہن کو تھا جو اپنی نند کو بھابھی بنانا چاہتی تھی

اور ان کے بعد رضوان صاحب کی والدہ اعتراض تھا کیونکہ ان کی بیٹی کو سسرال میں شرمندگی اٹھانی پڑی یہ ان کی سوچ تھی ورنہ کسی نے بھی اس بات کو آنا کا مسئلہ نہیں بنایا تھا

اور جب رضوان صاحب کی دو بیٹیوں کی پیدائش ہوئی تو صفضری بیگم کو ان سے نفرت کرنے کا بہانا مل گیا نا کے خاندان میں بیٹی پیدا ہونا خوشی کی بات سمجھا جاتا تھا وہ رنگ سوچ کے مالک نہیں تھے

لیکن شاید رخسار ان کی پسند کی بہو نہیں تھی اسی لیے انہیں بیٹیوں کے طعنے دیے جاتے تھے

اور زیادہ طعنے تو اس بات پر دیے جانے لگے کے جیٹھانی کے ماشاءاللہ سے چار بیٹے ہیں کیونکہ وہ خاندانی ہے

جس پر رخسار بیگم کو بہت سی تلخ باتوں کا سامنا کرنا پڑتا لیکن شکر تھا کہ رضوان صاحب ان سے بے پناہ محبت کرتے تھے اور ہر مشکل وقت میں ان کے ساتھ ہوتے تھے

ابھی بھی وہ اپنی بیگم کی خیریت کی دعائیں مانگ رہے تھے کہ اسی وقت دائی کمرے سے باہر آئی

مبارک ہو جڑواں بیٹیاں ہوئی ہیں

رضوان صاحب کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا انہوں نے خوشی سے عنان کو سینے میں بھینچ لیا

میں اپنی بیوی اور بچیوں کو دیکھ سکتا ہوں رضوان صاحب نے بے صبری سے کہا

جی بیٹا دیکھ لے وہ سائیڈ پر ہو گئ تو وہ جلدی سے اندر داخل ہوئے

وہ اندر داخل ہوئے تو ان کی نظر روتی ہوئی رخسار بیگم پر گئ تو وہ جلدی سے ان کے پاس پہنچے

کیا ہوا درد ہو رہا ہے کیا انہوں نے فکر مندی سے استفسار کیا تو وہ اور شدت سے رونے لگی

مجھے بتائیں رخسار کیا مسئلہ ہے آپ ڈرا رہی ہیں مجھے انہوں نے بے بسی کہا تو رخسار بیگم نے

بچیوں کی طرف اشارہ کیا

رضوان میں نے بہت دعائیں مانگی تھی کہ خدا مجھے بیٹا عطا کرے بہت منتیں بھی مانگی تھی لیکن

ششش کچھ نہیں ہوتا بیٹیاں رحمت ہوتی ہیں اور رب کی رحمت کی ناشکری نہیں کرنی چاہیے

اتنے جوڑے تو اس رحمت کو بھی ترس رہے ہوتے ہیں آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں

رضوان صاحب نے انہیں ٹوکتے ہوئے کہا

لل۔ لیکن اماں جی اور باجی رضوان وہ مجھ سے نفرت کرے گی انہوں نے اپنی نم پلکیں اٹھا کر کہا تو رضوان صاحب ہولے سے مسکرا دیے

جب میری یہی بیٹیاں بیٹوں سے بھر کر باپ کا نام روشن کریں گی تب فخر کریں گی وہ لیکن آپ کو صبر کرنا ہو گا

اور محبت ہے نا آپ کے لیے انہوں نے عقیدت سے ان کا ماتھا چومتے ہوئے کہا تو وہ ہولے سے مسکرا دی

لائیں دکھائیں مجھے میرے شیر بچے رضوان صاحب نے اپنی بچیوں کی طرف اشارہ کیا تو رخسار بیگم نے اٹھ کر بچیاں ان کی گود میں پکڑائی تو وہ حیران رہ گئے وہ جڑواں تھی لیکن ایک دوسرے سے بالکل نہیں ملتی تھی

ایک ٹکڑ ٹکڑ کر کہ انہیں دیکھ رہی تھی اس کی آنکھیں ہنی کلر تھی جبکہ دوسری آنکھیں بند کیے ہوئے تھی

رضوان صاحب نے ایک کے کان میں اذان دی تو تب ساتھ والی نے آنکھیں کھولیں اس کی آنکھیں گہرے نیلے رنگ کی تھی جسے دیکھ کر سمندر سا گمان ہوتا تھا

لیکن وہ کافی ایٹیٹیوڈ والی لگی جب اس نے رضوان صاحب کو دیکھ کر

ایک نظر اپنے ارد گرد گھمائی پھر رخ پھیر کے آنکھیں بند کر کے دوبارا

سے سو گئی

جس پر رضوان صاحب کا قہقہہ بے ساختہ تھا

نیلی آنکھوں والی میری مائسہ اور شہد جیسی مٹھاس لیے آنکھوں والی نبال

ہے

انہوں نے جھک کر اپنی بیٹیوں کے ماتھے چومے اور انہیں رخسار بیگم

کے حوالے کیا

بدبخت نے پھر سے بیٹی پیدا کر دی وہ بھی ایک نہیں دو صغریٰ بیگم اپنی

بیٹی کو فون پر بتا رہی تھی نا جانے دوسری طرف کیا کہا گیا کہ

انہوں نے ہنکارہ بھرا

اور تمہیں کیا لگتا ہے آپ ے بیٹے کی جائیداد میں ان ماں بیٹیوں کو ہڑپنے دوں گی

ہاں ٹھیک ہے میں بعد میں فون کرتی ہوں

انہوں نے فون رکھا تو نظر حیام پر گئی جو اپنی گڑیا سے کھیلنے کی۔ مصروف تھی تو انہوں نے اپنا غصہ اتارنے کے لیے اسے رکھ کر ایک تھپڑ لگایا جس سے وہ اوندھے منہ جا گری

دفعہ ہو یہاں سے بدبخت تو ہی سبز قدم لے کے پیدا ہوئی تھی جس کی وجہ سے میرے بیٹے کو کوئی بیٹا دیکھنا نصیب ہی نہیں ہوا

دفعہ ہو جا یہاں سے

حیام روتے سسکتے ہوئے وہاں سے بھاگ گئی

تو انہوں نے غصے سے اپنا سر جھٹکا

راجپوت مینشن کے سامنے ہی وائٹ پیلس تھا جو رضوان صاحب کے بڑے بھائی رمضان صاحب کا تھا

رضوان صاحب روتی حیام کو چپ کروا کر عنان کو لیے وائتٹ پیلس آئے تو انہیں سامنے ہی رمضان صاحب اور تسلیم بیگم بیٹھی نظر آئی

واہ آج تو بڑے بڑے لوگ آئیں ہیں رمضان صاحب نے انہیں آتے دیکھا تو اٹھ کر ان کے پاس آتے عنان کو اپنی گود میں لیتے کہا

تو رضوان صاحب مسکرا دیے

اور یہ لوگ خوشخبری بھی لائے ہیں رضوان صاحب نے کرسی پر بیٹھتے کہا تو تسلیم بیگم نے چونک کر دیکھا

کیونکہ انہیں جہاں تک معلوم تھا رخسار بیگم کی ڈلیوری میں دس دن تھے پھر کیسی خوشخبری

اللہ مبارک کرے بھائی کیسی خوشخبری تسلیم بیگم نے تجسس سے استفسار کیا

بھابھی وہ ماشاءاللہ سے جڑواں بیٹیاں ہوئی ہیں انہوں نے ہچکچاتے جواب دیا انہیں کوئی شرمندگی نہیں تھی لیکن اپنی والدہ کے رد عمل کے بعد وہ تھوڑے مایوس ہو گئے تھے

یہ تو بہت خوشی کی بات ہے رمضان صاحب اٹھ کر ان کے گلے لگے تو وہ ہلکے سے مسکرا دیے

کیا ہوا رضوان تم خوش نہیں ہوا نہوں نے ان کے بجھے چہرے کو دیکھ کر پوچھا

میں کیوں خوش نہیں ہو گا بھائی میرا خون ہے وہ لیکن امی انہوں نے بے بسی سے اپنا سر جھکا لیا انہوں نے آج حیام کو مارا ابھی اپنا غصہ میری

معصوم بیٹی پر اتار اانہوں نے سر جھکائے جواب دیا تو رمضان صاحب نے تاسف سے سر جھٹکا

یہ چھوڑے بھائی اپنے مجھے بتانا بھی گوارا نہیں کیا کیا سوچ رہی ہو گی میری چھوٹی دیورانی کہ مجھے اس کا احساس تک نہیں اور ماں جی کی ٹینشن نالے میں کسی بہانے انہیں ادھر لے آؤ گی یا پھر رخسار کو اپنے پاس لے آؤ گی تسلیم بیگم نے کہا تو رمضان صاحب نے بھی ان کی بات سے اتفاق کیا

بھائی میں اپنی دیورانی کو دیکھ آؤ لیکن پہلے اپنے سپوتوں کو بھی بلا لوں تاکہ وہ بھی اپنی نئ کزنز کو دیکھ لے

حسام، فاطین دانیال بسام بیٹا جلدی آؤ تم لوگوں کی نئ کزنز آئیں ہیں تسلیم بیگم نے لاؤنج میں آتے اپنے چاروں بیٹوں کو آواز لگائی

ان سے اپنی خوشی سنبھالے سنبھل نہیں رہی تھی دل میں چپکے سے مانگی ہوئی دعا یوں قبول ہو گی انہیں یقین نا تھا

وہ چاہتی تھی ان کی معصوم سی دیورانی کی بیٹیاں ہی اس گھر آئیں جو بالکل اس کے جیسی معصوم اور پیاری اور محبت کرنے والی ہو یہ بات تو انہوں نے ویسے ہی کبھی سوچی تھی

لیکن آج دو بیٹیوں کی پیدائش پر انہیں لگا ان کی دعا قبول ہو گئی ہے جیسے ہی ان کے بیٹے باہر آئیں وہ انہیں لیے راجپوت مینشن آ گئی آتے ہوئے انہوں نے حیام حسام کو اور عنان فاطین کی گود میں دے دی تھی حسام اور فاطین ان کی زبان میں باتیں کرنے کی کوشش کر رہے تھے

کیونکہ حیام دو سال کی اور عنان ایک سال کی تھی اور دونوں بہنیں ابھی ٹھیک سے بات نہیں کرتی تھی حیام کی توتلی آواز کی باتیں پھر سمجھ آجاتی تھی لیکن عنان کی بالکل نہیں آتی تھی

وہ انہیں لیا سیدھا رخسار بیگم کے روم میں آئی جو نبال کو گود میں لیے پیار کر رہی تھی اور مائسہ سوئی ہوئی تھی

السلام و علیکم بہت بہت مبارک ہو میری جان

انہوں نے آتے ہی رخسار بیگم کو چٹا چٹ چوم ڈالا تسلیم بیگم کافی ہنس مکھ مزاج کی مالک تھی

ان کے اتنے پیار پر تو وہ ایک دم سے بوکھلا گئی

خخ۔ خیر مبارک رخسار بیگم نے ہلکی سی آواز میں کہا تو انہیں اندازہ ہو گیا کہ ان کی ساس صاحبہ ضرور کچھ کہہ کر گئی ہو گی

ادھر دو بھئی میری بیٹیاں انہوں نے ان کے ہاتھ سے نبال کو لیتے ہوئے کہا اور جب اس کی من موہنی صورت دیکھی تو نہال ہی ہو گئی

رخسار ماشاءاللہ سے یہ کتنی خوبصورت ہے

جی بھابھی رخسار بیگم نے مسکرا کر کہا

اللہ نے بے شک انہیں بیٹیاں عطا کی تھی لیکن وہ چاروں حسن کی دولت سے مالا مال تھی اگر ان کی ساس بیٹوں کے طعنے نا دے تو تسلیم بیگم کو یقین تھا وہ اپنی اتنی خوبصورت بیٹیوں پر غرور ضرور کرتی

تمہارا شکریہ رخسار تم نے مجھے چار بیٹیاں عطا کر دی تسلیم بیگم نے ان کا ہاتھ تھام کر کہا تو رخسار بیگم نے حیران نظروں سے انہیں دیکھا

مجھے غلط مت سمجھنا رخسار لیکن جب حیام ہوئی تو نا جانے کیسے میرے دل سے دعا نکلی کے اللہ تمہاری بیٹیوں کو میرے بیٹوں کا نصیب بنا دے

میری بری نیت نہیں تھی جیسے مجھے بیٹیوں کی خواہش ہے تمہیں بھی بیٹوں کی خواہش تو ہو گی نا

لیکن آج جب سنا کہ اللہ نے تمہیں دو بیٹیوں سے نوازا ہے مجھے لگا میری دعا قبول ہو گئی

میں تمہارے آگے جھولی پھیلاتی ہوں رخسار مجھے اپنی بیٹیاں دے دو مجھے لگ رہا میں نے آج نہیں مانگا تو دیر ہو جائے گی تم اسے جزباتی پن کہو یا کچھ بھی لیکن مجھے خالی ہاتھ نا لوٹانا

آپی مجھے شرمندہ نا کرے آپ نے مجھے بہن مانا نہیں بہن بن کہ بھی دکھایا ہے میری لیے اس سے بڑی خوشی کی کیا بات ہو گی کہ میری بیٹیاں آپ کی بہو بنے لیکن آپ وعدہ کرے ماں جی کو اور باجی کو نہیں بتائے گی

ورنہ وہ میری بیٹیوں کو اس بات کے بھی طعنے دیں گی انہوں نے تسلیم بیگم کہ ہاتھ کو تھام کر کہا تو وہ مسکرا دی

میرا دماغ خراب ہے ویسے بھی میں نہیں چاہتی میری بہوؤں کو کسی کی نظر لگے

تو طے پایا حیام میرے حسام کی عنان فاطین کی باقی دو بچیوں کے کیا نام ہے اپنی بات پوری کرتے انہیں یاد آیا کہ نام تو پوچھا ہی نہیں

نبال اور مائسہ دروازا کھول کر مسکراتے ہوئی رضوان صاحب اور رمضان صاحب اندر داخل ہوئے

تو بتاؤ میری کونسی بھتیجی میرے کس جن کی ہے رمضان صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا تو تسلیم بیگم نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ انہیں دیکھا

آپ کو ابھی وہ کچھ کہتی کہ وہ بول پڑے

مجھے اپنے بھائی کی بیٹیاں اپنے بیٹوں سے بڑھ کر ہیں اور میں بھی وعدہ کرتا ہوں کسی کو نہیں بتاؤ گا

کیونکہ میں بھی نہیں چاہتا ان کر نظر لگے انہوں نے اپنی بھتیجیوں کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے کہا

تو یہ پری میرے دانیال کی نبال کو دانیال کے ہاتھوں میں دیتے ہوئے کہا جو وہی بیڈ پر بیٹھا تھا نبال کے گود میں آتے ہی اسے چٹا چٹ چوم ڈالا یہ باربی میری ہے جیسے حسام اور فاطین کی

دانیال نے حسام اور فاطین کی طرف اشارہ کر کے کہا جو اپنی اپنی گڑیا کو لے کر کھڑے تھے اور ہمیشہ خود ہی ان کے ساتھ کھیلتے تھے دانیال اور بسام کو کھیلنے نا دیتے

بالکل میرے چیمپ یہ آپکی ہے رمضان صاحب نے دانیال کے بال بگاڑتے ہوئے کہا تو وہ کھلکھلا کر ہنسا

میں بھی کسی کو نہیں دوں گا نبال کو اپنے ننھے بازؤں میں دبوچتے ہوئے کہا تو سب ہنس پڑیں

اول میلی بسام نے اپنی توتلی زبان میں کہا جو کہ چار سال کا ہو گیا تھا لیکن ابھی بھی ایسے ہی بولتا تھا

اور یہ تمہاری تسلیم بیگم نے چھوٹی سی مائیسہ اسے پکڑائی تو وہ خوشی سے نہال ہو گیا

اس سے پہلے وہ بھی دانیال کی طرح کرتا مائسہ نے ٹکر ٹکر کرتی آنکھوں سے بسام کو دیکھا

اور پھر ایسا منہ بنایا جیسے وہ اسے پسند نہیں آیا سب اس کے فیس ایکسپریشنز دیکھ رہے تھے

جس نے اب اپنا نیچے والا ہونٹ باہر نکالا آنکھوں کو لبالب آنسوؤں سے بھر کر اتنی زور سے رونا شروع کیا کہ بسام نے ڈر کر اسے بستر پر اچھال دیا

مم۔مجھے نئ لینی یہ چویل (چڑیل) اے

بسام نے رونی شکل بنا کر کہا تو فضا میں سب کے قہقہے گونجے

اچھا بچوں سنو یہ ہم سب کا سیکرٹ ہے اگر اپنی گڑیا ہمیشہ کے لیے چاہیے تو کسی کو نا بتانا سمجھے تسلیم بیگم نے سب کو دیکھ کر کہا تو سب بچوں نے شرافت سے ہاں میں سر ہلایا

کچھ سال بعد

آپی آپ لوگ جارہے ہیں تو میں سب کیسے مینیج کروں گی باجی اور ماں جی تو مجھے طعنے دے دے کر ہی ماردیں گی رخسار بیگم نے چولہے کی آنچ کم کرتے ہوئے تسلیم بیگم سے کہا

کیونکہ کل وہ اور رمضان صاحب عمرہ کرنے کے لیے سعودی عربیہ جارہے تھے

اسی لیے تو تمہیں کہا تھا کہ تم بھی ہمارے ساتھ ہی چلو بچیوں کو بھی ساتھ لے جاتے تسلیم بیگم نے کمر پر ہاتھ باندھ کر انہیں گھورتے ہوئے کہا

مجھے تو باجی کے ارادے ٹھیک نہیں لگ رہے تسلیم بیگم نے کہا کیونکہ جب سے ان کی نند آئی تھی وہ دونوں ماں بیٹی کمرے میں گھسی سارا دن کوئی پلیننگ کررہی ہوتی اور جب کوئی جاتا تو گڑبڑا کر بات بدل دیتی

رخسار میرے ساتھ بازار چلو کھانا تو بن ہی گیا ہے انہوں نے رخسار بیگم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے کمرے کی طرف لے جاتے ہوئے کہا

لیکن ماں جی اور باجی رخسار بیگم نے ٹالنا چاہا تو انہوں نے گھر کر دیکھا

ماں بیٹی کی میٹینگ چل رہی ہے تب تک ہم آ جائیں گے

کمرے میں جا کر اپنی شال نکالی ایک رخسار بیگم کو دی اور ایک خود لی

پھر انہیں لیے مارکیٹ آ گئی اور ڈھیٹ ساری شاپنگ کی آپی یہ کیا کر رہی ہے آپ ایسے کپڑے انہوں نے پوچھنا چاہا لیکن وہ تسلیم بیگم ہی کیا جو ان کی سن لے انہیں چپ رہنے کا اشارہ کر کے اپنی پسند سے ساری شاپنگ کر کے واپسی کی راہ لی

گاڑی جب راجپوت مینشن اور وائٹ پیلس کے درمیان آ کر رکی

چاچا یہ سامان آپ راجپوت مینشن لے جائے اور حیام بیٹی کے کمرے میں رکھ دیجیئے گا انہوں نے پا نے خاندانی ملازم سے کہا جوان کا بہت وفادار تھا

اور تسلیم تم بھی آج ادھر ہی رہنا ماں جی یا باجی بلائیں تب بھی نا آنا تسلیم بیگم نے رخسار بیگم کو کہا

تو انہوں نے سر ہلا دیا اور سامان لے کر راجپوت مینشن میں داخل ہو گئی

یہ کیا بکواس ہے تم لوگوں نے ہمیں بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا صغریٰ بیگم گھر میں نکاح کی تیاریاں دیکھ کر بھڑک اٹھی

آگ تو صفیہ بیگم کو بھی لگی تھی لیکن وہ ابھی خاموش تھی

میں تو آپ کو سرپرائز دینا چاہتی تھی ماں جی آپ کے پوتوں کے لیے خاندانی بیوی لا رہی ہوں تسلیم بیگم نے ان کے غصے کو کسی خاطر میں نا لیتے ہوئے کہا

جس پر صغریٰ بیگم دانت پیس کر رہ گئی

پہلے اس کی ماں نے میرے بیٹے کو ہتھیایا اور اب بیٹیاں وہ ابھی اور بھی کچھ کہتی کے رمضان صاحب بول پڑے

کیسی باتیں کرتی ہیں آپ ماں جی پسند کی شادی ہے اور رخسار بھی کسی عام گھر سے تو نہیں ہے نا اپنے ماں باپ کی اتنی جائیداد کی اکلوتی وارث ہے لیکن آپ نا جانے کیسا خاندان چاہتی ہیں پڑھیں لکھی سلجھی ہوئی لڑکی ہے وہ کبھی آپ سے یا ہم سے اونچی آواز میں بات کی ہو

اور آپ بس ایک چھوٹی سی بات کو ایشو بنا کر بلاوجہ انہیں اپنی نفرت کا نشانہ بنا رہی ہیں اور ویسے بھی زندگی موت کا کوئی بھروسہ نہیں اسی لیے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آج نکاح ہو جائے

اور حسام سمجھدار ہے باقی ہم نا بھی رہے تو اسے رشتوں کی سمجھ بوجھ ہو گی وہ سنبھال لے گا

اب آپ جلدی سے تیار ہو جائے مینشن چلنا ہے پھر رمضان صاحب اپنی بات کہہ کر تسلیم بیگم کا ہاتھ تھام کر اندر چلے گئے

پندرہ سالہ حسام کے سات سالہ حیام کو تیرہ سالہ فاطین کو چھ سال کی عنان اور گیارہ سالہ دانیال کو پانچ سال کی نبال اور آخر میں نو سالہ بسام کو پانچ سالہ مائسہ کے نکاح میں دے دیا گیا

رمضان صاحب اور رضوان صاحب کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا

جبکہ دو لوگوں کے سینوں پر سانپ لوٹ رہے تھے ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ رخسار بیگم کو ان کی بیٹیوں سمیت زندہ جلا دیں

یہ کو چاکلیٹ لٹل پرنسز فاطین نے اپنی پوکٹ سے چاکلیٹ نکال کر عنان کو دی

پہلے تو وہ گھور کر فاطین کو دیکھتی رہی پھر اس کے ہاتھ سی چاکلیٹ پکڑ کر دور اچھال دی

Don’t you know I don’t like this chocolate

عنان نے منہ بنا کر جواب دیا تو تسلیم بیگم اور رمضان صاحب کا مشترکہ قہقہہ گونجا چلو بھئی بہوؤں کے نخرے شروع ہو گئے کوئی نئ بیٹا رخصتی ہونے تک عادت ہو جائے گی انہوں نے فاطین کو اپنی گود میں بٹھا کر کہا جو گھور کر عنان کو دیکھ رہا تھا

جو بنا اس کی گھوریوں کا اثر لیے رخسار بیگم کی گود میں جا بیٹھی نا بیٹے بیویاں گھوریوں سے قابو نہیں آتی وہ ابھی بھی فاطین کو تنگ کر رہے تھے جو بیچارہ رونے کو ہو گیا تھا

ہنہہ اکڑ دیکھو ان میں بیٹھے بٹھائے ماں کی طرح سب ہڑپ گئی اور نخرے پھر بھی ختم نہیں ہو رہے صغریٰ بیگم نے نخوت سے کہا تو ان سب کے چہروں کے رنگ ایک دم سے پھیکے پڑ گئے

خبر دار ماں جی اپنے میری بیٹیوں کو کچھ کہا پہلے یہ رخسار اور رضوان کی بیٹیاں تھیں لیکن آج سے میری ہیں اور کیا ہڑپا ں انہوں نے ان کے باپ اور نانا کی جائیداد میرے شوہر بیٹوں سے کیا اس پورے خاندان سے بھر کر ہی ہیں اور جتنی دولت ان کے نانا کی ہیں نا میرے میکے میں بھی کسی کی نہیں

آج کے بعد میں اپنی بچیوں کے بارے میں ایک لفظ نہیں سنو گی سمجھ آئی آپ سب کو تسلیم بیگم ایک دم سے دھاڑی تو صغریٰ بیگم اور صفیہ بیگم تو گڑبڑا گئی کیونکہ پہلے کبھی انہوں نے اونچی آواز میں بات تک نہیں کی تھی

ہم جیسے ہی عمرہ سے واپس آئیں گے ایک فنکشن ارینج کر کے بچوں کے نکاح کا سب کو بتادیں گے

انہوں نے جیسے بات ہی ختم

چلیں بھائی صاحب فلائٹ کا ٹائم ہو گیا ہے رضوان صاحب نے آکر کہا تو تسلیم بیگم اور رمضان صاحب کھڑے ہو گئے

ماں جی وہ آپ کی ہی پوتیاں ہیں اور اب ان سے آپ کا رشتہ اور گہرا ہو گیا ہے اسی رشتے کی خاطر ہی بچیوں سے پیار سے بات کر لیا کرے

رمضان صاحب نے صغریٰ بیگم کو گلے لگاتے ہوئے کہا

جس پر وہ ہنکارہ بھر کر رہ گئی

تسلیم بیگم بچوں سے مل کر گاڑی میں بیٹھ گئی

آپی میں بھی ساتھ آتی لیکن بسام کی طبعیت ٹھیک نہیں لگ رہی مجھے اور وہ باجی اور ماں جی کے پاس بھی نہیں جاتا

تو میں نے سوچا ہے رضوان کے ساتھ جا کر اسے ڈاکٹر کو دکھالاؤں خسار بیگم نے کھڑکی سے منہ اندر کر کہ تسلیم بیگم سے کہا تو وہ مسکرادی ٹھیک کیا ویسے بھی بچیوں اور بچوں کو اکیلے ان کے ساتھ چھوڑنا ویسے بھی ٹھیک نہیں آج تو دونوں ہیں بھی غصے میں انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا تو رخسار بیگم بھی مسکرادی رمضان صاحب کے بیٹھتے ہی ور ائیرپورٹ کی جناب روانہ ہوگئے

ابھی انہیں گئے کچھ وقت ہی ہوا تھا کہ رضوان صاحب کو کسی کی کال آئی جسے سن کر وہ ایک دم صوفے پر ڈھے سے گئے

کیا ہوا ہے سب ٹھیک تو ہے رخسار بیگم نے ان کی حالت دیکھ کر جلدی سے استفسار کیا

بھائی صاحب کی گاڑی کا ایکسیڈینٹ ہو گیا اور وہ دونوں موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے

خوشی والے گھر اب ماتم کی صفیں بچھ چکی تھی

یہ ان کی وفات کے کچھ دن بعد کا منظر تھا جب صغریٰ بیگم اپنے کمرے سے تن فن کرتی ہوئی باہر آئی

حسام لوگ بھی راجپوت مینشن میں ہی ٹھہرے ہوئے تھے

صغریٰ بیگم جیسے ہی باہر آئی انہیں سامنے مائسہ نظر آئی ابھی وہ جا کر اسے تھپڑ مارتی کہ حیام آگے آ گئی

دادی میری بہن کو مت مارنا جس پر صغریٰ بیگم نے حیام کو دھنک کے رکھ دیا

تو منحوس اپنے سبز قدم لے کہ دینا میں آئی

آج میرے پوتے کی زندگی میں آئی تو اس سے ماں باپ بھی لیے انہوں نے حیام کو دھکا دیا تو اس کا سر ٹیبل سے لگا

رضوان صاحب اور رخسار بیگم اوپر والے پورشن میں بسام اور دانیال کو سلا رہے تھے جن کا رو رو کر برا حال تھا

حیام سے وہ اس لیے بھی زیادہ نفرت کرتی تھی کیونکہ وہ دیکھنے میں رخسار بیگم کی ہی کاپی لگتی تھی

جب فاطین نے آگے بڑھ کر حیام کو اٹھانا چاہا تو حسام نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا

اتنے دنوں میں صغریٰ بیگم اور صفیہ بیگم نے اسے ان کے خلاف کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی

یہ منظر حیام نے بھی اپنی نم ہوتی آنکھوں سے دیکھا تھا وہ بچی تھی لیکن اتنی بھی نہیں کہ نکاح کا مطلب نا سمجھتی ہو

جب فاطین کا ہاتھ چھوڑ کر حسام ان کی طرف بڑھا اور حیام کو نیچے سے اٹھا کر اس کے خون نکلتے زخم پر اپنی ہتھیلی رکھ دی

جس پر حیام کہ منہ سے سسکی نکلی

دادی میرے ماں باپ کی موت ایسے ہی لکھی تھی حیام کا اس میں کوئی قصور نہیں اگر آپ کو لگتا ہے تب بھی مجھے فرق نہیں پڑتا کیونکہ میری ماں کو یہ بہنیں اپنے بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز تھیں یہ سبز قدم ہو یا بد بخت مجھے اور میرے بھائیوں کو دل و جان سے قبول ہیں

آپ چاہتی ہیں ہم ان کے ساتھ نہ رہیں تو میں آپ کی بات مان کر پھو پھو کے ساتھ بھی تو جا رہا ہوں اپنے بھائیوں کو لے کر

تو آپ بھی میری بیوی اور بہنوں سے دور رہیں حسام نے تحمل سے اپنی بات کہہ کر فاطین کو فرسٹ ایڈ باکس لانے کا کہا

اور حیام کی پٹی کی جو مسلسل ہچکیوں سے رو رہی تھی

حیام کی آنکھوں سے گرتا ہر آنسوؤں حسام کو اپنے دل پر گرتا محسوس ہو رہا تھا

لیکن وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ ان کی زیادہ سائیڈ لے جس سے دادی اور پھو پھو ان کے اور خلاف ہو وہ نہیں چاہتا تھا ان کا بچپن نفرت کی بھینٹ چڑھ جائے اسی لیے پھو پھو کے ساتھ لندن جانے فیصلہ کر لیا تھا

آج وہ چاروں بھائی ہمیشہ کے لیے یہاں سے جا رہے تھے رخسار بیگم نے لاکھ منتیں کی لیکن صفیہ بیگم نے ان کی ایک نا سنی

اب وہ روتی ہوئی مائسہ کو چپ کروا رہی تھی جو مسلسل بسام کے پاس جانے کے لیے ضد کر رہی تھی

رو رو کر اس کا برا حال تھا اور وہ چاروں بھائی اپنے دل پر پتھر رکھے گاڑی میں سوار ہو گئے

حسام نے غلطی سے بھی مڑ کر دیکھنے کی کوشش نہیں کی دیکھ لیتا تو کمزور پڑ جاتا وہ لڑکی تو پیدا ہوتے ہی اس کے دل میں آسمائی تھی اور جب اس کی ماں نے اس کے نام سے منسوب کیا تو وہ اسے سارے جہان سے عزیز ہو گئی

یہ فیصلہ ان کا بچپن بچانے کے لیے کیا تھا لیکن نہیں جانتا تھا کہ یہ فیصلہ ہی ان کا بچپن چھین لے گا

جتنی محبت اب ان سب کے دل میں ایک دوسرے کے لیے ہے واپسی پر اتنی ہی نفرت ہو گی ایک دوسرے کے لیے

اور پھر وہ تڑپتی ہوئی اپنی جانوں کو وہی چھوڑ کر چلے گئے

زیادہ برا حال نبال کا تھا جو حسام اور فاطین سے زیادہ اٹیچ تھی جو اسے سگی بہنوں سے زیادہ پیار کرتے تھے

وہ بہنیں ایک دوسرے کے لیے کافی تھیں لیکن بھائی نہیں ان کا یہ طعنے سن سن کر ان کے دل میں بھی بھائی کی چاہ پیدا ہو گی تھی

اور آج ان کے بھائی بھی تو بچھڑ گئے تھے

ادھر آ کر بیٹھو میری گود میں ایک سنسناتی ہوئی آواز اس کے کانوں میں گونجی

نن۔ نہیں پیچھے ہوں ڈرتی آواز میں خود کو پیچھے گھسیٹتے ہوئے کہا

ہاہاہا کیوں پر نسسز کو ڈر لگ رہا ہیں خباثت سے قہقہہ لگا کر اس کے جسم کو
چھونا چاہا جو تھر تھر کانپ رہی تھی
میں نہیں ہوں پر نسسز ڈونٹ ٹچ می ایک دم چلا کر کہا جس پر سامنے والا
نے اس کا منہ اپنے ہاتھوں میں دبوچ لیا
پر نسسز نا صحیح میری رکھیل تو تم ہی بنو گی اور پھر تمہاری وہ بہنیں کمینگی
سے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر کر کہا جو آنکھیں میچیں کانپ رہی تھی
مم۔۔میرا نکاح ہوا ہے میرا شوہر چھوڑے گا نہیں تمہیں آخری امید
سے اس شیطان کو روکنا چاہا جس نے اس کی بات پر اپنا چہرہ اس کی
گردن میں چھپانا چاہا جبکہ اس کا ہاتھ اس کے جسم پر گردش کرنے لگا
چھوڑوں مجھے پیچھے ہٹو آپییی خون نن۔نن
نہیں خون میں نے کچھ نہیں کیا

وہ ایک دم ہڑ بڑا کر اٹھی تو کمرے میں سورج کی روشنی پوری طرح سے پھیل چکی تھی

ماتھے پر آئے پسینے کو ہاتھ سے صاف کر کہ ٹائم دیکھنے کے لیے سامنے نگاہ اٹھائی تو صبح کے سات بج رہے تھے

فریش ہونے کی نیت سے واشروم کا رخ کیا

راجپوت مینشن اگر محل تھا تو اس میں رہنے والی بھی شہزادیوں سے کم نہیں تھی

لیکن انہیں کہاں گوارہ تھا کہ کوئی انہیں شہزادیاں کہے کیونکہ وہ شہزادیوں کی طرح دوسروں کے اصولوں اور قوانین پر نہیں چل سکتی تھی

لوگ انہیں

Emotionless

کہتے تھے تو ٹھیک ہی کہتے تھے ان کے دل میں محبت جذبات پیار صرف ایک دوسرے کے لیے ہی تھے باقی دنیا کیا سوچتی ہے کیا کرتی ہے انہیں پرواہ نہیں تھی

لیکن ظالموں اور مجرموں کے لیے وہ سفاک تھیں

ہر گزرتے سال نے جیسے کسی کی واپسی کی امیدوں کو توڑا تھا ویسی ہی ان کی سنگدلی کو مضبوط کیا تھا

اب انہیں کسی شہزادے کا انتظار نہیں تھا اور جن کے لیے انتظار میں شدت تھی اب ہر گزرتے دن کے ساتھ اتنی ہی شدت ان کی نفرت میں ہو رہی تھی

وہ ایک دوسرے کے لیے کسی کی جان لینا بھی جانتی تھی اور دینا بھی

اٹھارہ سال بعد

حسام لوگوں کے لندن جانے کے چھ ماہ بعد صغریٰ بیگم کی ہارٹ اٹیک کی وجہ سے لندن میں ہی موت ہو گئی جو اپنی بیٹی کے پاس گئی ہوئی تھی ہارٹ اٹیک کیوں آیا یہ بات ابھی تک کسی کو نہیں پتا چلی

جبکہ آٹھ سال بعد رخسار بیگم کی وفات ہو گئی جو کہ کافی عرصے سے بیمار تھی

رخسار بیگم کی موت نے حیام عنان نبال اور مائیسہ کو بری طرح توڑ دیا تھا پھر تین سال بعد حیام کے نانا نانی ان کے پاس آ کر رہنے لگے

حیام نے اپنی سٹڈی کے ساتھ اپنے بابا کا بزنس بھی سنبھالنا شروع کر دیا تھا

کیونکہ اپنی بیوی کی وفات کے بعد وہ دنیا سے کٹ کہ رہ گئے تھے

لیکن حیام نے اپنی گریجویشن کے بعد سی ایس ایس کے ایگزائم دے کر پولیس فورس جوائی کر کی تھی

عنان نے جرنلسٹ بن کر اپنی ماما کا خواب پورا کیا تھا

جبکہ نبال نے حیام کے کہنے پر لائیر کا پیشہ اختیار کیا

جبکہ مائسہ کو ہجوم وغیرہ سے خوف آتا تھا اسی لیے اس نے حیام کے پولیس فورس جوائن کرنے کے بعد آفس دیکھنا شروع کر دیا

اور یہ سب کر کہ چاروں بہنوں نے اپنے بابا کا سر فخر سے بلند کر دیا

لیکن ان سب کے پیچھے اس مقام تک پہنچنے کے لیے کتنی تکلیفیں کتنا کچھ کھونا پڑا صرف وہ جانتی تھیں اور ان تکلیفوں اور درد کو راز کی طرح اپنے دل میں دفن کر لیا

اور وہ راز ہی ان کے دل کو پتھر بنانے کا سبب بن گئے

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

آج کب تک تم سب فری ہو گی رضوان صاحب نے بریک فاسٹ کرتی ہوئی اپنی بیٹیوں کو دیکھ کر استفسار کیا

میری آج ڈی آئی جی کے ساتھ میٹنگ ہے شام چار بجے تک پتا نہیں کب تک اس سے فری ہوں اس کے بعد ارحم کسی کیس پر کام کر رہا ہے تو اسے ہیلپ چاہئیے

تو اس کا کیس مجھے سٹارٹ سے سٹڈی کرنا پڑے گا نو دس بج جائیں گے حیام نے انگھوٹھے کی پشت کو اپنے نچلے ہونٹ پر پھیرتے ہوئے کہا کیونکہ یہ اس کی بچپن کی عادت تھی

رضوان صاحب نے سوالیہ نظروں سے باقی تینوں کی طرف دیکھا

میرا شام سات بجے لائیو شو ہے جس میں دو مخالف پارٹیوں کے ممبران کا انٹرویو ہو گا

میرا کنفرم نہیں کب فری ہوں عنان نے کندھے آچکا کر کہا

میں کورٹ سے جلدی فری ہو جاؤ گی لیکن اس کے بعد میرا شاپنگ کا پلین ہے نبال نے اپنی نانو کی طرف دیکھ کر کہا جو اس کے اس پیشے کے بہت خلاف تھی

وجہ کچھ خاص نہیں یہی تھی کہ انہیں لائیر پسند نہیں تھے اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ نبال یہ پیشہ اختیار کریں

اب رضوان صاحب نے اپنی سب سے چھوٹی بیٹی کو دیکھا جو اپنی پلیٹ میں چمچ گھمانے میں مصروف تھی ارد گرد کیا ہو رہا ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا اسے

پہلے وہ رضوان صاحب کا بہت خیال رکھتی تھی ان سے ہر بات شئیر کرتی تھی لیکن سات سال سے وہ بہت عجیب ہو گئی تھی اس کا رویہ ان کے ساتھ بہت سرد ہو گیا تھا

وہ جب ان کی طرف دیکھتی تو انہیں اس کی آنکھوں میں شکوہ درد تکلیف اور خود کے لیے خالی پن نظر آتا تھا لیکن وہ سمجھ نہیں پاتے تھے ایسا کیا ہوا ہے وہ کیوں ان سے ناراض ہے

مائیسہ آپ کب فری ہو گی بیٹا انہوں نے نرمی سے اسے مخاطب کیا تو

اس نے خالی خالی نظروں سے ان کی طرف دیکھا

نبال نے اپنی جڑواں بہن کے رویے پر اپنا ہونٹ بے دردی سے کچلا وہ تینوں اپنے احساسات شکوے چھپانے میں ماہر تھی وہ اپنے باپ کو تکلیف نہیں دینا چاہتی تھی لیکن مائسہ اس کی آنکھیں یہ چھپانے میں ناکام ہو جاتی تھی وہ سرد نیلی آنکھیں خود میں چھپے راز اور تکلیف بیان کر جاتی تھی

Not Beta, I’m a daughter dear Dad &I don't know how long I will be free

(نہیں، میں بیٹی ہوں ڈئیر ڈیڈ اور مجھے نہیں پتہ میں کب فری ہو گی)

Did you have something to say to us or was it something to do?

(کیا آپ کو ہم سے کچھ کہنا تھا یا کوئی کام تھا

اپنے لہجے کو حتیٰ الامکان نرم رکھتے سرد آنکھوں سے پوچھا تو وہ مسکرا دیے

وہ مجھے آپ سب کو کچھ بتانا تھا انہوں نے چاروں کی طرف دیکھ کر کہا

جبکہ اختر صاحب اور فردوس بیگم باپ بیٹیوں کی گفتگو سن رہے تھے اور جانتے تھے کہ ان کی بات پر ان کا ردعمل کیسا ہو گا

جی ڈیڈ کہے عنان کرسی کی پشت سے کمر لگا کر مکمل ان کی طرف متوجہ ہوئی

دراصل بات یہ تھی بیٹا وہ کشمکش میں تھے کہ اپنی بات کیسے کہے ان سے

Whatever you have to say Dad Direct says it you don’t have to make a preamble while talking to us

آپ کو جو بھی کہنا ہے ڈیڈ ڈائیریکٹ کہے آپ کو ہم سے بات کرتے ہوئے تمہید باندھنے کی ضرورت نہیں ہے)

حیام نے نرم لہجے میں کہا تو انہیں تھوڑا حوصلہ ہوا

بیٹا وہ حسام لوگ آج پاکستان واپس آرہے ہیں اور جیسے کہ تم لوگ جانتی ہو آپا وائٹ پیلس کو لوک کر کہ گئی تھی اسی لیے کبھی اس کی صفائی وغیرہ نہیں ہو سکی

تو میں نے بچوں سے کہا ہے کہ وہ جب تک وائٹ پیلس رینو ویٹ کروا نہیں لیتے ہمارے ساتھ رہ سکتے ہیں

انہوں نے چاروں بیٹیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا لیکن ان کے چہرے پر اس بات سے کوئی تاثر ظاہر نا ہوا کہ انہیں یہ بات کتنی نا گزیر گزری ہے یا نہیں

کوئی بات نہیں ڈیڈ جب آپ کہہ چکے ہیں تو ہمیں کوئی مسئلہ نہیں عنان نے اپنے تاثرات چھپا کر کہا

یہ بات تو وہ چاروں پچھلے ایک مہینے سے جانتی تھی وہ جو دنیا کی خبر رکھتی تھیں تو اپنے سے جڑے رشتے سے کیسے بے خبر ہو سکتی تھیں

کب تک پہنچے گے وہ لوگ نبال جانتی تو تھی لیکن اپنے بابا کا دل رکھنے کے لیے بات کو جاری رکھا

چھ بجے تک میں نے کہا تھے کہ میں لینے آ جاؤ لیکن دانیال نے منع کر دیا ابھی تو بس پہنچنے والے ہو گے انہوں نے مسکرا کر کہا

جبکہ دانیال کہ نام پر نفرت کی شدید لہر نبال کے وجود میں سرایت کر گئی

ٹھیک ہے ڈیڈ ہم چلتے ہیں آکر ان سب سے بھی مل لے گے نبال نے چئیر سے اٹھتے ہوئے کہا تو اس کی تقلید میں وہ تینوں بھی اپنی جگہ سے اٹھی

حیام نے اپنی پینٹ شرٹ پر لانگ کوٹ چئیر سے اٹھا کر پہنا

جبکہ نبال نے اپنا ہلمنٹ ٹیبل سے اٹھا کر بازوؤں کے درمیان رکھا اور باہر کی طرف قدم بڑھائے

حیام عنان اور مائیسہ اپنی اپنی کارز میں بیٹھی اور نبال نے ہیلمٹ پہن کر بائیک سٹارٹ کی ان سب کو دیکھ کر چوکیدار نے دروازا واہ کیا حیام اور نبال پہلے نکلی ابھی وہ گیٹ پار کرتی کے سامنے دو گاڑیاں آکر رکی دل کی دھڑکن ایک دم سے سست ہوئی لیکن سر جھٹک کر حیام نے گاڑی آگے بڑھائی جسے دیکھ کر سامنے گاڑی میں موجود ڈرائیور نے

ہڑ بڑا کر اپنی کار پیچھے کی تو حیام اور نبال زن سے اپنی گاڑیاں لے کر نکلی جبکہ ان کے پیچھے مائیسہ اور اس کے ساتھ عنان اپنی دائیں طرف کو نکلی ان کے نکلتے ہی دونوں گاڑیاں اندر آئیں

رضوان صاحب نے گھڑی کی طرف دیکھا تو رات کے دس بج چکے تھے

ان چاروں میں سے کوئی بھی ابھی تک گھر نہیں آئی تھی

اور پھر اٹھ کر روم سے باہر آ گئے جہاں لاؤنج میں وہ سب بیٹھے ہوئے تھے

شام کو صفیہ بیگم نے اپنی دونوں بیٹیوں اور ایک بیٹے کے ساتھ آ کر سرپرائز دیا

رضوان صاحب کو فکر تھی کہ اب ان کی بیٹیاں کیا ریکشن دے گی

جبکہ اختر صاحب اور فردوس بیگم کھانا کھا کر روم میں چلے گئے تھے

صفیہ بیگم کا کہنا تھا وہ رات کا کھانا اپنی بھتیجیوں کے ساتھ ہی کھائیں گی

اس لیے وہ سب بیٹھے اب ان کا انتظار کر رہے تھے

ابھی رضوان صاحب باہر آکر انہیں کھانا کھانے کا کہتے کہ پورچ میں

گاڑیاں رکنے کی آواز آئی تو ایک دم سے ان کے چہرے پر مسکراہٹ

رینگ گئی

جبکہ فاطین اور دانیال جو اپنے موبائل میں مصروف تھے ایک دم سے

سیدھے ہو کر بیٹھے جبکہ حسام اور بسام نے پیچھے مڑ کر دروازے کی

جانب دیکھا

جہاں سے سب سے پہلے عنان داخل ہوئی السلام و علیکم ایوری ون

موبائل پہ کچھ ٹائپ کرتے ہوئے بنا سر اٹھائے سب کو مشترکہ سلام کر

کہ سیڑھیاں پھلانگتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی

جبکہ صفیہ بیگم نے طنزیہ نظروں سے فاطین کو دیکھا

بیٹا میں کہنا تو نہیں چاہتی میرا خون ہیں وہ چاروں لیکن فطرت ان میں اپنی ماں والی ہے ماں نے بھی اپنا منگیتر چھوڑ کر میرے بھائی کو پیچھے لگا لیا اور بیٹیوں کا بھی رویہ ایسا ہی ہے تم لوگوں سے فاطین کے کانوں میں صفیہ بیگم کا جملہ گونجا جب اس نے کچھ سال پہلے عنان کو برتھ ڈے وش کرنے کے لیے فون کیا تھا اور اس نے فاطین کی آواز سن کر فون رکھ دیا تھا

ابھی وہ انہیں خیالوں میں گم تھا جب حیام اور نبال لاؤنج میں داخل ہوئی سب پر طائرانہ نگاہ ڈالی

اسلام و علیکم بابا نبال نے مسکرا کر رضوان صاحب سے کہا تو انہوں نے اشارے سے مہمانوں کو سلام کرنا کا کہا

بابا میں فریش ہو کر آتی ہوں ان کے اشاروں کو اگنور کر کہ اپنے روم کی طرف قدم بڑھائے جبکہ حیام بنا سلام کیے پہلے ہی اوپر چلی گئ تھی

ان کی نظر سامنے سے آتی مائسہ پر پڑی تو انہیں اس پر شدید غصہ آیا آفس سات بجے بند ہو جاتا تھا انہوں نے کتنے میسج کیے تھے کہ بیٹا ٹائم پر آ جانا جنہیں سین کر کہ اس نے جواب تک نا دیا

مائسہ کہاں تھی تم کب سے میسج کیے ہیں میں نے نا تم حیام کے ساتھ تھی نا ہی نبال اور عنان کے ساتھ انہوں نے اپنا غصہ دبا کر نرم آواز میں استفسار کیا تو مائسہ نے سرد نظریں اٹھا کر ان کر طرف دیکھا اور پھر بائیں جانب صوفوں پر بیٹھے ہوئے ان سب کو بسام پر نظر آ کر پل کے لیے ٹھہری لیکن سرعت سے نظروں کا زاویہ بدل لیا

جتنی نظریں پھیرنی ہے پھیر لو مسسز تمہاری ہر بے رخی کا بدلہ سود سمیت لوں گا ہونٹوں پر مسکراہٹ سجا کر استحقاق بھری نظروں سے اس کا جائزہ لیا تو ماتھے کے بلوں میں ایک دم سے اضافہ ہوا

وائٹ پینٹ شرٹ پہنے اور لائٹ پنک کلر کا لونگ کوٹ تھا جواب اس نے اپنے دائیں بازوں میں تھاما ہوا تھا

وہ سامنے والے کوپل میں بہکا سکتی تھی

جھوٹ میں بولنا نہیں چاہتی اور سچ آپ کو برداشت نہیں ہو گا اپنی بات کر کہ بنا ان کی سنی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی

جبکہ آج پہلی بار رضوان صاحب اس کے ایسے جواب دینے پر حیران رہ گئے

مجھے لگتا ہے بھائی آپ کی بیٹیوں کو ہمارا یہاں آنا پسند نہیں آیا صفیہ بیگم نے طنزیہ لہجے میں کہا تو وہ چونکے

وہ آپ پر ہی گئی ہیں سب آپ کو ان کا دنیا میں آنا پسند نہیں آیا تھا لیکن
میری بیٹیوں کو آپ کے یہاں آنے سے کوئی اعتراض نہیں
وہ مجھ سے ناراض تھی کسی بات پر رضوان صاحب نے ہلکے پھلکے انداز
میں مسکرا کر کہا تو صفیہ بیگم کی بولتی بند ہو گئی
چھوڑیں چاچو کھانا لگوائیں بہت بھوک لگی ہے دانیال نے اٹھ کر ڈائنگ
روم کی طرف جاتے ہوئے کہا
تو انہوں نے کچن کا رخ کر کہ ملازمہ کو کھانا لگانے کا کہا

السلام و علیکم ان چاروں نے مشترکہ سلام کر کہ اپنی اپنی نشست
سنبھالی
و علیکم السلام رضوان صاحب نے جواب دیا

کیسے ہیں بھائی آپ سب عنان نے فاطین کو اگنور کر کہ تینوں کو ایک ساتھ مخاطب کیا تو حسام کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

ہم تو ٹھیک ہیں لیکن لگتا ہے آپ لوگ ناراض ہیں ہم سے دانیال نے نبال کو نظروں میں رکھ کر جواب دیا تو عنان مسکرادی

ناراض ہونے کے لیے کوئی تعلق ہونا ضروری ہے اور جہاں تک مجھے پتا ہے ہمارا آپ لوگوں سے کوئی ایسا تعلق نہیں ہے

نبال کے جواب پر ان چاروں کے ہونٹوں کی مسکراہٹ پل میں غائب ہوئی

رائٹ ڈئیر منکوحہ ہمارا واقع کوئی تعلق نہیں ہے تعلق بنانا تو تھرڈ کلاس لوگوں کا کام ہیں ہمارا تو جائز رشتہ ہے آپ سے دانیال نے جلا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ کہا

تو نبال کھکھلا کر ہنس پر جس پر وہ حیران تو ہوا لیکن ظاہر نہیں ہونے دیا

آپ کا یہ کاغذی رشتہ دوسرے کاغذ کا محتاج ہے پھر بس دو کاغذوں کی کہانی ہو گی یہ نبال کے جواب دینے پر حیام اور مائسہ نے اپنی مسکراہٹ چھپائی

جبکہ دانیال نے غصے سے اپنے جبڑے بھینچے ابھی وہ کچھ کہتا کہ

عنان ایک دم سے اپنی کرسی سے کھڑی ہو کر منہ کھولے سب ڈشز کے ڈھکن اٹھا کر دیکھ رہی تھی

What the...

الفاظ کو روک کر اس نے آخری ڈش کا ڈھکن پٹکا جبکہ عنان کے ایسے گالی دینے پر فاطین کو زور کا پھندا لگا

جبکہ حقیقت یہ تھی کہ اسے وٹ دا کہنے کی عادت تھی گالی نہیں دیتی تھی وہ جبکہ جب وہ یہ کہتی سب کو یہی لگتا کہ وہ گالی دینے لگی ہے

اب وہ سب حیران نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے

یہ۔۔یہ سب مٹن کی ڈشز ہیں روہانسی شکل لے کر حیام کی طرف دیکھا دماغ میں ایک دم سے جھماکا ہوا

نظریں بے ساختہ اپنے سامنے بیٹھے چاروں وجودوں پر گئی

جو اپنی سحرانگیز شخصیت کے ساتھ کہی بھی جا کر چھا جاتے تھے

Calm down Aan

میں نے آرڈر کر دیا تھا تمہارے لیے بس آنے والا ہو گا حیام کے کہنے پر

عنان سنجیدہ چہرہ لیے بیٹھ گئی

مدے نئ تھانا یہ دندا دوشت (مجھے نہیں کھانا یہ گندا گوشت) عنان نے منہ بنا کر کہا تو فاطین مسکرا دیا

ایسے نہیں کہتے بری بات ہوتی ہے فاطین نے ہلکے سے عنان کی ناک دبا کر کہا تو اس نے کھلکھلاتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اس کی گردن میں ڈال کر گود میں بیٹھ گئی

میں نئی تیتی فا پھل مدے تو کلیت دو دے مدے یہ نئی تھانانا (میں نہیں کہتی فا پھر مجھے چاکلیٹ دو گے مجھے یہ نہیں کھانانا)

اپنے نازک چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں فاطین کا چہرا ابھر کر کہا تو اس نے دونوں ہاتھوں کو تھام کر اپنے ہونٹوں سے لگایا

لیکن میری عنان تو بہت اچھی ہے اور پتا ہے یہ آپ کے فا کا فیورٹ ہے اس میٹ سے آپ کا فاسٹر انگ ہو گا تو اپنے فا کے لیے بھی نہیں کھاؤ گی

فاطین نے رونی شکل بنا کر کہا

مدے بھی ستر وند ہونا ہے فا دیکھا (مجھے بھی اسٹر انگ ہونا ہے فا جیسا)

عیان نے جھٹ سے پلیٹ اٹھاتے ہوئے کہا تو فاطین کا خوبصورت قہقہہ گونجا

تم بچوں نے جاگنا ہے تو جاگو میں تو سونے جا رہا ہوں رضوان صاحب کی آواز پر عنان ہوش میں آئی جواب اپنے روم کی طرف جا رہے تھے

ہائے ایوری ون اس آواز پر حیام لوگوں نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو دو لڑکیاں اور ایک لڑکا آ کر ان کے ساتھ والی چیئرز پر بیٹھے وہ جانتی تو تھی کہ وہ ان کی پھپھو کے بچے ہیں لیکن انجان بنی رہی

آپ لوگ کون مائسہ نے حیرت سے بھرپور لہجے میں کہا تو صفیہ بیگم نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا

لیکن لہجے میں مٹھاس گھول کر بولی تم لوگوں کی کزنز ہیں

تم لوگوں کو تو کبھی توفیق نہیں ہوئی کہ کبھی بات ہی کر لے لیکن میرے بچوں کو سب رشتوں کا پتا ہے

نہیں پھوپھو بات وہ نہیں

As far as I know you objected to the birth of daughters. That's why I thought maybe

جہاں تک مجھے پتا ہے آپ کو بیٹیاں پیدا ہونے پر اعتراض ہوتا تھا نا)

(۔اسی لیے میں نے سوچا شاید

مائیسہ نے سنجیدہ چہرے سے کہا تو صفیہ بیگم کا غصے کی وجہ سے چہرا لال ہو گیا

جبکہ بسام نے بغور مائیسہ کی طرف دیکھا

کیا ابھی تک بچپن کی باتوں کو تم نہیں بھلا سکی جب باتیں بھلانا آسان نہیں تو کیا ہمارا رشتہ بھلانا آسان ہے جسے تم سرے سے نظرانداز کر رہی ہو مائیسہ کو دیکھتے ہوئے دل میں اسے مخاطب کیا لیکن وہ کھانا چھوڑ کر سیڑھیاں پھلانگتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی

اس کے پیچھے نبال دانیال کی ایکسرے کرتی نظروں سے بچنے کے لیے اٹھ کر چلی گئی

ڈائنگ ٹیبل پر بس صفیہ بیگم اور ان کے بچے کھانا کھانے میں مصروف تھے جبکہ عنان موبائل میں مصروف اپنے آڈر کا ویٹ کر رہی تھی اور حیام ان سب کے اٹھنے کا تا کہ ملازمہ سے کہہ کر سب یہاں سے اٹھوا سکے

ارحم بھائی گھر آ گئے ہے میں ان کے ساتھ کھانا کھانے جارہی ہوں عنان نے چیئر سے اٹھتے ہوئے کہا تو حیام نے سر ہلایا

جبکہ فاطین نے چونک کر دیکھا وہ کیوں کسی غیر مرد کے ساتھ کھانا کھانے جارہی تھی وہ بھی رات کے اس پہر

ابھی وہ کچھ کہتا کہ عنان وہاں سے چلی گئی تو وہ بھی اس کے پیچھے چلا گیا

کون ہے یہ ارحم جس کے پاس آدھی رات کو منہ اٹھا کر چلی گئی ہے یہ صفیہ بیگم نے تلخ لہجے میں کہا تو حیام نے سنجیدہ نظروں سے ان کی طرف دیکھا

حضرت علی رضہ نے فرمایا

دنیا میں ہزار رشتے بناؤ لیکن ایک رشتہ ایسا ضرور بناؤ جب وہ ہزار آپ کے خلاف ہو تو وہ ایک آپ کے ساتھ ہو

تو اس دنیا میں ارحم انصاری میرے لیے وہی ایک رشتہ ہے

ہزار کیا ساری دنیا بھی میرے خلاف ہو تب بھی وہ میرے ساتھ ہی کھڑا ہو گا اتنا تعارف کافی ہے پھوپھو حیام نے اپنی بات ختم کر کہ سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھا

اور اپنی نشست سے اٹھ کھڑی ہوئی ملازمہ کو آواز دے کر ٹیبل صاف کرنے کا کہا اور اپنے روم میں چلی گئی

کہاں جا رہی ہو تم عنان جو گیٹ کراس کرنے لگی تھی فاطین نے بازو سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا تو وہ اس کے سینے سے آ لگی

دونوں کے دل کی دھڑکنیں ایک پل کو منتشر ہوئی لیکن اگلے ہی پل عنان نے اسے دھکا دے کر خود سے دور کیا

Don’t you dare

انگلی اٹھا کر تنبیہ کی تو

فاطین نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لی وہ کافی کول مائنڈڈ بندا تھا بہت کم ہی کسی بات پر غصہ کرتا تھا یا کرتا ہی نہیں تھا

لیکن وہ جب سے آیا تھا اس کی اگنورنس برداشت کر رہا تھا ماناان کی کبھی بات نہیں ہوئی تھی ایک دوسرے سے

کیونکہ پھوپھو کا کہنا تھا ماموں کو یہ سب پسند نہیں اور وہ چاہتے ہیں پہلے ان کی سٹڈیز کمپلیٹ ہو جائے ورنہ بچیوں کا دھیان نہیں لگے گا

اور وہ جانتا تھا کہ اگر وہ اس سے بات کرنے لگ گیا تو خود کے جذبات کو قابو پانا مشکل ہو جائے گا اس لیے رابطہ نہیں کیا لیکن ہر عید پر اس کی برتھڈے پر ہر موقع پر فاطین نے رابطہ کرنے کو کوشش کی

اگر وہ کبھی جواب دیتی تھی بھی تو پھوپھو کے ذریعے کہ اسے فاطین یا اس کے کسی بھی بھائی سے بات کرنے میں دلچسپی نہیں

وہ اس کی ناراضگی سمجھ کر ہنس دیتا تھا اور کتنی بار پاک آنے کی کوشش کی لیکن ہر بار کچھ ایسا ہو جاتا کہ ان میں سے کوئی بھی نا آ پاتا

اس سب کے دوران اپنے دل کو کیسے سمجھایا اپنے منہ زور جزبات پر کیسے قابو پایا بس وہی جانتا تھا

ڈیئر شئیر کی تو بات ہی مت کرو مسسز اس سے بہت کچھ زیادہ کرنے کا حق رکھتا ہوں میں عنان کی انگلی کو اس کی مٹھی میں بند کرتے ہوئے کہا تو عنان نے طنزیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا

اپنے حقوق تو سب کو یاد رہتے ہیں فرائض بھی یاد ہے کیا عنان نے تلخ لہجے میں کہا تو فاطین نے جبڑے بھینچ لیے

بھوری آنکھیں پل میں سرخ ہوئی

جبکہ عنان جھٹکے سے مڑی اور گیٹ پار کر گئی جبکہ فاطین کئی لمحے اسے خود سے دور جاتا دیکھتا رہا

ماما ٹھیک کہتی تھی پیسے کا پاس ہونا کچھ نہیں ہوتا رشتوں کا اپنوں کا پاس ہونا معنی رکھتا ہے

غلط فیصلہ کر گئے ہم حسام دل میں حسام سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا

کیونکہ چاہے عنان جتنی مرضی نفرت کا اظہار کرے یا سرد مہری دکھائے وہ آج بھی بچپن کی طرح اس کی ہر بات بن کہے جان جاتا تھا

اس کی آنکھوں میں غصہ اور نفرت سے زیادہ شکوے تھے اور یہی بات فاطین راجپوت کو بے چین کرنے کے لیے کافی تھی

ماما کہتی تھی میاں بیوی کا رشتہ اللہ کو بہت پسند ہے عورت کے لیے اس کے شوہر سے زیادہ مخلص کوئی نہیں ہوتا وہی اس کا محافظ اور سائبان ہوتا ہے

اس رشتے کا نعم البدل کوئی دوسرا رشتہ نہیں ہو سکتا

ٹھیک ہی کہتی تھی وہ

ان گزرے اٹھارہ سالوں میں یہی جانا ہے میں نے کہ کچھ درد تکالیف اور باتیں ہم کسی سے بھی شئیر نہیں کر پاتے چاہے وہ ماں باپ ہو یا جان سے پیارے بہن بھائی ان باتوں کو اس درد کو ہم صرف اپنے روح سے جڑے رشتے سے کہہ پاتے ہیں اور کبھی کبھی تو کہنے کی بھی ضرورت پیش نہیں آتی اور تم کیا جانو حسام راجپوت زندگی کی کس کس ٹھوکر پر

اپنے رب کے بعد حیام راجپوت نے کتنی بے بسی اور تکلیف میں تمہیں یاد کیا تھا

اور جواب میں کیا سننے کو ملتا تھا

Hussam is busy with his studies, he is busy settling his business, he does not want to talk

اور آج تم کتنے حق سے میرے سامنے آ کر بیٹھ گئے جیسے میرے ہاتھ اس امید کی ڈور تھما کر گئے تھے کہ تم صرف میرے رہو گے اور واپس لوٹ آؤ گے

لوٹ تو آئے ہو لیکن صرف میرے کب رہے ہو

گھپ اندھیر کمرے میں کرسی کی پشت سے سر ٹکائے ہاتھ میں پکڑے لائٹر کو جلانے اور کبھی بجھانے کے عمل کے دوران سپاٹ نظریں غیر مرئی نقطے پر مرکوز تھیں

میاں بیوی کو ایک دوسرے سے نفرت ہو جاتی ہے کیا
ماما تو کہتی تھی نکاح میں بہت برکت اور طاقت ہوتی ہے اللہ دلوں میں محبت ڈال دیتا ہے
تو پھر تمہیں کیوں نا ہوئی مجھ سے محبت دانیال راجپوت
محبت نا صحیح غیرت مند مرد بن کے اپنی عزت کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتے

تمہیں پتا ہے مجھے تم سے نفرت نہیں کیونکہ میں بہت شدت پسند ہو اور شدید نفرت شدید محبت کا ہی دوسرا رخ ہوتی ہے اور جس رشتے میں رب خود محبت پیدا کرے تو میں نفرت کیسے کر سکتی ہوں

تم سے تو جنگ ہے میری

اور نبال راجپوت کو اس جنگ کو جیتنے کے لیے مرنا بھی پڑا تو وہ مر جائیں گی

ٹیرس پر کھڑی چاند کو تکتے ہوئے ہمیشہ کی طرح وہ آج بھی اپنے خیالوں میں دانیال راجپوت سے مخاطب تھی

میں چھوٹی تھی تم سے جڑے رشتے کو نہیں جانتی تھی لیکن جب ماما کہتی تھی تم میرے پرنس ہو اور مجھے اپنے ساتھ لے جاؤ گے

تو تمہارے ساتھ جانے کے خواب خود بخود میری پلکوں پر آن ٹھہرے

اور جب وہ سب مائسہ نے بری طرح سے اپنے ہونٹ کچلے

کبھی اپنی بہنوں سے نا کہہ سکی ان کے سامنے آنکھوں میں آنسوں

آجاتے تھے لیکن کبھی بہنے کی اجازت نہیں دی تھی

لیکن ہر رات شدت سے تمہیں یاد کیا میرا دل چاہتا تھا تم میرے پاس

ہو تو تمہارے گلے لگ کر اپنا سارا درد آنسوؤں کے ذریعے بہا دو

میرا دل چاہتا بسام راجپوت کہ اتنا چیخ چیخ کر روؤں کہ میرے اندر جو

وحشتیں جو سناٹے ہیں ان کی دیواریں گر جائیں

میرے ہر ہر آنسو پر تمہیں اپنی جان نکلتی محسوس ہو

کئی بار جو لگا تم آنے والے ہو تو یہی سوچا تھا کہ تم سے ملتے وقت مائسہ

راجپوت دنیا کی پرواہ نہیں کرے گی

تمہاری بانہوں میں آسمائے گی اور پھر تمہیں کہے گی کہ مجھے خود میں قید

کر لو مجھے وہ قید دل و جان سے قبول ہو گی لیکن مجھے اس دنیا سے چھپا لو

لیکن ہوا کیا تم تو اپنی نئی دنیا میں گم تھے مشہور پلے بوائے کہلاتے ہو میں
نے تمہارے علاوہ کچھ سوچا نا اور تم نے ایک مجھے ہی نہیں سوچا
مجھے تم سے تم سے جڑی ہر چیز سے نفرت ہے حتیٰ کہ خود سے بھی ٹیبل
پر پڑی ہر چیز کو زمین بوس کرتے ہوئے چیخ کر کہا لیکن یہ شور بھی
کمرے کی چار دیواری تک ہی رہ گیا

کیا فائدہ آپ کی اتنی محنت کا اتنے سال لگا دیے
لیکن وہ یہاں آتے ہی مجنوں بن گئے ان کو دیکھتے ہی ثناء نے نفرت
بھرے لہجے میں ان سب کے جانے کے بعد صفیہ بیگم سے کہا جو خود
غصے سے بھری بیٹھی تھی

ہاں ماں دیکھا آپ نے کیسے وہ بسام محبت بھری نظروں سے مائیسہ کو تک رہا تھا جیسے اس کے علاوہ تو کوئی ہے ہی نہیں یہاں فرح نے بھی آگ لگائی تو صفیہ بیگم نے چمچ پٹک کر پلیٹ میں رکھا

کتنی اکڑ دکھا رہی تھیں وہ لیکن فاطین صاحب کیسے دم دبا کر پیچھے بھاگے اس عنان کے

چپ کرو تم تینوں صفیہ بیگم نے اپنے بیٹے فہد کی بات کاٹتے ہوئے کہا تو وہ تینوں چپ کر گئے

پہلی بار آمنے سامنے آئے ہیں نا تو اسی لیے روایتی مردوں کی طرح محبت جاگ رہی ہے

پرورش تو میری ہی ہے اگر پرورش بھی یہاں کام نا آئی تو اتنے سالوں کی نفرت جو بوئی ہے اپنی باتوں سے

بس اس شعلے کو بھڑکانے کی دیر ہے جسے ناراضگی سمجھ رہے ہیں یہ سب ایک دوسرے کو جان سے مارنے کے درپر نا آئے تو میرا نام بھی صفیہ نہیں اپنے لفظوں میں زہر بھر کر کہا تو ان کے تینوں بچے اس بات پر مسکرا دیے

ایک دم سے کوئی دروازا کھول کر داخل ہوا تو حیام نے آنکھیں کھول کر اندھیرے میں آنے والے کو دیکھنا چاہا جواب ہاتھ سے ٹٹول کر لائیٹس اون کر رہا تھا

ایک دم سے سارا کمرا روشنی میں نہا گیا تو حیام نے آنکھیں زور سے میچ لی وہ کب چئیر پر سر رکھے سو گئی پتا نہیں چلا اور اب ایک دم سے اتنی لائٹس آن ہونے پر آنکھوں میں ایک دم سے چبھن ہوئی

دروازا بند ہونے کی آواز پر حیام نے آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا تو حسام دروازے سے ٹیک لگائے مخمور نظروں سے اسے ہی دیکھنے میں مصروف تھا

یہ کیا بتمیزی ہے ساری عمر باہر گزار آئے ابھی تک اتنے مینرز نہیں آئے کہ کسی کے روم میں دستک دیے بغیر نہیں جاتے حیام نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بتمیزی سے کہا تو حسام نے اپنی مٹھیاں بھینچ کر غصہ ضبط کرنا چاہا

روم چھوڑوں میں تو چینجنگ روم میں بھی ود آؤٹ پرمیشن آنے کا حق رکھتا ہوں

می کورازون لیٹ

(My heartbeat)

حسام نے گھمبیر آواز میں کہا تو حیام نے سخت نظروں سے اسے گھورا

شاید وہ سمجھ رہا تھا کہ اسے سپینش نہیں آتی لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ بزنس کی وجہ سے کئی ممالک میں جا چکی ہے تو اسے کافی زبانیں آتی تھی ایسے حوس کے مارے دل کی جانے کتنی دھڑکنیں ہو گی مجھے ان میں شمار نا ہی کرو تو بہتر ہے

حسام کو لگا کسی نے پگھلتا ہوا سیسہ اس کے کانوں میں ڈال دیا ہو

سیاہ آنکھیں پل میں سرخ ہوئی لمبے لمبے ڈنگ بھرتا وہ پل میں حیام کے روبرو کھڑا ہوا جو

سنجیدہ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی

دونوں ہاتھوں میں حیام کے بازو دبوچ کر خود کے قریب کیا جو کہ ابھی بھی سنجیدہ نظریں لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی

آج میں نے سن لیا اور برداشت بھی کر لیا مسسز آئندہ یہ غلطی کبھی نا کرنا کیونکہ محبت اور کردار دونوں پر حسام راجپوت کوئی بات برداشت

نہیں کر سکتا سرد لہجے میں حیام کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تو وہ

ہنوز سنجیدہ چہرہ لیے اسے دیکھ رہی تھی

جیسے کہنا چاہ رہی ہو جو مرضی کہو مجھے فرق نہیں پڑتا

لیکن اپنے ہاتھوں میں نازک خوشبوؤں بھرا وجود حسام راجپوت کو اپنے

اعصابوں پر چھاتا محسوس ہو رہا تھا

بازوؤں سے سرکتے ہوئے ہاتھ کمر پر آئے اور کمر پر گرفت مضبوط کر

کہ رہا سہا فاصلہ بھی ختم کر دیا

حسام نے استحقاق بھری نظروں سے حیام کے چہرے کے نقوش دل

میں قید کیا

تم کیا جانو مسسز تمہارے لیے یہ حسام راجپوت کتنا تڑپا ہے گھمبیر آواز

میں نظروں کے رستے حیام کو دل میں اتارتے ہوئے کہا تو اس نے تلخی

سے مسکرا کر حسام کو دیکھا اور اپنے دونوں ہاتھ اس کے کندھے پر رکھ دیے

حسام کے دل نے ایک بیٹ مس کی اور حیام کو شدت سے خود میں بھینچ لیا

سوچتا تھا جب تمہیں ملوں گا تو کیا بات کروگا کہاں سے شروع کروگا لیکن جب تم سامنے آئی تو لگا میں تو صدیوں سے تم سے باتیں کرتا آیا ہو کوئی تمہید باندھنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی

سامنے موجود وجود میرا تھا میری ملکیت میری ہر آتی جاتی سانس کی گواہی تھا

نا کوئی جھجھک محسوس ہوئی

بس محسوس ہوئی تو محبت اپنا پن یہ احساس محسوس ہوا کے تم تو ازل سے

میری تھی اپنی گھمبیر آواز میں سرگوشی کرتا وہ حیام کے دل کی دھڑکنیں

منتشر کر گیا

لیکن ماضی ایک دم سے نظروں کے سامنے لہرایا تو حیام نے سختی سے

ہونٹ بھینچ لیے اور نظریں اٹھا کر دیکھا تو آنکھوں میں جذبات کا

ٹھاٹھیں مارتا سمندر لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا

تمہیں یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں ہے حیام کی بات پر حسام نے

حیران نظروں سے اسے

میں نے کبھی کسی کا حق نہیں مارا تو تمہارا کیسے حق رکھ سکتی ہوں

اگر یہ سب اپنا حق لینے کے لیے کر رہے ہو تو لے لو لیکن اس کے بعد

مجھے اپنی شکل کبھی مت دکھانا حیام کی بات پر حسام نے بے یقینی سے

اس کی طرف دیکھا

آنکھوں میں اپنے لیے بے اعتنائی اور نفرت دیکھ کر سے اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا کہنے کو جیسے کوئی لفظ ہی نہیں بچا تھا

ایک دم سے حیام کو خود سے دور دھکا دیا

بے یقینی کی جگہ غصے نے لے لی خونخوار نظروں میں آگ سی تپش لیے حیام کو دیکھا

حسام کے ایسے دیکھنے پر ایک سرد لہر اپنے وجود میں سرایت کرتی محسوس ہوئی لیکن سر جھٹک کر اس کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑی

بہت شوق ہے ناحق دینے کا تو تیار رہنا مسسز حسام راجپوت بہت جلد اپنا حق تم سے وصول کروں گا اور شکل تو ساری زندگی تمہیں یہی دیکھنی پڑے گی

تمہارے نام پر تو میرے ی چھاپ ہے ہی لیکن تمہارے وجود پر بھی اتنی گہری چھاپ چھوڑوں گا کہ جب بھی چہرہ دیکھو گی تو میرا ہی عکس پاؤ گی

دبی دبی آواز میں غرا کر کہا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا

جبکہ حیام ابھی بھی بند دروازے کو دیکھ رہی تھی

اٹھی نہیں تمہاری بہن اور اس کی اولاد فردوس بیگم نے سخت لہجے میں پوچھا تو رضوان صاحب گڑبڑا گئے

نہیں دراصل بچوں اور باجی کو شاید لیٹ اٹھنے کی عادت ہے

ہنہہ فردوس بیگم نے ہنکارہ بھرا

وہ جانتی تھی کیسے اس عورت اور اس کی ماں نے ان کی معصوم لاڈوں پلی بیٹی کی زندگی عذاب کر رکھی تھی

اور کیسے انکی نواسیوں کے شوہروں کو ان سے دور لے گئی تھی بے شک وہ تب چھوٹے تھے لیکن وہ ان کا مقصد جانتی تھی

اب ان کی یہی کوشش تھی جب تک وہ اس گھر میں ہے ان کا سامنا کم ہی ہو

مائسہ بیٹا آج حسام اور بسام آپ کے ساتھ آفس جائیں گے

ان کی کمپنی کی ساری ڈیٹیلز آپ انہیں سمجھا دی جیئے گا رضوان صاحب نے مائسہ کو مخاطب کر کہ کہا تو اس نے سر ہلانے پر اکتفا کیا

بسام نے بغور جائزہ کے چہرے کی طرف دیکھا وہ کل بھی سنجیدہ تھی لیکن آج سنجیدگی میں اضافہ ہو گیا تھا صرف مائسہ ہی نہیں باقی تینوں بھی کل کی نسبت زیادہ سنجیدہ تھی

اور فاطین بیٹا آپ کا ہاسپٹل کے بارے میں کیا ارادہ ہے

جی چاچو الحمدللہ سارا کام تو مکمل ہے بس کل کچھ ڈاکٹرز کے انٹرویو ہیں

اور آج جاکر میں سب کچھ چیک کرلوں گا

تھینک یو سو مچ چاچو آپ نے ہاسپٹل بنانے میں اتنی ہیلپ کی ورنہ میرا

سٹڈی اور ہاؤس جاب کے بعد آنا کافی مشکل تھا

حسام اور بسام نے اپنے بابا کا بزنس سنبھالا تھا جبکہ فاطین کو ڈاکٹر بننے کا

شوق تھا اور دانیال کو لائیر

اسی لیے جب فاطین نے میڈیکل کی سٹڈی سٹارٹ کی تو رضوان

صاحب نے اس کے لیے یہاں ہاسپٹل تعمیر کروانا شروع کر دیا

یہ صرف انہوں نے اپنے بھائی کے بیٹے کے لیے کروایا تھا نا کہ اپنا داماد

سمجھ کر

کیونکہ وہ اپنی بیٹیوں پر کوئی دباؤ نہیں ڈالنا چاہتے تھے

ڈیڈ آج میں ارحم کے ساتھ جانے والی ہوں لیٹ ہو جاؤ گی ویٹ مت کیجئے گا

میں چینج کر آؤ حیام نے اٹھتے ہوئے کہا تو رضوان صاحب نے سر ہلا کر اسے اجازت دی

حیام نے اپنے کمرے کا رخ کیا آج وہ بریک فاسٹ کے لیے لیٹ ہو گئی تھی اسی لیے ریڈی نہیں ہو سکی

اسے پتا تھا جب تک وہ چاروں صبح ان کے ساتھ ناشتہ نا کرتی تو رضوان صاحب نے بھی کچھ نہیں کھانا تھا

اور کھانے کے بعد ان کی میڈیسن لینا ضروری تھا اسی لیے حیام نے پہلے ناشتہ کرنا کا سوچا

تم کہا جا رہے ہو لڑکے حسام کو اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے دیکھ کر فردوس بیگم نے سخت لہجے میں پوچھا

حیام سے بات کرنی ہے مجھے بنا ان کی طرف دیکھے لمبے لمبے ڈنگ بھرتا

حسام حیام کے روم کی جانب بڑھا

ہنہہ کیا بے شرمی ہے کتنی ڈھٹائی سے گیا ہے یہ لڑکا اور تم کچھ کہہ بھی

نہیں رہے جوان جہاں لڑکی کے کمرے میں چلا گیا وہ تمہارا بھتیجا

فردوس بیگم کو تو سوچ کر ہی تپ چڑھی جا رہی تھی

وہ نہیں چاہتی تھی ان کی نواسیوں کے ساتھ بھی وہی سلوک ہو جوان

کی بیٹی کے ساتھ ہوا

اسی لیے وہ چاہتی تھی جتنی جلدی ہو سکے یہ نکاح ختم ہو جائے

وہ صرف بھتیجا نہیں چچا جان کا داماد بھی ہے شاید آپ بھول رہی ہیں کہ

وہ حیام کا شوہر ہے رضوان صاحب کے کچھ بولنے سے پہلے ہی دانیال

نے اپنا غصہ دباتے ہوئے سرد لہجے میں کہا تو فردوس بیگم نے سر جھٹکا

کہا کا شوہر صرف دو بول نکاح کے ہوئے ہیں اور اس کی کوئی حثیت نہیں اور تم لوگ مہمان ہو اس بات پر بحث کر کہ کوئی بدمزگی نہیں چاہتی میں فردوس بیگم نے اٹھتے ہوئے کہا اور اختر صاحب کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اٹھنے میں مدد دی اور انہیں لیے اپنے روم کی طرف بڑھ گئی جبکہ دانیال کے ساتھ ساتھ ان کی بات پر فاطین اور بسام نے بھی غصے سے اپنے جبڑے بھینچے

وہ کافی عمر کی ہو گئی ہیں اس لیے انہیں پتا نہیں چلتا کبھی بہت غصہ اور کبھی بہت پیار سے بات کرتی ہے رضوان صاحب نے ماحول کی کشیدگی کو ختم کرنے کے لیے کہا

Baba, your explanation will not change the reality

بابا آپ کے اس طرح وضاحتیں پیش کرنے سے حقیقت تو نہیں بدل جائے گی نا

مائسہ نے اٹھتے ہوئے کہا تو بسام نے اپنی سرخ ہوتی آنکھوں سے مائسہ گھورا

So what do you think is the reality? تو پھر

تمہارے خیال میں حقیقت کیا ہے

بسام نے سرد لہجے میں استفسار کیا جس پر مائسہ نے نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا

گرے پینٹ کوٹ کے ساتھ وائٹ شرٹ پہنے گھنے براؤن بالوں کو جیل سے سیٹ کیے اپنے دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھے پشت چیئر سے ٹکائے وہ مکمل طور پر اس کی طرف ہی متوجہ تھا

بھوری آنکھیں اس وقت غصہ ضبط کرنے کی کوشش میں لمحہ بہ لمحہ سرخ ہو رہی تھی

اس موضوع پر پھر کبھی بات کریں گے ابھی تم سب جاؤ اپنے اپنے کاموں پر رضوان صاحب نے مائسہ کے بولنے سے پہلے ہی اٹھتے ہوئے بات ختم کی اور ان سب کو جانے کا کہا

جس پر نبال نے اٹھتے ہوئے حیام کی کار کی چابیاں اٹھائی کیونکہ آج وہ تو لے کر نہیں جا رہی تھی اسی لیے اس نے سوچا وہ بائیک کی بجائے اس پر چلی جائے گی

میں تو سونے جا رہی ہوں بھئی آج شام میں ہے شومیر اعنان نے اٹھتے ہوئے کہا اور سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی

عنان کے جاتے ہی فاطین بھی وہاں سے اٹھ گیا اور اپنے قدم باہر کی جانب بڑھائے

جس کی خاطر بے مقصد وہ کب سے وہاں بیٹھا تھا جب وہ ہی نہیں تھی تو کیا فائدہ تھا ان سب کا میلوڈرامہ دیکھنے کا

اسے پتا تھا وہ ناراض ہیں انہیں پیار محبت سے منائے گے تو وہ مان جائیں گی لیکن اس کے جلاد بھائی جو دنیا کو نوک پر رکھتے ہیں

انہیں منانا ہی کب آتا ہے اسی لیے وہ ناراضگی یا غصے میں کچھ کہتی ہیں تو وہ اس سے دو ہاتھ آگے جاتے ہیں فاطین نے سوچ کر سر جھٹکا اور کار میں اپنا بیگ رکھا اور غیر ارادی نظر اوپر اٹھائی تو عنان ٹیرس پر کھڑی فون پر کسی سے بات کرنے میں مصروف نظر آئی

ہستے ہوئے شاید اس کی آنکھوں میں پانی آیا تھا جو اس نے اپنی انگلی سے صاف کیا

عنان کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر فاطین کو اپنی روح تک سکون محسوس

ہوا لیکن یہ صرف وقتی تھا

کیا فون پر کوئی لڑکا موجود ہے وہ جو کار سے ٹیک لگائے اسے دیکھنے میں

مصروف تھا دماغ میں آنے والی سوچ پر ایک دم سے سیدھا ہوا

لڑکی بھی تو ہو سکتی ہے اپنے خیال کی نفی کی

لیکن چاچو نے تو بتایا تھا کہ وہ دوست نہیں بناتی اور دوست میں تو

لڑکیاں ہی ہوتی نا

الجھن بھری نظروں سے عنان کو دیکھا جو ابھی بھی مسکراتے ہوئے

بات کرنے میں مصروف تھی کبھی ہوا کی دوش پر چہرے پر آجانے والی

زلفوں کو اپنے کان کے پیچھے ارستی کتنا دلکش منظر لگ رہا تھا یہ لیکن اس

سوچ کہ آنے سے پہلے پہلے

اگر لڑکا دوست ہوا

چلو دوست تو ہوا لیکن کون دوست صبح صبح فون کر کہ گپے ہانکتہ ہے

ایک دم غصے کی شدید لہر وجود میں سرایت کر گئی کار کا دروازہ زور سے

بند کر کہ اپنے قدم مینشن کے اندر بڑھائے

تن فن کرتا ہوا وہ باہر آنے والے دانیال سے ٹکرایا جو نبال کے جانے کا

ویٹ کر رہا تھا کہ وہ جائے اور پھر اس کے پیچھے وہ نکلے

کیا ہوا بھائی یہ لال بھبھوکا بن کر کہا جا رہے ہیں آگے جاتے فاطین کا بازو

تھام کر کہا تو فاطین جھٹکے سے مڑا

اگر تم نہیں چاہتے دانیال کے میں تمہارے دانت توڑ کر ہاتھ میں دے

دوں اور نبال کو تمہیں ریجکٹ کرنے کا ایک اور موقع مل جائے تو

شرافت سے یہاں سے دفع ہو جاؤ فاطین غصے سے دھاڑا تو دانیال نے

ہونٹوں تلے لب دبا کر اس کا بازو چھوڑ دیا

تو وہ سیڑھیاں پھلانگتا ہوا پل میں عنان کے کمرے تک پہنچا

جبکہ اس کے جانے کے بعد نبال والی بات پر دانیال کے تاثرات بدلے

اس کے پاس مجھے ریجیکٹ کرنے کے لاکھ ریزنس ہو اور ایکسپٹ کرنے

کا ایک بھی نہیں تب بھی اسے آنا تو دانیال راجپوت کے پاس ہی ہے

حسام روم میں آیا تو اسے وہ کہہ نہیں دکھی شاید چیجنگ روم میں ہو حیام

کے باہر آنے کا انتظار کرتے ہوئے وہ سائیڈ پر پڑے صوفے پر براجمان

ہو گیا

حیام جو اپنے دیہان میں یونیفارم پہن کر باہر آئی تھی اور بنا کسی طرف

دیکھے مرر کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی

جبکہ حسام اسے پولیس یونیفارم میں دیکھ کر مبہوت ہو گیا اور فخر بھی

محسوس ہوا

جبکہ حیام سنجیدہ نظروں سے آئینے میں اپنا عکس دیکھ رہی تھی

چہرے سے ہوتے ہوئی نظریں اپنے پیٹ پر گئی

اپنا ہاتھ پیٹ پر رکھ کر بری طرح سے اپنا نیچے والا لب کچلا

حسام جو بغور اسے دیکھ رہا تھا اٹھ کر دبے قدموں سے اس کے پیچھے آکر کھڑا ہو گیا

اسے حیام اس وقت کھوئی کھوئی سی محسوس ہوئی جو حسام کا پیچھے کھڑا ہونا محسوس نہیں کر پائی

حیام نے اپنی شرٹ کو پکڑ کر اوپر کرنا چاہا جب حسام نے پیچھے سے اپنے حصار میں لیتے ہوئے شرٹ اوپر اٹھاتے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر اپنے دونوں ہاتھ حیام کے پیٹ پر باندھ دیے

جبکہ حیام کو اپنا وجود اس وقت ساکت ہوتا محسوس ہوا آنکھوں میں بے یقینی لیے آئینے میں اپنے پیچھے موجود وجود کے عکس کو دیکھا

جو آنکھوں میں چاہت لیے اسے ہی دیکھنے میں مصروف تھا

حسام کو بالکل یاد نہیں تھا کہ وہ کس وجہ سے اس کے پیچھے آیا

وہ توارحم نامی بلا کے بارے میں بحث کرنے آیا تھا لیکن اسے اس وقت اپنا آپ بہکتا ہوا محسوس ہوا

مسسز اس احساس کو محسوس کرنے میں وقت ہے لیکن اگر آپ اس احساس کو محسوس کرنا چاہتی ہے تو ہمیں ابھی سے کوشش شروع کر دینی چاہیے اپنی ناک حیام کی گردن پر سہلاتے ہوئے ذو معنی انداز میں سرگوشی کی

اپنی بات پر حیام کا کوئی ردِ عمل نا دیکھ کر حسام نے نرمی اسے اسے کندھوں سے تھام کر رخ اپنی طرف کیا

اسے وہ کہی کھوئی کھوئی لگی

تھوڑی دیر پہلے ان آنکھوں میں بے یقینی دیکھی تھی لیکن اس وقت بالکل خالی خالی محسوس ہوئی

تم کہتی ہو حیام کہ میرا دل حوس کا مارا ہے لیکن تم نہیں جانتی یہ دل تو تمہاری محبت کا مارا ہے حیام کا ہاتھ تھام کر اپنے سینے پر دل کے مقام پر رکھتے ہوئے کہا تو حیام کو وہ بے ترتیب ہوئی دھڑکنیں خود میں دھڑکتی محسوس ہوئی

نظریں اٹھا کر حسام کہ آنکھوں میں دیکھا جو جزبات سے سرخ ہوتی آنکھیں اسی پر ٹکائے محویت سے اسے ہی دیکھنے میں مصروف تھا

چوٹ کیسے لگی یہ بات بھولی جا سکتی ہے لیکن اس چوٹ پر تکلیف کتنی ہوئی وہ احساس کبھی نہیں بھولا جا سکتا

شاید اس احساس پر کوئی دوسرا احساس غالب آجائے مگر وہ داغ وہ کبھی بھی ہمیں یہ بھولنے نہیں دیتا

کہ وہ کسی چوٹ کے لگنے پر ہی واضح ہوا تھا

لاکھ چاہنے کے باوجود بھی وہ ان الفاظ کو زبان تک نالا سکی اور تلخ مسکراہٹ سے حسام کہ طرف دیکھا اور اس کا حصار توڑ کر دو قدم پیچھے ہو کر کھڑی ہو گئی

جبکہ حیام کہ اس حرکت کو حسام نے ناگواری سے دیکھا

تم جو مجھ سے دور ہو جاتی ہو اور میں چپ چاپ تمہاری بے اعتنائی اور بے رخی برداشت کر رہا ہوں تو اس کا ہر گز یہ مطلب نا سمجھنا کہ حسام راجپوت مجبور ہے میں صرف تمہیں وقت دے رہا ہوں اور یہ بات تم بھی جانتی ہو کہ تم پر سب سے زیادہ حق میرا ہے صرف اور صرف میرا اس دیے گئے وقت کے دوران بھی میں تمہیں یہ اجازت نہیں دیتا کہ تم میرے قریب آنے پر دوری بناؤ یہ بات میں کبھی برداشت نہیں کر سکتا حیام

کوئی کام تھا آپ کو حسام کی باتوں کو سرے سے ہی نظرانداز کر کہ سوال

پوچھا تو حسام نے

غصے سے حیام کو گھورا

کون ہے یہ ارحم اور کیوں جاؤ گی تم اس کے ساتھ وہ جو پلٹ رہی تھی

نرمی سے بازو تھام کر اپنی طرف رخ کر کہ استفسار کیا

اٹھارہ سال کی عمر میں اپنے باپ کے علاوہ اپنے تایا کا بھی بزنس سنبھالنا

شروع کیا تھا میں نے

پولیس آفیسر بننے کے بعد ہزاروں کیسسز دیکھے میں نے

اس سب عرصے کے دوران مجھے ان گنت مردوں سے بھی ملنا پڑا ان

کے ساتھ کام کرنا پڑا

ان گنت کیا اس فیلڈ میں مجھے زیادہ تر مردوں کے ساتھ ہی کام کرنا پڑا

تو اب میں آپ کو صرف ایک ارحم کون ہے کی وضاحت نہیں دے سکتی

یہ سوال سات سال پہلے کرتے تو میں جواب دیتی جھٹکے سے حیام نے اپنا بازو چھڑا کر رخ آئینے کی طرف کیا جبکہ حسام سخت نظروں سے اسے دیکھتا رہا جواب مکمل طور پر اسے نظر انداز کرنے میں مصروف تھی

ہم چلیں پھر آفس بسام نے اٹھتے ہوئے مائسہ سے کہا جو موبائل پر مصروف تھی

حسام بھائی اجائے پھر چلتے ہیں مائسہ نے بات ختم کرنے کو کہا

وہ تو شاید لیٹ ہی آئے بسام نے شوخ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجا کر آگے کو جھکتے ہوئے کہا تو مائسہ نے ناسمجھی سے اس کی طرف دیکھا

ایسا کیوں ہو گا وہ بات کرنے گئے ہیں آتے ہی ہو گے مائسہ نے دوبارا نظریں موبائل پر مرکوز کرتے ہوئے کہا تو بسام نے خونخوار نظروں سے موبائل کو گھورا

اور اٹھ کر بنا مائسہ کو سمجھنے کا موقع دیے اس کے ہاتھ سے موبائل جھپٹ لیا

آئندہ جب میں تمہارے پاس ہوں یا تم سے مخاطب ہوں تو میں تمہارا دیہان اپنے علاوہ کسی اور طرف نا دیکھو

جس طرح میری مکمل توجہ کا مرکز تمہاری ذات ہے ویسے ہی تمہاری توجہ کا مرکز بھی صرف میری ذات ہونی چاہیے

سرد لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو مائسہ نے اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر اسے دیکھا

جانتی تھی ابھی اور مرچیں لگے گی ہوا بھی وہی

جب بسام کی نظریں موبائل کی سکرین پر گئی تو انسٹا پر کسی سنگر کی آئی ڈی اوپن تھی جیلسی اور غصے کے باعث پل میں چہرے اور آنکھوں کا رنگ سرخ ہوا

دل چاہا کے سامنے دیوار میں مار کر اس فون کے ٹکڑے کر ڈالے لیکن

اپنے چہرے اور بالوں میں ہاتھ پھیر کر اشتعال پر قابو پانا چاہا

اور نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا جو اسے ہی دیکھنے میں محو تھی

تمہیں کیوں لگتا ہے بسام راجپوت کہ تمہاری مکمل توجہ کا مرکز میری

ذات ہے

اگر تمہاری مکمل توجہ ایسی ہے تو اٹھتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ ٹیبل پر

رکھ کر آگے کو جھکی

جبکہ مائسہ کے اس انداز پر بسام کے دل نے ایک بیٹ مس کی

میں مائسہ راجپوت لعنت بھیجتی ہو ایسی توجہ پر

اپنی ایسی توجہ کا مرکز اپنی لندن والی کسی ہوتی سوتی کو بنانا

سرد لہجے میں کہہ کر اپنا رخ باہر کی جانب کیا جبکہ بسام نے غصے سے اپنی

مٹھیاں بھینچی

عنان جو فون بند کر کہ کمرے میں جانے لگی تھی ٹیرس پر آرہے فاطین کے ساتھ بری طرح سے ٹکرائی ابھی وہ گرتی

کہ فاطین جو خود گڑ بڑا گیا تھا جلدی سے کمر سے تھام کر عنان کو گرنے سے بچایا

اس غیر متوقع افتاد پر دونوں کی دھڑکنیں پل میں تیز ہوئی جب عنان نے خود کو سنبھال کر پیچھے ہونا چاہا تو فاطین نے اس کی کوشش کو ناکام بنا کر بازو سے پکڑ کر اندر کھینچا اور بائیں ہاتھ سے ٹیرس کا دروازا بند کر کہ عنان کو اس کے ساتھ پن کر دیا

جبکہ اپنے دونوں ہاتھ اس کے اطراف میں رکھ کر اس پر جھک آیا جبکہ عنان آنکھوں میں غصہ لیے اسے گھورنے میں مصروف تھی

کیا بتمیزی ہے یہ فا ایک دم سے زبان سے نکلنے والے الفاظ پر عنان پہلے تو حیران ہوئی

میرا مطلب فاطین اپنے جملے کی درستگی کر کہ عنان نے فاطین کو گھورا جو اس کے فا بلانے پر مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا

کیا مسئلہ ہے کیوں مسکرا رہے ہو عنان نے تپ کر کہا تو فاطین نے ہولے سے اپنے لب اس کے گال پر رکھ دیے

کچھ نہیں بس ایسے ہی اپنی مسسز پر پیار آرہا تھا اپنے گال کو عنان کے گال پر رب کرتے ہوئے کہا تو داڑھی کی ہلکی سی چبھن پر عنان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

شوہر کی محبت سچ میں عورت کے ہر غم کا ازالہ کر دیتی ہے میں کتنی ناراض تھی تم سے شاید نفرت کرنا چاہتی تھی لیکن دو دن سے تمہاری

نظروں میں خود کے لیے محبت چاہت دیکھ کر مجھے اپنا آپ بہت قیمتی محسوس ہو رہا ہے

تمہاری ذرا سی عنایت میرے دل میں سوئی ہوئی محبت کو جگا رہی ہے

کیا میں ایک عام سی بیوی کی طرح اپنے شوہر کی محبت پر خود کو وار دوں یا تمہاری اتنے سالوں کی بے اعتنائی پر دھتکار دوں اپنی گہری آنکھوں کو فاطین کی سیاہ آنکھوں میں گاڑھتے ہوئے عنان نے سوچا

مجھے قبول ہے کہ میں عام سی بیوی کی طرح اپنا آپ تم پر وار دوں فاطین راجپوت

کیونکہ تم جیسے بھی ہو، ہو تو میرے ہی اپنے علاوہ تو میں تمہیں کسی کے لیے نہیں چھوڑوں گی

کیونکہ عنان راجپوت اپنی چیزیں کسی کو نہیں دیتی تم تو پھر میرے بچپن کے شوہر ہو

فاطین جو عنان کے سنجیدہ چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا آہستہ سے جھک کر دوسرے گال پر بھی اپنے لب رک دیے

بیوی یار کتنا ناراض رہو گی دیکھو نا ایک طرف سے اچھا بھی تھا نا ہمارا یہاں سے جانا

اگر یہاں ہوتے تو دل کمبخت نے تمہارے علاؤہ کہی لگنا نہیں تھا اور پھر تمہارا شوہر بچارا دن رات تمہیں سوچتا رہ جاتا نا پڑھ پاتا نا کچھ بن پاتا اور تمہیں بھی کچھ نا کرنے دیتا پھر پھوپھو نے کہنا تھا دونوں میاں بیوی ہی ان پڑھ جاہل فاطین مسکراتے ہوئے اپنی بات مکمل کرتا جب عنان نے اپنی انگلی اس کے ہونٹوں پر رکھ دی

فاطین نے مخمور ہوتی نظروں سے عنان کو دیکھا جس کا چہرہ فاطین کی گرم سانسوں کی تپش سے اس وقت لال ہو رہا تھا

دونوں ہاتھوں سے فاطین کا کالر پکڑ کر اسے خود پر جھکایا جس پر فاطین

نے دونوں ہاتھوں سے اسے کمر سے تھام کر خود میں بھینچ لیا

تو تم اپنی بیوی سے ایسے پیار کا اظہار کرو گے بھاری ہوتی سانسوں کے

درمیان عنان نے کہا تو فاطین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

نہیں بیوی ناراض تھی تو ڈر تھا کہی تھپڑ ہی نا مار دے ورنہ اظہار کرنے

کے تو بہت سے طریقے ہے میرے پاس عنان کی گردن میں منہ

چھپاتے ہوئے کہا تو عنان نے جھٹکے سے فاطین کو کالر سے پکڑ کر سامنے

کیا

جو اس وقت جزبات سے سرخ ہوتی آنکھوں سے عنان کو دیکھ رہا تھا

ابھی وہ کچھ کہتا کہ عنان نے اپنے لب فاطین کے لبوں۔پر رکھ دیے

عنان کی بے باکی پر پہلے تو وہ شاک ہوا

پھر اپنی بیوی کی دلیری پر ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی اپنا ایک ہاتھ کمر پر

لپیٹ کر اور دوسرا ہاتھ عنان کے بالوں میں الجھا دیا

عنان پیچھے ہٹتی کہ فاطین نے اس کی کوشش ناکام بنا کر پوری شدت سے

اس کی سانسوں سے اپنی سانسیں الجھا دی قطرہ قطرہ کر کہ خود میں عنان

کی خوشبو کو انڈیلنے لگا

اپنے ہونٹوں پر بڑھتی گرفت پر عنان نے مضبوطی سے فاطین کو

کندھوں سے تھام لیا جواب پیچھے ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا

عنان کی اکھڑتی سانسوں کو محسوس کر کہ فاطین مسکراتے ہوئے پیچھے

ہوا تو عنان نے اپنا سر اس کے کندھے سے ٹکا دیا

افففف بیوی بس اتنا حوصلہ تھا ابھی تو اتنے برسوں کی تشنگی مٹانی ہے جو

اتنی جلدی تو نہیں مٹے گی اور یہ تشنگی تو شاید ہی کبھی ختم ہو یہ تو روز بہ

روز بڑھتی ہی جائے گی عنان کو خود میں بھینچتے ہوئے کہا تو اس نے فاطین کے بازو پر مکہ رسید کیا

ہاسپٹل نہیں جانا کیا تمہیں عنان نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو فاطین نے گھور کر اسے دیکھا

ابھی تو میں اپنے بیمار دل کا علاج کروا کر راحت محسوس کر رہا ہوں میرا ڈاکٹر بڑی مشکل سے ہاتھ آیا ہے ایسے اسے چھوڑ کر نہیں جا سکتا نا چہرے پر مسکنیت سجا کر کہا تو عنان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئ اپنے ہاتھ میں عنان کے ہاتھ پکڑ کر انہیں دیوار سے پن کر کہ اس کی گردن پر جھک گیا

فاطین کی داڑھی کی ہلکی چبھن کے ساتھ اس کے ہونٹوں کا لمس اپنی گردن پر جا بجا محسوس کر کہ جسم کا سارا خون عنان کے چہرے پر سمٹ آیا

بھاری ہوتی سانسوں کا شور لمحہ بہ لمحہ بڑھنے لگا

جب وہ فاطین کو دور کرنے کی کوشش کرتی وہ اپنے عمل میں اتنی شدت لے آتا فاطین کے پیچھے ناہٹنے پر عنان نے اپنا آپ اس کے حوالے کر دیا

آنکھیں بند کر کہ اپنا ایک ہاتھ فاطین کے بالوں میں الجھا کر اور ایک اس کے کندھے پر رکھ کر اس کے لمس کو محسوس کرنے لگی

کچھ پل ہی گزرے تھے کہ موبائل کی آواز پر عنان نے آنکھیں کھولی فا کک۔کال آرہی ہے بھاری ہوتی سانسوں کے درمیان مشکل سے کہا تو فاطین نے سرخ آنکھیں اٹھا کر عنان کی طرف دیکھا جس کی گرے آنکھیں جذبات کی سرخی لیے ہوئے تھی فاطین کو اپنا آپ بہکتا ہوا محسوس ہوا وہ پھر سے جھکتا کہ موبائل پھر سے بجنا شروع ہو گیا

سخت بدمزہ ہو کر کال اٹینڈ کی جبکہ اس دوران عنان اپنی بے ترتیب ہوئی دھڑکنوں کو سنبھالنے میں لگی تھی وہ ابھی وہاں سے جاتی کہ فاطین نے کال پر بات کرتے ہوئے اس بازو سے کھینچ کر اپنے سینے سے لگا لیا ٹھیک ہے پہنچ رہا ہوں میں فون پر بات کر کہ عنان کی طرف متوجہ ہوا سو مسسز ریڈی رہیئے گا رات کو یہی سے کنٹینیوں کریں گے گھمبیر آواز میں سرگوشی کر کہ اپنا لمس عنان کے ماتھے پر چھوڑ کر وہاں سے چلا گیا جبکہ عنان حیا سے سرخ پڑتا چہرہ لیے بستر پر ڈھے گئی

مائسہ جیسے ہی

HANM Group of industries

میں داخل ہوئی اس کا ارادہ آفس میں جا کر سب فائلز کو اپنی سیکرٹری کے ہاتھ بسام کو بھیجنے کا تھا

کیونکہ وہ حسام کے بغیر ہی آگئی تھی اور اپنے پیچھے بسام کی کار کو دیکھ چکی تھی جو اس کی بات پر غصے سے پاگل ہو رہا تھا

مائسہ کی پیدائش پر رضوان صاحب نے اپنے بزنس کا نام اپنی بیٹیوں کے نام کے پہلے حروف کو جوڑ کر نیا رکھا تھا

بسام کی کار جیسے ہی باہر رکی تو کمپنی کا نیا نام دیکھ کر اسے حیرت ہوئی

کیونکہ یہ بات آج تک رضوان صاحب نے انہیں نہیں بتائی تھی

اگر کبھی بزنس کے حوالے سے کوئی بات بھی ہوتی تو وہ کمپنی کے پہلے نام سے ہی کرتے تھے

ایچ اے این ایم (ہانم) اسے ایک لمحہ لگا تھا ان الفاظ کو سمجھنے میں

لیکن اپنی حیرت پر جلد ہی قابو پا کر وہ تن فن کرتا مائسہ کے پیچھے بھاگا جو تیز تیز قدموں سے اندر جا رہی تھی

ابھی مائیسہ سیڑھیوں والی سائیڈ پر جاتی کہ بسام نے اس کا بازو پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے لفٹ تک لایا اور لفٹ کے کھلنے پر مائسہ کو لیے اندر داخل

ہوا

مائسہ پہلے تو اس افتاد پر حق دورہ گئی لیکن جب تک سمجھتی بسام اسے لیے لفٹ میں داخل ہو چکا تھا

وہ تو شکر تھا کہ لفٹ سائیڈ پر تھی ابھی سٹاف بھی آکر اپنی چیزیں سیٹ کرنے میں مصروف تھا اسی لیے زیادہ دیہان نہیں دیا

ہوش میں آتے ہی مائسہ نے لفٹ سے باہر نکلنا چاہا تو بسام نے اپنا بازو آگے کر کہ اسے روک دیا اور بٹن پریس کرنے لگا

بسام مجھے باہر جانا ہے بعد میں بات کرتے ہیں مائسہ نے التجائیہ آنداز میں کہا تو بسام نے بغیر اس کے لہجے پر غور کیے مائسہ کو زبردستی پیچھے کھینچا جو باہر جانے کی کوشش کر رہی تھی

بسام نے مائیسہ کو پیچھے کر کہ لفٹ کا بٹن دوبارا دبایا جسے وہ فرسٹ فلور پر روک چکی تھی

بسام کے پیچھے کرنے پر مائسہ اپنے پسینے سے بھگتے وجود کو لے کر پیچھے دیوار سے چپک گئی

میرا ضبط مت آزماؤ مسسز بسام راجپوت ورنہ جو میں کروگا تم ساری عمر نہیں بھول سکو گی اپنے بالوں میں ہاتھ پھنسا کر غرا کر کہا

لیکن اپنے پیچھے مائسہ کی سسکیاں سن کر جیسے ہی بسام نے پلٹ کر دیکھا تو اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئی

وہ کچھ ہی دیر میں مکمل پسینے سے بھیگ چکی تھی سانسیں اکھڑ رہی تھی اور آہستہ آہستہ زمین پر بیٹھتی چلی جا رہی تھی جب بسام اپنے سکتے سی کیفیت سے نکل کر اس تک پہنچا اور مائسہ موش اپنی بانہوں میں بھر لیا

مائسہ میری جان کیا ہوا ادھر دیکھو مائسہ بسام ایک دم سے چلایا

مم۔ مجھ۔ے سس۔ سا۔۔ نس۔ دو۔ رہہ۔ وپپ۔ لز خود کو بسام سے دور کرتے ہوئے کہا تو

بسام نے اس خود میں بھینچ لیا

سانس لو مائسہ کچھ نہیں ہوتا ابھی وہ بات کرتا کہ لفٹ کا دروازا حیام کے روم میں کھلا

مائسہ کو بازوؤں میں اٹھا کر بسام روم میں داخل ہوا اور وہاں پرے صوفے پر مائسہ کو لٹایا جس کی سانسیں ابھی بھی اکھڑ رہی تھی

رنگ ایک دم سے نیلا پر گیا

بسام کی آنکھیں پل میں آنسوؤں سے بھری سانس مائسہ کو نہیں آ رہی تھی تو دم اپنا گھٹتا محسوس ہو رہا تھا

کبھی اس کے ہاتھ سہلاتا اور کبھی پاؤں

ابھی وہ پھر سے اس کے ہاتھ سہلا رہا تھا

ان۔ہی مائسہ نے اٹکتے ہوئے کہنا چاہا جو بسام کو بالکل سمجھ نہیں آرہا تھا

میری جان میری زندگی مائسہ ایم سوری یار میں کیا کرو بسام کو اپنا دماغ مفلوج ہوتا محسوس ہو رہا تھا اتنی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کسی کو کال کر لے

مائسہ نے خود پر جھکے بسام کی گردن میں ہاتھ ڈال کر خود پر جھکایا اور اپنے لبوں کی گرفت بسام کے ہونٹوں پر سخت کر کہ اس کی سانسوں کو خود میں انڈیلنے لگی

جبکہ بسام کے دل کی دھڑکن ایک دم سے ساکت ہو گئی وہ اتنا گھبرا گیا تھا کہ اسے سمجھ ہی نہیں آئی کہ اسے سانس نہیں آرہی تو

مطلب وہ انہیلر کہہ رہی تھی

اپنی حیرانگی اور بیوقوفی پر لعنت بھیج کر مائسہ کی طرف متوجہ ہوا جو پورے حق سے بسام کی سانسوں کو خود میں انڈیل رہی تھی

بسام کو پیچھے کر کہ مائسہ اٹھ بیٹھی اور اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا

کیا ہوا مائسہ طبیعت زیادہ خراب ہے کیا مائسہ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے بسام نے فکر مندی سے استفسار کیا تو مائسہ نے بھیگی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا

Why are you crying Now you are scaring me. Let's go to the doctor۔۔

مائسہ کے ہاتھ کو تھامتے ہوئے کہا جسے اس نے نرمی سے پیچھے کر لیا اور اٹھ کھڑی ہوئی

میں ٹھیک ہوں اس کی ضرورت نہیں مائسہ نے ٹیبل کی طرف جاتے ہوئے کہا تو بسام نے بے بسی سے اس کی پشت کو دیکھا

اور کھڑا ہو کر ارد گرد نظریں دوڑائیں

یہ آفس رضوان صاحب کا تھا جوان کے بعد حیام نے سنبھال لیا تھا بسام کو یاد آیا جب وہ چھوٹی نازک سی مائسہ کو انکل سے ملوانے آفس لاتا تھا کتنا روتی تھی مائسہ وہ بسام نے مسکراتے ہوئے آفس کو دیکھا

کچھ یاد آنے پر وہ مائسہ کی طرف پلٹا تم انہیلر مانگ رہی تھی نا مائسہ کیا تمہیں۔

ایسا کچھ نہیں ہے بس لفٹ میں میرا دل گھبراتا ہے اور تم مجھے زبردستی لے گئے مائسہ نے بسام کی بات کاٹتے ہوئے کہا تو اس نے سمجھ کر سر ہلا دیا

پھر ہونٹوں پر شوخ مسکراہٹ لیے اس کی جانب بڑھا جو فائلز دیکھنے میں مصروف تھی

تو پھر مانتی ہو نا کہ تمہارا مجھ پر حق ہے اور یہ حق ہمارے رشتے کی ہی" بدولت ہے نا اور اسی حق کو استعمال کرتے ہوئے تم خود میرے اتنے قریب آگئی بسام نے ٹیبل پر آگے کو جھکتے ہوئے شوخ لہجے میں کہا" تو مائسہ نے نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا

مگر بنا جواب دیے دوبارا سے فائلز پر سر جھکا لیا

اب جب تم مجھ پر حق جتا چکی ہو تو میں اس کا مطلب تمہاری رضامندی ہی سمجھو نا کہ اب میں بھی جب چاہے جیسے مرضی اپنا حق تم پر ہونٹ کو دانتوں تلے دبا کر فقرہ ادھورا چھوڑ کر مائسہ کو دیکھا جو فائل کو سائیڈ پر کر کہ اس کی طرف متوجہ ہوئی تھی

مرنے والے کو بس سانسوں سے مطلب ہوتا ہے وہ جیسے بھی میسر ہو" جائیں تمہارے علاوہ کوئی اور ہوتا میں تب بھی "اس سے

جسٹ شیٹ اپ ،شٹ یور ماؤتھ ایک دم اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کرسی کو پیچھے کو ٹھوکر مار کر دھاڑا مائسہ کی بات پر بسام کو ایسے لگا جیسے کسی نے پگھلتا ہوا سیسہ اس کے کانوں میں انڈیل دیا ہو

وہ تو مائسہ راجپوت پر کسی کا سایہ تک برداشت نہ کرے کجا کہ اس کا خود کے لیے اس قدر۔۔۔ گھٹیا لفظوں کا استعمال بسام کو جلتے انگاروں پر لوٹا گیا

مائسہ راجپوت تمہاری اس گھٹیا بات پر میرا دل کر رہا ہے تمہیں دی اپنی ایک ایک سانس میں اتنا زہر بھر دوں کہ تم تڑپ جاو سانسوں کے لیے۔۔۔ جس زبان سے تم نے یہ بات کہی وہ زبان حلق سے کھینچ نکالوں

بھوری آنکھیں اس وقت خون چھلکانے کو تیار تھیں جو اپنی آگ کی مانند جذبوں سے سامنے والے کو جلا کر راکھ کر دینا چاہتا تھا

مائسہ نے اپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیری اور اسے دیکھا جو چکر کاٹتا اپنا غصہ کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا

تم اب اوور ریکٹ کر رہے ہو میں نے بس ایک بات مائسہ نے ہمت کرتے ہوئے کہنا چاہا جب بسام نے زور سے اپنے دونوں ہاتھ ٹیبل پر مارے

ایک بات مائے فٹ تمہاری ایک بات تمہیں اندازہ بھی ہے کہ کیا بکواس کر چکی ہو تم

میری بیوی مجھے کہہ رہی ہے کہ میری جگہ کوئی بھی ہوتا تو اسے صرف اپنی سانسوں سے مطلب تھا

اگر مجھے اپنی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے خونخوار نظروں سے مائسہ کو دیکھا مجھے بسام راجپوت کو ساری عمر اپنی ایک ایک سانس دے کر بھی تمہیں زندہ رکھنا پڑے تو میں کبھی پیچھے نہیں ہٹوں گا مگر جو

بکواس تم نے آج کی ہے۔۔۔۔اگرررر۔۔۔ایسی نوبت آئی تو میں
تمہاری سانسوں کی ڈور کھینچنے میں ایک سیکنڈ نہیں لگاؤں گا

بسام نے سرد آواز میں غرا کر کہا تو مائسہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ
دوڑ گئی بسام جھٹکے سے پیچھے ہوتا آفس سے منسلک روم کی جانب بڑھ گیا
اور دھاڑ سے دروازہ بند کیا۔۔۔۔مائسہ بسام کی اس قدر جنونیت دیکھ کر
کانپ گئی۔۔۔۔آنکھوں میں حیرت کا سمندر موجزن تھا
میری بات برداشت نہیں کر پا رہے اگر کبھی تمہیں پتا لگا کہ میں
آنکھیں لبالب آنسوؤں سے بھر گئیں بری طرح سے اپنے لب کچلتے
ہوئے واشروم کے بند دروازے کو دیکھا

بسام نے اپنے چہرے پر پانی ڈالتے ہوئے اپنے غصے کے ابال کو کم کرنے
کی کوشش کی جو مائسہ کی بات کو سوچتے بڑھتا ہی جا رہا تھا

اپنے دونوں ہاتھ سنک کے ارد گرد جما کر آئینے میں اپنا عکس دیکھا

بچپن کی خوبصورت یادیں بسام کی آنکھوں کے پردے پر لہرا گئیں

میری چھوٹی موٹی چڑیل یہ لو چاکلیٹ میں ہوم ورک کر لو پھر کھیلتے ہیں

مائسہ کے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں بسام نے چاکلیٹ پکڑاتے ہوئے

کہا

مائسہ سر ہلا کر چاکلیٹ کھانے میں مصروف ہو گئی تو بسام نے سکون کا

سانس لیا

اور اپنے ہوم ورک کی طرف متوجہ ہوا

مائسہ جس نے چاکلیٹ سے اپنے ہاتھوں اور منہ کو بری طرح بھر کر لیا

تھا اب ٹکر ٹکر کرتی اپنی موٹی نیلی آنکھوں سے بسام کو دیکھ رہی تھی کہ

وہ اس کا چہرہ صاف کرے

بام ندے (بسام گندے) مائسہ نے اپنے گندے ہاتھوں کو آگے کرتے ہوئے کہا

مائیسہ چپ کر کہ کھاؤ میں جلدی سے کمپلیٹ کر لو پھر کھیلتے ہیں بسام نے ویسے ہی اپنی کاپی پر جھکے ہوئے کہا

تو مائسہ نے اپنی موٹی موٹی آنکھوں سے ارد گرد کا جائزہ لیا تو اسے بسام کا بیگ صوفے کے ساتھ رکھا نظر آیا جبکہ بسام بیگ کے پاس نیچے بیٹھا ہوم ورک کرنے میں مصروف تھا

بام دیھو تو (بسام دیکھو تو) مائسہ نے دوبارا بسام کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا لیکن بسام کے جواب نا دینے پر مائسہ کی آنکھیں پل میں پانی سے لبا لب ہوئی مائسہ کرول کرتے ہوئے بسام کے بیگ کے پاس آئی

اس پر چڑھ کر صوفے پر چڑھی

بسام کی پیٹھ کو دیکھا جو اس کی بات نہیں سن رہا تھا

اور پھر مائسہ نے ایک دم اس کے اوپر چھلانگ لگائی بسام جو ہوم ورک کرنے میں مصروف تھا مائسہ کے خود پر گرنے پر آگے کو گرا

افففف مائسہ بال چھوڑوں میرے بسام نے اپنے بالوں کو مائسہ کی چھوٹی چھوٹی مٹھیوں کی گرفت میں پا کر کہا کیونکہ مائسہ نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں بسام کے بال پکڑ کر خود کو گرنے سے بچانے کی کوشش کی

اور بسام اس کی کوشش پر عش عش کر اٹھا میڈم کو خود کی چوٹ کی فکر تھی پھر چاہے بسام گنجا ہو جاتا

مائسہ اب اپنے چھوٹے چھوٹے دانتوں سے بسام کی گردن پر کاٹنے میں مصروف تھی

مائسہ افففف اللہ چڑیل چھوڑوں مجھے بسام نے پیچھے ہاتھ لے جا کر مائسہ کو پکڑتے ہوئے آگے کیا جو چاکلیٹ لگے منہ کے ساتھ ہاتھ پاؤں مارتی اس کے چہرے کی طرف بڑھنے کی کوشش کر رہی تھی

چڑیل تم دن بادن ویمپائر بنتی جا رہی ہو اففف میری مائسہ ذرا ترس نہیں آیا اپنے دوست پر بسام جو غصے سے گھورتے ہوئے اسے ڈانٹ رہا تھا کہ مائسہ نے پھر ایک دم سے کے ہاتھ کی پشت پر اپنے دانت گاڑ دیے درد سے بلبلاتے ہوئے بسام نے اسے نیچے پڑکا اور اپنا ہاتھ پکڑ کر دیکھنے لگا

بسام نے دانت کچکچا کر اس چھوٹے پیکٹ کو دیکھا جو اب اپنی ہاتھ کی پشت کو چہرے پر پھیرتے ہوئے چہرے کو صاف کرنے کی کوشش کر رہی تھی

بسام کو اس وقت مائسہ پر ٹوٹ کر پیار آیا تو اپنے ہاتھ کا درد بھولا کر اس کے پھولے پھولے گالوں پر اپنے لب رکھ مائسہ کو اپنی گود میں بٹھالیا اور ٹشو پکڑ کر مائسہ کے ہاتھ اور چہرہ صاف کیا

جس پر وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی

افففف میری چڑیل اس بات پر غصہ ہوئی تھی بسام نے مائسہ کی ناک دباتے ہوئے کہا تو اس نے جھٹ سے اپنا سر ہلایا

بام میں پالی ہوں نادندی نئ (بسام میں پیاری ہوں گندی نہیں) مائسہ نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے تالی بجا کر کہا تو بسام کا قہقہہ گونجا میری پیاری چڑیل بسام نے قہقہہ لگا کر کہا تو مائسہ نے غصے سے اٹھ کر اس کی ناک پر اپنے دو چھوٹے سے دانت گاڑ دیے جس پر بسام کی چیخیں جبکہ دانیال اور فاطین کے قہقہے وہاں گونجے جو ابھی وہاں آئے تھے

بسام نے سر جھٹک کر ماضی کی یادوں سے چھٹکارا پایا

میں آج بھی تمہارا وہی بام ہوں مائسہ جو تمہاری دی تکلیف کو پل میں بھلا دیتا تھا اور تمہاری خوشی میں خوش اور دکھ میں دکھی ہو جاتا تھا یہاں سے جانا میرا فیصلہ تو نہیں تھا جو تم مجھے یوں سزا دے رہی ہو مرد چاہے ہائی سوسائٹی کا رہنے والا پڑھا لکھا یا گاؤں میں رہنا والا ہو یا اپنی ساری عمر باہر گزار کر آیا ہو اپنی بیوی کے معاملے میں سب کی سوچ ایک ہی ہوتی ہے کوئی بھی غیرت مند مرد اپنی بیوی پر کسی غیر کا سایہ برداشت نہیں کرتا

تم جانتی ہو میں تمہارا غصہ ناراضگی تو برداشت کر لو گا اسی لیے مجھے ان لفظوں کی مار مار رہی ہو تلخی سے سوچتے ہوئے سر جھٹکا اور واشروم سے باہر آیا

بسام جو اتنی دیر سے اپنے غصے اور اشتعال پر قابو پا کر باہر آیا تھا سامنے ہی
میل ایپلوئی کو مائسہ سے مسکرا کر بات کرتے ہوئے دیکھ کر
غصہ پر عود آیا ماتھے کر بلوں میں اضافہ ہوا لمبے لمبے ڈگ بھرتا
ایمپلائے کے سر پر جا کر کھڑا ہو گیا
یہ بات اتنی بڑی تو نہیں تھی لیکن وہ پہلے ہی تپا بیٹھا تھا
آؤٹ بسام ایک دم سے لڑکے کے سر پر جا کر دھاڑا تو وہ بچارا ہڑ بڑا کر
اپنی جگہ سے اٹھا
مائسہ جو کچھ کہنے والی تھی بسام کے اتنے خطرناک تیور دیکھ کر چپ کر گئی
اور اب بچارے ایمپلائے کی درگت بنتے دیکھ رہی تھی جسے بسام خونخوار
نظروں سے گھور رہا تھا
اور بچارا لڑکا کبھی مائسہ کو دیکھتا اور کبھی اپنے سامنے کھڑے نئے باس کو

اب اس طرف دیکھا تو آنکھیں نکال دوں گا دفع ہو جاؤ شیر سی دھاڑ لیے

بسام پھر سے غرایا تو بچارا لڑکا اپنے نئے باس کے اتنے خطرناک تیور دیکھ

کر بنا فائلز لیے وہاں سے بھاگا

بسام نے اس سب کے دوران مائسہ کو مکمل طور پر نظرانداز کیا

نبال جو آفس میں بیٹھی اپنا کیس ریڈ کر رہی تھی

آفس ڈور پر ہونے والی دستک پر آنے والے کو اجازت دی

لیکن جب آنے والا کچھ دیر نا بولا تو نبال نے فائلز سے سر اٹھا کر سامنے

دیکھا اپنے سامنے دانیال کو دیکھ کر سیکنڈز میں نبال کے چہرے کے

زاویے بگڑے

جبکہ دانیال اس کے فیس ایکسپریشنز کو دیکھ کر مسکراتا ہوا آ کر اس کے

سامنے رکھی چیئر پر براجمان ہو گیا

کیوں آئیں ہے آپ نبال نے لگی لپٹی رکھی بغیر سرد لہجے میں دانیال سے پوچھا تو

دانیال نے مسکرا نبال کو دیکھا

اپنی پری سے ملاقات کرنے محبت بھرے لہجے میں کہہ کر دانیال نے استحقاق بھری نظروں سے نبال کا جائزہ لیا

جو وائٹ شرٹ پر بلیک کوٹ پہنے بالوں کو کیچر میں قید کر کہ پیچھے کو کھلا چھوڑا ہوا تھا

شہد رنگ آنکھوں پر لائنز اور مسکارا لگایا ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ اور بڑی بڑی لگ رہی تھی

دانیال کو نبال اس وقت اپنے دل میں اترتی ہوئی محسوس ہوئی

معذرت اس دنیا میں انسان ہی بستے ہیں پریوں کی تلاش میں آپ اوپر کا رخ کریں نبال نے طنزیہ لہجے میں کہہ کر نظریں دوبارا فائلز پر مرکوز کر لیں

اوپر کا رخ تو میں اپنی اس پری کے ساتھ ہی کروں گا

اور بتاؤں گا کہ رب نے میرے لیے دنیا میں ہی ایک پری بھیجی تھی

جس کی سنگت میں دنیا میں جنت بھی دیکھ لی میں نے تو دیکھنا وہاں موجود سب پریاں رشک اور حسد سے دیکھیں گی

نبال کی بات کو کسی خاطر میں نالا کر پھر سے دانیال نے اسی لہجے میں کہا تو نبال کو دانیال کی باتوں سے کوفت ہونے لگی

آنے کی وجہ بتائیں نبال نے جھنجھلاتے ہوئے کہا تو دانیال نے سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھا

گھر اکیلے میں تم سے بات کرنے کا موقع نہیں مل رہا تھا اور میرے ساتھ تم کہی جاتی نا اسی لیے تم سے بات کرنے یہاں آیا ہوں نبال کے لہجے کو نظرانداز کرتے ہوئے دانیال نے نرم نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا

تو کریں بات سن رہی ہوں میں نبال نے روکھے لہجے میں کہا تو دانیال نے گہرا سانس بھر کر اسے دیکھا دانیال کو جتنا اسے منانا آسان لگ رہا تھا اتنا تھا نہیں

انہیں تو یہی تھا کہ وہ تھوڑا سا ناراض ہو گی تو وہ منا لیں گے لیکن یہاں تو ناراضگی سے زیادہ کسی اور چیز کے ہی آثار نظر آرہے تھے

اگر سامنے بیٹھی لڑکی صرف اس کے نکاح میں ہوتی تو وہ نخرے برداشت کرنے کی بجائے اس کے پہلی بار کہنے پر ہی دو لفظ بول کر فارغ کر دیتا

لیکن بات صرف نکاح تک نہیں تھی وہ تو پورے حق سے پہلے دن

سے اس کے دل پر بر جمان تھی

دیکھوں نبال ناراض ہونا تم لوگوں کا حق ہے لیکن جو بات تم بار بار کر

رہی ہو وہ میں آئندہ برداشت نہیں کروں گا

تم بیوی ہو میری تم مجھ سے ناراض ہو لڑو جھگڑوں جو بھی کہو میں سنو گا

کیونکہ تمہارا حق ہے یہ لیکن

میں ہر گز برداشت نہیں کروں گا کہ میری بیوی چار لوگوں میں بیٹھ کر

ہمارے رشتے کو توڑنے کی بات کریں

کیونکہ ایسا ممکن نہیں ہے دانیال نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو نبال نے سن

کر سر ہلایا

میں نے یا میری بہنوں نے رشتہ توڑنے کی کوئی بات نہیں کی

نبال کی بات پر دانیال کو اپنے دل سے بوجھ اترتا محسوس ہوا

دانیال کی آنکھوں کی چمک میں ایک دم سے اضافہ ہوا لیکن سب وقتی ہی تھا کیونکہ نبال کہ اگلی بات اس کا دماغ بری طرح سے خراب کر چکی تھی

ہم صرف طلاق نہیں لے گی کیونکہ یہ رشتہ ہماری ماں اور تائی کہ خوائش تھی

باقی آپ لوگ آزاد ہیں جیسے چاہے رہے شادی کرے گھر بسائے اور جیسے آج تک یہ بات کسی کو نہیں پتا ویسے آگے بھی کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں

نبال نے کندھے آچکا کر کہا اور سوالیہ نظروں سے دانیال کو دیکھا جو اسے ہی گھور رہا تھا

دانیال نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر اپنے ہاتھ کی مٹھی ہونٹوں پر رکھی اور بغور نبال کو دیکھنے لگا

تمہیں پتا ہے جب میں یہاں سے گیا تھا کیا عمر تھی میری

خیر چھوڑوں میں بتاتا ہوں تیرہ سال کا تھا میں

اپنا ملک اپنا گھر صرف تم لوگوں کو پھوپھو کی نفرت سے بچانے کے لیے چھوڑا

بچے تھے ہم بھی یار سونے کا چمچ لے کر پیدا ہونے والوں کو کسی چیز کی فکر کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی

ماں باپ کا ساتھ تھا بے پناہ محبت کرنے والے چچا اور چچی تھی کزنز تھی جو بہنوں کی طرح عزیز تھی

اور تم تھی میرے وجود کا حصہ سنجیدہ لہجے میں کہتے اس بات پر لہجہ خود بخود نرم پر گیا

ماما کی ہر ممکن کوشش ہوتی تھی تم لوگوں کو پھوپھو اور دادی سے دور رکھیں تاکہ وہ تم لوگوں کو احساس کمتری میں مبتلا نا کر دیں کہ تم بیٹیاں ہو

ان کے زہریلے الفاظ تم لوگوں کو تکلیف نا دیں

ممی پاپا کی ڈیتھ ہوئی تو پھوپھو اور دادی حیام کو قصوروار ٹھہراتی تھی کتنی بری طرح سے حیام کو مارا تھا

حیام کی تکلیف میرے بھائی کو اپنے دل پر محسوس ہوتی تھی پھر جو اسے سمجھ آیا وہ اس نے کیا پھوپھو کو دور نہیں کر سکتا تھا مینشن سے تو ان کے ساتھ ہمیں لیے لندن چلا گیا

تو کیا غلط کیا بتاؤ

دانیال نے آخر میں سوالیہ لہجے میں استفسار کیا تو نبال نے نظروں کا رخ پھیر لیا

I never give explanation to anyone..
Giving explanation to anyone is not
my thing but I’m giving it to you...
Because you are important to me.
Your resentment matters

سنجیدہ لہجے میں کہتے کہتے ایک دم سے لہجہ گھمبیر ہو گیا آنکھوں میں بھی
سنجیدگی کی جگہ نرمی نے لے لی

مقصد کبھی بھی تم لوگوں کو تکلیف دینا یا چھوڑنا نہیں تھا تو پلیز تم بھی یہ
چھوڑنے والی بات مت کرو دانیال نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے قدم
نبال کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

جواب بھی سنجیدہ نظروں سے دانیال کو دیکھ رہی تھی
جیسے دانیال کی کسی بات پر اسے کوئی فرق نا پڑا ہو

دانیال نے اپنے دونوں ہاتھ نبال کی چیئر کی سائیڈز پر رکھے اور اس کے

چہرے پر جھک آیا

ایک معصوم بیچارا شوہر ہوں میں ،دانیال نے ایک ہاتھ اپنے دل کے

مقام پر رکھ کر محبت سے بھرے لہجے میں کہادیکھو خود وکیل ہونے کے

باوجود اپنی محبت کا کیس تمہارے پاس لایا ہوں لڑلو جھگڑلو لیکن مجھے جتا

دو

فیس میں چاہے بندے کی جان مانگ لو چاہے ساری عمر اپنی غلامی پہ رکھ

لو بندہ اف بھی نہیں کریں گا

مخمور لہجے میں سرگوشی کرتے ہوئے نبال کی دھڑکنوں کو منتشر کر دیا

لیکن ۔۔۔اپنے ہاتھ سے نبال کے چہرے پر آ رہی لٹ کو کان کے پیچھے

اڑستے ہوئے سیدھا کھڑا ہوا اور سنجیدہ چہرے سے نبال کو بغور دیکھا

اگر تمہاری عدالت میں اپنی محبت کا کیس میں ہارا تو تمہیں بہت "

نقصان اٹھانا پڑے گا

کیونکہ میں محبت اور جنون سے ہی واقف ہوں تم محبت کو ہراؤں گی

تو میں تمہیں جنون سے مات دوں گا

محبت قبول کر کہ پاس آؤ گی تو اپنی محبت کی بارش میں تمہیں پور پور بھگو

دوں گا

" اگر محبت ہار گئی تو ساری عمر تمہیں میرا جنون ہی جھیلنا پڑے گا

کیونکہ چھوڑیں گا تو دانیال راجپوت تمہیں کسی صورت میں نہیں اور

کسی اور کا ہونا ہوتا تو اٹھارہ سال تڑپتا نا

لندن میں رہتے ہوئے تو یہ نکاح شادی کا کھڑاک ڈالنے کی بھی

ضرورت نہیں تھی

میں پریکٹیکل بندہ ہوں تم سے محبت ہے تو ہے بیوی تم ہو تو تم ہی رہو گی سنجیدہ لہجے میں کہتا نبال کو ایک لمحے کے لیے ساکت کر گیا

وہ اس کا پل میں تولا اور پل میں ماشہ ہو جانے والا رویہ حیران نظروں سے دیکھ رہی تھی

پہلی شوخی تھی آنکھوں میں پھر محبت اور اب سنجید گی

جتنی جلدی ہو فیصلہ سناؤ چاچو سے بات کر کہ رخصتی مانگنے والا ہوں

اپنے کوٹ کا بٹن بند کرتے ہوئے دانیال نے کہا تو نبال ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی

تمہیں۔۔ابھی نبال اپنی بات کرتی کہ دانیال نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں دبوچ لیا

شوہر بعد میں پہلے عمر میں بڑا کزن ہوں میں تم سے آئندہ میں تم نا سنو ورنہ انجام کی زمہ دار تم خود ہو گی

سرد لہجے میں کہہ کر دانیال نے اپنا ہاتھ پیچھے کیا جبکہ نبال کی آنکھیں پل میں نم ہوئی

I really really hate you Mr Daniyaal get out from here just go

دبے دبے لہجے میں چلا کر کہا تو دانیال نے بے بسی سے اس کی نم آنکھوں کو دیکھا

وہ چاروں بھائی جتنا مرضی غصہ دکھا لیتے، ہار ہمیشہ وہ ان نازک سی جانوں کے ایک آنسو سے جاتے تھے

پری یار رو کیوں رہی ہو دانیال نے جھنجھلاتے ہوئے پوچھا تو نبال نے خونخوار نظروں سے دانیال کو دیکھا

اچھا سوری دانیال نے اپنے قدم آگے بڑھا کر بنا نبال کو سمجھنے کا موقع دیے کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنے سینے میں بھینچ لیا

نبال کے مزاحمت کرتے ہاتھوں کو دانیال نے پیچھے اپنے ایک ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑ لیا جبکہ دوسرا ہاتھ نبال کی کمر میں ڈال کر اسے خود کے مزید قریب کر لیا

سوری یار پریکٹیکل بندہ تو میں محبت اور شادی کرنے کے بعد بنا تھا تمہارے لیے تو آج بھی وہی دانی ہوں میں

بس دنیا کے سامنے اکڑو ہی ہوں

لیکن تمہارے لیے بہت رومینٹک شوہر ثابت ہونے والا ہوں اپنے ہونٹ نبال کے ماتھے پر رکھ کر آنکھیں موند کر اس کے لمس کو محسوس کرنا چاہا دانیال کے اس عمل پر نبال ایک دم سے ساکت ہو گئی مزاحمت کرتے ہاتھ جہاں تھے وہی تھم گئے

یار جلدی آجاؤ بہت ضرورت ہے تمہاری نبال کی آنکھوں پر اپنا لمس چھوڑتے ہوئے دانیال نے گھمبیر لہجے میں کہا تو نبال نے اپنے ہاتھ دانیال کے بازوؤں پر رکھے اور نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا

ملازمہ سے کام کروانے کی عادت نہیں مجھے اٹھارہ سال سے کپڑے ہینگ اور پریس کر کر کہ تھک گیا ہوں تم ہو گی تو معصوم شوہر کو آسانی ہو جائے گی بات کر کہ دانیال نے اپنا ہونٹ مسکراہٹ روکنے کے لیے دانتوں میں دبالیا اور نبال کی طرف دیکھا

جس کا سکتہ دانیال کی بات پر ٹوٹا اور اب خونخوار نظروں سے دانیال کو گھورتے ہوئے اس کا حصار توڑنا چاہا

چھوڑیں مجھے دانی ہٹے پیچھے مسلسل خود کو چھڑواتے ہوئے نبال نے کہا تو دانیال کا زندگی سے بھرپور قہقہہ آفس میں گونجا

نبال کو اس قہقے کی گونج اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی

ضرورت تو مجھے تمہاری بہت ہے مسسز بہت تھک چکا ہوں اب آرام چاہتا ہوں کچھ تم مجھے سمیٹ لو کچھ میں سمیٹ لوں گا گزری ہوئی زندگی کا غم بانٹ لیں گے اور آنے والی زندگی کے خواب سجا لیں گے

اپنی شدتوں اور محبت کی کہانی تمہارے وجود پر رقم کرنا چاہتا ہوں اور تمہارے لمس سے اپنی بے سکون روح کو سکون پہنچانا چاہتا ہوں

اپنے خالی پن کو ختم کرنا چاہتا ہوں نبال کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر جزبوں سے چور لہجے میں سرگوشیاں کرتے ہوئے نبال کی دھڑکنوں کو منتشر کر چکا تھا

نبال کو دانیال کی گرم سے سانسوں سے اپنا چہرہ جھلستا محسوس ہو رہا تھا اور دانیال کی اتنی قربت پر اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا

نبال کے چہرے پر گلال بکھرتے دیکھ دانیال نے اپنے ہونٹ نرمی سے اس کے ہونٹوں پر رکھ دیے اور کچھ ہی دیر میں پیچھے ہٹ کر بنا نبال کی طرف دیکھے تیز تیز قدم اٹھاتا باہر چلا گیا

جبکہ نبال اب بھی خود کو دانیال کے نرم گرم، محبت بھرے حصار میں قید محسوس کر رہی تھی

--- ------

تمہارا کیس اتنی بری طرح سے پھنس چکا ہے اور تم اب بتا رہے ہو مجھے حیام نے سارے پوائنٹس کو ہائی لائٹ کرتے ہوئے ارحم سے کہا جو کرسی پر جھولتا اسے ہی دیکھ رہا تھا

اب جھول کیوں رہے ہو ارحم حیام نے غصے سے گھورتے ہوئے کہا تو ارحم ایک دم سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

تم ہو گی ساتھ تو منٹوں میں سولو کر لوں گا میں یہ کیس کوئی بڑی بات

نہیں فائل کو اپنی طرف کھسکاتے ہوئے ارحم نے لاپرواہی سے کہا

توارحم کی بات پر حیام نے ہونٹ بھینچے

ارحم انصاری پچھلے پندرہ سال سے اس کے ساتھ تھا جب وہ دس سال

کی تھی تب ارحم کی فیملی اس کے ساتھ والے بنگلے میں شفٹ ہوئی تھی

فیملی میں بھی گنتی کے دو ہی لوگ تھے ایک دادی اور ایک باپ

ارحم کی والدہ نے اس کے پاپا سے ڈائیورس لے لی تھی کیونکہ ان کی

ارینج میرج تھی شادی کے بعد ان کی نا بنی تو بڑوں نے کہا کہ بچہ ہو

جائے گا تو محبت خود بخود ہو جائے گی ارحم کے والد نے اپنی بیگم کو بہت

مشکل سے بچے کے لیے منایا تھا کیونکہ وہ انہیں نہیں چھوڑنا چاہتے تھے

انہیں بھی یہی تھا کہ بچہ ہو جائے گا مجھ سے نہیں تو بچے سے محبت ہو گی

توان کی شادی ٹوٹنے سے بچ جائے گی

لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا ارحم کے پیدا ہونے کے کچھ ماہ بعد ہی انہوں نے انصاری صاحب سے طلاق لے لی

اور دوسری شادی کرلی انصاری صاحب ایک قابل پولیس آفسر تھے

اپنی طلاق کے بعد سارا وقت اپنی جاب کو ہی دے دیا

ارحم لوگ جب یہاں شفٹ ہوئے تب وہ بارہ سال کا تھا

وہ بہت سنجیدہ اور کم گو بچہ تھا لیکن پھر اس کی عنان اور نبال سے دوستی ہو گئی

کس کے باعث وہ کھیلنے کے لیے وہ ان کے گھر آنے جانے لگا تب اس نے پہلی بار حیام کو دیکھا تھا جو فون کو کان سے لگائے کسی کی بات سن رہی تھی

اور آنسو تواتر سے چہرہ بھگو رہے تھے

اور ارحم انصاری بارا سال کی عمر میں حیام راجپوت کے عشق میں گرفتار ہو گیا

اس کا عشق ہر غرض سے پاک تھا حیام پہ آنے والی ہر مشکل کو خود پر جھیل لیتا تھا اس کے آگے ہر بار ڈھال بن کر کھڑا ہوتا

اس کا ہمدرد اور ہمراز بنا

لیکن جو نا بن سکا تو وہ تھا حیام راجپوت کا نصیب وہ جانتا تھا حیام راجپوت حسام سے نفرت کرے یا محبت حسام راجپوت کو اپنا لے یا چھوڑ دے

لیکن وہ کبھی بھی ارحم انصاری کی نہیں بنے گی

اور یہی بات ارحم انصاری کو روز جیتے جی مارتی تھی

یہ سب جو ہائی لائٹ کیا ہے ان سب کی ڈیٹیلز نکلواؤ کیونکہ یہ کیس صرف ایک قتل اور اغوا کا نہیں یہ بہت آگے جانے والا ہے

کیونکہ یہ جو بندہ ہے حیام نے پکچر اٹھا کر سامنے کی تو ارحم نے ہاتھ میں پکڑ کر غور سے اسے دیکھا

پچیس سال پہلے اس پر قتل ریپ اور بہت سے کیسز زدرج ہوئے تھے جن کا کوئی نتیجہ سامنے نہیں آیا

اور اہم بات اس کا ریکارڈ کہی بھی نہیں ہے

اور یہ کیس جو دو ماہ پہلے کا ہے اس میں وہ بندہ پایا جاتا ہے

لیکن اس پر کوئی الزام نہیں آرہا تو صاف ظاہر ہے کہ گیم بہت بڑی ہے

اتنے سال سے یہ بندہ غائب نہیں چھپا ہوا تھا اور اپنے جرائم سر انجام دے رہا تھا

اگر کوئی ایسے چھپ کر بیٹھا ہے اور جرائم بھی باآسانی کر رہا ہے تو مطلب اس کے پیچھے کافی بڑی پارٹی ہو گی جو اسے سپورٹ کر رہی ہے

اس دن اس کی بد قسمتی تھی یا تمہاری خوش قسمتی قتل والی جگہ جہاں عوام جمع تھی وہاں بنائے جانے والی پکس میں یہ نظر آ گیا

اب تم یہ سب نکلواؤ ڈیٹا تب تک میں کچھ کھانے کو آڈر کرتی ہوں حیام نے فائلز اور پکس ارحم کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا

سیڑھیاں اترتے ہوئے عنان نے غیر محسوس انداز میں ارد گرد نظر دوڑائی لیکن فاطین اسے کہی بھی نا دکھا

لاشعوری طور پر آج سارا دن وہ اس کے بارے میں ہی سوچتی رہی شو کے دوران بھی عنان کا سارا دیہان فاطین کی طرف ہی رہا تھا

فاطین کا لمس اس کی گھمبیر آواز میں کی جانے والی سرگوشیاں عنان کو بے چین کیے ہوئے تھیں

گھر آکر سب سے پہلے اسے دیکھنا چاہتی تھی جو کہی دکھائی نہیں دے رہا تھا

بے دلی سے ڈائننگ ہال میں داخل ہوئی جہاں مائسہ حیام نبال اور رضوان صاحب اس کا ہی انتظار کر رہے تھے

السلام وعلیکم بابا سب سوچ کو جھٹک کر عنان نے مسکراتے ہوئے رضوان صاحب کو سلام کیا

وعلیکم السلام کتنی دیر لگادی بیٹا آپ نے رضوان صاحب نے گھڑی کو دیکھ کر عنان سے کہا

ایم سوری بابا راستے میں ٹریفک کی وجہ سے دیر ہوگئی عنان نے بیٹھتے ہوئے کہا تو انہوں نے سر ہلا کر ہاتھ سے کھانا شروع کرنے کا اشارہ کیا فردوس بیگم اور اختر صاحب جلد کھانا کھا لیتے تھے کیونکہ انہوں نے میڈیسنز لینی ہوتی تھی اور دوسرا وہ دونوں جلدی سونے کے عادی تھے

عنان نے پھر چور نگاہ اپنے ارد گرد دوڑائی لیکن اس بار بھی مایوسی کا سامنا کرنا پڑا

جبکہ حیام اور نبال کی آنکھوں سے یہ حرکت مخفی نا رہ سکی

کس ٹائم گئے تھے پھوپھو لوگ پیلس حیام نے عام سے لہجے میں رضوان صاحب سے پوچھا

وہ جب گھر آئی تھی تبھی فردوس بیگم نے بتایا تھا کہ اس کی پھوپھو اپنا اور حسام لوگوں کا سارا سامان پیلس شفٹ کروا چکی ہیں

اور حسام لوگوں کو بھی میسج کر کہ بتا دیا ہے کہ آج سے وہ پیلس ہی رہے گے

کیونکہ وہ وہاں رہ کر اپنی نظروں کے سامنے سیٹنگز کروانا چاہتی ہیں اور فرح اور ثناء یہاں کمفرٹیبل فیل نہیں کرتی

فردوس بیگم یہ بات بتاتے ہوئے کافی خوش تھی جبکہ حیام نے زیادہ غور نہیں کیا

لیکن اب حیام نے عنان کو متلاشی نگاہوں سے فاطین کو ڈھونڈتے دیکھا تو اسے جتانے کے لیے رضوان صاحب سے سوال کیا

شام سے پہلے ہی چلی گئی تھیں آپا اور بچیاں اور فہد تو اٹھ کر پہلے ہی کہی چلا گیا تھا رضوان صاحب نے گلاس میں پانی ڈالتے ہوئے سر سری سا بتایا تو

عنان کو اپنے اندر کچھ ٹوٹتا سا محسوس ہوا کتنے یقین اور مان سے وہ اس کے قریب گئی تھی سب بھلانا چاہتی تھی

اور اس نے بتانا تک گوارا نہیں کیا ایک تلخ سی مسکراہٹ عنان کے ہونٹوں پر آئی

دن ایسے ہی سبک رفتاری سے گزر رہے تھے سب اپنے اپنے کاموں میں اس قدر مصروف تھے کہ بات کرنا کا وقت نہیں تھا

اور وہ جو اس دن محبت کے اتنے دعوے کر کہ گئے تھے پلٹ کر حال تک نہیں پوچھا

حیام نے رولنگ چیئر پر جھولتے ہوئے اپنی بند آنکھیں کھولیں جو نیند کا خمار لیے اس وقت سرخ ہو رہی تھی

دکھتے سر کو اپنے دائیں ہاتھ سے دبایا

نائٹ ڈیوٹی کرنے کے بعد ارحم کی کال آگئی کہ اسے کچھ انفارمیشن ملی ہیں جو اس کے کیس میں بہت کارآمد ثابت ہو گیں

اس لیے حیام اب اس کا انتظار کر رہی تھی

کہ تبھی دروازا کھول کر مسکراتے ہوئے ارحم داخل ہوا

ارحم کو دیکھ کر حیام ٹیک ہٹا کر سیدھی ہو کر بیٹھی

شکر آ گئے تم نیند سے برا حال ہو رہا تھا اب دکھاؤ مجھے پھر گھر بھی جانا ہے

حیام نے آنکھیں مسلتے ہوئے ارحم سے کہا

ارحم کو حیام اس وقت کوئی کیوٹ سی بچی ہی لگی

نیند کا خمار لیے سرخ آنکھیں ارحم کے دل میں ہلچل مچانے لگی تو ارحم نے سرعت سے نظریں پھیر کر فائل کھولی

اپنی بے لگام دھڑکنوں پر قابو پانے کی کوشش کی جو حیام کو اپنے ارد گرد محسوس کر کہ سینے میں ہلچل مچا دیتی تھیں جن کا شور ارحم انصاری کو اپنے کانوں میں سنائی دیتا تھا

پانی کا گلاس اٹھا کر ایک ہی سانس میں حلق میں اتار کر خشک پرتے گلے کو تر کیا اور نظریں اٹھا کر حیام کو دیکھا

جو سوئی جاگی کیفیت میں کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر اسے ہی دیکھ رہی تھی

کبھی آنکھیں بند کر لیتی اور پھر ہمت کر کہ کھول کر اسے دیکھتی ارحم کو

اس وقت ٹوٹ کر حیام پر پیار آیا اور ترس بھی آیا

وہ کل شام چھ بجے سے ڈیوٹی پر تھی اور اب صبح کے دس بج رہے تھے

اگر یہ کیس اتنا امپورٹنٹ نا ہوتا تو وہ کبھی اسے زحمت نا دیتا

کیونکہ یہ کیس کافی حد تک حیام کے ماضی سے بھی جڑا تھا جسے سوچتے

ہوئے

ارحم کو ڈر بھی تھا کہ وہ کیا ریکٹ کرے گی

سب سوچوں کو جھٹک کر ارحم حیام کی جانب متوجہ ہوا

یہ کچھ انفارمیشن ملی ہے ارحم نے فائل حیام کی طرف کرتے ہوئے کہا

جسے منہ بسورتے ہوئے حیام نے پکڑ لیا

ارحم کو ہنسی تو آئی لیکن ضبط کر گیا

یہ گینگ لوگوں سے پیسے لے کر ان کے کہنے پر معصوم لوگوں کا قتل،
کیڈ نیپینگ اگر کسی امیر گھٹیا شخص کی-- کسی معصوم پر نیت خراب ہو
جائے تو اسے اٹھا کر ان لوگوں کی جگہ پہچانا اور پھر بعد میں لاش کو
ٹھکانے لگانا

بہت سے بزنس مینز اپنی ڈیل حاصل کرنے کے لیے اپنی مخالف پارٹی
کے بندے کا کام تمام کرواتے ہیں یا پھر دھمکی دینے کے لیے---یہ
گینگ اپنی ذاتی دشمنی کی وجہ سے کبھی سامنے نہیں آئی

لیکن جو اہم چیز ہے وہ یہ چار بزنس پارٹنرز کا ان کے ساتھ تعلق ہے
بگڑے ہوئے امیر زادے ہر ہفتے کسی معصوم کو درندگی کا نشانہ بناتے
ہیں اور جس میں اس گینگ کے لوگ ان کے ساتھ شامل ہوتے ہیں
جو انفارمیشن ملی ہے اس کے مطابق ان چاروں کا پچھلے دس سال سے
اس گینگ کے ساتھ تعلق ہے ارحم نے سنجیدہ لہجے میں اپنی بات مکمل کر

کہ ایک خاکی لفافہ حیام کی طرف بڑھایا جسے حیام نے سوالیہ نظروں سے دیکھ کر تھام لیا

اور اس میں کیا ہے حیام نے آبرو آچکا کر سوالیہ لہجے میں ارحم سے استفسار کیا

کیونکہ ہر بات وہ اسے بتا چکا تھا فائل وہ دیکھ چکی تھی اور جہاں تک وہ ارحم کو جانتی تھی

اسے اندازہ ہو گیا تھا اس لفافے میں بھی کوئی اہم انفارمیشن ہی ہو گی جو وہ اسے آخر میں بتا رہا ہے

ان چاروں بزنس مینز کی تصویر ارحم نے اپنے ناخن سے ٹیبل کی سطح کو کھرچتے ہوئے نظریں جھکا کر جواب دیا تو حیام نے آنکھیں چھوٹی کر کہ اسے گھورا

اور لفافہ کھولا

لیکن جیسے ہی تصویر پر حیام کہ نظریں پڑی اسے لگا ایک دفعہ پھر سے --

-اسے ماضی میں دھکیل دیا گیا ہو

Do you love me☺

میسج وصول ہوا تو کانپتے ہاتھوں سے جواب ٹائپ کرنا شروع کیا

I don’t know but I need you plzz

بے بسی سے میسج ٹائپ کر کہ سینڈ کیا چہرا آنسوؤں سے تر تھا جبکہ ہاتھ

بری طرح سے کپکپا رہے تھے

Then prove it babe

میسج پڑھ کر ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے

آنکھیں لبالب آنسوؤں سے بھر گئی

How I can prove this??

ہچکیوں سے روتے ہوئے میسج ٹائپ کیا تو فورا اسے جواب موصول ہوا

It’s too easy babe.. let me show you my girlfriend pic you have to make a same pic like her ook?

کتنی دلیری سے وہ اپنی گرل فرینڈ کا بتا رہا تھا لیکن وہ مجبور تھی ضرورت تھی اس شخص کی وہ جیسا بھی تھا اسے قبول تھا

میسج کی رنگ ٹون پر جیسے ہی میسج اوپن کیا تو ایک لڑکی کی اتنی نازیبا تصویر کو دیکھ کر موبائل ہاتھوں سے چھوٹ گیا

اور وہ وہی بیڈ پر اوندھے منہ گر کر ہچکیوں سے رونے لگی

Send me your pic same like this and I promise I’ll be yours

میسج پڑھ کر وہ دھاڑیں مار مار کر روئی ڈی پی پر لگی اس کی مسکراتی ہوئی تصویر اسے خود کا مذاق اڑاتی ہوئی محسوس ہوئی

فون کو بیڈ سے نیچے پھینک کر گھٹنوں میں سر دیے وہ ساری رات روتی رہی لیکن اسے ـــــ اس شخص کی ضرورت تھی

ایک تصویر ہی تو ہے ساری رات رونے تڑپنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچی اور نظریں گھما کر فون کو تلاش کرنا چاہا جو زمین پر پڑا ہوا تھا

چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر وہ اس موبائل کے پاس آئی اور اسے اون کیا جہاں اس کا ہی میسج تھا

I’m waiting babe..I’m yours .. you don’t need to be shy just show me I wanna see you

میسج پڑھتے ہوئے چہرا بالکل سپاٹ تھا جیسے سارے جزبات مر چکے ہو موبائل کو سوئچ آف کر کہ صوفے پر اچھالا اور واشروم میں جا کر بند ہو گئی

حیام کی نیند بھک سے اڑی کانپتے ہاتھوں سے تصویر کو ٹیبل پر اچھالا اور خوف ذدہ سی نظروں سے ارحم کو دیکھا جو بے بسی سے حیام کو ہی دیکھ رہا تھا

ٹیبل پر دونوں ہاتھ رکھ کر اپنے بے جان وجود کو سہارا دے کر کھڑا کیا

ہاتھ پاؤں بری طرح سے کپکپا رہے تھے

ماضی اتنی بری طرح سے ایک دم سامنے آیا تھا کہ حیام راجپوت کو اپنی جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی

حیام کو اٹھتے ہوئے دیکھ ارحم بھی اپنی جگہ سے اٹھا جبکہ حیام خود میں ہمت جمع کر کہ وہاں سے نکلنے ہی لگی تھی جب ارحم نے بازو سے پکڑ کر روکا اور حیام کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا

حیام نے التجائیہ نظروں سے ارحم کو دیکھا

جس پر ارحم نے نفی میں سر ہلایا

اور دونوں ہاتھوں سے حیام کے کندھے تھامیں

میں ہوں ناحیام کچھ بھی غلط نہیں ہونے دوں گا

ارحم انصاری مرتا مر جائیں گا لیکن حیام راجپوت پر آنچ بھی نہیں"

"آنے دے گا

ناہی تم پر ناہی اپنی ان تین چھوٹی بہنوں پر مجھے بس تمہارا یقین اور ساتھ

چاہئیے لہجے میں آس لیے پوچھا تو حیام نے ہاں میں سر ہلایا کیونکہ بولنے

کی تو ہمت ہی نہیں تھی

اور بولتی تو شاید آج وہ خود پر ضبط نا رکھ پاتی

تشکر بھری نظروں سے ارحم کو دیکھا

حیام راجپوت سو بار مر کر بھی پیدا ہو جائے نا تو پھر بھی ارحم انصاری"

کے احسانوں کا قرض نہیں اتار سکتی تھی

حیام کی آنکھوں میں تشکر دیکھ کر ارحم نے غصے سے اسے گھورا حیام کو سمجھنے کے لیے ارحم انصاری کو اس کے الفاظوں کی ضرورت نہیں پڑتی تھی ارحم انصاری کو تو اس کی خاموشی بھی خود سے کلام کرتی محسوس ہوتی تھی

شام میں وہ چاروں گھر تھیں حیام نے کافی حد تک خود کو سنبھال لیا تھا اب وہ چاروں اختر صاحب کے پاس بیٹھیں ان سے باتیں کرنے میں مصروف تھیں

تبھی رضوان صاحب وہاں آئیں

جاؤ بیٹا تم لوگ اپنی پھوپھو اور حسام لوگوں کو بلا لاؤ کہنا کہ آج کا کھانا ہمارے ساتھ ہی کھائیں رضوان صاحب نے اختر صاحب کے پاس

بیٹھتے ہوئے ان چاروں سے کہا تو انہوں نے منہ بنا کر ان کی طرف

دیکھا

جسے نظر انداز کرتے ہوئے وہ اختر صاحب کے کندھے دبانے لگ گئے

ارے کیوں جائیں میری بچیاں نوکر لگی ہوئی ہیں تمہاری بہن کی خود تو

اسے توفیق نا ہوئی کہ جھوٹے منہ ہی کسی کو آنے کی دعوت دے دے

ابھی تو یہ سامنے گھر ہے اور پچھلے بیس دنوں میں ایک بار بھی تمہارے

کسی بھتیجے کو بھی توفیق نا ہوئی کہ چکر ہی لگا لے

اور یہ چاروں اٹھ کر چلی جائیں ادھر رضوان صاحب نے تو جیسے فردوس

بیگم کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا تھا

کیونکہ اب وہ شروع ہو گئی تھیں تو رضوان صاحب کی اگلے تین چار دن

وقفے وقفے سے ان سے عزت ہوتی رہنی تھی

ہم جارہے ہیں نانو ہم بھی دیکھے کیسا سجایا ہے پیلس ان لوگوں نے ہماری نانو جیسا تو کوئی گھر سنوار ہی نہیں سکتا نبال نے اپنے بابا کی درگت بنتے دیکھ فوراً کھڑے ہوتے فردوس بیگم کو مکھن لگایا

جواب پیار بھری نظروں سے نبال کو دیکھ رہی تھیں اور نبال ان کی نظروں میں اپنے لیے پیار دیکھ کر غش کھانے کو تھی

کیونکہ اس کے پیشے کی وجہ سے فردوس بیگم اسے زیادہ تر گھورتی رہتی یا طنز کرتی رہتی تھیں

ہائے صدقے جاؤں میں اپنی بچی پر جا جلدی جا اور تصویریں بھی بنا کہ لائی

فردوس بیگم نے محبت پاش لہجے میں کہا تو

نبال نے حیام لوگوں کو بھی زبردستی اٹھایا

وہ تینوں جانا تو نہیں چاہتی تھی لیکن اپنے بابا کی اتنی آس بھری نظروں کو نظرانداز نہیں کر سکتی تھی

وہ جانتی تھی کہ انہیں اپنے بھائی کے بیٹوں سے کتنی محبت ہے

وہ جیسے ہی پیلس داخل ہوئیں تو وہاں انہیں حسام لوگوں کی کارز نظر نا آئیں تو مطمئن ہو کر آگے بڑھیں کیونکہ ابھی وہ ان سے کوئی بحث نہیں کرنا چاہتی تھی
اندر آئیں تو انہیں کوئی بھی نا دکھا ڈائننگ ہال کی طرف سے آوازیں آرہی تھیں تو انہوں نے اس طرف قدم بڑھائے
ابھی وہ اندر داخل ہوتی کہ اندر سے آنے والی آوازوں نے پاؤں زمین میں جکڑ لیے بے یقینی ہی بے یقینی تھی دکھ ملال غصہ نفرت بیک وقت نجانے کتنے احساسوں میں خود کو گھرا ہوا پایا
بہت بڑی غلطی کی آپ نے جب رخسار مامی کا قتل کروایا تھا تو ساتھ ان کی بیٹیوں کو بھی ٹھکانے لگا دینا تھا ثناء کی جھنجھلاتی ہوئی آواز پر

باہر کھڑی ان چاروں کو اپنا وجود بے جان ہوتا محسوس ہوا

دماغ خراب نہیں تھا میر اماں کو سلو پوائزن دے دے کر مروادیا وہ تو

شکر تھا میری ملازمہ نے ایسی چال چلی کہ اسے ہاسپٹل نہیں لے کر گئے

اگر ایک ساتھ سب کو مرواتی تو شک ہو جانا تھا بیوقوف صفیہ بیگم نے

دانت پیس کر کہا

ویسے بھی مجھے وہ پھلجڑی چاہیے افف وہ حیام اسے تو میں بھول ہی نہیں

پارہا فہد نے خباثت سے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا

مجھے وہ حسام راجپوت ہر قیمت پر چاہیے تم اس حیام کو مارو یا کچھ بھی کرو

لیکن حسام سے دور کرو جلد از جلد فرح نے نفرت سے چلاتے ہوئے کہا

تو صفیہ بیگم نے اسے گھورا

اتنی کوششیں کی تو تھی لیکن ہر بار وہ بچ جاتی تھیں لیکن اب میں یہاں آگئی ہوں نا اب ایسی چال چلو گی کہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے گی یہ

وہ مزید اور بھی انکشافات کر رہے تھے جبکہ عنان نم آنکھوں سے اپنی بہنوں کو دیکھ رہی تھی وہ یہ سب سہہ چکی تھیں اور جانتی بھی تھیں ایک دوسرے کے بارے میں

لیکن انجان تھی تو عنان راجپوت

وہ بسام لندن کا پلے بوائے یہاں آکر کیسے اس مائسہ کا دیوانہ ہوا پھر رہا ہے جیسے اس کے علاوہ کسی کو دیکھا تک نہیں تھا

جب پتا چلے گا نا کہ اس کی مائسہ پر نسسز کے ساتھ میں نے کیا کروایا ہے تو منہ بھی نہیں لگائیں گا اسے

صفیہ بیگم کے اتنے زہریلے الفاظ پر مائسہ کو اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا آنکھیں لبالب پانیوں سے بھری جس بات کو وہ راز سمجھ رہی تھی سب واقف تھے اس سے وہ جو اتنے اعتماد سے ان کے سامنے آتی تھی جبکہ وہ دل میں اس پر ہستے تھے

نبال ایک جھٹکے سے مڑی اور پیلس سے نکلتی چلی گئ اس سے زیادہ سننے کا اس میں حوصلہ نہیں تھا

جبکہ مائسہ نے بے جان قدموں سے خود کو گھسیٹتے ہوئے قدم باہر کی جانب بڑھائیں

حیام نے پلٹ کر اپنے پیچھے کھڑی عنان کو دیکھا جو ساکت آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی

اور وہ حیام مجھے تو لگا تھا حسام کے اتنی گھٹیا تصویر مانگنے پر چھوڑ دے گی جتنی غیرت مند بنتی تھی لیکن وہ تو اس کے آگے بچھتی ہی چلی گئ

فہد کی بات نے نفرت کے تابوت میں آخری کیل ٹھوکنے کا کام کیا تھا

ایک تلخ مسکراہٹ حیام کے چہرے پر آئی

عنان نفی میں سر ہلاتی جھٹکے سے مڑی اور بھاگنے کے انداز میں وہاں سے نکلی

یہ نبال اور مائسہ ایسے کیوں جا رہی ہیں حسام نے گاڑی پیلس کے پورچ میں کھڑی کرتے ہوئے پلٹ کر ان دونوں کو مینشن میں داخل ہوتے دیکھ کر کہا

کہی پھوپھو نے تو کچھ نہیں کہا بسام نے فکر مندی سے استفسار کیا

میں دیکھ کر آتا ہوں کار کا دروازا بند کر کہ جیسے ہی بسام پلٹنے لگا تو اندر سے آتی عنان پر اور اس کے پیچھے حیام پر نظر پڑی

حیام کا سپاٹ اور عنان کا غصے سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر اسے کسی انہونی کا احساس ہوا

عنان بنا ان کی طرف دیہان دیے باہر جانے لگی تو فاطین نے آگے بھر کر بازو تھام کر اسے روکا

Hy what happened Aan

محبت بڑھے لہجے میں فکر مندی سے استفسار کیا

ہاتھ چھوڑو میر افاطین ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو فاطین نے اتنی بتمیزی پر اپنے جبڑے بھینچ لیے

پہلے بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے کیوں ہو اتنے غصے میں بازو کو جھٹکا دے کر اپنی جانب رخ کیا تو عنان اپنا توازن برقرار نا رکھ سکی اور سیدھا فاطین کے فولادی سینے سے ٹکرائی

جبکہ فاطین نے بنا کسی کی پرواہ کیے اپنے دونوں ہاتھ اس کی کمر پر رکھے

بتاؤ گی تو جانے دوں گا ورنہ ایسے ہی رہتے ہیں فاطین نے کندھے آچکا کر سنجیدہ لہجے میں کہا تو دانیال اور بسام نے مسکراہٹ چھپانے کو رخ بدل لیا

جبکہ حسام سب کچھ بھلائے حیام کو دیکھ رہا تھا جو سپاٹ چہرہ لیے عنان کو دیکھ رہی تھی جیسے وہ جانتی ہو کہ آگے کیا ہونے والا ہے

حیام نے سر جھٹک کر قدم آگے بڑھائے اس سب کے دوران اس نے حسام کو سرد نظروں سے ایک بار دیکھا اور پھر نظریں پھیر لیں

فاطین کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر عنان نے اسے پیچھے کو دھکا دیا

فاطین ابھی آگے بڑھتا کی چہرے پر پڑنے والے تھپڑ نے اس کے قدم وہی روک دیے

نفرت ہے مجھے تم شدید نفرت فاطین راجپوت سمجھے تم

آئیندہ اپنے غلیظ ہاتھوں سے مجھے چھونے کی کوشش بھی نا کرنا عنان نفرت بھرے لہجے میں چلائی تو فاطین نے سرخ انگارا ہوتی کو آنکھوں سے اسے گھورا

جبکہ عنان جھٹکے سے مڑی اور وہاں سے نکلتی چلی گئی

میں چاہتا تو اس تھپڑ کا بدلہ تم سے ابھی لے سکتا تھا لیکن عزت ہو تم میری لاکھ غصے کے باوجود بھی لوگوں کے سامنے تمہیں بے عزت نہیں کر سکتا لیکن اس تھپڑ کا بدلہ سود سمیت لوں گا میں

بنا کسی کی طرف دیکھے اپنی کار کی طرف بڑھا اور پھر پیلس سے نکلتا ہی چلا گیا

Come on the roof

واٹس گروپ پر ارحم کا میسج آیا

جس پر نبال اور مائسہ نے او کے کا ریپلائے کیا تھا

ان تینوں کے میسج دیکھ کر حیام نے ہاتھ میں پکڑی فائل لو کر میں رکھی

اور چھت کی جانب قدم بڑھائے

وہ جیسے ہی چھت پر پہنچی تو اسے وہ تینوں کہی دکھائی نا دیے لیکن وہاں

بنے کمرے کی لائٹ اون دیکھ کر اسے اندازہ ہو گیا کہ

وہ اندر ہو گے

چاروں بہنوں کو پینٹنگ کرنے کا شوق تھا وہ ہمیشہ چھت پر آ کر پینٹنگ

کرتی اور پھر ارحم بھی پھلانگ کر یہاں آ جاتا

پینٹنگ کے دوران کلر ختم ہو جاتے یا کوئی چیز چاہیئے ہوتی تو انہیں نیچے

جانا پڑتا پھر ان کا شوق دیکھ کر ۔۔۔رضوان صاحب نے ان کی سہولت کے

لیے اوپر ایک کمرہ بنا دیا

جو ان کی بچپن سے لے کر آج تک کی پینٹنگز کے ساتھ بھرا ہوا تھا

حیام جیسے ہی دروازہ کھول کر اندر آئی تو ان کی سنجیدہ شکلیں دیکھ کر اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کی بہنیں سب بتا اور پوچھ چکی ہیں ارحم سے اسے لیے دھیمے قدم رکھتی ارحم کے سامنے رکھے کاؤچ پر بیٹھ کر درمیان میں پڑے ٹیبل پر اپنا موبائل رکھ دیا

عنان نہیں آئی ارحم نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا تو مائسہ نے کندھے آچکا دیے

نظر نہیں آ رہی تو مطلب نہیں آئی حیام نے ماحول میں پھیلے تناؤ کو ہلکا کرنے کے لیے مسکرا کر کہا

کیس کے سلسلے میں تم جانتی ہو حیام اس میں اب صرف تم ہی نہیں عنان اور نبال کی بھی ضرورت ہے مجھے ارحم نے لیپ ٹاپ ان کرتے ہوئے

کیا مطلب بھائی نبال نے حیرت سے استفسار کیا تو حیام نے اسے کیس کے بارے میں بتایا

تو اب ہمیں کیا کرنا ہو گا مائسہ نے لیپ ٹاپ اپنی طرف کھسکاتے ہوئے کہا

اس کیس میں نبال ہماری لائیر ہو گی کیونکہ باہر کے بندے پر یقین کرنا رسکی ہو گا

عنان ان مشہور شخصیات کو اپنے لائیو شو میں بے نقاب کرے گی جب جب جو بھی انفارمیشن ہمیں ملے گی

یا کیس جتنا آگے بڑھے گا وہ سب لوگ سامنے آئیں گے جو اس گینگ کے ظلم کا شکار ہوئے تھے

جن میں بزنس وومن بھی ہو گی ان سب کی سپورٹ ہمارے لیے بہت دائرہ مند ہو گی

لیکن اس کیس کو ہم ابھی ہائی لائٹ نہیں کرے گے پہلے اس کی جڑوں

تک پہنچ گے جب سب ہمارے ہاتھ آئے گا تب میڈیا کو انوالو کریں گے

اور جب ایک دم ان کی جانوں پر بنے گی تو تب وہ بس خود کو بچانے کی

کوشش کریں گے ایک دوسرے کو نہیں

اور میں کیا کروں گی اس سب میں مائسہ نے معصومیت سے آنکھیں

پٹپٹاتے ہوئے ارحم سے پوچھا

تم سب سے اہم کام کرو گی میری چھوٹی جان مائسہ کی ناک دباتے ہوئے

کہا تو اس نے منہ بسور کر ارحم کو دیکھا

دو ہفتوں بعد قیصر گروپ آف انڈسٹریز والوں نے ایک پارٹی ارینج کی

ہے

اور جہاں تک مجھے یقین ہے وہ تم لوگوں کو ضرور انوائیٹ کریں گے

اور وہاں جاکر تمہیں ایک فائل ڈھونڈنی ہے جبکہ میں اور حیام اسے باتوں میں سلجھائیں گے ویسے بھی ہماری دشمنی ہے تفصیل سے بات تو کرنی پڑے گی نا

ارحم کی بات پر حیام نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا

اگر ایسا نا ہوا روم سے باہر آتے ہوئے نبال نے پوچھا تو ارحم نے اپنے قدم روک کر پلٹ کر اس کی طرف دیکھا

پھر اس کی غیر موجودگی میں یہ کام کرنا پڑے گا کیونکہ اس فائلز میں ہی اس گینگ کے لیڈرز کے نام ہیں

اور اس کا بھی جو اس گینگ کو اپنا راز رکھنے کے لیے پیسے دیتا ہے

یہ سب تم عنان سے بھی ڈسکس کر لینا حیام کی طرف متوجہ ہو کر کہا تو میں بتا دوں گی فلحال تو وہ مجھ سے بھی ناراض ہے حیام نے کندھے آچکا کر جواب دیا تو ارحم ہنس دیا

وہ تینوں مائسہ کے چلانے پر چونکے

جو اپنے بازو واہ کیے اونچی اونچی چلا رہی تھی

راجپوت مینشن اور اس کے مضافات میں جنگ کا آغاز ہوا جاتا ہے

جبکہ مائسہ کے اس اعلان پر تینوں کے بلند قہقہے فضا میں گونجیں

وہ تینوں اس وقت دانیال کی نئے خریدے گئے فارم ہاؤس میں بیٹھے تھے

اور فاطین جب سے گیا تھا اس کی کوئی خبر نہیں تھی

عنان کو ایسا ہر گز نہیں کرنا چاہیے تھا دانیال نے کپ کے ارد گرد اپنی انگلی گھماتے ہوئے کہا

جو اس نے کیا وہ بہت کم تھا حسام کی بات پر دانیال نے چونک کر دیکھا

چونک تو بسام بھی گیا تھا لیکن آپ اپنی سرخ آنکھوں کو کھڑکی پر جمائے ہوئے سپاٹ چہرا لیے باہر دیکھنے میں مصروف تھا

کیا مطلب دانیال نے حیرت سے استفسار کیا

مجھے لگتا ہے کچھ بہت برا ہوا ہے اتنا برا کہ وہ ہم سے نفرت کرنے لگ گئیں ہیں

تم سوچ سکتے ہو رخسار چچی کی بیٹیاں اپنے شوہروں سے نفرت کریں ناممکن سی بات ہے

چچی کو پرورش کبھی بھی انہیں کسی سے نفرت کرنا نہیں سکھا سکتی

وہ ہم سے ناراض ہو سکتی ہیں غصہ بھی لیکن نفرت نہیں کر سکتی

لیکن آج عنان اور حیام کی آنکھوں میں —— نفرت دیکھ چکا ہوں میں

ٹھہر ٹھہر کر اپنی بات مکمل کر کہ بسام کی طرف دیکھا جواب سنجیدہ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

یہ ہم بھی جانتے ہیں آپ وہ بتائیں جو آپ کو معلوم ہے جس کی وجہ سے آپ یہ بات کر رہے ہیں بسام نے سرد لہجے میں پوچھا تو حسام اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا

جب ہم یہاں آئیں تب میں نے اس بات کو اگنور کیا
لیکن راجپوت مینشن میں کام کرنے والی ملازمہ سے لے کر باہر کھڑے سیکورٹی گارڈ تک سب ارحم انصاری کے تعینات کیے ہوئے ہیں
راجپوت مینشن میں آنے والے ہر بندے کا پہلے وہ شخص ڈیٹا نکلواتا ہے نا صرف مینشن بلکہ کمپنی کے ہر بندے کا بھی ڈیٹا اس کے پاس موجود ہے جو اسے ذرا مشکوک لگتا ہے اسے وہ نکال دیتا ہے
وہ راجپوت مینشن کے بارے میں وہ سب کچھ جانتا ہے جس سے ہم انجان ہیں

میں نے مینشن میں کام کرنے والی ملازماؤں سے پوچھ گچھ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ ایک لفظ نہیں بتاتی

جو بھی راز ہے وہ راجپوت مینشن سے ہی جڑا ہے اور اسے صرف ایک ہی شخص پتا لگوا سکتا ہے

حسام نے اپنی پشت دیوار سے لگاتے ہوئے کہا تو دانیال نے آبرو آچکا کر اسے دیکھا

وہ کون ہے بسام نے اٹھتے ہوئے پوچھا

جس پر حسام نے اپنے کوٹ سے موبائل نکال کر کوئی نمبر ڈائل کیا

السلام وعلیکم راجپوت صاحب دوسری جانب بھاری آواز میں سلام کیا گیا

مجھے تمہارے بہنوئی کا نمبر چاہئے حسام نے ڈائریکٹ مدعے کی بات کی جس پر دوسری جانب شخص نے اپنے ہونٹ بھینچ کر کچھ پل خاموشی اختیار کی

میرا بہنوئی دو ہفتے پہلے مجھے بلاک کر چکا ہے طنزیہ لہجے میں جواب موصول ہوا تو حسام نے غصے سے موبائل کو گھورا

وہ تمہارا اور اس کا معاملہ ہے مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں مجھے نمبر سینڈ کرو حسام نے دبی دبی آواز میں غرا کر کہا تو موبائل کے دوسری جانب شخص نے موبائل کان سے ہٹا کر غصے سے دیکھا

کرتا ہوں جواب دے کر کھڑاک سے فون کاٹ دیا

جب دوسرے ہی پل واٹس اپ پر نمبر موصول ہوا تو حسام نے جلدی سے نمبر ڈائل کیا

جسے پہلے دو بار تو کاٹ دیا گیا جبکہ تیسری بار پہلی ہی رنگ پر اٹھا لیا

بھونکیے پھاڑ کھانے والے لہجے میں چلا کر کہا تو حسام نے اپنی آنکھیں بند کر کہ غصہ ضبط کیا

جبکہ دوسری جانب بیڈ سے بھاگتی دیا کا بازو پکڑ کر شاہ میر نے اپنے سینے پر گرایا اور ایک دم کروٹ بدل کر اس پر جھک آیا

جواب شاہ میر کو گھورتے ہوئے دیکھ رہی تھی جس پر شاہ میر نے بے شرموں کی طرح آنکھ دبا کر ہونٹ اس کے ہونٹوں پر کھ دیے

حسام راجپوت بات کر رہا ہوں فون سے آنے والی آواز پر شاہ میر نے اپنا چہرا پیچھے کیا

اووو یعنی سالے صاحب کے جاننے والے کیونکہ راجپوتوں سے ان کا ہی یارانہ ہے شاہ میر نے مسکراتی نظروں سے دیا کو دیکھ کر کہا تو حسام نے ہاں کہا

مطلب کی بات کرو تاکہ میں صبح سوچ کر جواب دوں اور اس سے پہلے مجھے کال مت کرنا

دیا کی بیوٹی بون پر اپنے دہکتے ہوئے ہونٹ رکھ کر کہا جس پر دیا نے شاہ میر کے کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھ دیے

ماضی جاننا ہے مجھے تاکہ حال اور مستقبل بچا سکوں اس سے پہلے دیر ہو جائے حسام کی سنجیدہ اور سپاٹ آواز سن کر شاہ میر کچھ پل خاموش ہوا

ٹھیک ہے جس کا ماضی جاننا ہے نام پتا بھیجو آگے میرا کام ہیں پھر ملتے ہیں ماضی کے ساتھ اپنی کہہ کر کھٹاک سے فون بند کر کہ دیا کو دیکھا جو اپنی انگلی سے اس کے سینے پر اپنا نام لکھ رہی تھی

افف میری بے بی گرل کیوں ہو تم اتنی پیاری دیا کے گال پر اپنے آگ کی مانند دہکتے ہونٹ رکھ کر شدت سے انہیں چوما جس پر دیا نے مصنوعی غصے سے گھورا

کیا—شاہ میر نے آبرو آچکا کر پوچھا

مجھے سونے دو میر صبح اٹھا نہیں جانا مجھ سے دیا نے منت بھرے لہجے میں کہا تو شاہ میر نے اس کی کمر پر اپنی انگلیوں کی گرفت بڑھا دی دیا کو شاہ میر کی انگلیاں اپنے گوشت میں دھنستی محسوس ہوئی پورا ایک مہینہ گزار کر آئی ہونا اپنے بھائی کے گھر میری سنی اب پورا ایک مہینہ اس سب کا حساب دو باقی بعد میں دیکھیں گے

اپنی بات کر کہ پوری شدت سے دیا کے ہونٹوں پر جھک کر اپنی سانسیں دیا کی سانسوں سے الجھا دیں

دیا کو اپنی جان تو تب نکلتی ہوئی محسوس ہوئی جب شاہ میر کی انگلیوں کا لمس اپنی شرٹ کی زپ پر محسوس کیا دیا نے مزاحمت کرنی چاہی جس پر شاہ میر نے اپنی شدت میں اضافہ کر دیا

اور ایک ہی جھٹکے میں زپ کھول کر شرٹ کندھوں سے سرکائی

ہونٹوں سے کندھوں تک کا سفر پل میں طے کیا جا بجا اپنا لمس چھوڑتے ہوئے دیا کہ دھڑکنوں کو منتشر کر دیا

کانپتے ہاتھوں سے دیا نے شاہ میر کو پیچھے کرنا چاہا

میر ——پلیز دیا کی سر گوشی پر شاہ میر نے اپنی سرخ مخمور آنکھیں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا

جواب خاموشی سے دیا کو دیکھ رہا تھا

شاہ میر کے ایسے دیکھنے پر دیا نے اپنی پلکیں جھکا دی جب شاہ میر نے دیا کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھا کر ہاتھوں کو سر کے اوپر پن کر کہ اپنے ہونٹ دیا کی بیوٹی بون پر رکھے دیا کہ مزاحمت یاد کر کہ شاہ میر نے اپنی دانت دیا کی گردن پر گاڑھ دیئے جس پر دیا کے منہ سے سسکی نکلی

شاہ میر نے ہستے ہوئے سر اٹھا کر دیا کو دیکھا

تم مجھے کبھی اپنا جنگلی پن نا بھولنے دینا دیا نے خفگی سے کہا تو شاہ میر نے اس کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا

کبھی نہیں بے بی گرل یہ جنون اور شدتیں تمہارے لیے ہی تو ہیں

اور پھر پوری شدت سے وہ اس پر جھکتا چلا گیا

اور ایک خوبصورت رات نے اپنے پر پھیلا کر انہیں اپنی آغوش میں لے لیا

آغازِ محبّت

سردیوں کی طویل راتوں میں

بے ربط گفتگو تا وقتِ سحر

خامشی کے سلسلوں میں کہیں

تمہاری سرگوشیوں کی لہر

بے نام آنسوؤں کے سیلِ رواں میں
سِسکیوں کا موہوم سا وقفہ؛
مجھے اب تلک یاد ہے وہ
!!آغازِ محبت کا پہلا مرحلہ

The war is began

مائسہ کا میسج پڑھ کر عنان نے موبائل ڈیش بورڈ پر پھینکا
اتنا کچھ جان جانے کے بعد بھی اس شخص کا لمس عنان کو آج بھی اپنے چہرے پر محسوس ہو رہا تھا
دماغ بری طرح سے ملامت کر رہا تھا جبکہ دل،"
"دل جو کہہ رہا تھا وہ عنان سننا ہی نہیں چاہتی تھی
ابھی وہ انہیں خیالوں میں گم تھی کہ سنسان سڑک پر کسی کو گرے ہوئے دیکھا

کار کو پانچ قدم دور روک کر ارد گرد کا جائزہ لیا

یہ جگہ اسلام آباد سے تھوڑی آگے تھی

جہاں ان کا فارم ہاؤس تھا

وہ اکثر یہاں آتی جاتی رہتی تھیں لیکن ہمیشہ ایک ساتھ لیکن آج وہ غصے میں اکیلی ہی آگئی

اپنے بیگ میں سے اپنا پسٹل نکالا

جیسا اس کا شعبہ تھا اسی کئی دھمکیا موصول ہوتی تھیں کبھی اٹیک بھی کروائے جاتے تھے جب وہ کسی سیاسی پارٹی کو بے نقاب کرتی تھی

لیکن حیام اور ارحم ہمیشہ اس کی ڈھال بنے رہیں

کار کا دروازا کھول کر باہر آئی ارد گرد نظر دوڑائی تو کوئی ذی روح دور دور تک نظر نا آیا

سامنے پڑا وجود واقع ہی کوئی معصوم تھا تو اسے فکر بھی تھی

پسٹل کو بیلٹ میں اڑستے ہوئے قدم آگے بڑھائے

جیسے ہی عنان اس وجود کے پاس پہنچی اسے ارد گرد کئی خون نادکھا

لیکن پھر بھی جھک کر اس وجود کو سیدھا کرنا چاہا

لیکن جیسے ہی عنان نے کندھوں سے تھام کر سیدھا کیا اس شخص نے

آنکھیں کھول کر عنان کے چہرے پر مکہ مارنا چاہا

وہ جو خود کو پہلے ہی ہر طرح کی سچویشن کے لیے تیار کیے بیٹھی تھی

بروقت ہی اس شخص کا ہاتھ اپنے چہرے پر پہنچنے سے پہلے ہی پکڑ کر مرور

دیا

فضا میں آدمی کی دلخراش آواز گونجی

عنان نے اپنی مٹھی کا مکہ بنا کر سامنے والے کی ناک پر مارا جس پر وہ درد

سے بلبلا اٹھا

ابھی عنان اٹھتی کے اسے سڑک کے دونوں اطراف سے پانچ آدمی آتے ہوئے دکھائی دیے جن کے چہرے پر نقاب تھا

اپنی گھبراہٹ پر قابو پا کر عنان نے اٹھ کر ان سب کی طرف دیکھا

اس پر اٹیک ہو جاتے تھے جیسے ڈرانے کے لیے گاڑی پر فائر ہو جانا آکسیڈنٹ کروانے کی کوشش لیکن یہ پہلی مرتبہ تھا جس پر وہ ایک پل کو گھبرا گئی

دائیں طرف سے آنے والے آدمی نے آگے بڑھ کر عنان کو تھامنا چاہا جس پر عنان نے ٹانگ مار کر اسے پیچھے گرایا ابھی وہ اس کی طرف ہی متوجہ تھی کے پیچھے ایک آدمی نے اسے کندھے سے کھینچا جس کے باعث وائٹ شارٹ فراک جس کے بازو نیٹ کے تھے وہ کھینچنے سے پھٹ گئی

اور اس آدمی کے ناخن کندھے سے بازو تک نشان چھوڑتے چلے گئے

عنان نے تڑپ کر اپنے بازو کو دیکھا جہاں سکن اترنے کی وجہ سے جگہ جگہ خون کی بوندیں نمایا ہو رہی تھیں

اپنی کہنی کو پیچھے کر کہ شخص کی پسلی پر مارا جس پر وہ کراہ کر رہ گیا

ان سب بہنوں نے کراٹے سیکھے ہوئے تھے لیکن آج وہ دماغی طور پر پہلے ہی پریشان تھی اور اب یہ سب بہت غیر متوقع تھا

وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پا رہی تھی

بائیں جانب سے ایک آدمی اپنے ہاتھ میں راڈ لیے عنان کی جانب بڑھا

جسے دیکھ کر وہ نیچے جھک گئی جس پر اس کا وار خالی گیا

نیچے جھک کر عنان نے اس شخص کے گھٹنے پر وار کیا جس کے باعث وہ منہ کے بل گرا

سالی کتیا پہلے تو صرف تجھے مارنا تھا اب تیری ساری گرمی بھی ختم کریں گے نیچے گرنے والے شخص نے چلا کر کہا

ابھی وہ مڑتی کے نیچے گرے شخص نے اٹھ کر عنان کا سکارف گلے سے کھینچا

جبکہ دوسرے نے چاقو نکال کر وار کیا جو پہلے سے زخمی بازو کو اور زخمی کرتا چلا گیا

تکلیف کی شدید لہر عنان کو اپنے رگ و پے میں سرایت کرتی محسوس ہوئی

سکارف اتنی زور سے پیچھے کی طرف کھینچا گیا تھا جس کے باعث وہ پیٹھ کے بل نیچے کو گری

تکلیف کی شدت سے آنکھیں لبالب آنسوؤں سے بھر گئیں

پیچھے لگی ہوئی پسٹل اپنی کمر میں دھنستی محسوس ہوئی

جبکہ زخم سے نکلنے والا خون پل میں پورے بازو لو لہولہان کر گیا

نیچے گرنے پر پسٹل کی یاد آئی تو اپنا ہاتھ کمر کے پیچھے لے جانا چاہا

گلے میں سکارف پھرنے کی وجہ سے شدید جلن محسوس ہو رہی تھی

ہاتھ کو حرکت کرنے سے پورے وجود میں درد کی لہریں محسوس ہوئی

ابھی وہ ہاتھ پیچھے لے جاتی کے ایک آدمی نے اس کے ہاتھ پر اپنا پاؤں

رکھ کر بری طرح سے مسلا

جس پر عنان نے بامشکل اپنی چیخ کا گلا گھونٹا"

"وہ بہنیں تو اپنی تکلیف تو اپنوں سے بھی چھپاتی تھیں یہ تو پھر دشمن

تھے تو کیسے عنان راجپوت اپنی بے بسی ان پر واضح کرتی"

اپنے اسی ہاتھ کو حرکت دے کر اتنی طاقت سے کھینچا کے وہ شخص

لڑکھڑا کر نیچے گرا

ابھی دوسرے آدمی اس کے ہاتھ پاؤں پکڑتے عنان نے جھٹکے سے اپنی

پسٹل نکال کر سامنے والا کا نشانہ لیا جو اس کے پیٹ کے بائیں جانب لگا

عنان کے پاس پسٹل ہو گی اس بات کا انہیں اندازہ نہیں تھا

عنان نے بنار کے تین فائر اور کیے جس میں سے دو ضائع ہو گئے جبکہ تیسرا فائر دائیں جانب کھڑے شخص کو لگا

ہٹو پیچھے ورنہ باقی کی گولیاں تم لوگوں کے سینے میں اتاروں گی شیرنی کی مانند عنان کی دھاڑ سنسان روڈ پر گونجی تو ان آدمیوں نے ڈرتے ہوئے قدم واپس لیے

الٹے قدموں سے پیچھے ہوتی اپنی کار تک پہنچی جبکہ دو آدمی نیچے گرے تکلیف سے کراہ رہے تھے

جبکہ باقی چار اپنے ہاتھ اوپر کو اٹھائے کھڑے تھے

گاڑی میں بیٹھ کر اسے ریورس کیا اور آگے بڑھائی لیکن کچھ قدم آگے جا کر گاڑی روکی اور کھڑکی کھول کر سر باہر نکالا

پھر اس شخص کے بازو پر گولی چلائی جس نے دوپٹہ کھینچا تھا

پھر زن سے گاڑی چلا کر پیچھے دھول چھوڑتے ہوئے وہ غائب ہو گئی

جبکہ جو اسے رسوا کرنے آئیں تھے منہ کی کھا کر گرے تھے

دل میں نجانے کیا سمائی کہ گاڑی کا رخ فاطین کے ہاسپٹل کی جانب کر دیا

ناجانے کیوں دل کی مان لی جو بار بار چیخ کر کہہ رہا تھا اسے اپنا درد بتاؤ تو" سہی اور دیکھو کہ تمہارے درد پر تکلیف اسے بھی محسوس ہوتی ہے یا نہیں"

اپنی گاڑی ہاسپٹل کی پارکنگ میں روک کر پچھلی سیٹ سے اپنی جیکٹ اٹھا کر پہنی جسے پہنتے ہوئے بازو میں درد کی ٹھیسیں اٹھنا شروع ہو گئی ہونٹ بھنیچ کر بیگ میں سے ماسک نکال کر لگایا

اور باہر نکل آئی

ریسپشن پر جا کر ارد گرد نظریں دوڑائیں تو فاطین اسے کہی نظر نہیں آیا

السلام و علیکم نرس کو مخاطب کر کہ کہا تو اس نے مسکرا کر سلام کا جواب دیا

کیا میں ڈاکٹر فاطین راجپوت سے مل سکتی ہوں عنان نے مدعے کی بات کی تو نرس نے الجھن بھری نظروں سے اسے دیکھا

آپ ان کی کیا لگتی ہیں نرس نے سوالیہ لہجے میں استفسار کیا کیونکہ ابھی تک ہوسپٹل میں فاطین سے ملنے کوئی نہیں آیا تھا

اور آج ایک لڑکی آکر اس کا پوچھ رہی تھی تو اس کی حیرت فطری تھی

عنان نے اپنا ماسک نیچے کیا تو نرس کا منہ کھل گیا

عنان راجپوت کو کون نہیں جانتا تھا میڈیا کی دنیا میں اس کا ایک نام تھا روز اپنے شو پر وہ لوگوں کی بولتی بند کرتی تھی معزلوم لوگوں کے حق میں آواز اٹھاتی تھی

ایسے ایسے لوگوں کے چہرے بے نقاب کرتی تھی کہ چینل والے اس کی دیدہ دلیری پر دنگ رہ جاتے تھے

چوبیس سال کی عمر میں میڈیا میں اپنا لوہا منوانے والی شاید وہ پہلی ہی تھی اس سفر میں حیام اور ارحم نے قدم قدم پر اس کا ساتھ دیا وہ لوگوں کو بے نقاب کرتی تھی تو وہ سزا دیتے تھے

میرے کزن ہیں وہ ضروری کام ان پڑا کال اٹینڈ نہیں کر رہے تھے اسی لیے یہاں آنا پڑا عنان نے نرم لہجے میں کہا تو وہ نرس فدا ہوئی نظروں سے اسے دیکھتی رہی

شیور—— میم۔اپ کا ہی ہاسپٹل ہیں یہاں سے رائٹ جا کر لفٹ ٹرن کریں گی تو سب سے پہلے سر کا آفس ہے باہر نیم پلیٹ بھی لگی ہو گی

نرس نے چمکتی آنکھوں سے جواب دیا تو عنان نے اپنا ماسک اوپر کیا

تھینک یو عنان نے نرس کو جواب دے کر پلٹنا چاہا جب اس کی آواز پر رکی

Ma'am I'm a big fan of you can I get your autograph..

التجائیہ لہجے میں کہا تو عنان نے مسکرا کر اسے دیکھا

شیور

عنان کے کہنے پر نرس نے جلدی سے پین اور پیج آگے کیا جس پر عنان نے آٹو گراف دے کر اس کی جانب بڑھایا اس سب کے دوران ہاتھ کی

درد سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی ہاتھ پر لپیٹے ہوئے سکارف کی

وجہ سے لکھا بھی نہیں جا رہا تھا

نرس شاید عنان کو دیکھنے میں ہی مصروف تھی جو اس کا دیہان ہاتھ پر

نہیں گیا

درد اب برداشت سے باہر تھا اسی لیے زبردستی ہونٹوں پر مسکراہٹ سجا

نرس کے تھینکیو کا جواب دیا اور پلٹ کر

تیز تیز قدموں سے فاطین کے آفس کی جانب بڑھی

وہ جو پیشنٹ کی فائل ریڈ کرنے میں مصروف تھا دروازا کھلنے کی آواز پر

سر اٹھا کر سامنے دیکھا

اپنے سامنے اس دشمن جان کو دیکھ کر نظریں کچھ پل کے لیے ساکت

ہو گئی

لیکن شام والی حرکت یاد کر کہ غصہ کی شدید لہر وجود میں سرائیت کر گئی تو فاطین ایک جھٹکے میں اپنی جگہ سے اٹھا

جبکہ عنان دروازا لوک کر کہ اس سے پیٹھ لگا کر کھڑی ہو گئی تھی اور اب اپنی جانب آتے فاطین کو دیکھ رہی تھی

ابھی فاطین غصے سے کچھ کہتا جب کانپتے ہاتھوں سے عنان نے جیکٹ کی زپ کھولی

عنان کی اس حرکت پر فاطین کے قدم اپنی جگہ پر جم گئے جیسے جیسے وہ زپ کھول رہی تھی گردن کے زخم واضح ہونے لگے

جب کے لہولہان شرٹ دیکھ کر فاطین کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی آن سر گوشی کی صورت میں الفاظ ادا ہوئے جو شاید فاطین راجپوت کو خود بھی سنائی نا دیے تھے دکھ تکلیف بے یقینی نجانے کتنی ہی کیفیات میں اس وقت فاطین راجپوت خود کو محسوس کر رہا تھا

اپنے بائیں کندھے سے جیکٹ اتار کر اب دائیں سے اتارنی چاہے تو درد سسکیوں کی صورت اختیار کر گیا وہ جو تب نہیں روئی تھی جب اس شخص نے اتنی بری طرح ہاتھ مسلا

اپنے سامنے فاطین کو پا کر ان آنسوؤں کو روک نا سکی

کوشش کے باوجود بھی جب جیکٹ نا اتار سکی تو فاطین کی جانب دیکھا

جو خون چھلکاتی آنکھوں سے عنان کے بازو کو ہی دیکھ رہا تھا

فا۔۔۔ سسکی بھر کر اسے پکارا تو فاطین ہوش میں آیا

اور پل میں عنان کے پاس پہنچا اور اسے اپنے بازوؤں میں بھر کر سائیڈ پر پڑے صوفے پر لا کر بٹھایا

کانپتے ہاتھوں سے جیکٹ اتاری زخم دیکھ کر اپنے جبڑے بھینچ لیے

جبکہ عنان نے آنکھیں بند کر کہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگالی

سوال جواب بعد میں کرنے کا سوچ کر میڈیکل باکس لایا جو روم میں فائلز والی چھوٹی سی الماری میں موجود تھا

بازو کی پٹی کرتے ہوئے فاطین کی آنکھیں پل میں نم ہوئی نظریں اٹھا کر عنان کو دیکھا جو شاید بیہوش ہو چکی تھی یا کمال کا ضبط رکھتی تھی

جبکہ اس سب کے دوران فاطین کو اپنے دماغ کی شریانیں پھٹتی ہوئیں محسوس ہوئیں

چہرہ بالکل سپاٹ تھا جبکہ آنکھیں آگ سی تپش لیے سب کچھ جلا کر بھسم کرنے کا ارادہ کیے ہوئے تھی

ہاتھ کی انگلیوں پر نظر پڑی تو وہ سوجھی ہوئی محسوس ہوئی دل کی دھڑکنیں بے ہنگم ہوئی بری طرح سے لب کچلتے سکارف ہاتھ سے اتارا جیسے جیسے سکارف اتر رہا تھا فاطین راجپوت کا دل کر رہا تھا دنیا جلا کر بھسم کر ڈالے

ایک بے اختیار آنسوں پلکوں کی بار توڑ کر عنان کے زخمی ہاتھ پر گرا تو فاطین نے اپنے لب اس زخم پر رکھ کر میسحائی کرنی چاہی

پٹی کر کہ ٹیوب ہاتھ میں تھامی اور عنان کے قدموں سے کھڑا ہو کر اس کے دائیں جانب اپنا گھٹنا فولڈ کر کہ صوفے پر بیٹھ گیا

ہاتھ سے بال عنان کی گردن سے پیچھے کیے تو خود کو انگاروں پر لوٹتے پایا

سفید رنگت غصہ ضبط کرنے کی کوشش میں لال ہو چکی تھی

گردن کی نسیں واضح ہونے لگی تھیں

نظریں گردن سے ہوتی ہوئی کندھے پر گئی جس پر ناخنوں کے نشان تھے خود پر ضبط کر کہ ٹیوب زخموں پر لگا کر نیچے باکس کے پاس پھینک دی

اپنا بازو عنان کے سر کے نیچے سے گزار کر اس کا سر اپنے سینے پر رکھ دیا

عنان کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے اسے پر سکون اور خود کے

اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کی

اپنی پاکٹ میں ہاتھ ڈال کر موبائل نکالا اور میسج ٹائپ کیا

" یہ کار شام چھ بجے کے بعد سے کس کس جگہ پر گئی مجھے وہاں کی مکمل

فوٹیج چاہئیے

اور جس جگہ پر اس پر اٹیک ہوا اور جس نے کیا وہ سب مجھے کل تک

چاہئے " میسج سینڈ کرنے کے بعد عنان کی طرف متوجہ ہوا

فاسر گوشی سے بھی کم آواز میں عنان نے فاطین کو پکارا

" جی جانِ فافاطین نے جزبات کی آنچ لیے گھمبیر لہجے میں عنان کا چہرہ

اپنے ہاتھوں میں بھر کر کہا تو عنان نے بامشکل اپنی آنکھیں کھول کر اس

کی جانب دیکھا "

فاطین کا لہجہ جتنا نرم تھا آنکھیں اتنی وحشت اور جنون لیے ہوئے تھیں جنہیں دیکھ کر عنان بھی کانپ گئی

عنان نے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر انہیں تر کیا

تو فاطین نے مخمور ہوتی نظروں سے عنان کی یہ حرکت دیکھی

اپنے ہونٹوں پر فاطین کی نظریں محسوس کر کہ عنان نے پیچھے ہونا چاہا تو فاطین نے کمر میں بازو ڈال کر اسے خود پر گرا لیا

فاطین کی کلون کی ڈارک خوشبو عنان کے اعصابوں کو جکڑ رہی تھی اپنی پلکیں اٹھا کر فاطین کی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھنے میں مصروف تھا

Please Aan don't do this.. please

لہجے میں بے بسی لیے التجا کی تو عنان نے اپنا سر واپس سے اس کے کندھے پر رکھ دیا

تمہیں ملے ہر ایک ایک زخم کا بدلہ فاطین راجپوت سود سمیت لے گا

عنان کا ہاتھ ہونٹوں سے لگاتے فاطین نے دل میں عنان کو مخاطب کر کہ کہا

میں تمہیں اپنے پاس محسوس کرنا چاہتا ہوں آن، بہت پاس، اتنے پاس کے تمہاری دھڑکنوں کا شور میں با آسانی اپنی دھڑکنوں میں سن سکوا اتنا پاس کہ تمہاری منتشر ہوئی سانسوں کو اپنی سانسوں میں الجھا ہوا پاؤ گھمبیر لہجے میں سرگوشی کی تو عنان نے نظریں اٹھا کر فاطین کی طرف دیکھا

نظروں کا تصادم اتنا زوراور تھا کہ وہ پلک جھپکائے بغیر نا جانے کتنی دیر خود میں کھوئے رہے

فاطین نے اپنا ہاتھ عنان کے چہرے اور گردن کے درمیان رکھا اور اجازت طلب نظروں سے عنان کی طرف دیکھا

جس پر عنان نے خاموشی سے نظریں جھکا دی

تو فاطین پوری شدت سے عنان کے ہونٹوں پر جھکا بری طرح سے

عنان کی سانسوں میں اپنی سانسیں الجھا کر قطرہ قطرہ اس کی سانسیں خود

میں انڈیلنے لگا

عنان کا لمس اپنے تڑپتے دل پر ٹھنڈی پھوار کی طرح محسوس ہوا

عنان کی حالت دیکھ کر فاطین راجپوت کو ایسا محسوس ہوا تھا جیسے اسے

جلتے انگاروں پر کھینچ لیا ہو

چھوڑنے والا تو اب وہ کسی کو نہیں تھا

لیکن اس وقت سب کچھ بھلا کر وہ صرف عنان کو محسوس کرنا چاہتا تھا

عنان کی اکھڑتی سانسوں کو محسوس کر کہ اپنے ہونٹ عنان کے ہونٹوں

سے جدا کیے تو عنان نے گہرے سانس بھرتے اپنا سر فاطین کے

کندھے سے ٹکا دیا

عنان کا سر کندھے سے ہٹا کر ٹیبل تک گیا وہاں سے اپنی کار کی کیز اٹھائی اور موبائل پر دانیال کو میسج کر کہ فارم ہاؤس خالی کرنے کا کہا جس نے اوکے کا ریپلائے کیا

اب عنان کی طرف پلٹا جو آدھ کھلی آنکھوں سے فاطین کو ہی دیکھ رہی تھی

عنان کے قریب آ کر بنا اسے سمجھنے کا موقع دیے اپنی بانہوں میں بھرا اس اچانک افتاد پر عنان نے اپنے ہاتھ فاطین کی گردن کے گرد باندھ دیے

آفس سے نکل کر بیک ڈور کی طرف آیا

عنان ڈور کھولو کار کے پاس آ کر فاطین نے کہا تو اس نے ہاتھ بڑھا کر کار کا ڈور کھولا تو فاطین نے احتیاط سے عنان کو سیٹ پر بٹھایا اور اپنی طرف آیا

اس سب کے دوران اس کا چہرہ سپاٹ تھا جسے عنان نے بغور دیکھا

تم لوگوں سے رشتہ ہمارے لیے سزا بن گیا ہے نا تو وعدہ ہے میرا تم"

سے فاطین راجپوت تم لوگوں کی زندگی کو جہنم نا بنا دیا تو میرا نام بھی

"عنان راجپوت نہیں

ایسا زخم دوں گی جو ناسور بن کر تمہارے پورے وجود میں سرایت کر

جائے گا

وہ نا جانے کب سے اپنے خیالوں میں گم تھی چونکی تو تب جب فاطین

نے گاڑی فارم ہاؤس میں روکی اور اب اس کی طرف آکر ڈور اوپن کر

رہا تھا

چلو آن نرمی سے ہاتھ تھام کر کہا تو عنان کار سے نیچے اتری اور ارد گرد

نظر دوڑائی جبکہ فاطین مضبوط قدم لیتا رواداری سے گزرتا روم میں

عنان کو لیے آیا

روکو یہی میں کپڑے لاتا ہوں نرمی سے عنان کا گال تھپتھپا کر کہا اور مڑ کر کبرڈ کے پاس گیا

بلیک ٹی شرٹ اور بلیک ہی ٹراؤزر نکالا

یہ لو آن تم فریش ہو جاؤ میں کچھ کھانے کو لاتا ہوں پھر میڈیسن لینا

فاطین کے کہنے پر عنان نے کپڑے تھامیں اور واشروم میں گھس گئی

جبکہ فاطین پر سوچ نظریں دروازے پر ٹکائے کافی دیر کھڑا رہا پھر سر جھٹک کر کچن کا رخ کیا

عنان فریش ہو کر آئی تو فاطین صوفے پر بیٹھا کافی کے کپ پر انگلیاں پھیرنے میں مصروف تھا

وہ اندازہ نہیں لگا پائی کہ وہ اس کی موجودگی محسوس کر چکا ہیں یا انجان

ہیں ہاتھ کی ہتھیلیاں آپس میں رگڑتی شش و پنج میں مبتلا وہ کبھی فاطین

کو دیکھتی اور کبھی سائیڈ صوفہ کو

پھر ہمت کر کہ فاطین کے ساتھ جا کر بیٹھ گئی جو ابھی بھی اپنے عمل میں

مصروف تھا

فا——عنان نے اپنا ہاتھ فاطین کے ہاتھ پر رکھ کر کہا جس نے گردن

گھما کر اپنے قریب بیٹھی اپنی متاعِ حیات کو دیکھا

جو اس کے کپڑے پہنے سیدھا اس کے دل میں اتر رہی تھی اپنے بے لگام

ہوتے جذبات پر قابو پا کر سینڈوچ کی پلیٹ عنان کی جانب کھسکائی

Finish it Aan

تنبیہ لہجے میں کہا تو عنان نے سینڈوچ اٹھالیا

یہ میڈیسن بھی لینی ہے سوہری آپ میڈیسن پلیٹ کے پاس کرتے ہوئے کہا تو فاطین کے سنجیدہ لہجے پر عنان نے سر اثبات میں ہلا دیا

جبکہ فاطین صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر اپنے دونوں ہاتھ سر کے نیچے باندھ کر بغور عنان کو دیکھنے لگا

فاطین کی نظروں کی تپش اپنی پیٹھ پر محسوس کر کہ عنان کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی

عنان نے جلد از جلد میڈیسن کھا کر وہاں سے اٹھنا چاہا

فاطین جو تب سے عنان کی حرکات بغور دیکھ رہا تھا اس کے اٹھنے کا ارادہ بھانپ کر اپنی گرفت میں اس کی کلائی پکڑ کر اپنی طرف کھینچا

عنان جو اٹھنے لگی تھی اپنی کلائی پر لگنے والے جھٹکے سے سنبھل نا پائی اور فاطین کے کشادہ سینے سے ٹکرائی

فاطین کی حرکت پر شدید ناگواری محسوس ہوئی مگر خود پر ضبط کیا

اور گھبرائی نظروں سے فاطین کی طرف دیکھا جو سپاٹ چہرے سے عنان کو ہی دیکھ رہا تھا

Stop doing this drama Aan

دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو عنان کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی

کک۔ کیا مطلب فاڈرتے ہوئے نظریں اس کی نظروں میں گاڑھ کر پوچھا تو فاطین کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ آئی

جبکہ ڈر تو وہ حقیقت میں گئی تھی

تم کیوں بھول جاتی ہو مسسز فاطین راجپوت کہ میں تمہارے بچپن کا ساتھی ہونے کے ساتھ ساتھ تمہاری روح کا بھی ساتھی ہوں

میں تو تب بھی تمہیں سمجھ جاتا تھا جب تمہیں بولنا تک نہیں آتا تھا

تو تمہیں کیوں لگا کہ تمہیں سمجھنے کے لیے اب مجھے الفاظ کی ضرورت پڑے گی اپنی گرفت عنان کی کمر پر مضبوط کرتے ہوئے کہا

تو عنان تکلیف سے سسک پڑی وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی کمر پر بھی چوٹ لگی ہے اور عنان نے اسے بتانا گوارا نہیں کیا

کیونکہ وہ جانتی تھی وہ وہاں بھی مرہم لگاتا جو عنان برداشت نا کر پاتی

کک۔ کیا مطلب فاطین کے گرفت نرم کرنے پر الجھ کر پوچھا

عنان کے چہرے سے بال ہٹاتے ہوئے اس کے چہرے پر پھونک ماری

تو عنان نے اپنی آنکھیں زور سے میچ لی

تمہیں پتا ہے جب تم چھوٹی ہوتی تھی تب اگر مجھ سے غلطی ہو جاتی تو تم مجھ سے بات تک نہیں کرتی تھی کوئی نا کوئی سزا ضرور دیتی تھی ویسے تمہارے ساتھ کھیلنے کے لیے تمہیں منانا پڑتا تھا لیکن جب تم نے بدلہ لینا ہوتا تب خود ہی آجاتی تھی میرے پاس اور میں ہمیشہ اسی بات پر خوش ہو جاتا

لیکن وہ عنان ہی کیا جو بدلہ لیے بنا رہ جائے سارا دن کھیلتی رہتی پر جب ہی پاپا یا ماما پاس آتے چلا چلا کر رونا شروع کر دیتی اور جب تک وہ مجھے ڈانٹ نا دیتے تمہیں سکون نا ملتا اور جب بدلہ پورا ہو جاتا تب تم۔ پھر اٹیٹوڈ دکھاتی

تو میری اینگری برڈ کو کیوں لگا کہ میں اب سمجھ نہیں پاؤں گا

جو لڑکی سات گھنٹے پہلے مجھ سے نفرت کا اظہار کر کہ گئی اور اب ایک دم سے اپنے مرہم کے لیے میرے پاس آ گئی

تمہیں کچھ عجیب نہیں لگ رہا جہاں تک میں تمہیں جانتا ہوں مائے اینگری برڈ تم کسی کو نا پسند کرو تو مرتے ہوئے اس سے پانی لے کر نا پیو مجھ سے تو نفرت کا اظہار کیا گیا تھا

ابرو آچکا کر طنزیہ لہجے میں استفسار کیا تو عنان نے خونخوار نظروں سے فاطین کو گھورا اور اپنے دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی اس سب کے دوران ہاتھ میں تکلیف تو ہوئی

لیکن اپنی آنا اور غصے میں اسے مکمل نظر انداز کر گئی جبکہ فاطین مسکراتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

ہاں ہے مجھے تم سے نفرت—شدید نفرت ہے سنا تم نے فاطین راجپوت تم سے، تم سے جڑی ہر چیز نفرت ہے اس رشتے سے بھی جو طوق کی مانند میری گلے میں لٹکا ہے عنان نے چلا کر کہا تو غصے سے فاطین کی رگیں تن گئی

اپنے جبڑے بھینچ کر آگ برساتی نظروں سے عنان کو دیکھا

اور جانتے ہو کیا فاطین اپنی زندگی میں آگے بڑھنے کے لیے اس طوق کو اتار پھینکو گی میں تمسخر اڑاتے لہجے میں کہا

تو عنان کی اس بات پر فاطین کا ضبط جواب دے گیا اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک ہی جست میں عنان تک پہنچا اور اس کے بال اپنی مٹھی میں دبوچ لیے

جسٹ شیٹ اپ عنان اگر مزید ایک لفظ کہا تو گدی سے زبان کھینچ لوں گا تمہاری

آگ سی تپش لیے عنان کے چہرے پر غرایا تو عنان کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی

تم نے کیا سوچا تمہارے آگے جھکتا ہی جا رہا ہوں تو کچھ بھی بکواس کرو گی اور فاطین راجپوت سن لے گا

تمہارے اس دل میں موجود ہر احساس پر صرف میرا حق ہے عنان کے سینے پر دل کے مقام پر اپنا ہاتھ رکھ کر کہا تو

عنان کا حیا شرم شرمندگی سے چہرہ تپ اٹھا پلکیں حیا کے بوجھ سے
بھاری ہوتی جھک گئی

فاطین نے دلچسپی سے یہ منظر دیکھا

اور یہ لڑکی کہتی ہے اسے مجھ سے نفرت ہے

تم کیوں نہیں سمجھ رہی آن کے جس سے نفرت ہو اس کے قریب
آنے پر چہرے پر گلال نہیں کھلتے فاطین نے بے بسی اپنے لب کچل
ڈالے جبکہ

عنان نے اپنے لرزتے بائیں ہاتھ سے فاطین کا ہاتھ ہٹانا چاہا تو اس نے
عنان کے انگلیوں میں زبردستی اپنی انگلیاں الجھا کر اس کا ہاتھ پیچھے پشت
سے ٹکا دیا

تمہیں پتا ہے آن کہ مرد کتنا انا پرست ہوتا ہے کوئی عورت اس سے "
اونچی آواز میں مخاطب ہو جائے تو آنا کا مسئلہ بنا لیتا ہے اور تم نے آج کیا

کیا آنکھیں موندیں اپنا سر عنان کے سر سے ٹکاتے ہئے بوجھل اور گھمبیر لہجے میں کہا

فاطین کی گرم سانسوں کی تپش سے عنان کو اپنا چہرہ جھلستا محسوس ہوا نیند کی وجہ سے آنکھوں کے آگے اندھیرا چھایا تو خود کو گرنے سے بچانے کے لیے فاطین کی شرٹ دبوچی اور آنکھوں میں نیند کا خمار لیے فاطین کی طرف دیکھا

جو گہرے سانس بھرتا عنان کی سانسوں کو خود میں انہیل کر رہا تھا یہ دیکھ کر جسم کا سارا خون عنان کو اپنے چہرے پر سمٹتا محسوس ہوا خود پر عنان کی نظروں کی تپش محسوس کر کہ آنکھیں واہ کی تو عنان کی آنکھوں میں نیند کا خمار دیکھ کر ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے

فاطین نے جان بوجھ کر اسے نیند کی گولی دی تھی تاکہ وہ آرام کرے وہ جانتا تھا جب وہ اسے بتائے گا تو وہ یہاں سے جانا چاہے گی اور فاطین نہیں چاہتا تھا کہ وہ لڑ جھگڑ کر اس کے دل میں بدگمانی بڑھائے

غصہ ناراضگی یا چاہے نفرت ہی کرو لیکن میرے پاس اور میری ہی رہ کر کرو، دور جانے کا سوچنا بھی مت مسسز کیونکہ یہ ناممکن تنبیہ لہجے میں عنان کی نیند بھری آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑ کر کہا

جبکہ عنان نے بند ہوتی آنکھوں سے اپنا سر فاطین کے سینے سے ٹکا دیا تو فاطین نے اسے بانہوں میں بھر کر کمرے کا رخ کیا

عنان کو کروٹ کے بل لٹا کر سائیڈ ڈراسے ٹیوب نکالی اور پھر بنا کسی ہچکچاہٹ کے شرٹ اوپر کر کی اس کی پیٹھ پر نرم ہاتھوں سے ٹیوب لگائی وہ اس کے سسکنے پر ہی جان چکا تھا کہ ضرور کوئی چوٹ لگی ہو گی اور وہ آنا کی ماری اسے نہیں بتائے گی اسی لیے فاطین نے اپنی گرفت نرم کر دی

جھک کر زخموں پر اپنے دہکتے ہونٹ رکھے فاطین کے لمس پر عنان کسمسائی

ٹیوب واپس رکھ کر دروازا لاک کیا بیڈ کی جانب آتے اپنی شرٹ اتار کر صوفے پر اچھالی

کمفرٹر کھول کر عنان پر دیا اور اس کے ساتھ نیم دراز ہو کر عنان کو اپنی بانہوں میں بھر لیا

افففف اپنا آپ پکا زن مرید لگ رہا ہے تھپڑ کھا کر بھی بانہوں میں بھرے بیٹھا ہوں غصہ کہا غائب ہو جاتا ہے یار میرا تمہیں دیکھ کر عنان کے چہرے کی طرف دیکھ کر بے بسی سے کہا جو چہرے پر معصومیت سجائے سو رہی تھی

عنان کو اپنے اتنے قریب دیکھ کر فاطین کو اپنا آپ بہکتا محسوس ہوا

تو سر جھٹک کر ہاتھ بڑھا کر لیمپ آف کیا اور آنکھیں موند کر سونے کی کوشش کی جو کہ ناممکن ہی تھا

صبح عنان کی آنکھ کھلی تو خود کو فاطین کے مضبوط حصار میں قید پایا

جو اسے تکیے کی طرح دبوچے عنان کے بائیں کندھے پر سر رکھے اور کمر پر دونوں ہاتھ باندھے سو رہا تھا

عنان کچھ لمحے تو سوئی جاگی کیفیت میں فاطین کو دیکھتی رہی پھر کل کی تلخ باتیں یاد آتے ہی اس کا حصار توڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی

گھڑی پر نگاہ دوڑائی تو صبح کے چھ بج رہے تھے

اور پلٹ کر فاطین کو دیکھا جو عنان کے اٹھنے پر کروٹ بدل چکا تھا اور اب بانہوں میں عنان کی جگہ تکیہ تھا

عنان کے اندر جلن کا احساس پیدا ہوا نفرت بھری نظروں سے تکیے کو گھورا

کمینہ محبت محبت کرتا ہے اور مجھ میں اور تکیے میں فرق ہی نہیں پتا دانت پیس کر کہا تو کروٹ بدل کر لیٹے فاطین نے دانتوں تلے ہونٹ دبا کر بامشکل اپنا قہقہہ روکا

جبکہ عنان تن فن کرتی اس کی سائیڈ آئی اور وہاں سے فاطین کی گاڑی کی چابی اٹھائی

اور خونخوار نظروں سے فاطین کو گھورتی دروازا کھول کر باہر نکلتی چلی گئی

جبکہ عنان کے جانے کے بعد فاطین جلدی سے اٹھا اور موبائل اٹھا کر کال۔ ملائی جو پہلی ہی بیل پر ریسیو کرلی گئی

میڈم میری کار میں گئی ہے جب تک خیریت سے گھر نا پہنچ جائیں پیچھا کرتے رہنا اور جہاں گڑ بڑ لگے

سوچنے سمجھنے کی بجائے سیدھا آڑادینا سرد لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے جی سر کہہ کر کال کاٹ دی گئی

جب کہ فاطین کھڑکی سے عنان کو جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا

دیکھئے مسٹر پولیس کو کیا پتا ہے یا آپ انہیں کیا بتا رہے ہیں وہ الگ معاملہ ہے

لیکن جب آپ کوئی وکیل ہائیر کرتے ہیں تو اسے سچ بتانا ہی پڑتا ہے تا کہ وہ اس حساب سے کیس دیکھے

ایسا کیوں سامنے بیٹھ شخص نے تلخ لہجے میں پوچھا تو نبال نے دل میں اسے سو سلواتیں سنائی

اگر اپنے چوری کی ہے تب بھی بتانا پڑے گا کیونکہ پھر میں ان پوائنٹس کو دیکھوں گی جو آپ کو مجرم ثابت کر رہے ہوگے

اور ہر وکیل اپنے کلائنٹ۔ کو بچانے کے لیے ان چیزوں کو جھٹلائے گا اور دوسرے فریق پر الٹ دے گا

دیکھیں جب بتائیں گے کہ اپنے چوری کب اور کیسے کی تب میں وہ باتیں نوٹ کر کہ اس آدمی پر ڈال دوں گی جہاں آپ ہوگے وہاں اسے ایڈجسٹ کر دوں گی نبال نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو اس آدمی نے بغور نبال کو دیکھا

جس پر نبال نے دانت پیسے

کچھ دن پہلے نبال کے پاس ایک غریب آدمی آیا تھا اس کا کہنا تھا کہ اس کے مالک کے آفس سے کسی نے پیسے چرا لیے اور الزام اس پر لگا دیا

اور سب اسی کے خلاف ہے لیکن اسے امجد نامی شخص پر شک ہے کہ چوری اس نے ہی کی ہے

اب وہ خود کو بچانے کے لیے اس غریب آدمی پر الزام ڈال رہا ہے

نبال نے انہیں یقین دلایا جو وہ کرتا ہے کرنے دے کیس آپ ہی جیتے گے

اب وہ یہاں بیٹھی اس شخص کی باتوں کو ریکارڈ کرتی عدالت میں اسے ڈبل کراس کرنے کی پلیننگ بنا رہی تھی

کہ تبھی کسی کے مکہ مارنے پر امجد کرسی سے نیچے گرا تو نبال ہڑبڑا کر اٹھی لیکن جیسے ہی نظر سامنے گئی تو چہرے کا رنگ فق ہوا

دانیال جو کہ نبال سے ملنے کے لیے کورٹ آیا تھا تو اسے پتہ چلا کہ وہ سامنے کیفے میں گئی ہیں تو دانیال بھی ادھر ہی آگیا

جیسے ہی دانیال نے آکر کیفے میں نظر دوڑائی تو ایک جگہ ٹھٹھک کر رکی
نبال کسی پچیس چھبیس سال کے آدمی کے ساتھ بیٹھی بات کر رہی تھی
اور وہ آدمی اسے ایکسرے کرتی آنکھوں سے دیکھنے میں مصروف تھا
صاف ظاہر تھا کہ اس کا باتوں سے زیادہ باتیں کرنے والی پر دیہان تھا
اس منظر نے دانیال کے وجود میں آگ لگانے کا کام کیا کسی بھپڑے
ہوئے شیر کی طرح تن فن کرتا وہ اس شخص کی جانب بڑھا اور بنا اسے
دیکھنے اور سمجھنے کا موقع دیا

اتنی زور سے اس کے جبڑے پر وار کیا کہ منہ کے بل کرسی سے نیچے گرا
جبکہ نبال ہڑبڑا کر اٹھی اور مارنے والی کی طرف دیکھا

دانیال نے خونخوار نظر نبال پر ڈال کر آگے بڑھا اور اس امجد نامی بلا کو
سیکنڈز میں دھنک کر رکھ دیا

دا ـــــ دانیال پلیز چھوڑیں دانیال کا بازو پکڑ کر روکنا چاہا جس نے گردن موڑ کر خون چھلکاتی آنکھوں سے نبال کو دیکھا

ہمت بھی کیسے ہوئی میری بیوی کو گھٹیاں نظروں سے دیکھنے کی پھر سے اس شخص کو مارتے ہوئے غرایا تو نبال نے ڈر کر قدم پیچھے لیے

جبکہ لوگ کھڑے تماشہ دیکھ رہے تھے

وہ جانتی تھی اگر دانیال نے اسے نا چھوڑا تو اس کے مخالفین اس بات کو ضرور اچھالے گے کہ نبال راجپوت کے شوہر نے ایک مزلوم شخص کو پیٹا جبکہ معصوم تو وہ کہی سے بھی نہیں تھا

ہمت کر کہ نبال آگے بڑھی اور دانیال جو ایک ہاتھ سے اس شخص کا کالر پکڑے اور دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے کا نقشہ بگاڑنے میں مصروف تھا

دانیال کا وار کرتا ہاتھ بازو سے تھام کر نیچے سے گزر کر اس کا سامنے کھڑی ہو گئی

جس پر دانیال نے دھکا دے کر اس شخص کو نبال سے دور کیا اور کمر میں ہاتھ ڈال کر نبال کو اپنے قریب کر لیا

افففف پری اگر تمہیں لگ جاتی پل میں خونخوار تاثرات نرمی میں بدلے آنکھوں میں محبت اور فکر مندی واضح ہونے لگی

مجھ سے تو بات ہی مت کریں دانی دانت پیس کر اسے گھورا اور اس کا حصار توڑ کر باہر کی جانب قدم بڑھائے

دانیال تیز مگر مضبوط قدم بڑھاتا نبال کی طرف بڑھا اور اسے سمجھنے کا موقع دیے بنا بازو سے تھام کر اپنی گاڑی میں لا کر بٹھا دیا

جس پر نبال نے دانت کچکچا کر اس شخص کو گھورا جو اب ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا گاڑی ریسورس کر رہا تھا

تم ـــــ ابھی وہ کچھ کہتی کہ دانیال کی سرد نظروں سے بوکھلا کر تم سے آپ پر آگئی

مطلب آپ کو کچھ اندازہ ہے کہ یہ بات کس طرح سے پھیلے گی اس معصوم بوڑھے شخص کو نوکری سے نکال دیا جائے گا لیکن آپ کو اس سب سے کیا، دیکھ ہی رہا تھا کھا تو نہیں گیا تھا مجھے نبال نے جھنجھلاتے ہوئے کہا تو دانیال نے ایک دم سے بریک لگائی جس پر نبال کا سر ڈیش بورڈ سے لگتے لگتے بچا

ابھی وہ سنبھلی بھی نا تھی جب دانیال نے کندھوں سے تھام کر رخ اپنی جانب کیا

نبال کو دانیال کی انگلیاں اپنی جلد میں دھنستی ہوئی محسوس ہوئی

کوئی تمہیں میرے علاوہ دیکھے تو دیکھے بھی کیوں "لال بھبھو کا چہرہ"
لیے نبال کے چہرے پر دھاڑا تو نبال نے تکلیف اور ڈر کے باعث اپنی
آنکھیں میچ لی

دا——نی مم——مجھے درد ہاتھ ہٹائیں کپکپاتے منت بھرے لہجے میں کہا
تو دانیال نے گرفت اور بڑھا کر اپنی جانب کھینچ لیا

درد تمسخر اڑاتے لہجے میں کہا تو نبال نے آنکھیں کھول کر اس کی طرف
دیکھا

تم جانتی بھی ہو کہ درد ہوتا کیا ہے نبال، درد وہ ہوتا ہے جو اتنے سالوں
سے میں نے برداشت کیا
جس کی تکلیف مجھے روح تک محسوس ہوئی

اور درد وہ بھی ہے جو تم اتنے دنوں سے مجھے اپنی بے رخی سے دے رہی
ہو

اور ہمارا درد دانی جو ہم نے برداشت کیا وہ سب کیا بے معنی ہے دانیال کی بات کاٹ کر بے بسی سے کہا تو دانیال نے اپنے ہاتھوں کے پیالے میں نبال کا چہرہ بھر لیا

تو کہہ تو رہا ہو میرے پاس آجاؤ دانیال راجپوت ہر درد کا ازالہ کرے گا نبال کی آنکھوں سے گرتے آنسوؤں کو اپنے ہونٹوں سے چنتے ہوئے بوجھل اور گھمبیر لہجے میں کہا

دانیال کا لمس نبال کو اپنی روح میں اترتا محسوس ہوا لیکن سب کچھ نظر انداز نہیں کر سکتی تھی خود غرض نہیں بننا چاہتی تھی

ہر درد کا ازالہ ممکن نہیں ہوتا نبال نے نظریں پھیرتے ہوئے کہا تو دانیال نے بغور اس کے چہرے کی طرف دیکھا

ایک بار یقین کر کہ تو دیکھو پری دانیال راجپوت تمہاری ہر تکلیف ہر درد کو خود میں سمیٹ لے گا اپنے دہکتے ہونٹ نبال کے گال پر ثبت کرتے ہوئے کہا تو نبال کو اپنا رواں رواں کانپتا محسوس ہوا

اپنے کانپتے ہاتھوں سے دانیال کی شرٹ سینے سے دبوچی اور دانیال کی مخمور ہوتی آنکھوں میں دیکھا

لیکن مجھے ڈر ابھی نبال اپنی بات مکمل کرتی کہ دانیال پوری شدت سے اس کے ہونٹوں پر قابض ہو گیا

قطرہ قطرہ کر کہ نبال کی سانسوں کو خود میں انڈیلتے اس کے ہر خدشے ہر ڈر کو اپنے لمس سے ختم کرنے کی کوشش کی اپنے ہاتھ نبال کی کمر پر باندھ کر اسے اپنی سینے میں بھینچ لیا

نبال آنکھیں بند کیے اس لمس کو اپنی روح میں اترتا محسوس کر رہی تھی

ناجانے کتنی ہی دیر وہ ایک دوسرے میں کھوئے رہے جب دانیال نے

نبال کی اکھڑتی سانسوں کی پرواہ کر کہ اپنے ہونٹ نبال کے ہونٹوں سے جدا کر کہ سر اس کی سر کے ساتھ ٹکا دیا

گاڑی میں معنی خیز سی خاموشی چھا گئی تھی بھاری ہوتی سانسوں کا شور ارتعاش پیدا کر رہا تھا

نبال کے وجود سے اٹھتی محسور کن خوشبو دانیال کو مدہوش ہر رہی تھی تمہیں اپنی محبت اپنے لمس میں اس قدر گم کر دوں گا نبال راجپوت کہ تمہیں اگر کچھ یاد رہے گا تو صرف دانیال راجپوت، اس کی شدتیں وارفتگیاں

میرا لمس میری محبت میں پور پور بھیگے تمہارے وجود کو ماضی یاد کرنے کی فرصت ہی نہیں ملے گی بوجھل گھمبیر لہجے میں اتنی بے باک سرگوشیاں کرتے نبال راجپوت کو خود میں سمٹنے پر مجبور کر گیا

دانیال کی جزبے لٹاتی نظروں سے بچنے کی خاطر نبال نے اس کے سینے میں جائے پناہ ڈھونڈنی چاہی تو گاڑی میں دانیال راجپوت کا زندگی سے بھرپور قہقہہ گونجا

نبال پر گرفت مضبوط کر کہ اپنا چہرہ اس کے سر پر ٹکا کر سکون سے آنکھیں موندلی

دروازا کھلنے کی آواز پر مائسہ نے سر اٹھا کر دیکھا

تو بسام ہاتھ میں فائلز اور کارڈ لیے اندر داخل ہو رہا تھا

کتنے دنوں بعد وہ اسے دیکھ رہی تھی جس کے چہرے پر سرد مہری چھائی ہوئی تھی

یہ انویٹیشن آیا ہے قیصر گروپ آف انڈسٹریز کی طرف سے بسام نے کارڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا تو مائسہ اپنے خیالات سے چونکی

او-ہاں ٹھیک ہے میں دیکھ لیتی ہوں مائسہ نے ہڑبڑا کر جواب دیا تو بسام نے سنجیدہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا

اسے وہ بات ابھی تک نہیں بھول رہی تھی جب بھی یاد کرتا ہر بار اپنا وجود جلتے انگاروں پر پاتا

اس فائل پر تمہارے اور حیام کے سائن بھی چاہیئے مائسہ کو نظروں کے حصار میں رکھ کر کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا

اس کے لیے آپ کو آنے کی کیا ضرورت تھی کسی سیکرٹری کو بھیج دیتے مائسہ نے سرسری سا کہا

کیونکہ اسے یہی تھا کہ وہ اپنا کام چھوڑ کر اپنی کمپنی سے یہاں آیا صرف سائن اور کارڈ دینے اور اب واپس جائے گا مگر مائسہ کی یہ بات بسام کو تپش دلا گئی

نہیں سیکرٹری کو کیوں بھیجتا—— تمہیں دیکھنے کے لیے مرا جارہا تھا اسی لیے سات سمندر پھلانگتے ہوئے یہ فائل خود لیے آگیا کیونکہ اس سے سنہری موقع تو تمہارے دیدار کے لیے مجھے ملنا ہی نہیں تھا بلاوجہ بات کا بتنگڑ بناتے ہوئے سرد لہجے میں چلایا

اتنے دنوں سے خود کو ایک ان دیکھی آگ میں جلتا محسوس کر رہا تھا اور جب اتنے دنوں بعد وہ سامنے آئی تو وہ کہہ رہی تھی کسی اور کو بھیج دیتے

یہ بات تو بسام راجپوت کا دماغ خراب کر چکی تھی

جبکہ مائسہ ہونکو کی طرح منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی

کہ اس نے ایسا بھی کیا کہہ دیا جو وہ ایسے بھڑک رہا ہے

اب یہ منہ کھولے ٹکر ٹکر کیا دیکھ رہی ہو بسام نے انگلی سے کھلے منہ اور پھیلی آنکھوں کی طرف آنکھیں چھوٹی کر کے اشارہ کیا تو مائسہ نے سٹپٹا کر اپنا منہ بند کیا

اپنے دماغ سے غلط فہمی نکال دو کہ تمہیں دیکھنے کے لیے ایسے چھوٹے چھوٹے بہانوں کی ضرورت ہے مجھے

میری ملکیت ہو جب چاہے حق سے آ کر دیکھ سکتا ہوں اگر کبھی خود نا اسکا تو تمہیں اپنے پاس بلا سکتا ہوں اپنے دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھ کر مائسہ کی جانب جھکتے ہوئے کہا

جبکہ مائسہ حیرانگی سے اسے دیکھ رہی تھی کیسا عجیب شخص تھا کہا کی بات کہا لے گیا

مم-میرے کہنے کا مطب یہ نہیں تھا اپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا

بسام کے وجود سے اٹھتی ڈارک پرفیوم کی خوشبو مائسہ کو اپنے حواسوں پر چھاتی محسوس ہوئی

کرسی کو پاؤں کی مدد سے پیچھے کو دھکیل کر بسام سے دور ہونا چاہا جس کی تیز نظروں سے یہ حرکت پوشیدہ نا رہ سکی

تمہارے کہنے کا جو بھی مطلب تھا لیکن میرا مطلب صاف تھا اور اس پارٹی کے لیے جو ڈریس میں بھیجو گا وہی پہنو گی

نا پہننے کی صورت میں ——یہ کام میں بنا کسی ہچکچاہٹ کے خود سر انجام دوں گا

اسی لیے بنا چوں چراں کیے پہن لینا ورنہ دوسری صورت میں اگر میں بہک گیا تو میری جان لیوا قربت بھی برداشت کرنی پڑے گی بے باک لہجے میں آنکھ دبا کر کہتا سیدھا ہوا

اور جھپٹنے کے انداز میں فائل مائسہ کے ہاتھ سے لی اور تن فن کرتا چلا گیا جبکہ مائسہ ابھی بھی نا سمجھی کی کیفیت میں اسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی

مائسہ ارحم کی آواز پر مائسہ اور نبال نے اس کی طرف دیکھا

جی بھائی

تمہیں نہیں لگتا جو عورت تم لوگوں کے ساتھ اتنا برا کر سکتی ہے

اس نے حسام لوگوں کے ساتھ کچھ نا کیا ہو گا جو اس کے پاس تھے

ارحم نے پر سوچ لہجے میں کہا تو نبال نے چونک کر دیکھا

لیکن وہ ایسا کیوں کریں گی جبکہ ان کی بیٹیاں بسام اور حسام کو پسند کرتی ہیں

مائسہ نے الجھن بھرے لہجے میں استفسار کیا تو ارحم نے دونوں کی طرف دیکھا

صرف حسام اور بسام کو فاطین اور دانیال نہیں

حقیقت کیا ہے وہ جلد پتا چل جائے گی مگر تم سب سے یہی کہوں گا

اپنی ناراضگی میں آنالا کر اپنا رشتہ خراب مت کر لینا یہ نا ہو جب حقیقت سامنے آئے تو تم لوگوں رشتہ خراب ہو چکا ہو

اسی لیے جب تک سب واضح نہیں ہو جاتا تم لوگ نا ان سے لڑو گی یہ چھوڑوں اس کے بنا تو تم لوگوں کا گزارا نہیں یہی کوشش کرنا کہ سامنا ہی کم ہو

باقی جس دن فائل ہاتھ لگ گئی اور اس شخص کا نام پتا لگ گیا جو اس سب کے پیچھے ہے تو سب واضح ہو جائے گا

فون کی آواز پر مائسہ اپنے خیالات سے چونکی ارحم کی باتیں انہیں کافی حد تک ٹھیک بھی لگی تھیں

حیام کا نمبر دیکھ کر کال اٹھائی

میں فری ہوں لنچ کے لیے جا رہی ہو تم چلو گی حیام کے کہنے پر مائسہ نے کارڈ دیکھا

میں بھی فری ہوں اور اہم بات یہ کہ قیصر گروپ آف انڈسٹریز کا انویٹیشن کارڈ آگیا ہے چھ دن بعد پارٹی ہے

ٹھیک ہے تم آجاؤ نیچے میں بس پہنچنے والی ہوں دو منٹ تک حیام نے کہہ کر فون رکھ دیا جبکہ مائسہ اپنا بیگ اٹھاتی دروازے کی جانب بڑھی

کیا ہو گیا ہے عنان کیوں ترسی ہوئی شکلوں سے انہیں دیکھ رہی ہو نبال نے جھنجھلا کر کہا

کیونکہ آج حیام اور مائسہ نے پارٹی میں جانا تھا اور جب سے وہ تیار ہونے کے لیے روم میں آئیں تھیں عنان منہ بنا کر انہیں دیکھ رہی تھیں

کیوں نا بناؤ منہ ہاں انہیں پتا ہے کہ اپنی کسی پارٹی میں نہیں جاتی میں سیاست کی باتیں دماغ گھما دیتی ہیں میرا

انہیں خیال کرنا چاہئے نا میرا کیا تھا مجھے بھی ساتھ لے جاتی پہلے چلا کر اور آخر میں منہ بسور کر کہا تو نبال نے گھور کر عنان کو دیکھا

وہ بزنس پارٹی ہے فیملی پارٹی نہیں ورنہ تمہیں میں کیوں نا لے کے جاتی

حیام نے اپنا ڈریس بیڈ پر رکھتے ہوئے کہا جس پر عنان منہ بسور کر اسے دیکھا

اور صوفے پر لیٹ کر کشن منہ پر رکھ لیا

مائسہ نے اپنی ڈرامے باز بہن کی حرکتوں پر تاسف سے سر ہلایا

اتنے میں دروازا نوک ہوا تو نبال نے جا کر کھولا

یہ کیا ہے ملازمہ کے ہاتھ میں ایک خوبصورت سا گفٹ باکس دیکھ کر نبال نے حیرت سے استفسار کیا

جی یہ بسام صاحب دے کر گئے ہیں اور کہہ کر گئے ہیں اگر یہ ڈریس نا پہنا تو جو دھمکی دی تھی وہ اسے پورا کرنے میں دیر نہیں لگائیں گے

ملازمہ جیسے جیسے بتا رہی تھی مائسہ کا چہرہ حیا اور شرمندگی سے لال پڑتا جا رہا تھا

جبکہ عنان ایک ہی جست میں آٹھ کر دروازے تک گئی اور ملازمہ کے ہاتھ سے باکس پکڑا

کیوں نہیں پہنیں گی ملازمہ کو گھور کر کہتے ہوئے پلٹی جبکہ ملازمہ اپنی میڈم کے گھورنے پر سٹپٹا گئی اور فوراً وہاں سے غائب ہوئی

نہیں آن میں یہی پہنوں گی مائسہ نے اپنی فراک آگے کرتے ہوئے کہا جسے عنان نے جھپٹنے کے انداز میں پکڑا جبکہ مائسہ ہونکو کی طرح اپنی بہن کا ندیدہ پن دیکھ رہی تھی

اور نبال کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کا سر پھاڑ دے عجیب حرکتیں کر رہی تھی آج

جبکہ حیام اپنا ڈریس لے کر ڈریسنگ روم میں چلی گئی

یہ میں پہنو گی تم بسام والا ڈریس پہنو گی سمجھی عنان نے بڑی بہن ہونے

کا رعب دکھاتے ہوئے کہا

تو مائسہ نے گہری سانس بھر کر اسے دیکھا اور اثبات میں سر ہلایا

ٹھیک ہے پہن لے آپ

اور یہ دے مجھے دیکھو تو کیسی ڈریس ہے مائسہ نے ہاتھ آگے کرتے

ہوئے کہا تو عنان نے اسے باکس پکڑا دیا

مائسہ نے بیڈ پر رکھ کر باکس دیکھا

جو کہ وائٹ کلر کا ہارٹ شیپ باکس تھا جس پر ریڈ کلر کی بٹر فلائز بنی ہوئی

تھی

مائسہ نے کیسے ہی باکس کھولا اس میں ریڈ کلر کی بہت ہی خوبصورت

فراک تھی جسے دیکھ کر وہ مبہوت ہو گئی

مائسہ نے فراک باہر نکالی تو وہ اس کے پاؤں تک لمبی تھی

جبکہ اوپر سے وہ سلیو لیس تھی سینے سے شروع ہو کر کمر تک اس پہ ڈائمنڈز جڑے تھے

عنان نے باکس میں دیکھا تو شارٹ جیکٹ تھی جس سے سینہ اور بیک مکمل طور پر کور ہو جانی تھی

مائسہ نے عنان کو دیکھا جو معنی خیز نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی

اب آپ جائیں گی تو میں ریڈی ہو گی نا مائسہ نے دانت پیس کر کہا

تو عنان نے اثبات میں سر ہلایا اور باہر کی جانب قدم بڑھائے

میری مانو تو جیکٹ کے بغیر ہی جانا پھر دیکھنا کیسے آگ لگتی اس بسام راجپوت کو دروازے پر جا کر پلٹ کر کہا تو مائسہ نے تاسف سے سر ہلایا

کہ تبھی حیام باہر آئی بلیک کلر کی گھیر دار باربی فراک پہنیں وہ مائسہ کو سچ میں باربی ہی لگی

بہت پیاری لگ رہی ہے آپ بالکل باربی جیسی مائسہ نے کھل کر مسکراتے ہوئے کہاتو حیام نے مرر میں اپنا عکس دیکھا

دودھیار نگت اس رنگ میں اور بھی کھل گئی تھی چاکلیٹ براؤن بال کمر پر جھول رہے تھے گرے آنکھیں اداسی لیے ہوئے تھیں

ہاں بالکل باربی جیسی حیام نے مرر میں مائسہ کو دیکھ کر کہاتو وہ ہستے ہوئے ڈریسنگ روم میں چلی گئی

ایک ایسی باربی جو اپنے شہزادے کی تلاش میں نکلی تو پور پور لہولہان ہوگئی خار دار راستوں نے پاؤں کے ساتھ ساتھ روح بھی زخمی کرڈالی ایک تلخ مسکراہٹ کے ساتھ حیام نے اپنے عکس کو دیکھا

آنکھوں میں سرور ہے، باتوں میں غرور ہے

چھلکے چھلکے چھلکے

ڈم رنگ برنگی لائٹس اور میوزک کی تیز دھن نے ماحول کو خوابناک

بنایا ہوا تھا

بسام جو کہ مائسہ کو پک کرنے گیا تو ملازمہ سے پتا چلا کہ وہ اور حیام ارحم

کے ساتھ چلی گئی ہیں

تب سے اپنے آپ کو انگاروں پر لوٹتا ہوا محسوس کر رہا تھا

وہ ریش ڈرائیو کر کہ پہنچا تھا لیکن وہ ابھی تک نہیں آئی تھی

جبکہ یہی حال حسام کا تھا

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ارحم نامی بالا کا گلا دبا دے

جو ہر وقت اس کی بیوی کا سایہ ہی بنا رہتا ہے

بندیاں میری بندیاں

لے گئی تیری نیندیاں

چمکے چمکے چمکے

بسام جس کی نظریں دروازے پر ٹکی ہوئی تھیں

ہال میں داخل ہوتی مائسہ کو دیکھ کر ساکت ہو گئ

وہ جان لیوا حد تک خوبصورت لگ رہی تھی

حسام جس کی پشت دروازے کی جانب تھی اور بسام کے ساتھ کھڑے شخص سے باتیں کرنے میں مصروف تھا

بسام نے منہ کھولے حسام کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پیچھے کی طرف کیا

تو حسام نے ناسمجھی سے پیچھے مڑ کر دیکھا

تو اس کا حال بھی بسام سے مختلف نا تھا

بلیک باربی فراک میں حیام اسے آسمان سے اتری کوئی پری ہی لگی

حیام کا ہر قدم حسام راجپوت کی دھڑکنوں کو بے ترتیب کر رہا تھا

چین کھویا تم کو پایا

پیار آیا پیار آیا

سج دھج کے میرا یار آیا

وہ اس کی دی ڈریس پہن آئی تھی بسام کو یہی بات سرشار کر گئی تھی

ابھی وہ آگے قدم بڑھاتا جب مائسہ نے پیچھے سے آتے ارحم کے بازو میں

اپنا بازو ڈال کر مسکرا اسے دیکھا

بسام کا رنگ سرعت میں فق ہوا

بڑھتے قدم جیسے زمین میں ہی جکڑ گئے ہو

وہ دونوں ارحم کے ساتھ آئی کیونکہ ارحم نے بتانا تھا کہ فائل کس کس

روم میں ہوسکتی ہے

لیکن راستے میں مائسہ کی طبیعت خراب ہوگئی تو انہیں کچھ دیر گاڑی

روکنی پڑی

جیسے ہی وہ ہال میں داخل ہوئی تو بسام اور حسام کی خود پر پڑتی جزبات لٹاتی نظریں دیکھ کر جزبز ہو گئی

جب مائسہ کو محسوس ہوا کے وہ اس کی طرف ہی آنے لگا ہے ہڑ بڑاہٹ میں ارحم کا بازو تھام لیا

جس پر ارحم نے چونک کر مائسہ کو دیکھا

تم ٹھیک ہو مائسہ ارحم نے تشویش سے استفسار کیا

جی بھائی لیکن آپ کو پتا ہے نا کہ میں گھبرا جاتی ہوں مائسہ نے بامشکل مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا

تم زیادہ دیر یہاں نہیں رکو گی بس جیسے ہی فائل ملے پچھلے راستے سے نکل جانا

ارحم نے ہاتھ تھپتھپا کر کہا جب کی یہ منظر کسی کو آگ لگانے کا کام کر رہا تھا

ایک دم سے ساری لائٹس بند ہو گئی تو ہال مکمل اندھیرے میں ڈوب گیا

جاؤ مائسہ لفٹ سائیڈ پر سیڑھیاں ہے اس طرف سے جانا ہے سامنے

سے نہیں ارحم نے جھک کر سرگوشی کی تو مائسہ نے ہمت کر کہ قدم

آگے بڑھائے

کہ تبھی سپوٹ لائٹ آن ہوئی اور سیڑھیوں سے قیصر حیات مغرور آنا

چال چلتا ہوا نیچے آرہا تھا

ایک ہاتھ میں شراب کا گلاس جبکہ دوسرا ہاتھ اپنی گل فرینڈ کی کمر میں تھا

سب لوگ اس کی جانب متوجہ ہو چکے تھے

بسام نے سپوٹ لائٹ کی روشنی میں مائسہ کو ڈھونڈنا چاہا مگر وہ اسے کہی

نا

دکھی

جبکہ درمیان میں موجود سٹیج پر ڈانسر آنا شروع ہو گئیں

حیام نے نفرت سے نظریں پھیری اس شخص کو دیکھ کر اپنے کون کون سے زخم یاد نہیں آئے تھے

ارحم جو حیام سے دو قدم آگے کھڑا تھا جب ویٹر نے آ کر اس کے ہاتھ میں ایک چٹ پکڑائی

ارحم نے طنزیہ مسکراہٹ سے قیصر حیات کو دیکھا جو ان کی جانب ہی دیکھ رہا تھا

There is a surprise for you in basement ☺

چٹ پر لکھی تحریر پڑھ کر ارحم نے حیام کو دیکھا جس کے ہاتھ میں بھی ایک چٹ تھی

ارحم نے آنکھوں سے تسلی دی اور پھر نا محسوس انداز میں قدم پیچھے لیے اور دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا

جبکہ حیام نے اپنی چٹ کھولی

تھرڈ فلور دو لفظ پڑھ کر حیام کو مائسہ کی فکر ہوئی جو کہ سیکنڈ فلور پر تھی

چٹ کو اپنے ہاتھ کی مٹھی میں بری طرح مسلا

اس دوران لائٹس پھر بند ہو چکی تھی

یہ سارا عمل پانچ منٹ میں ہوا تھا

حیام اندھیرے میں احتیاط سے قدم بھرتی لیفٹ سائیڈ بنی سیڑھیوں کی

جانب آئی جہاں لائیٹس آن تھی

دو کمروں کو تو مائسہ۔ دیکھ چکی تھی

اور ارحم کی ہدایت کے مطابق جو چیز عجیب لگے اسے آگے پیچھے کر کہ

دیکھ لینا شاید روم میں کوئی سکرٹ جگہ ہو

دو رومز میں وہ ایسا کر آئی تھی

اب یہ تیسرا روم تھا جو کہ ایک سائیڈ پر تھا

مائسہ نے کبرڈ ڈراسب دیکھ لیا مگر کہی کچھ بھی نہیں تھا

افففف کیا کرو مائسہ نے بے بسی نے کمرے میں نظر دوڑاتے ہو کہا

کہ جب نظر واشروم کے دروازے کی رائٹ سائیڈ پر لگی پینٹنگ پر گئی

عجیب شخص ہے واشروم کے دروازے پر کون پینٹنگ لگاتا ہے سر

جھٹک کر موبائل نکال کر حیام کو میسج کرنا چاہا تو دماغ میں ایک دم سے

کچھ کلک ہوا

عجیب مائسہ نے سرعت سے نظریں اٹھا کر پینٹنگ کو دیکھا

اپنے قدم پینٹنگ کی طرف بڑھائے

اب وہ بغور پینٹنگ کو دیکھ رہی تھی ہاتھ لگا کر اسے جگہ جگہ سے چھو کر

بھی دیکھ لیا تھا پھر بھی کچھ نہیں ہوا

مجھے لگ رہا ہے آج مجھ میں کسی پولیس والوں کی روح آگئی جو ہر چیز پر شک کر رہی مسکراتے ہوئے سر جھٹکا

اور ایک بار پھر کوشش کی اس بار پینٹنگ کو دونوں کناروں سے تھام کر رائٹ سائیڈ کیا پھر بھی کچھ نہیں ہوا

کچھ ہونا ہو مزا بہت آرہا ہے ہستے ہوئے اب لیفٹ سائیڈ پر کیا تو کلک کی زوردار آواز آئی تو مائسہ اچھل کر پیچھے ہوئی

کہ تبھی دیوار دو حصوں میں بٹ گئی

مائسہ نے ڈرتے ڈرتے قدم اندر رکھے

نہیں اگر یہ بند ہو گئی دماغ میں آنے والی سوچ پر مائسہ جلدی سے باہر آئی

اور ارد گرد نظر دوڑائی تو صوفہ نظر آیا

اسے گھسیٹتے ہوئے دیوار کے درمیان میں رکھا اور اندر داخل ہوں گئی

ایسے لگ رہا ہے کسی جن کا کمرہ ہو مائسہ نے ارد گرد سرخ دیواروں اور کمرے میں ریڈ لائٹ دیکھ کر کہا

ریڈ قلین پر چلتے ہوئے مائسہ الماری تک آئی

کمرے میں ایک جہازی سائز بیڈ اور سامنے ایک صوفہ تھا جس پر طرح طرح کی شرابیں پڑی ہوئی تھی

مائسہ نے جیسے ہی الماری کھولی اس میں کافی تصویروں کے البم اور چار فائلز پڑی ہوئی تھیں

ارحم نے فائلز لانے کو کہا تھا لیکن مائسہ ان کی پکس بنانے لگی

اگر فاہلز گم ہوئی تو اسے پتا چل جائے گا پکس لوں گی تو اس کا اس طرف دیہان نہیں جائے گا واہ مائسہ آج لگ رہی ہو نا ایک پولیس آفیسر کی بہن

خود سے باتیں کرتے مائسہ نے پکس بنائی

اور جلدی جلدی باہر آئی

صوفہ پیچھے ہٹا کر اس تصویر کے پاس آئی جو بالکل پہلے جیسے ہو گئی تھی

اب اسے لیفٹ سائیڈ پر کیا تو دیوار بند ہو گئی

مائسہ حیرانگی سے اسے دیکھ رہی تھی کہ تبھی دروازا کھلنے کی آواز پر

ساکت ہو گئی

پیچھے پلٹ کر دیکھنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی جبکہ پیچھے جو بھی تھا

اب دروازا لوک کر کہ مضبوط قدم لیتا مائسہ کی جانب ہی آرہا تھا

ڈر کی وجہ سے مائسہ کا پورا وجود پسینے سے تر ہو گیا

ہاتھ پاؤں بری طرح سے کپکپانے لگے

ارحم جیسے ہی بیسمنٹ میں آیا وہاں کوئی بھی نہیں تھا

اپنے ارد گرد دیکھتے اسے کسی انہونی کا احساس ہوا کہی حیام اور مائسہ یہ

سوچ ہی سوہان روح تھی

ابھی ارحم پلٹتا کہ بیسمنٹ میں موجود دروازا کھول کر کافی تعداد میں آدمی باہر آئے

تو تم آہی گئے ارحم انصاری ان آدمیوں کے درمیان میں کھڑے شخص نے ارحم کو دیکھ کر کہا

ارحم سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا اور اس آواز کو پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا

کیونکہ سب کے چہروں پر ماسک تھے

تمہیں کیا لگا تم ہمارے آدمی پر ہاتھ ڈالو گے اور ہمیں کچھ پتا نہیں چلے گا خباثت سے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تو ارحم نے تمسخر بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا

تواب کیا تم اپنے چمچوں کے ساتھ مجھے مارنے آئے ہو ارحم نے مزاق

اڑاتے لہجے میں کہا تو سامنے کھڑے وجود نے غصے سے اپنی مٹھیاں

بھینچی

جو شخص خود اپنا چہرہ دکھانے کا حوصلہ نا رکھتا ہو وہ ارحم انصاری کو مارنے

کی سازش کر کہ آیا ہے

ویری فنی ارحم نے اپنے قدم ان کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا تو

اس شخص نے اپنے آدمیوں کو آگے بھیجا جس پر ارحم نے قہقہہ لگایا جو

دشمن کو آگ لگانے کا کام کر رہا تھا

ارحم نے پیٹھ پیچھے ہاتھ لے جا کر ایک تیز دھاڑ چھوٹی سی تلوار کی طرح کا

آلہ نکالا

جو دیکھنے میں تو معمولی تھا

جسے دیکھ کر سامنے والے تمسخر سے ہنسے

سوہنیا

بیک ٹو دا ریس

تیز میوزک کی آواز بیسمنٹ تک گونجی تو ارحم نے ہاتھ گھما کر اپنی جانب آنے والے شخص پر وار کیا

تلوار کے آگے لگے چھوٹے چھوٹے کٹ جب اس شخص کی گردن پر بری طرح سے لگے تو اس کی دلخراش چیخیں میوزک کی آواز میں دب گئی

تو نے کر دی تھوڑی دوریاں

دباں کے رکھی دل میں سو فریبیاں

جھوٹی محبت ہے تیری فطرت

ہر مرتبہ سو دفعہ تو نے کیا دغا

مسلسل اپنی جانب بڑھتے دشمنوں کی گردن پر وار کرتا انہیں ڈھیر کرتا آگے بڑھ رہا تھا

وہ بیوقوف تے ی یا حد سے زیادہ خود کو طاقتور سمجھتے تھے

انہیں تھا کہ وہ یہاں پارٹی میں بنا پسٹل کے آئیں گا تو ان کا مقابلہ تو وہ نہیں کر سکے گا

اسی لیے بیوقوف خود بھی خالی ہاتھ آگئے

جب ان کے درمیان میں کھڑے شخص نے اپنے بچاؤ کے لیے ارد گرد نظر دوڑائی

سالوں وار کرو تم سب سے ایک شخص نہیں سنبھالا جا رہا اپنے آدمیوں پر چلا کر کہا تو

ارحم نے اپنی تلوار نیچے پھینک دی

اور ہاتھ سے قریب آنے کا اشارہ کیا

نشہ تیرا، نشیلا نشیلا ہے

اللہ دہائی ہے

پھر جان پر آئی ہے

اپنی طرف بڑھتے ہاتھ کے وار کو نیچے جھک کر ضائع کیا

اور پیچھے کو پلٹ کر اپنے دونوں ہاتھوں میں اس شخص کی بازو پکڑ کر ایک ہی جھٹکے میں توڑ دی

اب تو تباہی ہے

ہاں تیرے پیار میں

حیام جیسے ہی اوپر آئی تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا

تمہیں پتا ہے حیام راجپوت تمہارے اس دلکش وجود نے کتنا تڑپایا ہے مجھے

اپنے پیچھے سے آنے والی آواز پر حیام سرعت سے پلٹی

کون ہو تم اندھیرے میں وہ اس شخص کا چہرہ نا دیکھ پائی

تمہارا عاشق جب سے تمہیں دیکھا ہے ساری دنیا کا حسن تمہارے آگے بے معنی لگتا ہے

یہ آواز کہاں سنی تھی میں نے کہا حیام نے بری طرح اپنے لب کچلتے اس آواز کو پہچاننے کی کوشش کی

سامنے کھڑے شخص کو بھی اندازہ ہو گیا کہ حیام اس کی آواز پہچاننے کی کوشش کر رہی ہے

اسی لیے اپنی آواز زرا بھاری کرنے کی کوشش کی

آج تمہارے اس خوبصورت وجود پر اپنی چھاپ چھوڑنے سے مجھے کوئی بھی نہیں روک سکتا آج تو تمہیں اپنا بنا کر رہو گا اپنے قدم حیام کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا

جبکہ حیام سپاٹ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اپنی آواز بدلنے کی کوشش کر رہا ہے

پچھلے سات سال سے یہ دل کمبخت تمہاری قربت کے لیے بے چین ہوا پڑا حیام کے روبرو آکر کہا

جبکہ چہرے پر رومال بندھا ہوا تھا

اور ہری آنکھیں ہوس لیے حیام کو دیکھ رہی تھی

جب حیام نے بنا اسے سمجھنے کا موقع دیے اس کے ناک پر وار کیا تو درد سے بلبلاتے ہوئے وہ دو قدم پیچھے ہوا

اور تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہیں کامیاب ہونے دوں گی اس کے پیٹ میں اپنے جوگر میں مقید پاؤں سے ٹھوکر ماری

اسے یقین تو نہیں مگر تھوڑا سا آئیڈیا تھا کہ صورتحال خراب بھی ہو سکتی ہے اسی لیے ہیل کی جگہ جوگرز پہن لیے

اتنی لمبی فراک کے نیچے سے تو ویسے بھی نظر نہیں آنے تھے

ابھی حیام دوبارا اس پار وار کرتی کے اس شخص نے حیام کی اپنی طرف بڑھتی ٹانگ کو پکڑ کر جھٹکا دیا تو وہ منہ کے بل نیچے گری

حیام ___ حسام کی گرج دار آواز پر سامنے والے نے ہڑبڑا کر دیکھا اور وہاں سے بھاگ گیا

جبکہ حسام جو حیام کو ڈھونڈتا ہوا اوپر آیا تھا

کسی شخص کو حیام کو گراتے دیکھ ایک دم سے چلایا

جبکہ حیام نے ___ حسام کی آواز کو نظرانداز کر کہ اندھیرے میں غائب ہوتے شخص کو دیکھا ابھی وہ اٹھ کر اس کی جانب بڑھتی جب حسام نے بازو سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا

اس اچانک افتاد پر حیام ___ حسام کے چوڑے سینے سے ٹکرائی جو پریشان نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا

تمہیں لگی تو نہیں کہی کندھوں سے تھام کر اپنے سامنے کر کہ فکر مندی

سے حسام اس کا جائزہ لینے لگا

نہ —— نہیں میں ٹھیک ہو حسام نے اپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان

پھیر کر کہا تو حسام نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا

خوبصورت چہرے پر اس وقت پسینے کے چھوٹے چھوٹے قطرے واضح

ہو رہے تھے ریڈ لپ اسٹک سے سجے ہونٹ ہلکے ہلکے کپکپا رہے تھے

حسام سمجھ نا سکا کہ یہ ڈر کہ باعث ہے یا اس کی قربت کی وجہ سے

مم —— میں مائسہ کو دیکھتی ہو حسام کا حصار توڑ کر قدم سیڑھیوں کی

جانب بڑھائے وہ جو حیام کو دیکھنے میں محو تھا اس کے حصار توڑنے پر

چونکا

اور سیڑھیوں کی جانب بڑھتی حیام کو دیکھا

وہ پھر آج اس کا حصار توڑ گئی تھی غصے کی شدید لہر حسام کو اپنے وجود میں سرایت کرتی محسوس ہوئی

تن فن کرتا حیام کے سر پہنچا وہ جو سیڑھیاں اتر رہی تھی بازو سے تھام کر اوپر کو کھینچا اور بنا حیام کو سمجھنے کا موقع دیا اس کے ہونٹوں پر جھک آیا جبکہ حیام نے خود کو گرنے سے بچانے کے لیے ریلنگ پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ دیے

اپنی سانسیں حیام کی سانسوں میں بری طرح سے الجھا کر اس کی کمر پر اپنی گرفت سخت کر دی

حیام کو ــــ حسام کی انگلیاں اپنی جلد میں پیوست ہوتی محسوس ہوئی جبکہ وہ پوری شدت سے جھکا حیام کی سانسیں بند کرنے کے در پہ تھا

اپنی بند ہوتی سانسوں کو محسوس کر کہ حیام نے ایک ہاتھ حسام کے
کندھے پر رکھ کر اسے روکنے کی کوشش کی جس نے حیام کا ہاتھ اپنے
کندھے سے ہٹا کر اپنے ہاتھ میں قید کر لیا

حیام کے ہونٹ کو اپنے دانتوں تلے دبا کر پیچھے ہٹا تو حیام ریلنگ پر جھکی
گہرے گہرے سانس لینے لگی

جب حسام نے بنا اس کی حالت کی پرواہ کیا بازو سے پکڑ کر اوپر کی جانب
قدم بڑھائے

ایک روم کا دروازا کھول کر دیکھا اس میں کسی کو موجود نا پا کر حیام کو لیے
اندر داخل ہوا دروازا لاک کیا

دروازا بند کر کہ حیام کی طرف دیکھا جو نم نگاہوں سے حسام کو ہی دیکھ
رہی تھی

حیام کو بازو سے پکڑ کر دروازے کے ساتھ پن کیا

"اب بس حیام اس سے زیادہ حسام راجپوت تمہاری بے رخی برداشت نہیں کر سکتا"

دبے دبے لہجے میں حیام کے چہرے پر غرا کر کہا تو حیام کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی

نم ہوتی پلکیں اٹھا کر حسام کو دیکھا جو غصے سے گہرے گہرے سانس بھرتا حیام کو ہی گھور رہا تھا

تم غلط سمجھ رہے ہو حسام اپنا ہاتھ حسام کے بائیں گال پر رکھتے ہوئے کہا جس نے حیام کا ہاتھ کر پکڑ کر اس کا رخ اچانک سے دروازے کی جانب کیا

لیکن اب بہت دیر ہو گئی ہے مسسز حیام کے کان میں سرگوشی کر کہ کان کی لو کو دانتوں میں لے کر ہلکے سے دبایا جس کے باعث حیام کی سسکی اس خاموشی ماحول میں گونجی

حیام کے بالوں سے اٹھتی محسور کن خوشبو میں سانس بھر کر انہیں ایک طرف کیا تو نظروں کے سامنے فراک کی زپ آئی

حسام نے اپنا ہونٹ دانتوں تلے دبا کر حیام کی طرف دیکھا جو مسلسل اپنے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی چہرے پر گلال بکھرا ہوا تھا

جب حسام نے ایک ہی جھٹکے میں زپ کمر سے نیچے تک کر دی حیام نے صدمے کی کیفیت میں گردن موڑ کر پیچھے دیکھا تو نظریں حسام کی جزبے لٹاتی نظروں سے ٹکرائی

جو مخمور نظروں سے حیام کی طرف ہی دیکھ رہا تھا حیام کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی

اپنے ہاتھ کی پشت حیام کی کمر پر پھیرتے ہوئے اسے کپکپانے پر مجبور کر دیا

ح ـــــ حام پل ـــــ پلیز نہیں کپکپاتے لہجے میں حیام نے بے بسی سے کہا

بالکل نہیں مسسز بوجھل گھمبیر آواز میں سرگوشی کرنے کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھوں سے فراک کندھوں سے کھسکادی

اور اپنے تشنہ لب حیام کی گردن پر رکھ دیے جب کہ دونوں ہاتھ حیام کے پیٹ پر باندھ کر گرفت سخت کردی

اپنی کمر پر جابجا حسام کے دہکتے ہونٹوں کا لمس محسوس کر کہ حیام کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی

سانس دھونکنی کی مانند چل رہی تھی

جبکہ حسام پوری شدت سے اپنی جنونیت حیام ہر ظاہر کرتا اس کے لمس کو روح تک محسوس کر رہا تھا

کمر سے تھام کر حیام کا رخ اپنی جانب کیا

حیام نے اپنے دونوں ہاتھ حسام کے ہاتھوں پر رکھ دیے اور حیا اور شرم سے بوجھل ہوتی نظروں سے حسام کی جانب دیکھا

جو گھرے گھرے سانس لیتا سر حیام کے سر سے ٹکا چکا تھا

حسام کی ڈارک کلون کی خوشبو حیام کو اپنے حواسوں پر چھاتی محسوس ہوئی

آنکھیں خمار کی سرخی لیے ہوئے تھیں

تم سے عشق ہے حسام راجپوت کو تمہاری ناراضگی برداشت کر سکتا"

"ہے دوری نہیں

تم مطلب پرست کہو یا کچھ بھی

I don’t care

کیونکہ تم میری ہو تمہاری روح مجھ سے جڑی ہے تو تمہیں جسموں کی"

"دوری بنانے کی اجازت نہیں مسسز

آگ سی آنچ لیے لہجے میں کہہ کر اپنے لب حیام کی شہ رگ پر رکھ دیے

حیام کو اپنا آپ جزبات کی رو میں بہتا محسوس ہوا

اپنے دونوں ہاتھ حسام کی گردن کے گرد باندھ دیے

حیام کی پیش قدمی پر حسام نے کمر پر گرفت سخت کر کہ اسے خود میں بھینچ لیا

کندھوں سے ہونٹوں کا سفر پل میں طے کیا

حسام کی شدت پر حیام نے اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں الجھادی

اور حسام کی شدتوں میں اس کا ساتھ دینے لگی

ناجانے کب تک وہ ایک دوسرے کی خوشبو میں کھوئے رہے

جب حیام نے تھک کر اپنے ہونٹ جدا کیا اور سر حسام کے کندھے سے ٹکا دیا

کمرے کی معنی خیز خاموشی میں دونوں کی دھڑکنوں اور تیز دھونکنی کی مانند چلتی سانسوں کا شور برپا تھا

حیام کو کندھوں سے تھام کر اپنے سامنے کیا تو اس کی گردن سے

کندھوں تک اپنی شدتوں کے نشان دیکھ کر ہونٹوں تلے لب دبایا

If you ask me what I like most? So my answer would be these marks clarifying my intensity on your body

اگر تم مجھ سے پوچھو مجھے سب سے زیادہ کیا پسند ہے؟ تو میرا جواب ہو گا

تمہارے وجود پر میری شدتوں کو واضح کرتے یہ نشان

شدت بھرے لہجے میں کہتا حیام کو کپکپانے پر مجبور کر گیا

اپنے ہاتھ پیچھے لے جا کر زپ بند کرتے ہوئے مسلسل حیام کے

خوبصورت چہرے کو اپنی نظروں کے حصار میں رکھا

یہ تو آغازِ شدت ہے مسسز دیکھیے آگے آگے ہوتا ہے کیا

شوخ لہجے میں کہا تو حیام نے خفگی بھری نظروں سے حسام کو دیکھا

مگر زیادہ دیر ان جزبے لٹاتی نظروں میں دیکھا نا گیا تو سرعت سے پلکیں

جھکالی چہرے کی لالی میں پل میں اضافہ ہوا

حسام نے اس منظر کو مسکراتی نظروں سے اپنے دل میں اتارا

فاطین جو رضوان صاحب سے ملنے آیا تھا

تو سامنے سے سہج سہج کر سیڑھیاں اترتی عنان پر نظری پڑی تو فاطین کو

ہر شے ساکت ہوتی محسوس ہوئی

جبکہ فاطین کو اپنے سامنے دیکھ کر عنان کے دل نے ایک بیٹ مس کی

فاطین کو نظرانداز کرنے کی کوشش کرتے ہوئی اپنی مغرورانہ چال چلتی

آخری سٹیپ سے دو قدم پیچھے رک گئ

جبکہ فاطین ایک ٹرانس کی کیفیت میں اس کی جانب بڑھتا جا رہا تھا

سیڑھیوں کے قریب آکر بغور عنان کا جائزہ لیا جو لائٹ پیچ کلر کی باربی فراک میں لائٹ میک اپ کیے
اس کے حواسوں پر چھا رہی تھی

یہاں کیا کر رہے ہو تم عنان نے آنکھیں چھوٹی کر کہ دونوں ہاتھ کمر پر باندھ کر فاطین سے کہا تو وہ ہڑبڑا کر ہوش میں آیا

کیا مطلب میرے چاچو کا گھر ہے فاطین نے دانت پیس کر عنان کو گھورتے ہوئے جواب دیا

میری چھوڑوں ــ تم یہ اتنا سج دھج کر آدھی رات کو کہا جا رہی ہو عنان کی من موہنی صورت کو آنکھوں کے ذریعے دل میں اتارتے ہوئے سخت لہجے میں استفسار کیا

جب عنان نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر کہ فاطین پر خود کر و گرا دیا

وہ جو عنان کے ہاتھ فضا میں پھیلانے پر حیران ہوا تھا اسے خود پر گرتے دیکھ گڑ بڑا گیا اور جلدی سے اسے تھام کر ریلنگ پر اپنا ہاتھ جما یا ورنہ دونوں زمین بوس ہو جاتے

جبکہ عنان اب آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے معصومیت سے اسے دیکھ رہی تھی

اپنے دونوں ہاتھ فاطین کی گردن کے گرد باندھ دیے

جبکہ فاطین دھڑکتے دل کے ساتھ اپنی بیوی کو گھور کر دیکھ رہا تھا

یہ کیا بچپنا ہے آن اگر گر جاتی فاطین نے دانت پیس کر کہا تو عنان نے اپنا چہرہ آگے کر کہ

فاطین کے کندھے پر زور سے اپنے دانت گاڑھ دیئے تکلیف سے فاطین نے اپنے جبڑے بھینچ کر عنان کو دیکھا جو شاید اس کا گوشت نکالنے کے چکر میں تھی

وہ ایکچولی میرے کولیگ نے پارٹی رکھی ہے تو بس وہی جا رہی ہوں

کیسی لگ رہوں آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بتایا اور آخر میں رائے لی

مائے اینگری برڈ تم کیوں چاہتی ہو یہ تمہارے کولیگ کی پارٹی کو اس کے

جنازے میں بدل دوں سخت لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو عنان

نے اپنی آنکھیں گھمائی

جیسے کہنا چاہتی ہو جو مرضی کہو

افففف----ان غنڈوں کے لیڈر کو اپنی کار کہ ڈگی میں ڈالتے ہوئے

ارحم نے اپنی کمر پر ہاتھ رکھ کر کہا

اور ایک طائرانہ نگاہ اس آدمی پر ڈالی جس کے پاؤں اپنی ٹائی سے جبکہ

ہاتھوں کو اپنی جرابوں کو ساتھ ملا کر باندھا گیا تھا

اب کسی فلم کا تو ہیرو میں تھا نہیں جو باندھنے کا سارا سامان بھی ساتھ

رکھتا ہے سر جھٹک کر کہتے موبائل نکال کر

ڈگی میں پڑے آدمی جس کا چہرہ ابھی تک ماسک میں قید تھا اس کی تصویر

بنائی اور حیام کو سینڈ کر دی

اور اس آدمی کی طرف متوجہ ہوا

جب تم لوگوں کہ پیسوں پر پلنے والے پولیس والے تم لوگوں کی "

حفاظت کر سکتے ہیں تم لوگوں کے راز چھپا سکتے ہیں

تو سوچو وہی پولیس والے جب اپنے ملک سے وفادار ہو تو تم لوگوں کا کیا

" حشر کر سکتے ہیں

سر جھٹک کر ڈگی بند کی

کہاں ہو تم لوگ حیام اور مائسہ کو ایک ساتھ میسج کر کہ کار میں بیٹھ گیا

کیونکہ اندر جانے کا رسک نہیں لینا چاہتا تھا اگر کوئی اس پر نظر رکھ رہا ہوا

تو وہ اس آدمی کو مارنے یا نکالنے کی کوشش ضرور کرے گا

روم میں چلیں فاطین نے اپنی ناک عنان کی ناک سے سہلاتے ہوئے

سرگوشی کی

لیکن مجھے پارٹی میں جانا ہے ہنوز ویسے ہی فاطین پر جھکے ہوئے کہا تو اس

بات پر فاطین کا سارا خمار اڑن چھو ہوا

اور گھور کر عنان کو دیکھا

تمہیں ایسا لگتا ہے کہ میں تمہیں اتنا سج دھج کہ گھر سے باہر قدم بھی "

رکھنے دوں گا سخت لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو عنان نے کوفت

"سے آنکھیں گھما کر فاطین کے چہرے کی طرف دیکھا

جو سیاہ آنکھوں میں خمار کی سرخی لیے روشن آنکھوں سے اسے ہی دیکھنے میں محو تھا

فاطین کے ایسے دیکھنے پر عنان کے دل نے ایک بیٹ مس کی

تو چلیں روم میں اپنی گرفت عنان کی کمر پر سخت کر کہ اس کے گال پر شدت سے اپنا لمس چھوڑتے ہوئے پھر سے سرگوشی کی

کیوں یہاں ڈر لگ رہا ہے کہ بابا نے دیکھ لیا تو تمہاری خیر نہیں اپنی انگلی کی مدد سے فاطین کے ماتھے سے لکیر کھینچتے ہوئے دائیں گال تک لاتے ہوئے سرگوشی میں کہا

تو فاطین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی

تب تو فائیدہ ہو جائیں گا چاچو کو لگے گا ان کی بیٹی اور بھتیجا اب ایک "دوسرے سے دور نہیں رہ سکتے تو چاچو جلد رخصتی کا فیصلہ سنائیں گے "

شوخ لہجے میں کہتے ہوئے عنان کو دیکھ کر آنکھ دبائی تو عنان نے سر جھٹکا

جبکہ فاطین کے چہرے پر اپنی انگلی پھیرنے کا عمل جاری رکھا کبھی دائیں گال سے تھوڑی تک آتی

وہاں سے بائیں گال پر پھر ناک پر پھر وہاں سے ہونٹوں پر آن کر ٹھہر جاتی

پھر دوبارا ماتھے سے یہی عمل جاری کرتی فاطین جزبے لٹاتی نظروں سے اسے دیکھنے میں مصروف تھا

مجھے بہکانے کی کوشش کر رہی ہو اپنے چہرے پر حرکت کرتا عنان کا ہاتھ تھام کر اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے کہا

تمہیں لگتا ہے کہ مجھے تمہیں بہکانے کی ضرورت ہے فاطین کی طرف دیکھ کر کہا جو عنان کے چہرے پر گردن پر جا بجا اپنا لمس چھوڑ رہا تھا

بالکل نہیں ———

فا---عنان نے سرگوشی سے بھی کم آواز میں کہا تو فاطین نے شدت سے اپنے لب عنان کی تھوڑی پر رکھ کر سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا

حکم جانِ فا اپنا لمس عنان کے ماتھے پر چھوڑتے ہوئے کہا

جنگ جیتنا ضروری ہے یا پیار عنان کے سنجیدہ لہجے پر فاطین نے "

"چونک کر اسے دیکھا

پھر اپنا حصار توڑ کر دو قدم پیچھے کھڑا ہوا اور سنجیدہ نظروں سے عنان کو دیکھا

جو اس کے حصار توڑنے پر خونخوار نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی پھر باقی کے دو سٹیپ اتر کر اس کے سامنے آ کر فاطین کے دونوں ہاتھ اپنی کمر پر رکھے اور گھور کر اسے دیکھا

تم خود سے مجھ سے دور گئے تمہارا سر پھاڑ دوں گی میں دبے دبے لہجے " میں چلا کر کہا تو فاطین نے جھٹکا دے کر عنان کو اپنے قریب کر لیا کہ

اب وہ دونوں ایک دوسرے کی سانسوں کو اپنے چہرے پر محسوس کر سکتے تھے"

جنگ اگر اپنے حق کے لیے ہو تو پیار سے بھی ضروری ہے کیونکہ اگر" پیار میں آپ کے پاس اپنا کوئی حق نا ہو تو پیار سے زیادہ وہ آپ کو ایک دن سزا یا قید لگنے لگتا ہے

لیکن میں تم سے یہی کہوں گا آن اللہ پر توکل کر کہ پیار کا ہاتھ تھام کر" یقین کی سیڑھی پر قدم رکھ دو تو میرا تم سے وعدہ ہے فاطین راجپوت تمہیں کسی میدان میں شکست نہیں ہونے دے گا"

سنجیدہ لہجے میں اپنے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تو عنان نے اپنی نم ہوتی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا

I love my sisters Faa. I love them very much.. But I don’t want to lose you

either. I'm not a selfish. I don't want to be a selfish.

مجھے اپنی بہنوں سے بہت پیار ہے فا۔ میں ان سے بہت پیار کرتی ہوں۔ لیکن میں تمہیں بھی نہیں کھونا چاہتی۔ میں سیلفش نہیں ہوں۔ مجھے سیلفش نہیں بننا فا

بھیگے لہجے میں کہتے ہوئے فاطین راجپوت کو تکلیف سے دوچار کر گئی فاطین کا حصار توڑ کر پیچھے ہوئی تو فاطین نے تڑپ کر عنان کو دیکھا جو بری طرح اپنے لب کچلتی نم نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا فا—— مم- میں اتنے دنوں سے بہت بڑی الجھن میں ہوں——خود کو سمجھ نہیں پا رہی"

بھیگی آنکھوں سے فاطین کو دیکھتے ہوئے کہا تو فاطین راجپوت کو

عنان کے منہ سے ادا ہوا ہر لفظ اور عنان کی آنکھوں سے گرتا ہر آنسو تکلیف سے دو چار کر رہا تھا

میں سب ٹھیک کر دوں گا آن جسٹ ٹرسٹ می اپنے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا تو عنان نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلا یا

آن محبت سے چور لہجے میں سرگوشی سے لہجے میں فاطین نے پکارا تو عنان نے چہرے کا رخ پھیر لیا

فاطین نے بے بسی سے اس کی طرف دیکھا اور اپنا ہاتھ بڑھا کر عنان کا ہاتھ تھامنا چاہا لیکن عنان نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا

آن اس بار تنبیہ لہجے میں غصے کی آمیزش کے ساتھ کہا

جس پر عنان نے فاطین کی طرف دیکھا ابھی وہ دوبارا ہاتھ بڑھاتا جب عنان جھٹکے سے مڑی اور سیڑھیاں پھلانگتی ہوئی

اپنے کمرے میں جا کر بند ہو گئی

جبکہ فاطین ساکت سا اپنے خالی ہاتھ کو دیکھ رہا تھا

مجھے تم سے بہت محبت ہے فا۔۔۔ جنون کی حد تک

لیکن تمہارے ساتھ کے لیے اپنی بہن کو کیسے نظرانداز کردو

جس نے ہماری ماں کے مرنے کے بعد جب ہمارے بابا نے خود کو

کمرے تک محدود کرلیا تھا

تب وہ ہماری ماں اور باپ دونوں بنی۔۔۔ میں کیسے اس کا غم نظرانداز کر

دوں

دروازے سے ٹیک لگا کر روتے ہوئے اپنی بے بسی بیان کی تو سننے والا

کوئی نہیں تھا

اور جو بن کہے سمجھ جاتا تھا وہ بھی اب وہاں موجود نہیں تھا

اپنے ارد گرد پھیلتی خوشبو سے اپنے پیچھے کھڑے شخص کا اندازہ تو ہو گیا

تھا لیکن دل یقین نہیں کر پا رہا تھا

ہاتھ پاؤں بری طرح سے کپکپا رہے تھے

اپنی سانسیں اکھڑتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں

پرس پر گرفت مضبوط کی

جب پیچھے کھڑے شخص نے مائسہ کو اپنے حصار میں لیا

تو مائسہ نے اپنی سانس تک روک لی

تمہیں پتا ہے آج تم اس ریڈ ڈریس میں جان لیوا حد تک خوبصورت "

"لگ رہی ہو

بوجھل لہجے میں سرگوشی کرتے ہوئے بسام نے اپنے لب مائسہ کے

بالوں پہ رکھ دیے

بسام——مجھے آپی کے پاس جانا ہے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر مائسہ نے کہا تو بسام نے اپنی سرخ ہوتی آنکھوں سے اس کی پشت کو دیکھا

لیکن تم یہ نہیں پوچھو گی کہ سہی معنوں میں مجھے اپنی جان کب نکلتی ہوئی محسوس ہوئی مائسہ کی بات کو سرے سے نظرانداز کر کہ سرد لہجے میں غرا کر کہا

تو مائسہ کو اپنے وجود سے جان نکلتی محسوس ہوئی

جب ایک دم بسام نے مائسہ کا رخ اپنی طرف کر کہ اسے سامنے دیوار سے پن کر دیا

اپنے دونوں ہاتھ مائسہ کے ارد گرد دیوار پر ٹکا کر اس پر جھک آیا

مائسہ کو بسام کی تیز اور آگ سی تپش لیے سانسوں سے اپنا چہرہ جھلستا محسوس ہوا

اس دن تم نے صرف ایک بات کہی تھی جو میرے دل کو بری طرح"
زخمی کر گئی

لیکن آج تم نے میرے سامنے کسی غیر مرد کی بانہوں میں بانہیں ڈالی تو

"سوچو مائسہ راجپوت اس سے مجھے کتنی تکلیف پہنچی ہو گی

اپنا ہاتھ زور سے دیوار پر مارتے ہوئے لہجے میں آگ سی تپش لیے غرا کر

کہا تو مائسہ نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخ کا گلا گھونٹا

تمہیں بتاؤ کہ اس وقت میرا دل شدت سے کیا چارہا ہے اپنا ہاتھ مائسہ

کے کندھے سے ٹریس کرتے ہوئے اس کے دائیں ہاتھ تک لاتے

ہوئے آبرو آچکا کر استفسار کیا

پوچھو مائسہ راجپوت کہ تمہارے شوہر کا اس وقت شدت سے کیا دل

چارہا ہے ایک دم سے چلاتے ہوئے کہا تو مائسہ نے اپنے آپ کو دیوار میں

گم کرنا چاہا

بس ــــ بام ہچکیوں سے روتے ہوئے منت بھرے لہجے میں کہنا چاہا تو

بسام نے اپنی انگلی اس کے ہونٹوں پر رکھ دی

ایک لفظ نہیں ــــ جو کہا ہے بس وہ پوچھو سرد لہجے میں سرگوشی کرتے

ہوئے جھک کر مائسہ کے ہونٹوں پر اپنے دانت گاڑھ دیے

تکلیف پر مائسہ نے اپنی آنکھیں زور سے بھینچ کر اپنے دونوں ہاتھوں

سے بسام کے کوٹ کو ہاتھوں میں دبوچ لیا

چلو میں بتاتا ہوں اپنے انگھوٹھے سے خون کی بوند صاف کرتے ہوئے

بسام نے مائسہ کی بند آنکھوں کو دیکھ کر کہا

میرا دل چاہ رہا ہے تمہارے اس ہاتھ کو اتنی بری سزا دوں کے میرے "

" علاوہ یہ کسی کی طرف نا بڑھے

سرد لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو مائسہ نے اپنی آنکھیں کھول کر

بسام کی طرف دیکھا

کہ تبھی اس کے موبائل پر میسج کی نوٹیفکیشن آئی

مائسہ موبائل نکالتی اس سے پہلے ہی بسام نے جھپٹنے کے انداز میں پرس سے موبائل نکالا

اور حیام کا میسج دیکھ کر خود سے ریپلائے کر دیا

"میں بسام کے ساتھ آجاؤ گی"

میسج سینڈ کر کہ موبائل آف کیا اور اپنے کوٹ کی جیب میں ڈال دیا

اور مائسہ کا ہاتھ اپنی سخت گرفت میں لیتے باہر کی جانب قدم بڑھائے

جبکہ مائسہ کو اپنے ہاتھ کی ہڈیاں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئیں

گاڑی میں پٹکنے کے انداز میں مائسہ کو بٹھایا اور اپنی سائیڈ آکر گاڑی سٹارٹ کی

جبکہ مائسہ دروازے سے چپک کر بیٹھ گئی اپنا دل مائسہ۔ کو کانوں میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا

سنسان راستے پر گاڑی ایک جھٹکے سے روک کر مائسہ کی جانب آیا

مم—— نہیں مجھے نہیں جانا بسام سے اپنا بازو چھڑواتے ہوئے کہا

جو زبردستی مائسہ کو بازو سے کھینچتے ہوئے بیک سیٹ پر دھکیل چکا تھا

خود ساتھ بیٹھ کر دروازا بند کیا اور مائسہ کی جانب دیکھا

جو گہرے گہرے سانس لے رہی تھی

اپنے پرس میں ہاتھ ڈال کر انہیلر نکال کر منہ سے لگایا

تو بسام نے حیرت سے مائسہ کو دیکھا

جب اس دن بسام نے پوچھا تھا تب وہ ٹال گئی

مائسہ کے جھوٹ پر اس دن کا غصہ بھی عود آیا

لیکن ٹیک لگائے ریلکس انداز میں بیٹھ کر مائسہ کو دیکھنے لگا جواب سہمی

نظروں سے بسام کو دیکھ رہی تھی

Take off your jacket

اپنی جیکٹ اتارو بسام نے نرم لہجے میں کہا تو مائسہ نے حیرت سے نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا

کک — کیا مطلب ہکلاتے ہوئے حیرت سے پوچھا تو بسام نے کندھے اچکا دیے

I said take off your jacket wifey

میں نے کہا اپنی جیکٹ اتاروں وائفی

اب کی بار سرد لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو مائسہ کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی

نن — نہیں روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تو بسام نے کندھے اچکا کر ٹیک ہٹائی اور سیدھا ہو کر بیٹھا

تو تم چاہتی ہو یہ کام میں خود کروں مائسہ کے چہرے پر آئی لٹ کو ہاتھ
سے پیچھے کر کہ کہا

تو مائسہ نے جھر جھری لے کر اپنا چہرہ پیچھے کیا

بسام مجھے گھر جانا ہے پلیز روتے ہوئے اس سنگ دل سے کہا جسے اس کی
حالت پر بھی رحم نہیں آ رہا تھا

گھر چلیں گے مسسز مگر ایک خوبصورت رات ایک دوسرے کے ساتھ
گزار کر ویسے بھی اس دن میرے قریب آ کر تم اجازت دے چکی ہو
مجھے عام سے لہجے میں مسکراتے ہوئے ایسے کہا
جیسے سب کچھ نارمل ہو ان کے درمیان

اب تم خود اتارو گی یا میں کروں یہ "

لیکن پھر میں جیکٹ تک رکوں گا اس کی گارنٹی نہیں دوں گا پہلے سخت
" لہجے میں کہتے ہوئے آخری الفاظ پر لہجہ خود بخود بوجھل ہو گیا

مم——میں کرتی ہوں کانپتے ہاتھوں سے جیکٹ کے بٹن کھولنے کی

کوشش کرتے ہوئے مائسہ نے کہا تو بسام نے دوبارا سے ٹیک لگالی

بسام کی تپش لیے نظریں مائسہ کو اپنے وجود میں گڑھتی محسوس ہورہی

تھیں ہاتھوں کی کپکپاہٹ میں اضافہ ہوتا جارہا تھا

جب ایک دم مائسہ کو اپنے کانپتے ہاتھوں پر بسام کے ہاتھوں کا لمس

محسوس ہوا

جو مائسہ کے چہرے کو نظروں کے حصار میں لیے بٹن کھول کر جیکٹ کو

اتار چکا تھا

جیکٹ کو اتار کر فرنٹ سیٹ پر اچھال دیا

اب دانتوں تلے ہونٹ دبا کر مائسہ کو مخمور نظروں سے دیکھ رہا تھا جو

ہولے ہولے کانپنے میں مصروف تھی

ریڈ فراک میں اس کی دودھیا رنگت چمک رہی تھی

لائٹ لپ اسٹک سے سجے ہونٹ کپکپا رہے تھے جبکہ نیلی آنکھیں میچیں ہوئی تھیں

نازک خوشبوؤں میں بسے وجود کی رعنائیاں بسام کو بہکنے پر مجبور کر رہی تھیں

اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کر کہ اسے اتار کر نیچے پھینکا بلیک کوٹ سے بھی

چھٹکارا حاصل کر کہ اسے فرنٹ سیٹ پر اچھال دیا جبکہ اس دوران

نظریں مسلسل مائسہ کے وجود کا طواف کر رہی تھیں اپنی وائٹ شرٹ

کے اوپری دو بٹن کھول کر

بنا مائسہ کو سمجھنے کا موقع دیے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی جانب کھینچا

جو اس اچانک افتاد پر بسام کے سینے پر آ گری

“I really really love you Maisa ...love you unconditionally”

بوجھل اور گھمبیر لہجے میں سرگوشی کرتے ہوئے اپنے ہونٹ مائسہ کی

بیوٹی بون پر رکھ دیے

بسام کا دہکتا ہوا لمس محسوس کر کہ مائسہ کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی

مائسہ کی گردن پر اپنی ناک ٹریس کرتے ہوئے گہرے گہرے سانس

بھرتے اس کی خوشبو کو خود میں اتارنے کی کوشش کی

بسام کی اس حرکت پر مائسہ کو لگا جیسے جسم کا سارا خون چہرے پر سمٹ آیا

ہو

اپنے دونوں ہاتھ بسام کے سینے پر رکھ کر اپنا چہرہ اوپر اٹھا کر بسام کو دیکھا

ماتھے پر بھورے بال بے ترتیبی سے بکھرے ہوئے تھے

چہرے پر ہلکی ہلکی بیرڈ اس کی وجاہت میں اضافہ کر رہی تھی

خمار لیے آنکھوں میں مائسہ کو اپنا عکس واضح نظر آرہا تھا

ابھی مائسہ پیچھے ہٹتی جب بسام نے اس کے بالوں میں اپنا ہاتھ الجھا کر اپنے چہرے پر جھکا لیا

اپنے ہونٹوں پر بسام کی سخت گرفت محسوس کر کہ مائسہ نے دونوں ہاتھوں۔سے اس کا کالر دبوچ لیا

آنکھوں سے نا جانے کتنے ہی آنسو بہہ نکلیں

اپنے چہرے پر نمی محسوس کر کہ بسام نرمی سے پیچھے ہٹا تو مائسہ کو روتے ہوئے پایا

سختی سے اپنے ہونٹ بھینچ کر اسے دیکھا جو بے آواز رونے میں مصروف تھی

میرا قریب آنا کیا تمہیں تکلیف دے رہا ہے سرد لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہا اور اپنی گرفت مائسہ کی کمر پر سخت کر دی

بسام کی بات پر مائسہ نے تڑپ کر دیکھا

اور روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا

تو بسام کو اپنے رگ و پے میں سکون سرائیت کرتا محسوس ہوا

مائسہ کو بانہوں میں بھر کر سیدھا ہو کر بیٹھا

تو کیا ہوا ہے مائسہ اپنے ہونٹوں سے آنسوں چنتے ہوئے سر گوشی کی تو

مائسہ نے بری طرح اپنے لب کچل ڈالے جس پر بسام نے سخت نظروں

سے اسے گھورا

I want to be yours but I can’t bAam..

نم لہجے میں کہا تو بسام نے تڑپ کر مائسہ کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرا

Why you can’t Maisa...You are mine

"تم کب سے میری بن چکی ہو مائسہ اب تو صرف میری ہونا ہے

بوجھل لہجے میں اپنا سر مائسہ کے سر سے ٹکا کر کہا

بسام اگر میں کچھ کہوں تو آپ پورا کرو گے لہجے میں آس لیے پوچھا تو
بسام نے آنکھیں کھول کر مائسہ کی جانب دیکھا
حکم کرو جانِ بسام اپنے لبوں سے مائسہ کی ناک کو چھو کر کہا جس پر مائسہ کے چہرے پر گلال بکھر گیا

“I just want to hear from you, Bassam Rajput, you are mine just mine, you were mine yesterday, you are mine today and you will be mine tomorrow whether I live or not.”

"میں آپ سے صرف یہ سننا چاہتی ہوں کہ بسام راجپوت آپ صرف اور صرف میرے ہو، گزرے ہوئے کل میں بھی آپ میرے تھے،

آج بھی اور آنے والے کل میں بھی آپ صرف میرے ہی رہو گے

"چاہے میں رہوں یا نا رہوں
شدت بھرے لہجے میں کہتی بسام کو مسکرانے پر مجبور کر گئی
شدت سے اپنا لمس مائسہ کے کندھے پر چھوڑ کر اس کے چہرے کی
طرف دیکھا جواب سنجیدہ نظروں سے بسام کے جواب کی منتظر تھی

“I belonged to Maisa Rajput from my first breath, I still belong to Maisa Rajput, and till heaven I will belong to Maisa Rajput only.

No power in the world can separate me from Maisa Rajput except Allah. “

Maisa Rajput lives in my veins like a drug. I am addicted to Maisa Rajput “

میں اپنی پہلی سانس سے مائسہ راجپوت کا تھا، آج بھی مائسہ راجپوت کا"

ہوں،اور جنت تک صرف مائسہ راجپوت کا رہوں گا

"اللہ کے سوا مجھے مائسہ راجپوت سے دنیا کی کوئی طاقت جدا نہیں کر سکتی

مائسہ راجپوت ایک نشے کی مانند میری رگوں میں بستی ہے۔ مجھے مائسہ

"راجپوت کا نشہ ہے

شدت بھرے لہجے میں سرگوشی کرتے مائسہ کو خود میں بھینچ لیا

بسام کے منہ سے ادا ہوا ہر لفظ مائسہ کو اپنے جلتے دل پر ٹھنڈی پھوار کی

طرح محسوس ہوا پھر ایک دم سے جھک کر اپنا لب بسام کے ہونٹوں پر

رکھ کر شدت سے اس کے لمس کو محسوس کرنے لگی

بسام نے مسکراتے ہوئے اپنے ہونٹوں پر اس کی شدتیں برداشت کی

جب تھوڑی دیر بعد مائسہ نے اپنا چہرہ بسام کی گردن میں چھپا کر آنکھیں

موند لیں

بسام نے تھوڑا آگے ہو کر اپنا کوٹ اٹھا کر مائسہ کے کندھوں پر اچھی

طرح سے پھیلا کر اپنا چہرہ مائسہ کے سر پر ٹکا کر آنکھیں موند لیں

فاطین جیسے ہی دانیال کے فارم ہاؤس میں بنی بیسمنٹ میں داخل ہوا تو

کچھ لوگوں کے سسکنے کی آواز سن کر ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

ہاتھ بڑھا کر لائٹس آن کی اور اپنے ہاتھ میں تھامیں لکڑیاں وہاں نیچے

پھینکیں

ایک نظر ان لوگوں کی طرف دیکھا

جو پچھلے ایک ہفتے سے یہاں قید تھے

جسم سے نکلنے والے خون سے کپڑے چپکے ہوئے تھے

جب جب خون خشک ہو جاتا تب تب فاطین راجپوت کے آدمی انہیں

اور تکلیف دیتے

لیکن آج وہ خود دوسری بار یہاں رات کے اندھیرے میں آیا تھا

عنان کے الفاظ نے جو آگ سینے میں لگائی تھی اس آگ میں کسی کو تو

جلانا تھانا

ایک نظر سامنے نفی میں سر ہلاتے آدمیوں کو دیکھا جن کے جسم میں

جگہ جگہ کٹ لگے ہوئے تھے

سائیڈ پر پڑا مٹی کا تیل اٹھایا اور ان لکڑیوں پر ڈال کر آگ جلادی

تم لوگوں کو پتا ہے جان سے کیوں نہیں مارا تم لوگوں کو گردن موڑ کر

ان کی طرف دیکھا

چلو بتاتا ہوں تم لوگ کیسے بولو گے ان کے منہ پر بندھی ٹیپ کی طرف اشارہ کر کہ کہا

تب تم لوگوں نے میری بیوی پر غلط نظر ڈالی تھی اس حساب سے سزا دی جان سے نہیں مارا کیونکہ ناحق کسی کی جان نہیں لیتا فاطین راجپوت لیکن آج تم لوگوں کا ریکارڈ پتا چل چکا ہے تم لوگ تو قاتل نکلے یار قہقہہ لگاتے ہوئے ان کی طرف دیکھا

تو قاتل کو سزا دینا تو بنتا ہے نا آگ سے جھلستی لکڑی اٹھا کر قدم ان کی جانب بڑھائے

اس شخص کے پاس آیا جس نے عنان کا سکارف کھینچا تھا

منہ سے ٹیپ کھینچ کر اتاری جس پر اس شخص کے ہونٹوں سے سسکی نکلی نن—— نہیں رحم کرو اس شخص نے روتے ہوئے گڑ گڑا کر کہا

اگر میری بیوی اپنی حفاظت نا کر پاتی تو کیا تم نے رحم کرنا تھا اس پہ آگ سی تپش لیے غرا کر کہا اور پھر

سرد نظروں سے اسے دیکھتے لکڑی اس کے ہاتھ پر رکھ دی

بیسمنٹ کی خاموشی میں اس آدمی کی چیخوں سے در و دیوار کانپ اٹھے

اور پھر فاطین راجپوت نے ایک ایک کو اس درد سے روشناس کروایا

کسی کے ہاتھ پر کسی کے سینے پر آگ سے دہکتی لکڑی رکھی

جس پر وہ سب ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئے

فاطین مضبوط قدم لیتا لوہے کی راڈ کے پاس آیا جو ایک طرف سے کافی نوکیلی تھی

اسے آگ میں جھلساتے ہوئے اپنے آدمی کو آواز دے کر انہیں ہوش میں لانے کا کہا

جیسے ہی وہ سب ہوش میں آئے تو فاطین راجپوت کے ہاتھ میں دہکتی راڈ دیکھ کر چلانے لگے

"بہت شوق ہے نا دوسرے کی عزت پر نظریں گاڑھنے کا یہ نظریں ہی تم لوگوں کے نفس کو بے قابو کرتی ہیں جب یہ ہی نا رہے گی پھر تم گناہوں سے دور اور وہ معصوم بچیاں تم لوگوں کی حوس سے دور"

چھوٹے چھوٹے مگر مضبوط قدم لیتا ان کے پاس آیا

اور پھر اس راڈ سے فاطین راجپوت نے ان کی حوس کی ماری آنکھوں کو ختم کر دیا

بیسمنٹ میں ان کی چیخوں سے قیامت کا گمان ہوتا تھا

اپنے آدمیوں کو انہیں مار کر ٹھکانے لگانے کا حکم دیتا باہر آیا

"""اب تمہارا دماغ ٹھکانے لگانے کی باری ہے مسسز فاطین راجپوت

دانت پیس کر اپنے دل میں عنان سے مخاطب ہوا

حیام نے جیسے ہی حسام کا کوٹ اپنے وجود سے جدا کیا تو

آئینے میں اپنی گردن پر جابجا اس کی شدتوں کے نشان واضح ہونے لگے

اسے اب سمجھ آیا کیوں نواب صاحب نے اپنا کوٹ زبردستی اسے پہنا کر

سخت لہجے میں اسے کوٹ روم میں ہی جا کر اتارنے کا کہا تھا

حیام کس دل کر رہا تھا کہ وہ اب سامنے آئیں تو اس کا حشر بگاڑ دے

ابھی وہ اپنے خیالوں میں گم تھی جب ارحم کی کال پر چونکی

ہاں بولو ارحم کوٹ کو ہینگ کرتے ہوئے پوچھا

"کل تم چاروں مجھے تم لوگوں کے فارم ہاؤس میں ملو

کیوں سب خیریت حیام نے کبرڈ بند کر کہ حیرت سے استفسار کیا

تمہیں جس کی پکچر سینڈ کی ہے اس کا چہرہ دکھانا ہے

تو کل صبح نو بجے تک تم سب وہاں ملو مجھے سنجیدہ لہجے میں اپنی بات مکمل کر کہ کال بند کر دی

حیام نے واٹس ایپ گروپ میں نبال لوگوں کو میسج کر کہ صبح ریڈی ہونے کا کہا

اور اپنے کپڑے لیے واشروم میں بند ہو گئی

دانیال ٹرے میں کپ رکھ کر ٹیبل تک آیا اور ایک کپ فاطین دوسرا حسام کے سامنے رکھا

اور بغور دونوں کی جانب دیکھا جہاں ایک کے چہرے پر مسرور مسکراہٹ تھی جبکہ

دوسرے کے تاثرات سپاٹ تھے

کوٹ کہاں ہے آپ کا دانیال نے اپنا کپ لبوں سے لگاتے ہوئے سرسری سا پوچھا

تمہاری بھابھی کے پاس حسام نے آنکھ دبا کر کہا اور اپنا کپ اٹھا کر لبوں سے لگایا

جس پر دانیال نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا

تو پھر آپ یہاں کیا کر رہے ہیں دانیال نے چھیڑنے والے انداز میں کہا

تو حسام کا خوبصورت قہقہہ گونجا

جس پر فاطین نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا

"ابھی تمہاری بھابھی مکمل طور پر مجھے جھیل نہیں سکتی، تو اپنی نازک سی بیوی پر رحم کھاتے ہوئے اپنے دل پر پتھر رکھ کر یہاں چلا آیا پہلے شوخ اور آخر میں رنجیدہ لہجے میں کہا تو اس بار دانیال کا ضبط کرنے کے باوجود بھی قہقہہ چھوٹ گیا" جس پر فاطین نے اسے گھورا

پاگل کتے نے کاٹا ہے تم دونوں کو جو پاگلوں کی طرح قہقہے لگا رہے ہو

فاطین کے چلا کر کہنے پر دانیال نے سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھا

ہمیں تو چلو پاگل کتے نے کاٹا ہے مان لیا تمہیں کیا عنان نے کاٹا ہے جو اتنا

جل بھن رہے ہو حسام نے قہقہہ لگا کر کہا تو فاطین نے اپنا جوتا اتار کر

اسے مارا جس پر حسام نے جلدی کشن اٹھا کر سامنے کیا

کاٹنے کی بات پر فاطین کو اپنے کندھے کا زخم یاد آیا جو شاور کے دوران

اس نے دیکھا تھا

جہاں عنان کے دانتوں کے نشان دائرے کی صورت میں بنے تھے اور

ارد گرد سے سکن نیلی ہوئی پڑی تھی

تو مطلب ہماری بھابھی نے ہی کچھ کہا ہے فاطین کو خیالوں میں گم دیکھ

کر دانیال نے سوچ سمجھ کر کہا

کیونکہ حسام کی طرح وہ زو معنی جملے کس کر فاطین سے اپنی درگت نہیں بنانا چاہتا تھا

تبھی حسام کے موبائل پر میسج وصول ہوا تو حسام نے اپنا موبائل آن کیا

ماضی کے ساتھ اسلام آباد میں موجود ہوں میں صبح اس ایڈریس پر ملو" "مجھے

شاہ میر کا میسج پڑھ کر حسام نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر ان دونوں کی جانب دیکھا

جو سنجیدہ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہے تھے

کل ہمارے سامنے ماضی کھولا جائے گا تو دعا کرو کہ کچھ ایسا نا ہو کہ ہم" "ان سے نظریں نا ملا سکے کہ ہم انہیں اکیلا چھوڑ گئے تھے

حسام کی بات پر فاطین نے سرخ ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھا اور تن فن کرتا اپنے کمرے میں جا کر بند ہو گیا

جب کہ دانیال نے جبڑے بھینچ کر اپنا سر صوفے سے ٹکا دیا

وہ چاروں اس وقت شاہ میر کے سامنے بیٹھے تھے جو لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کرنے میں مصروف تھا

جبکہ دانیال کا ضبط جواب دے رہا تھا

ابھی دانیال کچھ کہتا جب شاہ میر نے اپنے لیپ ٹاپ کا رخ ان کی طرف کیا

تو بتاؤ بسام اور حسام اکیلے دیکھنا پسند کرو گے یا سب کے سامنے ہی شاہ میر نے اپنی چیئر پر ٹیک لگا کر کہا تو انہوں نے حیرت سے شاہ میر کو دیکھا اور پھر لیپ ٹاپ کی سکرین کو

جس پر ایک فولڈر میں دو ویڈیوز اور ایک فائل تھی

جس کا اندازہ انہیں نہیں ہو سکا کہ اس میں کیا ہو گا

یہ ہے کیا اور تمہیں کیسے ملی بسام نے دانیال کو پیچھے کر کہ اس کی جگہ سنبھالی جو لیپ ٹاپ کے بالکل سامنے تھی

یہ مسسز حسام راجپوت کے پرانے لیپ ٹاپ کو ہیک کر کہ نکالی گئی ہے

شاہ میر نے طنزیہ نظروں سے حسام کو دیکھ کر کہا جسے شاہ میر کی نظریں چبھتی ہوئی محسوس ہوئی

تم سب کہ سب اتنے سالوں سے ایک سازش میں گھرے رہے

اپنے ساتھ ہوئے ہر حادثے کو اپنی غفلت سمجھتے رہے جبکہ وہ سوچی سمجھی سازش تھی

اس بار فاطین اور دانیال کو دیکھ کر کہا جس پر انہوں نے پہلو بدلا جب کی بسام نے ویڈیو پلے کر دی

جبکہ کمرے میں پن ڈراپ خاموشی چھا گئی

کیونکہ ویڈیو میں مائسہ ہاتھ میں بکس پکڑے ڈرائینگ روم میں داخل ہو رہی تھی

ماضی

دس سال پہلے

ماما یار سوپ فنش کریں یہ پندرہ سالہ حیام زبردستی رخسار بیگم کو سوپ پلانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی

نہیں حیام دل نہیں چار ہا میرا بچے انہوں نے بددلی سے چمچ پیچھے کر کہ کہا تو حیام نے بے بسی سے انہیں دیکھا

جن کی پچھلے ایک مہینے سے طبیعت خراب تھی ڈاکٹر کو چیک کروانے پر بس یہی معلوم ہوا کہ انہیں خون کی کمی ہوئی ہے

لیکن ان کی حالت دن بدن بگڑتی جارہی تھی

تو ٹھیک ہے راشدہ کو آپ کے لیے قیمہ بنانے کا کہہ دیتی ہوں حیام نے باؤل ٹرے میں رکھ کر کہا

حیام۔۔۔۔حسام لوگوں کا فون آیا رخسار بیگم نے حیام کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا جو اٹھ کر جانے لگی تھی

نہیں اور اس بار میں کر بھی نہیں رہی پھوپھو کال اٹینڈ کر کہ اتنی باتیں سناتی ہیں پھر آخر میں انہوں نے یہی کہنا ہوتا ہے وہ گھر نہیں حیام نے منہ بگاڑ کر کہا تو رخسار بیگم مسکرادی

اپنی ماں کو غلط مت سمجھنا حیام لیکن وہ چاروں میرے دل کے بہت قریب ہیں، تسلیم آپی کے مجھ پر بہت احسانات ہیں وہ نا ہوتی تو یہ خاندان والے مجھے جیتے جی مار دیتے

رخسار بیگم نے سر تکیے سے ٹکاتے ہوئے کہا

اگر کبھی وہ لوٹ آئیں تو زیادہ ناراض نا ہونا حیام اور اپنی بہنوں کو بھی یہی سمجھانا

حسام بہت محبت کرتا ہے تم سے اگر وہ آ کر تم سے رشتہ بڑھانا چاہے تو اس کا ہاتھ تھام لینا اور اگر وہ رشتہ توڑنا چاہے تو اپنے دل پر جبر کر لینا بیٹا

رخسار بیگم کی بات پر حیام نے تڑپ کر دیکھا

ماما آپ اپنی بیٹی سے ایسے کیسے کہہ سکتی ہیں لہجے بے بسی لیے کہا تو رخسار بیگم مسکرا دی

آنا رشتوں کو ختم کر دیتی ہے حیام، اور میاں بیوی کا رشتہ آنا کے ساتھ پروان نہیں چڑھتا حیام کی بات کو سرے سے نظرانداز کر کہ کہا تو حیام نے مسکرا کر ان کی طرف دیکھا

آج کل تو ویسے بھی ان کی باتوں میں وہی چاروں بھائی شامل ہوتے تھے

ٹھیک ہے نہیں بناتی آپ آرام کریں میں عنان لوگوں کو دیکھ لوں کھانا کھایا یا نہیں حیام نے اٹھتے ہوئے کہا تو انہوں نے سر ہلا دیا

کب تک مرے گی وہ عورت اتنے مہینے ہو گئے زہر دیتے ہوئے صفیہ بیگم کی دھاڑ پر ملازمہ نے گڑ بڑا کر کچن سے باہر دیکھا

بس بیگم صاحبہ کام ہونے ہی والا ہے ملازمہ نے منمنا کر کہا تو صفیہ بیگم نے ہنکارہ بھرا

ڈاکٹر نے کیا کہا تھا

جی ڈاکٹر کو میں پہلے ہی پیسے بھجوا چکی تھی ان کی رپورٹس لانے سے پہلے اس نے بھی وہی کہا جو ہم نے کہنے کو کہا تھا کہ خون کی کمی ہے ملازمہ نے منمنا کر کہا تو صفیہ بیگم کا قہقہہ گونجا

ٹھیک ہے —اب ایک دو دن میں اس کے مرنے کی خبر پہنچ جانی چاہیے ورنہ تمہاری لاش تمہارے گھر والوں کو دیکھنی بھی نصیب نہیں ہو گی صفیہ بیگم نے چنگاڑ کر کہا اور فون بند کر دیا جبکہ راشدہ نے جلدی سے موبائل چھپا دیا

بابا کب تک آئیں گے آپ نبال نے منہ بنا کر پوچھا کیونکہ رضوان صاحب پچھلے پندرہ دن سے میٹنگ کے سلسلے میں ملک سے باہر گئے ہوئے تھے

بس میری گڑیا جیسے ہی فلائٹ ملے گی بابا آجائیں گے

اچھا ابھی فون بند کرو بابا کو جانا ہے بعد میں بات ہوتی ہے

اللہ حافظ بابا اپنا خیال رکھیئے گا نبال نے فون رکھ کر عنان اور مائسہ کو دیکھا جو اپنے سکول کا کام کرنے میں مصروف تھی

آن تم میں ذرا شرم نہیں ماما جب سے بیمار ہوئیں ہیں حیام اپنے ایگزامز

کی تیاری چھوڑ کر ماما کا خیال رکھ رہی ہے اور تم ذرا جو اس کا ہاتھ بٹا دو

نبال نے اپنے دونوں ہاتھ کمر پر باندھ کر عنان کو گھور کر دیکھا

میں ابھی جا ہی رہی تھی ماما کو اٹھانے اور پھر اپنے ہاتھ سے کھانا کھلاوں

گی انہیں عنان نے اٹھتے ہوئے منہ چڑا کر کہا تو نبال نے اس کی پاگلوں

جیسی حرکت پر ناک سے مکھی اڑائی

ماما—او میری ماما اٹھ جائیں میری پیاری ماما عنان نے دروازا کھولتے ساری

لائٹس اون کرتے ہوئے نبال کو چڑانے کے لیے تیز تیز آواز میں گا یا تو

نبال نے اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھ لیے

یار ماما اٹھ بھی جائیں بارہ بج رہے ہیں عنان نے رخسار بیگم کو کندھے

سے ہلاتے ہوئے کہا اور ان کے ماتھے پر اپنے ہونٹ رکھے تو اسے رخسار

بیگم کا وجود ٹھنڈا یخ محسوس ہوا

دل ایک دم سے دھڑکا اور یک دم سے رخسار بیگم کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرا

ماما---مام اٹھیں کیا ہوا ہے کپکپاتے لہجے میں ان کا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے کہا

کیوں تنگ کر رہی ہو مام کو آن—حیام جو رخسار بیگم کے لیے کھانا لے کر آ رہی تھی عنان کو ان پر جھکے دیکھ کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا

نن—نہیں حیا میں نہیں یہ کر رہی ہیں—دیکھو آنکھیں نن—نہیں کھول رہی یہ عنان نے روتے ہوئے پلٹ کر حیام سے کہا جو سکتے کی کیفیت میں انہیں دیکھ رہی تھی

کھانے کی ٹرے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین بوس ہو گئی تو حیام کو اپنا آپ بھی زمین میں دھنستا محسوس ہوا

جبکہ عنان اب دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھی

عنان کے رونے پر نبال اور مائسہ بھی بھاگی آئی مگر اندر کی صورتحال دیکھ کر مائسہ دروازے کے ساتھ ہی بیٹھتی چلی گئی

جبکہ نبال بھاگ کر رخسار بیگم کے پاس گئی عنان کو پیچھے کر کہ ان کے سینے پر سر ٹکا کر ان کی دھڑکنیں سننی چاہی جو بالکل ساکت تھی

تب تک راشدہ بھی بھاگی آئی

یہ کیا ہو گیا بیگم صاحبہ کو چہرے پر مسکنیت طاری کر کہ رخسار بیگم کی سانسیں محسوس کرتے ہوئے بولی جو بالکل ساکن تھی

رخسار گاڑی نکلواؤ حیام نے آگے بڑھ کر نبال کو اشارہ دیا کہ رخسار بیگم کو تھام کر اٹھائے

ماما بس بیہوش ہوئی ہیں اپنے بازو سے آنکھیں پونچھتے ہوئے حیام نے عنان کو چپ کرواتے ہوئے کہا جو روتے روتے زمین پر بیٹھ گئی تھی

میری ماما حیام میری ماں میری ماں اللہ نہیں پلیز نہیں میری ماما کو نہیں لے کے جانا میں نہیں جانے دوں گی مائسہ روتے ہوئے حیام اور نبال کو پیچھے کرتے ہوئے چلائی

اور رخسار بیگم سے لپٹ گئی

حیام باجی حوصلہ کریں بیگم صاحبہ اب نہیں رہی اپنی بہنوں کو سنبھالیں

حیام کی توجہ عنان کی طرف کی جو ہوش و خرد سے بیگانہ ہوئی پڑی تھی

باجی اب ہاسپٹل لے جانے کا کوئی فایدہ نہیں ہے آپ کو پتہ نہیں یہ ہاسپٹل والے کتنی بے حرمتی کرتے ہیں لاش کی آپ بس صاحب جی کو فون کر دے

رضوان صاحب کو فون کیا تو انہیں کئی پل اپنی سماعتوں پر یقین ہی نہیں آیا لاکھ کوشش کے باوجود بھی وہ واپس نا آئے لائے سبھی فلائٹس ایک ہفتے کے لیے بند تھی

صفیہ بیگم کو کال کر کہ بتانا چاہا تو ان کا نمبر بند تھا

اور پھر حیام اور نبال نے ان سب کا انتظار کیے بغیر اپنی ماں کو غسل دیا

اور ارحم اور انصار صاحب اور ان کے کچھ جاننے والوں نے جنازے کو

کندھا دیا

جبکہ عنان اور مائسہ ہوش میں نہیں تھی

اور پھر جب پندرہ دن بعد رضوان صاحب گھر واپس آئے تو اپنے

اجڑے گھر کو دیکھ کر دھاڑے مار مار کر روئے

انہیں یہ سب اپنی غلطی لگ رہی تھی نا وہ جاتے اور شاید یہ سب نا ہوتا

اور پھر انہوں نے اپنے آپ کو اپنے کمرے تک محدود کر دیا

تم نے حسام سے بات کرنے کے لیے کال کی تھی باجی کو رضوان

صاحب نے کھانا کھاتے ہوئے حیام سے پوچھا

جی بابا اپنی پلیٹ پر سر جھکائے جواب دیا تو انہوں نے اپنی چاروں بیٹیوں کی جانب دیکھا

اب مت کرنا حیام انہوں نے اپنا چمچ پلیٹ میں رکھتے ہوئے کہا

کیوں بابا وہ ہمارے کزن بھی تو ہیں عنان نے اپنی پلیٹ پیچھے کھسکاتے ہوئے خفگی سے پوچھا

جانتا ہوں مگر تم لوگوں کی پھوپھو---انہوں نے بے بسی سے اپنی بیٹیوں کو دیکھا

پھوپھو نے کچھ کہا ہے کیا بابا نبال نے نم نگاہوں سے ان کی طرف دیکھ کر پوچھا

ہاں——اپنے باپ کو غلط مت سمجھنا بیٹا---ناہی یہ کہ مجھے تم لوگوں پر یقین نہیں

لیکن باجی وہ چپ ہو گئے جیسے کہنے کی ہمت نا ہو

کیا بابا نبال کے پوچھنے پر انہوں نے گہری سانس بھر کر ان کی طرف دیکھ

ان کا کہنا ہے اب تو رخسار بھی نہیں رہی اور میں سارا دن گھر نہیں ہوتا تو حسام لوگوں کو پاکستان ابھی بلانا ٹھیک نہیں نپے تلے لفظوں میں انہوں نے کہنا چاہا

جس پر حیام نے اپنے ہونٹ بھینچ کر انہیں دیکھا

وہ کہہ رہی تھیں کہ میں حسام سے بول دوں کہ اسے پاکستان آنے کی ضرورت نہیں اپنے بزنس پر دیہان دے—اور اس سے کہوں کہ وہ تم لوگوں سے ابھی رابطہ نہ رکھے اس طرح ان لوگوں کا پڑھائی اور بزنس پر دیہان نہیں لگے گا اور تم لوگوں کی پڑھائی بھی

ڈسٹرب ہو گی رضوان صاحب نے سر جھکائے جواب دیا تو مائسہ کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ آئی

اور آپ نے کہہ دیا بابا تلخ مسکراہٹ سے ان کی طرف دیکھ کر کہا تو

انہوں نے بے بسی سے ان کی طرف دیکھا

میں نہیں چاہتا وہ میری بیٹیوں کے کردار پر کوئی بات بنائے---اور تم

لوگوں سے ان کا رشتہ منگنی کا نہیں نکاح کا ہے اور یہ رشتہ بہت مضبوط

ہوتا ہے بیٹا

اور ان شاءاللہ وہ جلد ہی لوٹ آئیں گے بس تم لوگوں کی پڑھائی کمپلیٹ

ہو جائے میں باجی کی بجائے حسام سے رخصتی کی بات کروں گا

انہوں نے اٹھتے ہوئے حیام اور عنان کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور

اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے

تم پیپر کب دو گی اب نبال نے ماحول میں پھیلی کشیدگی کو کم کرنے کی

خاطر حیام سے پوچھا جو اپنے پیپرز نہیں دے سکی تھی

رزلٹ آجائے پھر سپلی میں دے دوں گی

اگر تمہارے پیپرز ہو گئے ہوتے تو میں تمہیں بتاتی کہ کس کالج میں ایڈمیشن لینا عنان نے اٹھتے ہوئے حیام کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا

جس پر مائسہ نے آبرو آچکا کر اس کی طرف دیکھا

کیا---ایسے کیوں دیکھ رہی ہو سب عنان نے گھور کر انہیں دیکھا

تم حیام کے لیے کالج کی بجائے اپنی سٹڈی پر دیہان دو نبال نے دانت پیس کر جواب دیا

جس کا پڑھنے کا بالکل دل نہیں کرتا تھا

سٹڈی پر بنا دیہان کے ہی آ تنے اچھے پیپرز دے دیے نا میں نے

چپ کرو دونوں اور جا کر سو جاؤ

اور مائسہ آپ میرے ساتھ سونا میں سکول کا کام بھی کروا دوں گی

ان دونوں کو ڈانٹنے کے بعد حیام نے مائسہ کو بولا جو اب بہت حساس ہو چکی تھی

حیام کی بات پر مائسہ نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا

تین سال بعد

آج آپ کا کام ہو جائے گا لیکن ویڈیو میں اپنے لیے بناؤ گا اور اسے کب اور کیسے استعمال کرنا ہے وہ میری مرضی ہو گی

اصغر حیات نے میسج ٹائپ کر کہ صفیہ بیگم کو سینڈ کیا

جس پر اگلے ہی پل ان کی کال آئی تو اصغر حیات نے خباثت سے قہقہہ لگایا

جی حکم کریں اپنا سر صوفے کی پشت سے ٹکا کر کہا

کوئی گڑبڑ نہیں ہونی چاہیے ویسے تو راشدہ نیند کی گولی دے چکی ہے رضوان کو

اور وہ تینوں بھی اس وقت گھر نہیں آئیں گی

اگر پھر بھی کچھ ہوا تو سارا قصہ اس لڑکی پر ہی ڈال دینا کہ اس نے ہی

ورغلایا تھا

ویسے بھی مجھے یقین ہے اپنے بھائی پر اپنی بیٹیوں کی عزت رکھنے کے

لیے یہ بات دبا دے گا

اور ویڈیو کا جو بھی کرو میرا سر درد نہیں بس میری بیٹی کی اس ناگن سے

جان چھڑوا دو تاکہ وہ بسام اسے جلد از جلد طلاق دے صفیہ بیگم کی

نفرت بھرے لہجے میں اصغر حیات کا خباثت سے قہقہہ گونجا

فون رکھیئے میری پرنسسز شاید آرہی ہے خباثت بھرے لہجے میں کہا تو

صفیہ بیگم نے بھی اس کی بات پر قہقہہ لگایا اور فون بند کر دیا

حیام اپنے بابا کا بزنس سنبھال رہی تھی اسی لیے وہ اس وقت آفس میں

اور عنان اور نبال کالج میں ہوتی تھی

مائسہ رخسار بیگم کے مرنے کے بعد سے خاموش ہو گئی تھی اس نے گھر

میں رہ کر پڑھنا چاہا تو حیام نے اس کی بات مان لی

دو ماہ پہلے اس کے ٹیچر کو کہی جانا تھا اس لیے انہوں نے مائسہ کو اپنے

دوست سے پڑھنے کا کہا جس پر مائسہ نے ہاں بول دیا

اگلے دن مائسہ کے ٹیچر اپنے ساتھ اصغر حیات کو لائیں--- جنہوں نے

مائسہ کو دو سبجیکٹس پڑھائے تو اسے بہت اچھے سے سمجھ آئی

وہ اس بات پر بہت خوش تھی لیکن اسے نہیں پتا تھا وہ استاد کی صورت

میں ایک درندہ ہے جسے اس کی پھوپھو نے اس کی زندگی برباد کرنے

کے لیے بھیجا ہے

اور پھر آہستہ آہستہ ان کا مکروہ چہرہ مائسہ کے سامنے آنے لگا

وہ حیام کو بتانا چاہتی تھی مگر اسے اتنی بری طرح سے ڈرایا گیا تھا کہ وہ

خاموش ہو جاتی

مائسہ نے ڈرتے ڈرتے اپنے قدم ڈرائینگ روم میں رکھے چھوٹے چھوٹے قدم لیتی کانپتے جسم کے ساتھ صوفے کے پاس آکر کھڑی ہوگئی

یلو کلر اس کی دودھیا رنگت پر جچ رہا تھا نیلی آنکھوں میں ڈر ہچکولے لے رہا تھا ایک آنسو پلکوں کی بار توڑتے ہوئے رخسار پر بہہ گیا

جب اصغر حیات نے بازو سے کھینچ کر اپنے پاس صوفے پر بٹھایا

آہ مائسہ کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکلی جس پر اصغر حیات نے مایئسہ کے منہ پر تھپڑوں کی بارش کردی

ایک لفظ نہ نکلے منہ سے ورنہ جان سے مار ڈالوں گا مائسہ کے بال مٹھی میں دبوچ کر اس کے چہرے پر غرایا تو ڈر کے باعث مائسہ نے اپنی چیخوں کا گلا گھونٹ لیا

پل——پلیز سر مجھے مت ماریں ہچکیوں کو روک کر روندھی ہوئی آواز میں کہا تو اصغر حیات نے اپنی مضبوط گرفت میں مائسہ کا منہ دبوچ لیا ہاہاہااو و میری پرنسز کو درد ہوتا ہے مکروہ ہنسی ہستے مائسہ کے بالوں پر گرفت سخت کر دی جس پر مائسہ نے مٹھیاں بھینچ کر تکلیف ضبط کی وہ دیکھو سامنے کیمرا---اج یہ کیمرا تمہاری خوبصورتی کو خود میں قید کر لے گا

پلیز نہیں---روتے ہوئے اپنا سر مسلسل نہیں میں ہلاتے ہوئے کہا جس پر اس درندے نے پھر سے اس کے چہرے پر تھپڑ برسانے شروع کر دیے

جس پر مائسہ کے ہونٹ پھٹ چکے تھے گلابی چہرہ دونوں طرف سے سوجھ چکا تھا

اصغر حیات کے ہاتھ روکنے پر مائسہ نے جلدی سے وہاں سے اٹھنا چاہا جس پر اصغر حیات نے بازو سے تھام کر اسے صوفے پر پٹکا تو مائسہ اوندھے منہ صوفے پر جا گری

اپنی شرٹ اتار کر مائسہ کے چہرے پر پھینکی جو اٹھ کر صوفے کے ساتھ چپک کر بیٹھ چکی تھی

ادھر آ کر بیٹھو میری گود میں اصغر حیات کی سنسناتی ہوئی آواز اس کے کانوں میں گونجی

نن۔ نہیں پیچھے ہوں ڈرتی آواز میں خود کو پیچھے گھسیٹتے ہوئے کہا

ہاہاہا کیوں پرنسسز کو ڈر لگ رہا ہیں خباثت سے قہقہہ لگا کر اس کے جسم کو چھونا چاہا جو تھر تھر کانپ رہی تھی

میں نہیں ہوں پرنسسز ڈونٹ ٹچ می ایک دم چلا کر کہا جس پر سامنے والا نے اس کا منہ اپنے ہاتھوں میں دبوچ لیا

پرنسسز نا صحیح میری رکھیل تو تم ہی بنو گی اور پھر تمہاری وہ بہنیں کمینگی

سے مائسہ کے چہرے پر ہاتھ پھیر کر کہا جو آنکھیں میچیں کانپ رہی تھی

مم۔۔میرا نکاح ہوا ہے میرا شوہر چھوڑے گا نہیں تمہیں آخری امید

سے اس شیطان کو روکنا چاہا جس نے اس کی بات پر اپنا چہرہ اس کی

گردن میں چھپانا چاہا جبکہ اس کا ہاتھ اس کے جسم پر گردش کرنے لگا

مائسہ کہاں ہو یار ارحم نے لاؤنج میں آتے ہی مائسہ کو پکارتے ہوئے کہا جو

اسے کہی نہیں دکھی

ورنہ اس وقت وہ لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی ہوتی تھی

جج۔۔جی صاحب کیا ہوا راشدہ فوراً سے گھبراتی ہوئی وہاں آئی جسے دیکھ کر

ارحم نے اپنی نظریں پھیر لیں

یہ عورت اسے پہلے دن سے ہی نہیں پسند تھی کئی بار اس نے حیام کو

اسے نوکری سے فارغ کرنے کا کہا مگر وہ ٹال جاتی

اپنی بہن سے ملنے آیا ہو تمہیں کوئی مسئلہ ہے کیا ارحم نے پھاڑ کھانے

والے انداز میں کہا تو راشدہ گڑ بڑا گئی

نن —— نہیں صاحب جی مجھے کوئی مسئلہ نہیں وہ بی بی جی تو ٹیسٹ دے

رہی ہیں

راشدہ نے اپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا

تو ارحم نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا اور باہر کی جانب قدم بڑھائے

جس پر راشدہ نے سکون کا سانس لیا

ابھی وہ باہر آیا ہی تھا کہ حیام گیٹ سے اندر آتی ہوئی دکھائی دی

ارحم کا چہرہ پل میں خوشی سے چمک اٹھا تیز تیز قدم لیتا حیام کے سامنے

کھڑا ہو گیا

تم اس وقت سب خیریت تو ہے نا اور کار کہاں ہے تمہاری ایک ہی سانس میں اتنے سوال پوچھ ڈالے تو حیام نے گھور کر اسے دیکھا سانس بھی لو ارحم ——میٹینگ سے فری ہو گئی تھی کچھ خاص کام نہیں تھا دل گھبرا رہا تھا تو سوچا گھر کا چکر لگا آؤں ——اور گاڑی باہر کھڑی ہے ابھی واپس تو چلے جانا تھا ——میں نے سوچا کیوں انکل کو گیٹ کھولنے کی زحمت دوں ——اب تمہارا سوال جواب کا سیکشن ہو گیا تو میں اندر جاؤ ارحم کو مسلسل اپنے سامنے کھڑے دیکھ کر کہا جس پر وہ سٹپٹا کر پیچھے ہوا تو حیام نے نفی میں سر ہلاتے اپنے قدم اندر کی جانب بڑھائے جبکہ ارحم انصاری حیام کے قدموں کے نا نظر آنے والے نشانوں پر اپنے قدم رکھتا اس کے پیچھے پیچھے آگے بڑھ رہا تھا

یہ وہ اکثر کرتا تھا جب کبھی حیام واک کے لیے جاتی یا وہ ادھر نبال

لوگوں کے پاس ہوتا تو پھر حیام کے پیچھے اس کے قدموں کے نشانوں پر

اپنے قدم رکھتا

اپنی حرکت پر ہنسی بھی آتی اور خوشی بھی ہوتی

وہ کہتا نہیں تھا مگر اس کی آنکھیں حیام کو چیخ چیخ کر اپنی محبت کی گواہی

دیتی تھیں جس پر حیام نظریں چرا لیتی

اس کی کوشش ہوتی تھی کہ اس کا ارحم سے کم ہی سامنا ہو مگر وہ تو جیسے

حیام کا سایہ ہی بن گیا تھا

مائسہ کدھر ہے حیام نے ارد گرد نگاہ دوڑا کر کہا

کیونکہ جب وہ تینوں گھر نہیں ہوتی تو وہ لاؤنج میں ہی بیٹھی رہتی تھی

روم میں وہ تب ہی جاتی تھی جب حیام لوگ گھر ہوتی تھیں

راشدہ بتا رہی تھی وہ پڑھ رہی ہے ٹیچر سے ارحم نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بتایا تو حیام چونکی

کیا مطلب اس کا ٹیچر تو روز نبال لوگوں کے کالج سے آنے کے بعد آتا تھا نا تو آج کیوں ——حیام نے حیرانگی سے پوچھا

تم بیٹھو میں دیکھتی ہوں حیام نے اپنے قدم ڈرائینگ روم کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا

پیچھے ہٹیں پلیز —— سر مجھے چھوڑ دیں خدا کا واسطہ —حیام جیسے ہی ڈرائینگ روم کے دروازے کے پاس آئی مائسہ کی روتی ہوئی آواز حیام کے کانوں سے ٹکرائی تو حیام جلدی سے دروازا دھکیل کر اندر داخل ہوئی

تو سکتے کی کیفیت میں سامنے دیکھ رہی تھی

مائسہ اس شخص سے اپنا آپ چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی جو اس پر جھکنے کی کوشش کر رہا تھا

حیام کا سکتہ تھپڑ کی آواز پر ٹوٹا جب اس درندے نے مائسہ کے منہ پر تھپڑ مارا

حیام نے وہاں پڑا ڈیکوریشن پیس اٹھایا اور اس شخص کے قریب پہنچ کر اس کے سر پر پوری قوت سے وار کیا

سر سے خون پھوارے کی صورت میں بہہ نکلا جس پر حیام نے بنا رو کے کئی وار اس کے سر پر کیے

جبکہ مائسہ ساکت نظروں سے اپنا وجود خون میں بھیگتا دیکھ رہی تھی

اصغر حیات کی چیخیں گونج اٹھی تڑپتے ہوئے اپنا سر تھام کر نیچے بیٹھتا چلا گیا

کہ تبھی ارحم چیخوں کی آواز سن کر بھاگتا ہوا وہاں آیا

تڑپتے ہوئے خون سے لت پت شخص کو دیکھا——سامنے صوفے پر سسکتی ہوئی مائسہ پر نظر گئی جو ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپائے ہوئے تھی

حیام——ارحم نے حیام کو پکارا جو خون سے رنگے ہاتھوں میں ڈیکوریشن پیس تھامیں نیچے تڑپتے شخص کو دیکھ رہی تھی

اپنی ویران آنکھوں سے ارحم کی جانب دیکھا

ار——حم یہ شخص حیام نے ڈیکوریشن پیس نیچے پھینکتے ہوئے کہا جب ارحم اس کے قریب آیا

کچھ نہیں ہوا حیام——تم مائسہ کو روم میں لے کے چلو---اور میری طرف دیکھو سب ٹھیک ہے او کے حیام کو کندھوں سے تھام کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا جو ابھی بھی تڑپتے ہوئے اس شخص کو دیکھ رہی تھی

مائسہ کے نام پر حیام نے سرعت سے مائسہ کی جانب دیکھا جو چہرے پر ہاتھ رکھے سسک رہی تھی

حیام نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ چہرے سے ہٹائیں تو اس کی حالت دیکھ کر اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی

یہی حالت ارحم کی تھی

مائسہ ڈرتی نگاہوں سے دونوں کو دیکھ رہی تھی جب ارحم نے حیام کو پیچھے کر کہ

آگے بڑھ کر مائسہ کو اپنی بانہوں میں بھرا اور وہاں سے نکلتے ہوئے مائسہ کے روم میں آیا

مائسہ کو لٹا کر جلدی سے پلٹا اور حیام کے پاس آیا

جو اب بیہوش ہوئے اس شخص کو دیکھ رہی تھی

حیام کچھ غلط نہیں کیا تم نے ڈیم اٹ ـــــ ایک درندہ تھا یہ جو استاد کے "روپ میں نا جانے کتنی معصوم بچیوں کو اپنی حوس کا نشانہ بنا چکا ہوگا"

حیام کا رخ اپنی جانب کر کہ چلاتے ہوئے کہا

ادھر دیکھو حیام ——حیام کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتے ہوئے کہا تم جا کر مائسہ کو سنبھالو اسے تمہاری ضرورت ہے——اور اس کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتانا سمجھ آئی کچھ نہیں بتانا حیام ارحم نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تو حیام نے خالی خالی نظروں سے اس کی طرف دیکھا

جس پر ارحم نے اس کا گال تھپتھپایا تو اب مائسہ کے پاس جاؤ میں سب سنبھال لوں گا

ارحم گھر جا کر اپنے بابا کی گاڑی لایا

گاڑی کو بیک سائیڈ پر جا کر کھڑا کیا اور وہی سے ڈرائینگ روم میں داخل ہوا

اصغر حیات کے بے ہوش وجود کو گھسیٹتے ہوئے گاڑی تک لایا اور ڈگی میں ڈال کر واپس آیا

کچن میں آکر نگاہ دوڑائی تو راشدہ اسے کہی دکھائی نا دی باقی کے ملازم بھی شاید کوارٹر میں تھے وہاں سے فرش صاف کرنے کا سامان لیا

اور ڈرائینگ روم میں آیا اچھے سے فرش اور باہر گاڑی تک جہاں جہاں خون کے نشان تھے وہاں سے جگہ صاف کی اور کپڑے کو اچھے سے دھو کر رکھ آیا

گاڑی میں بیٹھ کر گہری سانس لی اور گارڈ کو دروازا کھولنے کا کہا

اس دوران دل بری طرح سے کانپ رہا تھا وہ اپنے بابا سے بھی کہہ سکتا تھا

لیکن وہ نہیں چاہتا تھا کہ مائسہ کے کردار پر کوئی بات بنے

سنسان جگہ پر آکر گاڑی روکی اور ڈگی کھول کر اصغر حیات کی سانسیں چیک کی جو چل رہی تھیں مطلب وہ زندہ تھا

ارحم نے اسے ڈگی سے نکال کر باہر نکالا

اور پھر اس پر ٹھوکروں سے کئی وار کیے

اگر اس وقت مجھے اپنی بہن کی فکر نا ہوتی تو تمہارا اچھا بندوبست کرتا اصغر حیات کے چہرے پر ٹھوکر مارتا ہوا غرا کر بولا اور واپسی کا جانب قدم لیے

السلام و علیکم پھوپو حیام نے سنجیدہ لہجے میں سلام کیا تو صفیہ بیگم کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ آئی

و علیکم السلام، خیریت سے فون کیا ہے

صفیہ بیگم کی بات پر حیام نے اپنے ہونٹ بھنچے

مجھے حسام یا بسام کا نمبر چاہئے، پرسنل نمبر چاہئے ابھی اسی وقت حیام کی سنجیدہ آواز پر صفیہ بیگم کچھ دیر خاموش ہو گئی

تھوڑی دیر میں سینڈ کرتی ہوں

ٹھیک ہے پھوپھو میں انتظار کر رہی ہوں حیام نے فون بند کر کہ مائسہ کی جانب دیکھا جو اس کے پاس لیٹی سو رہی تھی چہرے پر ابھی بھی سوجھن تھی

عنان اور نبال کو یہ کہہ کر ٹال دیا تھا کہ وہ واش روم میں گر گئی تھی جبکہ ارحم نے واپس آ کر اس سے کوئی بات نہیں کی

وہ بس مائسہ کے لیے میڈیسنز اور چہرے کے زخموں پر لگانے کے لیے ٹیوب لے آیا تھا

اور پھر اس نے اپنے گھر سے کچھ ملازم اور گارڈز راجپوت مینشن میں تعینات کر دیے

اور جو پہلے کام کرنے والے تھے انہیں نکال دیا

عنان کے پوچھنے پر اس نے بس یہی کہا کہ اس کے بابا نے بتایا ہے آج

کل حالات ٹھیک نہیں اسی لیے جس پر انہوں نے مزید سوال نہیں کیے

آپ سچ میں حسام کا نمبر اس حیام کو دینے لگی ہیں فرح کے کہنے پر صفیہ

بیگم نے گھور کر اسے دیکھا

پاگل نہیں ہوں میں ---اور کب سے بکواس کی ہے تمہیں کہ اس حسام

کے ساتھ رہا کرو جلد از جلد اسے اپنے جال میں پھنساؤ

لیکن تم سے تو کچھ ہوتا ہی نہیں ہے اگر تم دونوں کچھ کر۔لیتی تو مجھے یہ

سب نا کرنا پڑتا

تم دونوں سے بسام اور حسام کی شادی کروا کر ان بہنوں کو طلاق کے

پیپرز بھجواتی صفیہ بیگم نے چلا کر کہا تو

ثناء نے اپنا سر جھٹکا

پھنسائے کیا خاک وہ دونوں تو چوبیس گھنٹے اپنے بھائیوں کے سر پر مسلط رہتے ہیں

وہاں ہاسپٹل میں بیٹھ بیٹھ کر اپنا آپ مریض لگنا شروع ہو جاتا ہے

اب چپ کرو تم نے ڈال لی سم صفیہ بیگم نے انہیں چپ کروا کر فہد سے کہا جو موبائل میں سم ڈال رہا تھا

جی ہو گیا فہد نے موبائل آن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

تو اب اس موبائل میں واٹس ایپ بناؤ اور اس پر حسام کی تصویر لگاؤ

اور پھر تم حیام سے حسام بن کر بات کرو گے

اور اسے اتنا ذلیل کرو گے کہ وہ خود یہ رشتہ توڑ دے یا خود کو ختم کر لے

اپنے موبائل سے حیام کو نمبر سینڈ کرتے ہوئے کہا تو فہد نے قہقہہ لگایا

آپ فکر مت کریں مام بہت اچھا سبق سکھاؤ گا اسے میں

میسج کی رنگ ٹون پر حیام نے جلدی سے موبائل آن کیا اسے یقین نہیں
تھا کہ صفیہ بیگم نمبر سینڈ کر دیے گی
جلدی سے نمبر سیو کر کہ میسج ٹائپ کیا

Hassam Rajpoot?

افف کیا سوچیں گے حسام کے ڈی پی پر پکچر دیکھ کر بھی یہ سوال کر رہی
ہوں
کہوں گی کیا ان سے

Yess

میسج پڑھ کر حیام کے دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی بری طرح سے
اپنے لب کچلتے کئی بار میسج لکھا اور پھر مٹا دیا

میں حیام بات کر رہی ہوں میسج سینڈ کر کہ نظریں سکرین پر جما دی میسج

اسی وقت سین ہو گیا

لیکن آگے سے کوئی ریپلائے نا آیا

پانچ منٹ دس منٹ گزر گئے موبائل کی سکرین پر اب حیام کے آنسو

ٹپ ٹپ گر رہے تھے

"میں بس یہ چاہتی ہوں حسام کہ آپ آجاؤ میں اپنی بہنوں کی حفاظت

نہیں کر پا رہی مجھ سے چاہے کوئی رشتہ نا رکھے لیکن وہ تو آپ کی بہنیں

بھی ہیں نا "

اس رشتے سے ہی ان کی حفاظت کر لے

آپ نہیں آسکتے تو کیا میں انہیں وہاں بھیج دوں میں یہاں بابا کے پاس

رہ لوں گی

حسام کی تصویر کو زوم کیے روتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئی جیسے وہ اس کی سن لے گا

تبھی میسج آیا حیام نے ڈوبتے دل سے میسج ان کیا

Mrs Hassam Rajpoot..Am I right☺

حسام کے میسج پر گالوں پر گلال سا بکھر گیا

مطلب وہ اس بات پر ناراض ہوئے کہ میں نے ان کا نام اپنے نام کے ساتھ نہیں لکھا دل خوش گمان ہونے لگا

مجھے آپ سے کچھ کہنا ہےحیام کے میسج پر اس نے بزی ہونے کا بتایا

اور پھر کافی دن یہ سلسلہ چلتا رہا حیام اسے دن میں نا جانے کتنے میسج کرتی وہ اسے یہاں آنے کا بھی کہہ چکی تھی کیونکہ وہ بہت کم جواب دیتا تھا جس پر وہ اس سے کھل کر بات نہیں کر پاتی تھی

کئی بار حیام نے کال۔کی جسے حسام کاٹ دیتا

حیام سوئی ہوئی تھی جب فون پر آنے والی مسلسل کالز پر آٹھ بیٹھی کال اٹینڈ کر کہ جیسے ہی موبائل کان سے لگایا تو فون بند ہو گیا

حیام نے آدھ کھلی آنکھوں سے سکرین کو دیکھا حسام کی کالز دیکھ کر ایک دم سے اٹھ بیٹھی

کہ تبھی اس کا میسج آیا

Do you love me☺

میسج وصول ہوا تو کانپتے ہاتھوں سے جواب ٹائپ کرنا شروع کیا

I don’t know but I need you plzz

بے بسی سے میسج ٹائپ کر کہ سینڈ کیا وہ کیوں اچانک سے یہ سوال کر رہا تھا کیا اسے اتنے دنوں میں اندازہ نا ہوا کہ وہ اس سے جنون کی حد تک محبت کرتی ہے

چہرا آنسوؤں سے تر تھا جبکہ ہاتھ بری طرح سے کپکپا رہے تھے

Then prove it babe

میسج پڑھ کر ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے

آنکھیں لبالب آنسوؤں سے بھر گئی

How I can prove this??

ہچکیوں سے روتے ہوئے میسج ٹائپ کیا تو فورا اسے جواب موصول ہوا

It’s too easy babe.. let me show you my girlfriend pic you have to make a same pic like her ook?

کتنی دلیری سے وہ اپنی گرل فرینڈ کا بتا رہا تھا لیکن وہ مجبور تھی ضرورت تھی اس شخص کی وہ جیسا بھی تھا اسے قبول تھا

اور وہ اسے بتا تو چکا تھا کہ لندن میں ایک مشہور بزنس مین بننے کے لیے یہ سب کرنا پڑتا ہے جس پر حیام نے نا جانے کس طرح ضبط کیا تھا

میسج کی رنگ ٹون پر جیسے ہی میسج اوپن کیا تو ایک لڑکی کی اتنی نازیبا تصویر کو دیکھ کر موبائل ہاتھوں سے چھوٹ گیا

اور وہ وہی بیڈ پر اوندھے منہ گر کر ہچکیوں سے رونے لگی

Send me your pic same like this and I promise I'll be yours

میسج پڑھ کر وہ دھاڑیں مار مار کر روئی ڈی پی پر لگی اس کی مسکراتی ہوئی تصویر اسے خود کا مزاق اڑاتی ہوئی محسوس ہوئی

فون کو بیڈ سے نیچے پھینک کر گھٹنوں میں سر دیے وہ ساری رات روتی رہی لیکن اسے ___ اس شخص کی ضرورت تھی

ایک تصویر ہی تو ہے ساری رات رونے تڑپنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچی اور نظریں گھما کر فون کو تلاش کرنا چاہا جو زمین پر پڑا ہوا تھا

چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر وہ اس موبائل کے پاس آئی اور اسے اون کیا

جہاں اس کا ہی میسج تھا

I’m waiting babe..I’m yours .. you don’t need to be shy just show me I wanna see you

میسج پڑھتے ہوئے چہرا بالکل سپاٹ تھا جیسے سارے جزبات مر چکے ہو موبائل کو سوئچ آف کر کہ صوفے پر اچھالا اور واشروم میں جا کر بند ہو گئی

"مجھے نہیں پتا تھا حسام تم اپنی عزت کو یوں بے عزت کروگے

دس کروڑ میرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرواؤں ورنہ ابھی جا کر تمہارے بھائی کو سب بتاؤ گا کہ اس کی بیٹیوں کے ساتھ کیا کروانے کی پلیننگ کیے بیٹھی ہے اس کی بہن قیصر حیات کی بات پر صفیہ بیگم نے دانت پیسے

سب غلطی تمہارے بھائی کی ہے میں نے سارا کام مکمل کیا تھا گھر کے کام کرنے والے سے لے کر چوکیدار تک سب کو خرید لیا تھا

اور وہ تمہارا پاگل بھائی ایک لڑکی کو قابو نا کر سکا صفیہ بیگم نے چلا کر کہا تو قیصر حیات کے ماتھے پر بل پڑے

بکواس بند کرو بڑھیاں میرے بھائی کا جو حال کیا ہے اس کا بدلہ تو میں اس پولیس والے کے بیٹے اور تمہاری بھتیجی سے سود سمیت لوگا

میرا منہ بند رہے اور تمہاری بھتیجی کے ساتھ ہونے والے واقعے کا الزام تم پر نا ڈال دوں تو جتنی جلدی ہو سکے پیسے بھیج دو

اتنی جلدی اتنی بڑی رقم کہاں سے بھیج دوں صفیہ بیگم نے اپنی پیشانی مسلتے ہوئے کہا

گیارہ سال پہلے بھول گئی تم نے کیا، کیا تھا قیصر حیات کے طنزیہ لہجے پر صفیہ بیگم ساکت سی ہو گئی

انہیں اندازہ نہیں تھا کہ کوئی ان کا راز ایسے جان جائے گا

کک —— کیا مطلب

مطلب تو وہی ہے جو تم سمجھ چکی ہو

جس گینگ کو تم پال رہی ہو وہ ہماری ہی ہے

تو بڑھیاں تمہارا سارا اعمال نامہ ثبوتوں کے ساتھ میرے پاس پڑا ہے تو چپ چاپ جیسے بھی کر کہ پیسے بھیج مجھے دھاڑتے ہوئے اپنی بات کر کہ فون بند کر دیا

حیام راجپوت —— بہت شدت سے انتظار ہے تمہارا

ایسا حشر کروں گا تمہارا کہ تمہارا شوہر کیا خود بھی اپنا چہرہ دیکھنا گوارا نہیں کرو گی

کم ان حیام نے فائلز پر سر جھکائے کہا

تو ارحم دروازا کھول کر اندر داخل ہوا

السلام وعلیکم ارحم کی چہکتی آواز پر حیام نے فائلز سے سر اٹھا کر دیکھا

اتنے دنوں بعد وہ آج آیا تھا

شاید وہ حیام کو ٹائم دے رہا تھا اس واقعے سے نکلنے کا یا وہ سچ میں مصروف تھا حیام نے سر جھٹک کر سلام کا جواب دیا تو

وہ کرسی پر ٹیک لگا کر بیٹھ گیا

مسکراتی نظروں سے حیام کو دیکھتا وہ ہمیشہ اسے الجھن میں مبتلا کر دیتا تھا

جیسے ابھی اس کی محبت کی آنچ لیے نظریں حیام کو کنفیوز کر رہی تھیں

کوئی کام تھا ارحم —حیام نے دوسری فائل اٹھاتے ہوئے پوچھا

تمہارے آفس میں میرا کیا کام میں تو تم سے ملنے آیا تھا ارحم کے صاف جواب پر ایک پل کو حیام گڑبڑا گئی

ان لوگوں نے اسے اپنے نکاح کے بارے میں نہیں بتایا تھا کیونکہ وہ ابھی خود اس نکاح کے انجام سے ناواقف تھیں

حیام کو کبھی کبھی لگتا تھا کہ ارحم کو بتا دے لیکن ہر بار اسے یہ موقع " ہی نہیں ملتا تھا لیکن اب وہ فیصلہ کر چکی تھی کہ وہ اسے سب بتا دے گی چاہے نکاح کا جو بھی انجام ہو، وہ نہیں چاہتی تھی کہ اب ارحم اس راستے "کا مسافر بنے جس کی کوئی منزل ہی نہیں ہے

اچھا تو پھر گھر ملتے ہیں مجھے کام سے جانا ہے اور پھر وہاں سے یونی بھی حیام نے اپنا بیگ اور فائل اٹھاتے ہوئے کہا تو ارحم بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا

تو چلو ساتھ چلتے ہیں تمہیں یونی ڈراپ کر دوں گا اور راستے میں کچھ کھا بھی لیں گے حیام کی بنا سنے اپنی سنا کر تیز تیز قدم بڑھاتا اس سے پہلے آفس سے نکل گیا

افففف ایک یہ لڑکی پاگل کر کہ چھوڑے گی مجھے جیسے مجھے پتا نہیں یہ " سب مجھ سے دور جانے کے بہانے ہیں ارحم انصاری تو مر کہ بھی تم سے دور نا جائیں ابھی تو فلحال زندہ ہوں "

خود سے باتیں کرتے اپنی بات پر قہقہہ لگایا تو پیچھے آتی حیام نے تعاجب سے ارحم کی پیٹھ دیکھی

کبھی کبھی کتنی عجیب حرکتیں کرتا ہے لگتا ہی نہیں بچپن والا کم گو خاموش رہنے والا ارحم ہے

کہاں جانا ہے ارحم نے سیٹ بیلٹ لگاتے ہوئے حیام سے پوچھا

قیصر گروپ آف انڈسٹریز، اس فائل پر سائن کروانے ہیں

لو بھلا یہ کیا بات ہوئی تم اپنی سیکرٹری کو بھیجو ایک سائن کے لیے تمہیں خود جانے کی کیا ضرورت ارحم نے گاڑی ریسورس کرتے ہوئے حیرانگی سے کہا

فرسٹ ٹائم ان کے ساتھ کوئی پرجیکٹ کرنے والے ہیں میٹینگ والے دن مجھے گھر جانا پڑ گیا بابا کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی

میری سیکرٹری نے میٹینگ تو اٹینڈ کر لی تھی لیکن انہوں نے سائن کرنے سے منع کر دیا تھا

کہا تھا کہ میں ان کے آفس آکر سائن کروالوں اور پراجیکٹ کے بارے میں بھی ڈسکس کر لے گے مجھے بھی ٹھیک لگا تو آج جا رہی ہوں

انکل کو پتا اس بارے میں ارحم کے نئے سوال پر حیام نے چڑھ کر اس کی طرف دیکھا

کبھی کبھی تو وہ اس کے بابا کا بھی ریکارڈ توڑ دیتا تھا سوال جواب میں

ہاں بتایا تھا بابا کا کہنا ہے کافی نام سنا ہے اس کمپنی کا مگر کبھی ساتھ کام کرنے کا موقع نہیں ملا اپنا لہجہ نرم رکھتے ہوئے کہا تو ارحم کا قہقہہ گونجا تو حیام نے دانت پیس کر اس کی طرف دیکھا

اگر مجھ پر غصہ آرہا ہے تو کر لو

I won’t mind

تم بہت عجیب ہو ارحم حیام نے تاسف سے سر ہلا کر کہا تو ارحم نے سر کو خم دے کر جیسے اس اعزاز کو قبول کیا

چلو پہنچ گئے ہم ارحم نے سیٹ بیلٹ کھولتے ہوئے کہا

تم کدھر یہی سکون سے بیٹھو وہاں بھی اپنے سوالات سے تم میرا کنٹریکٹ کینسل کرواؤ گے ارحم کو اترتے دیکھ حیام نے آنکھیں دکھا کر اسے کہا تو ارحم منہ بسور کر واپس بیٹھ گیا

\-------------

حیام جیسے ہی کمپنی میں داخل ہوئی وہاں دو سیکیورٹی گارڈز کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا

حیام نے الجھ کر ارد گرد دیکھا جب ایک سیکیورٹی گارڈ اس کی طرف آیا

میڈم وہ صاحب.جی آپ کا ہی انتظار کر رہے ہیں دراصل آج کمپنی کی طرف سے پارٹی رکھی گئی تو سارا اسٹاف اس کے لیے جلدی چلا گیا

صاحب آپ کو بتانا بھول گئے تھے انہوں نے کہا تھا آپ جیسے ہی آئیں آپ کو سیکنڈ فلور پر ان کے آفس بھیج دوں گارڈ کے جواب پر حیام نے مسکرا کر سر ہلایا

جبکہ دل میں ڈر بھی لگ رہا تھا

ایک منٹ میں آئی---حیام واپس آئی تو دیکھا ارحم کی گاڑی سامنے نہیں تھی اسے لگا شاید وہ پارکنگ میں چلا گیا ہو

ورنہ وہ اسے ساتھ لے جاتی موبائل نکال کر اسے میسج سینڈ کر کہ اپنے قدم لفٹ کی جانب بڑھائے

حیام جیسے ہی سیکنڈ فلور پر آئی تو وہاں بالکل خاموشی تھی گارڈ نے کہا تھا لفٹ کے دائیں جانب جو سیکنڈ روم ہے وہ قیصر حیات کا آفس ہے

حیام نے ارد گرد نگاہ دوڑائی اور اپنے قدم آفس کی جانب بڑھائیں

جیسے ہی آفس کا دروازا کھول کر اندر داخل ہونا چاہا سامنے ٹیبل کے ارد گرد پانچ چھ لوگوں کو بیٹھا دیکھ کر حیام کے قدم دروازے پر ہی رک گئے

کچھ بہت برا ہونے کا احساس ہوا تو اپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر اپنے قدم پیچھے لیے

ایک سائیڈ پر پڑی چیئر پر حیام کو کسی وجود کا گمان ہوا جو اس وقت اندھیرے میں تھا

آئیں حیام میڈم آپ ہی کا انتظار تھا قیصر حیات نے اپنی جگہ سے اٹھتے

ہوئے کہا تو حیام نے اپنے قدم پیچھے لیے اور

وہاں سے بھاگنا چاہا

مگر وہ اس وقت اتنا ڈر چکی تھی کہ اپنا وجود بے جان ہوتا محسوس ہو رہا تھا

قدم رکھ کہا رہی تھی اور پر کہار ہے تھے

کچھ دن پہلے مائسہ کی حالت یاد کر کہ چہرہ پل میں آنسوں سے تر ہوا

اللہ رحم ـــــ سسکی کی صورت میں الفاظ ادا ہوئے

جب حیام کے بھاگنے پر قیصر حیات بھاگتا ہوا اس کے پیچھے آیا

حیام کو پیچھے بالوں سے پکڑ کر ساتھ والے ٹیبل پر پڑکا

آہ ـــــ حیام کی چیخ بے ساختہ تھی لیکن خود میں ہمت کر کہ اٹھی

اپنے ارد گرد ان پانچوں مردوں کو دیکھ کر حیام کو اپنی جان نکلتی محسوس

ہوئی

دد ـــــ دیکھو مجھے جانے دو روتے ہوئے حیام نے کہا تو ان سب کے قہقہے گونجے

رکھ بھی کون رہا ہے تمہیں۔--- جانے دیں گے اس سے پہلے اپنا دل تو خوش کر لیں قیصر حیات نے آگے بڑھتے ہوئے کہا

جس پر حیام نے اپنی ٹانگ اس کے پیٹ میں ماری تو وہ تڑپ کر پیچھے ہوا ارد گرد کے ٹیبل پر پڑی جو چیز بھی حیام کے ہاتھ آئی حیام نے اپنے بچاؤ کے لیے ان پر پھینکی جس پر ان کے قہقہے گونجتے فرش پر جا بجا کانچ کے ٹکڑے بکھر رہے تھے

قیصر حیات کے ساتھ موجود ایک شخص نے آگے بڑھ کر حیام کے ہاتھ سے کی بورڈ جسے وہ اٹھا کر مارنے والی تھی چھین کر نیچے پھینکا اور اپنے ہاتھ کا مکہ حیام کے جبڑے پر مارا

درد کی شدید لہر حیام کو اپنے رگ وپے میں سرایت کرتی محسوس ہوئی

آنکھوں کے آگے اندھیرے چھانے لگا لڑکھڑا کر نیچے گرنے لگی تو اس شخص نے گردن سے پکڑ کر ٹیبل پر دھکا دیا

اپنی آدھ کھلی آنکھوں سے حیام نے رخ موڑ کر ان کی طرف دیکھا

کان سائیں سائیں کر رہے تھے نجانے وہ کیا کیا بک رہے تھے مگر حیام کو نہ کچھ سنائی دے رہا تھا اور کچھ نظر بھی نہیں آرہا تھا سوائے ان کے دھندلے عکس کے

حیام نے اپنا سر تھام کر سامنے دیکھنا چاہا جہاں وہ پانچوں مکروہ ہنسی ہستے حیام کی بے بسی دیکھ رہے تھے

جب قیصر حیات آگے بڑھا اور حیام کا جبڑا ہاتھ میں پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے اس کے بال اتنی زور سے دبوچے کے حیام کو اپنے بال جڑ سے نکلتے محسوس ہوئے

بولنے کی کوشش کی مگر جبڑے سے نکلنی والی درد کی ٹھیسیں پورے جسم میں ہوتی محسوس ہوئی

میرے بھائی کو مارا تھا نا تم نے حیام راجپوت اب تمہیں جیتے جی میں مارو گا اور پھر پوری دینا تمہاری بربادی کا تماشہ دیکھے گی

حیام نے آدھ کھلی آنکھوں سے اپنے سامنے موجود شخص کو دیکھا جو آنکھوں میں حوس اور حیوانیت لیے اسے دیکھ رہا تھا لیکن وہ کیا کہہ رہا تھا یہ حیام سمجھنے سے قاصر تھی

اپنے دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھ کر اور اپنے پاؤں سے اس کی ٹانگ پر ٹھوکر مارنے کی کوشش کی جس سے وہ دو قدم پیچھے ہٹا

حیام نے پلٹ کر کچھ اٹھانا چاہا تبھی قیصر حیات نے پیچھے سے اس کی فراک کھینچی جو کندھے سے لے کر کمر تک پھٹتی چلی گئی

کتیا** مجھے دھکا دیتی ہے حیام کو بالوں سے پکڑ کر فرش پر پھینکا

فرش پر اوندھے منہ گرنے سے نیچے بکھرے کانچ کے ٹکروں میں سے ایک ٹکرا حیام کے پیٹ میں گھستا چلا گیا

ماں ـــــ اللہ سسکی کی صورت میں زبان سے با مشکل دو لفظ ادا ہوئے

چہرہ خون اور آنسوؤں سے تر تھا

زندگی تیری امانت ہے جب چاہے واپس لے لینا اللہ لیکن جس عزت " سے دنیا میں بھیجا اسی عزت سے واپس اپنے پاس بلانا مجھے ذلت کی موت سے بچالے اللہ ـــ مجھے اس رسوائی سے بچالے --- اپنے ہاتھوں اور پاؤں پر ذور ڈال کر اٹھتے ہوئے خاموش لبوں سے دعا کی تو درد سسکیوں کی صورت اختیار کر گیا

کہ تبھی قیصر حیات نے بازو سے پکڑ کر حیام کو سیدھا کیا جو پیٹ پر ہاتھ رکھے کراہ رہی تھی

میرے بھائی کے سر پر وار کیے تھے نا اب دیکھ اپنا پاؤں کھبے ہوئے کانچ

پر بری طرح سے دبایا کہ کانچ کا ٹکرا اندر دھنستا گیا

جبکہ حیام کی دلدوز چیخوں سے درو دیوار بھی لرز گئے

اللہ---آہ ہ ہ-ماما پل——پلیز حس——سام چیخوں سسکیوں آہوں "

" میں صرف انہیں ہی پکارا جن سے حیام راجپوت کو محبت تھی

جبکہ حیام کی آہوں پکار پر ان کے درندوں کے قہقہے گونج رہے تھے

ارحم جو کار کو سائیڈ پر کیے کانوں میں ہیڈ فون لگا کر آنکھیں موندیں بیٹھا

تھا کھڑکی پر مسلسل ہونے والی دستک پر ہڑ بڑا کر شیشہ نیچے کیا تو اپنے

سامنے اپنے بابا کو پولیس یونیفارم میں دیکھ کر جلدی سے باہر آیا

ج——جی بابا آپ یہاں

مجھے چھوڑو---تم یہاں کیا کر رہے ہو

یونیورسٹی نہیں گئے انصار صاحب نے کرخت لہجے میں استفسار کیا تو

ارحم نے منہ بسور کر انہیں دیکھا

یونیورسٹی گیا تھا لیکچر فری تھے تو آ گیا کندھے آچکا کر کہا تو انصار صاحب

نے گھور کر اسے دیکھا

تو یہاں کیا گارڈ کی نوکری شروع کر دی ہے طنزیہ لہجے میں کہا تو ارحم نے

پھر سے معصوم شکل بنا کر ان کی طرف دیکھا

نہیں تو وہ تو میں حیام کے ساتھ آیا ہوں

تو میں کیا اندھا ہوں جو مجھے حیام نظر نہیں آ رہی یار اتوں رات اس کے

ہاتھ مسٹر انڈیا کی گھڑی لگ گئی جو وہ غائب ہو گئی ـــــ مجھ سے جھوٹ

مت بولو سچ بتاؤ کیا کر رہے ہو یہاں

یار بابا سچ میں حیام نے اس کمپنی کے ساتھ نیا پراجیکٹ کرنا ہے سائن

کے لیے بلایا تھا اسے ـــــ وہاں دھوپ تھی تو اسی لیے سائیڈ پر گاڑی

پارک کرلی ارحم نے چڑھ کر جواب دیا تو انصار صاحب نے حیرت سے اسے دیکھا جواب کار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو چکا تھا

تمہارا دماغ خراب ہے جس کمپنی کا سارا اسٹاف اور باس چھٹی پر ہے وہاں وہ سائن کروانے گئی ہے انصار صاحب نے گرج کر کہا تو ارحم نے حیرت سے انہیں دیکھا

کیا مطلب

اس کمپنی کے مالک نے کوئی بہت بڑا پراجیکٹ سائن کیا ہے فورن کمپنی کے ساتھ اسی خوشی میں پارٹی ارینج کی ہے جہاں ملک کے سبھی نامور بزنس مین شامل ہوگے

آج اچھی سیکیورٹی وہاں چاہیئے تھی جو میں نے خود ارینج کروائی ہے اور اب اپنی ٹیم کے ساتھ چیک کرنے جارہا ہوں

انصار صاحب جیسے جیسے بتا رہے تھے ارحم کو اپنی جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی

لل ـــــ لیکن با ـــــ با آدھا گھنٹہ ہو گیا حی - یام کو گئے ارحم نے اپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا

اور ایک دم سے اندر کی جانب دوڑ لگائی

وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا وہ دونوں گارڈ اسے دیکھ کر بری طرح سے گڑ بڑا گئے

جو میڈم آئی تھی کہا گئی وہ گارڈ کا گریبان پکڑ کر ارحم نے دھاڑتے ہوئے پوچھا

نن ـــــ نہیں یہاں کوئی ابھی وہ اپنی بات پوری کرتا ارحم نے ایک گھونسا اس کے منہ پر مارا

ارحم ابھی دوبارا کچھ کہتا جب دوسرا گارڈ پولیس کو دیکھ کر ڈر گیا

صاحب جی سیکنڈ فلور پر گارڈ کی بات سن کر ارحم لفٹ کی جانب بھاگا جو

کہ حیام کے اوپر جانے کے بعد خراب کر دی گئی تھی

لفٹ نا کھولنے پر ارحم نے سیڑھیوں کی جانب قدم بڑھائے

"یااللہ میں نے آج تک تجھ سے کچھ نہیں مانگا اس ماں کو بھی نہیں مانگا

جس سے بے پناہ محبت تھی اپنی ماں کی خوشی میں خوش ہو گیا—— مگر

آج تجھ سے میں اس لڑکی کی عزت اور زندگی کی بھیک مانگتا ہوں اسے

اپنے حفظ و امان میں رکھنا"

اپنے ہر قدم پر ارحم انصاری نے حیام راجپوت کہ عزت اور جان کی

حفاظت کی دعا مانگی

ارحم جیسے ہی اوپر پہنچا تو کانوں میں حیام کی چیخوں اور ان درندوں کے

قہقہوں کی آوازیں پہنچی تو ارحم کے قدم لڑکھڑا گئے بے بسی سے نم

آنکھوں سے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا

ناجانے کتنے ہی آنسو چہرہ بھگو گئے

"کیا میں تیرے در سے بھی ٹھکرا دیا گیا"

نظر گلاس ڈور کے پاس پڑے گلدانوں پر گئی جلدی سے گلدان پکڑ کر

اس میں سے پھول نکالا اور دونوں ہاتھوں میں گلدان پکڑے اندر داخل

ہوا

جہاں وہ پانچوں درندے حیام کے ارد گرد کھڑے تھے اور ایک اپنا

پاؤں بری طرح سے حیام کے پیٹ پر دبا رہا تھا

ارحم ایک ہی جست میں ان کے سر پہنچا اور اس گلدان سے بے دریغ

ان کے سر پر وار کیے

تبھی انصار صاحب بھی اپنی ٹیم کے ساتھ وہاں آ گئے اندر کی صورتحال

دیکھ کر ان کی آنکھیں بھی پل میں نم ہوئی

یہ بچیاں تو انہیں ارحم جتنی عزیز تھی ان کے سونے آنگن میں جب وہ

چاروں آتی تو بے رنگ گھر میں رنگ بھر جاتے تھے

اپنے پیچھے پولیس کو دیکھ کر ان پانچوں نے بھاگنا چاہا

ارحم جلدی سے حیام پر جھکا

کسی نے اپنا ایک قدم بھی اس جانب بڑھایا—— یا آنکھ بھی اٹھا کر دیکھا تو

ارحم انصاری تم سب کو جان سے مارنے میں سیکنڈ نہیں لگائے گا شیر سی

دھاڑ لیے ارحم غرایا تو اہلکاروں نے اپنے قدم پیچھے روک دیے

ارحم نے جلدی سے اپنی چیک والی شرٹ کے بٹن کھولے اور حیام کو

اپنے ایک بازو پر منتقل کرتے ہوئے اسے شرٹ پہنائی

جب کے اس دوران نا جانے کتنے ہی آنسو ارحم انصاری کی آنکھوں سے

گر کر حیام کا چہرہ بھگو چکے تھے

حیام ـــــ میری زندگی ہچکی کی صورت میں حیام کو پکار کر اپنا سر اس کے

سر سے ٹکا دیا

مم ـــــ مجھے معاف ابھی ارحم اپنا جملہ مکمل کرتا کہ حیام نے ہچکی لی منہ

سے خون بہتا ہوا گردن تک چلا گیا

اس - سے ـــــ کک ـــــ ہنا ـــــ جس ـــــ عع ـــــ زت ـــــ کو ـــــ "

بے ـــــ عزت ـــــ کر ـــــ نا ـــــ چا ـــــ ہا ـــــ اس ـــــ کی ـــــ حف ـــــ

ظت ـــ کر ـــــ تے ـــــ ۔ مر ـــ گئی

اس سے کہنا جس عزت کو بے عزت کرنا چاہا اس کی حفاظت کرتے

"مر گئی

کہ ـــــ نا ـــــ جب ـــ کبھ ـــ بھی --- می ـــ را ـــ ذکر ہوتت - تو - لو - گوں

کو بب - تانا ـــــ کہ - مم ـــــ سسز حح ـــــ سام ـــ را ـــــ ج ـــــ پوت -

وک ـــ ٹم ـــ نن -- ہیں ـ مم ـــ حا ـــ فظ ـــ بن ـ کک - کے

مم ـــ مر گئی

کہنا کہ جب کبھی میرا ذکر ہو تو لوگوں کو بتانا کہ مسسز حسام راجپوت "

"وکٹم نہیں محافظ بن کر مر گئی

آپ ـ نی ـ جج ـ ان ـــ دے ـــ کر ـ عزت بچالی

"اپنی جان دے کر عزت بچالی"

ارحم کیا کر رہے ہو بچی کو ہاسپٹل لے کر چلو انصار صاحب نے ارحم کا

کندھا ہلایا تو اس نے خالی خالی نظروں سے ان کی طرف دیکھا

پھر حیام کی طرف دیکھ کر جیسے ہوش میں آیا جلدی سے حیام کو اپنی

بانہوں میں بھرا اور باہر کی جانب دوڑ لگائی

تجھے میں پیار کروں

اور اتنا پیار کروں

کہ جب تلک میں جیو

تیرا انتظار کروں

مجھ سے دوستی کرو گی

ارحم نے اپنا ہاتھ حیام کے چھوٹے نازک سے ہاتھ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

جس پر اس نے منہ بنا کر نظریں پھیر لیں

اور پینٹنگ کرنی لگی

ارحم نے خجل سا ہو کر ارد گرد نبال لوگوں کی طرف دیکھا

کیا تم مجھ سے دوستی نہیں کرنا چاہتی ارحم نے پھر سے کوشش کی

جس پر حیام نے جھٹ ہاں میں سر ہلا یا

تو پھر کس سے کرو گی

حسام سے وہی میرے بیسٹ فرینڈ ہیں ان کے علاوہ کسی سے نہیں حیام نے اپنے موٹے موٹے گال پھلا کر کہا

توارحم کو ایک دم سے اس حسام نام کی بلا سے حسد ہوئی

دلوں کی بات نہیں جانتے

یہ سب زبان والے

مجھ سے بھی کر لو ــــ دیکھو عنان لوگوں نے مجھے بھائی بنایا ہے

اور جب میں ان کا بھائی بن گیا ہوں تو

I promise.. I will always protect them like a good brother..

تو پھر میں بھائی بنالوں مجھے بھی پروٹیکٹ کرنا حیام نے معصومیت سے اپنے دونوں ہاتھ گالوں پر رکھ کر ارحم کی طرف دیکھ کر کہا

نن ــــ نہیں بہنیں تو بن گئی تم فرینڈ بن جاؤ

فرینڈ بننے سے کیا ہو گا پروٹیکٹ تو تم انہیں کرو گے حیام نے منہ بسور کر کہا تو ارحم نے مسکرا کر اسے دیکھا

فرینڈ بن کر تمہارے سارے درد میں لے لوں گا، تمہاری ہر بات بن کہے سمجھ لوں گا، ہمیشہ تمہارا سایہ بن کہ رہوں گا اب فرینڈ حیام کا ہاتھ زبردستی تھامتے ہوئے کہا

جو اس کی باتیں سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی

آئی سی یو کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے ارحم انصاری کو اس وقت لگ رہا تھا جیسے وہ اپنا سب کچھ ہار گیا

آنکھیں ایک پل کو بھی خشک نا ہوئی

گزرنے والے ضرور پلٹ کر اس خوبصورت نوجوان کو دیکھتے جو بغیر شرٹ کے خون سے رنگے جسم کے ساتھ دیوار سے ٹیک لگائے رو رہا تھا

" کون کہتا ہے مرد نہیں روتے

مجھے دیکھو میرے جیسے ٹھکرائے ہوئے پتھر دل شخص

"کو ایک عورت کی محبت رلا رہی ہے جو شاید میرا مقدر بھی نہیں

وفا کو جرم سمجھتے ہیں

یہ سب جہاں والے

عنان رک جاؤ میرے کلر واپس کرو

نیچے مت جانا یار

عنان کے پیچھے رنگوں سے رنگے ہاتھوں کے ساتھ بھاگتی حیام چلا کر

عنان سے کہہ رہی تھی

جو اس کے کلرز لے کر بھاگ رہی تھی

حیام جو عنان کے نیچے جانے پر غصے سے نیچے کی جانب بڑھی مگر سامنے

سے آتے ارحم انصاری سے بری طرح سے ٹکرا گئی

جس کے باعث رنگ برنگے رنگوں سے رنگے ہاتھ ارحم انصاری کی

آف وائٹ شرٹ کو رنگ چکے تھے حیام نے گھبرا کر قدم پیچھے لیے

جبکہ

ارحم حیام کا لمس اپنے دل کے مقام پر پا کر ساکت ہو گیا تھا

حیام کچھ پل اس کی ڈانٹ کا انتظار کرتی رہی اور جب وہ کچھ نا بولا تو واپس

اوپر کو بھاگ گئی

خیال سے چونک کر ارحم نے اپنے سینے کو دیکھا"

جو آج حیام کے خون سے رنگا ہوا تھا

تب وہ ساکت ہوا تھا

"اور آج بے جان

اگر یہ جرم ہے تو یہ جرم

بار بار کروں

ارحم اس وقت ڈاکٹر کے کیبن میں بیٹھا تھا حیام کو روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا

انصاری صاحب نے رضوان صاحب کو کال کر کہ یہی بتایا کہ حیام کو لاہور میٹینگ کی وجہ سے جانا پڑ گیا وہ بھی وہی جا رہے تھے
اسی لیے حیام ان کے ساتھ ہے اور وہاں ان کے آبائی گھر میں ٹھہر جائے گی

وہ میٹینگ کے لیے پہلے بھی ایک دو بار ملک سے باہر جا چکی تھی اس لیے رضوان صاحب کی تسلی کر کہ

انہوں نے حیام کے فون سے انہیں میسج بھی ٹائپ کر کہ سینڈ کر دیا

جی کہے ڈاکٹر کب تک ہوش آئے گا حیام کو ارحم نے بے چینی سے پوچھا

تو ڈاکٹر نے تاسف سے اس لڑکے کو دیکھا

جو کل شام سے آئی سی یو کے باہر بیٹھا تھا

مسٹر جو بتانے جا رہی ہوں آپ کو حوصلہ رکھنا ہو گا

کیا مطلب آپ جلدی بتائیں ڈاکٹر کیا بات ہے ارحم نے اپنے دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھ کے فکر مندی سے استفسار کیا

مسٹر آپ جانتے ہیں ان کے پیٹ پر کانچ کا ٹکرا لگا تھا

جس پر مسلسل دباؤ ڈالا گیا جس سے وہ کافی گہرائی تک گیا اور اس کے چھوٹے چھوٹے ذرے نکالا کافی مشکل ثابت ہوا ہمارے لیے

آپ سیدھی طرح بتائیں بات کیا ہے اپنے دونوں ہاتھ ٹیبل پر مار کر دھاڑا تو ڈاکٹر نے ڈر کر اس کی جانب دیکھا

وہ کبھی ماں نہیں بن سکتی اگر صرف ان کے پیٹ پر کانچ کا ٹکرا لگتا تو شاید اتنا مسئلہ نا ہوتا لیکن اس پر مسلسل دباؤ اور اس کے بعد ڈیڑھ دو گھنٹہ پیٹ میں رہنے کے باعث ان کی بوڈی اندر سے بہت ڈیمج ہوئی ہے

اس لیے ہینڈرڈ میں سے ایٹ پر سنٹ چانسز ہی ہیں کہ وہ کبھی ماں بن سکے

اگر اچھا علاج ہو تو چانسز بڑھ سکتے ہیں لیکن ہینڈرڈ پر سنٹ نہیں ڈاکٹر آگے کیا بھی کچھ کہہ رہی تھی لیکن ارحم کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا

سائیں سائیں کرتے کانوں کے ساتھ ارحم نے دھندلی آنکھوں سے ارد گرد نگاہ دوڑائی

اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا

کرسی سے اٹھتے ہوئے پلٹا تو پاؤں کرسی سے بری طرح سے الجھا منہ کے بل گرنے سے خود کو بچایا

اور آنسوؤں سے تر آنکھیں لیے حیام کے روم کے باہر آکر کھڑا ہوا

اندر داخل ہو کر پیٹھ دروازے سے ٹکا کر وہی بیٹھتا چلا گیا

کہ جب تلک میں جیو

تیرا انتظار کروں

تم شادی کر لو ارحم---حیام کی آواز پر ارحم نے خوشگوار حیرت سے اس کی جانب دیکھا

کیا سچی آواز میں دنیا جہان کی خوشی سمو کر حیام کی جانب متوجہ ہوا

جو ان کے گھر انصار صاحب کے لیے کھچڑی بنا رہی تھی جن کی طبیعت ناساز تھی

ہاں نا میرا بہت دل کرتا ہے بچوں سے کھیلنے کو یہاں سوسائٹی میں بھی" کوئی ہمارا جاننے والا نہیں ورنہ ان کے بچوں سے کھیل لیتی

تمہارے بچے ہو گے تو دن رات جب چاہے ان کے ساتھ کھیل لیا کروں گی

اور اپنے پاس بھی رکھ لیا کروں گی اسی بہانے تم میاں بیوی کو پرائیویسی بھی مل جایا کرے گی

اپنے ہاتھ آپس میں جوڑ کر چہرے پر نا ختم ہونے والی مسکراہٹ لیے وہ ارحم کو اپنی پلیننگ بتا رہی تھی"

انشاءاللہ ہمارے بچے ایک ساتھ ہی دنیا میں آئیں گے زو معنی لہجے میں کہہ کر وہ کچن سے باہر نکلنے لگا

جب کہ حیام اس کی بات پر منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی

بہت بتمیز ہو ویسے دوست دوست کرتے ہو---اور دوست کے لیے شادی نہیں کر سکتے

تمہاری شادی سے صرف مجھے تھوڑی فایدہ ہو گا اس گھر میں ایک بہو آجائے گی جو انکل اور دادا کا خیال بھی رکھے گی

ابھی حیام کچھ اور کہتی جب ارحم نے پلٹ کر اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش کروا دیا

خیال تو تم ہی رکھو گی اور بچے بھی ایک ساتھ ہی آئیں گے ہمارے اب

زیادہ منہ چلایا تو بہت برا ہو گا

کوئی ضرورت نہیں دیکھنا ان شاءاللہ میرے تم سے زیادہ بچے ہو گے "

جن سے میں دن رات کھیلو گی اور تمہیں ان کے قریب بھی نہیں بھٹکنے

دوں گی

ہائے میرے معصوم گول مٹول ننھے ننھے ، پیارے پیارے بچے افففف ما

" شاءاللہ مجھے تو سوچ کر ان پر پیار آرہا ہے

وہ کبھی زیادہ فری ہو کر بات نہیں کرتی تھی لیکن آج کالج میں اپنی فرینڈ

کے بھائی کا بیٹا دیکھ کر اس کا بھی دل بچوں سے کھیلنے کا کر رہا تھا

وہ بچوں کے لیے کتنی پاگل ہے سبھی جانتے تھے اسی لیے وہ آج ارحم کے

سامنے نا جانے کیسے اپنی خواہش کے اظہار کیے جا رہی تھی

جبکہ ارحم مسلسل مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا

جبکہ حیام خفگی سے پلٹ کر اپنے کھانے کی جانب متوجہ ہو چکی تھی

تیری خوشی نا ہو شامل

تو پھر خوشی کیا ہے

تیرے بغیر جو گزرے

وہ زندگی کیا ہے

کئی صدی میں تیرے پیار

پہ نثار کروں

کاش میرے پاس اختیار ہو حیام تو تمہارا ہر درد اپنے مقدر میں لکھ "

"لوں، تمہارے ذہن سے اس بھیانک واقع کو مٹا ڈالوں کاشششش

اپنا سر دروازے سے ٹکاتے نظریں حیام کے زرد چہرے پر مرکوز کیے

ارحم انصاری نے شدت سے کہا

مگراس کی محبت کی شدت کو دیکھ کر بھی انجان بننے والی اس وقت ہوش وخرد سے بیگانہ لیٹی ہوئی تھی

حیام کو انصار صاحب لاہور لے آئے تھے حیام نے ہوش میں آکر مائسہ لوگوں کو میسج کر دیا تھا

جن کی لاتعداد کالز آئیں ہوئی تھیں

بیڈ سے ٹیک لگائے ہاتھ میں موبائل تھامیں نظریں حسام کے نمبر پر مرکوز کیے ناجانے کتنے آنسو پلکوں کی بار توڑ کر رخسار پر بہہ چکے تھے

میرے دامن میں بہت سے درد آسمٹیں ہیں حسام راجپوت اب تم" سے محبت کادرد نہیں سہہ سکتی تواسی لیے میں آج سے خود کو تمہاری اس بے درد محبت اور---نامکمل رشتے سے آزاد کرتی ہوں

تم بھی تو ایک دن میری کمی دیکھ کر ٹھکراؤ گے تو میں ہی تمہیں چھوڑ دیتی ہوں تلخ مسکراہٹ سے حسام کی تصویر کو دیکھتے ہوئے اس کا نمبر بلاک کر کہ موبائل بیڈ پر آچھال دیا

سمجھ نہیں آرہا

کہ مجھے سب سے بڑی کیا اذیت ملی ہے

یہ کہ تم میرے ہو کر بھی میرے نہیں یا یہ کہ تم نے ہمارے پاک اور اپنے ان ناپاک رشتوں میں کوئی فرق نا جانا

یا یہ کہ اپنی عزت بچ جانے کے لیے رب سے میں نے موت کی دعائیں مانگی

اس زندگی کے ختم ہونے کو بہتر جانا جس کا ایک ایک دن تمہاری واپسی کی آس پر جی رہی تھی یا یہ زخم جو ہمیشہ کے لیے میرے جسم پر اپنا نشان چھوڑ گیا ہے

یہ زخم بھی بھر جائیں گا---اس کا نشان بھی وقت کے ساتھ مندمل ہو جائیں گا مگر اس کی اذیت ہر گزرتے دن کے ساتھ بھرتی جائیں گی

مائیں نی میں کینوں آکھا

درد وچھوڑے دا حال نئیں

O mother whom I tell

The sorrow of separation

دکھاں دی روٹی

سولاں دا سالن

The bread of sorrows

The curry of pain

آہیں دا بالن بال نی

مائیں نی میں کنوں آکھا

دردو چھوڑے دا حال نی

O mother, burn the wood of longing

O mother whom I tell

The sorrow of separation

دھواں دکھے میرے مرشد والا

جاں پھولاں تاں لال نی

The smoke of my Murshid steams

from inside

As a pearl placed on the flower

مائیں نی میں کنوں آکھا

دردو چھوڑے دا حال نی

O mother whom I tell

The sorrow of separation

جنگل بیلے پھراں ڈھونڈیندی

اجے نالالولال نی

In forests, I’m searching for him

Still, I haven’t found these pearls, O mother

کہے حسین فقیر سائیں دا

شوہ ملے تاں تھیواں نہال نی

Hussain, devotee of the Prophet, says

I will become peaceful if I earn your love

مائیں نی میں کنوں آکھا

درد و چھوڑے دا حال نی

"میں نے آنا کو کبھی جیتنے نہیں دیا ماں مگر میری محبت ہار گئی

مجھے حسام راجپوت کی محبت جیتے جی مار گئی ماں"

وہ میرے وجود کا حصہ ہو کر میرے درد سے انجان کیسے ہے، آپ نے

بہت غلط کر دیا میرے ساتھ ماما کمرے میں حیام کی سسکیاں اور آہیں

ساری رات گونجتی رہیں

اور پھر ان آنسوؤں میں حیام راجپوت کی ساری شخصیت بھی دھل گئی

کیوں---میں ہی کیوں اللہ ارحم انصاری ہی کیوں

اپنے کمرے کی ہر چیز کو زمین بوس کرتے ہوئے آنسوؤں سے تر چہرے

کے ساتھ ارحم نے چلاتے ہوئے کہا

دو عورتوں سے محبت کی، لیکن ان دونوں کی ہی محبت میری ذات نہیں

ایسا کیوں گھٹنوں کے بل زمین پر جھک کر دھاڑیں مار مار کر روتے ہوئے

ارحم انصاری کہی سے بھی وہ مضبوط شخص نہیں لگ رہا تھا

جس کی وجاہت پر یونیورسٹی کی نا جانے کتنی لڑکیاں مرتی تھیں جن کو وہ

پلٹ کر بھی نہیں دیکھتا تھا

چھ فٹ سے نکلتا قد بھورے سلکی بال جو اس کے ماتھے پر بکھرے

رہتے تھے تیکھی ناک جو اس کے مغرور ہونے کی نشاندھی کرتی تھی

چہرے پر بلا کی سنجیدگی اور ہلکی بیرڈ جو اس کی وجاہت میں اضافہ کرتی

تھی

وہ شخص جو دنیا کے لیے بالکل الٹ اور حیام کے لیے بس اس کا ارحم تھا

جس کے نرم لہجے، نرم محبت کی آنچ لیے نظروں پر صرف حیام

راجپوت کا حق تھا لیکن ارحم انصاری کو یہ ادراک بہت دیر سے ہوا کہ

اس پر ہر حق رکھنے والی لڑکی پر اس کا کوئی حق نہیں اب تو وہ اسے محبت بھری نظروں سے دیکھے گا تو خود کہ نظروں میں گر جائیں گا وہ اس کی نہیں یہ حقیقت کتنی جان لیوا تھی کوئی ارحم انصاری سے اس وقت پوچھتا

جس لڑکی کے بچپن سے خواب سجائیں وہ کسی اور کی حقیقت تھی یہ

"حقیقت کسی تیز دھاڑ چھڑی سے جیسے اس کا دل کاٹ رہی تھی

اللہ کرے کہ تم مر جاؤ حسام --- تم مر جاؤ

اپنی حیام کو سب سے چھپا کر رکھ لوں گا میں سب سے چیختے ہوئے اپنے کمرے کا سارا سامان زمین بوس کر دیا

پندرہ دن بعد رات کو وہ گھر آئی تھی

اپنا کوٹ اور میڈیکل رپورٹس بیڈ پر رکھ کر شاور لینے چلی گئی

تبھی نبال اور مائسہ اس کے روم میں آئیں

حیام کو وہ روم میں داخل ہوتے وہ دیکھ چکی تھیں

تبھی وہ اس سے ملنے کمرے میں آگئ وہ کتنے دنوں سے گھر نہیں تھی

پہلے جب جاتی تھی دن میں پتا نہیں کتنی بار کالز کرتی تھی

لیکن اس بار ایک دو وائس میسج اس کے علاوہ کچھ نہیں

جیسے ہی وہ روم میں آئیں تو حیام واشروم جا چکی تھی

تو وہ بیڈ پر بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگی تبھی حیام کا۔ کوٹ اٹھاتے مائسہ

کی نظر رپورٹس پر گئ

جس پر نبال بھی اٹھ کر اس کے پاس آئ

دیکھا میں نے کہا تھا نا کہ آپی کو ضرور کچھ ہوا ہے تبھی ہم سے بات نہیں

کر رہی تھی

پتا کتنا دل گھبراتا رہا ہے میرا ساری ساری رات نیند نہیں آتی تھی مائسہ نے نبال کو دیکھ کر آہستہ آواز میں فائل۔ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا

ضرور طبیعت خراب ہوئی ہو گی

لیکن جیسے ہی فائلز کھول کر رپورٹس پڑھیں دونوں بہنوں کو لگا کمرے کی چھت ان پر آن گری ہو

حی۔۔۔یام نبال کے ہونٹوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر حیام کا نام نکلا

ان کی بہن کتنی اذیت میں تھی اور اس نے انہیں بتانا گوارا تک نہیں کیا

آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے مائسہ نے فائلز بند کی اور نبال کا ہاتھ تھام کر گھسٹتے ہوئے اسے وہاں سے اپنے روم میں لے آئی

میری طرف دیکھو نبال آپی سے کچھ نہیں کہے گے سنا تم نے

اگر وہ چھپانا چاہتی ہے تو ہم اپنی زبان پر ایک لفظ نہیں لائے گے سمجھی تم

مائسہ نے روتے ہوئے نبال کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر کہا جو ساکت نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی

ہماری بہن کی عزت محفوظ ہے جب رب نے اس کا پردہ رکھ لیا اس کی حفاظت کرلی تو ہم بھی اس کا پردہ رکھے گے اس بات کا ذکر کبھی نہیں کریں گے سمجھی تم نبال کو کندھوں سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا

تو نبال نے تڑپتے ہوئے مائسہ کو گلے لگا لیا

میری بہن مائسہ — کیسے برداشت کیا ہو گا

ہم کیوں نہیں تھیں اس کے ساتھ

نبال دھاڑیں مار کر روتی ہوئی چلائی

جب میری بہن نے میرا سب سے پردہ رکھا

میری ذات کو سوالیہ نشان نہیں بننے دیا تو مائسہ راجپوت بھی وعدہ کرتی ہے یہ راز ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے دل میں دفن کرلے گی

وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ گزر ہی جاتا ہے اس سب کے دوران ارحم نے اپنے دل کو سمجھا لیا تھا

وہ خود غرض نہیں تھا حیام کی خوشی حسام تھا تو اسے بھی حسام عزیز تھا

ارحم نے خود بھی کراٹے سیکھے اور مائسہ لوگوں کو بھی ٹریننگ دلوائی

اس کے علاوہ بھی بہت سی سیلف ڈیفنس اور پسٹل چلانا بھی سکھاتا رہا

حیام سے پہلے ارحم نے پولیس فورس جوائن کی تھیں

راجپوت مینشن پر سخت سیکیورٹی ہائیر کی جگہ جگہ کیمراز لگائیں جن کو مائسہ حیام عنان نبال اور ارحم کے موبائل سے کنیکٹ کیا گیا

حیام لوگوں کی کارز کے فرنٹ اور بیک سائیڈ پر بھی ارحم نے کیمراز لگائیں

اس عرصہ کے دوران ان پر کافی بار اٹیکیز ہوئے جو اس طرح سے کیے گئے کہ وہ حادثہ ہی تصور ہوتے مگر ہر بار ارحم اور حیام عنان لوگوں کی ڈھال بن جاتے

اور دشمن ہر بار منہ کے بل گرتا

انہیں ابھی تک اس سازش کا معلوم نہیں ہوا تھا

کیونکہ قیصر حیات نے بیان میں کہا تھا کہ اس کی حیام پر نیت خراب ہوئی تھی باقی حیام کو بھی کچھ یاد نہیں تھا کہ جب اسے مارا جا رہا تھا تب وہ کیا کہہ رہے تھے

انہیں کافی لمبی سزا ہوئی تھیں

لیکن بعد میں انہیں کراچی کی جیل میں شفٹ کر دیا گیا

جس کے بعد حیام لوگوں نے کبھی اس جانب دیہان ہی نہیں دیا

اور اب قیصر حیات اپنے ریسورسز استعمال کر کہ باہر آ گیا تھا وہ کب آیا یہ بھی انہیں پتا نا چل سکا

لیکن اب جنگ کا آغاز تھا جو وہ مر کر بھی جیتنے کو تیار تھے

کمرے میں موت سا سناٹا چھا گیا تھا دانیال نے اپنی مٹھیاں بھینچ کر غصہ ضبط کرنا چاہا

بسام کو اتنی سردی میں بھی اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا آنکھیں لال انگارا ہوئی تھیں ہاتھ بڑھا کر لیپ ٹاپ بند کیا

اور ایک دم سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا

جبکہ حسام اپنے ہاتھوں میں موجود حیام کی میڈیکل رپورٹس پر نظریں جمائے بیٹھا تھا

بسام نے بنا کسی کی طرف دیکھے باہر کی جانب قدم بڑھائے تو فاطین اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پیچھے بھاگا

بسام ایم سوری یار فاطین نے بسام کا بازو تھام کر رخ اپنی جانب کرتے ہوئے کہا

ایم سوری یار میرے اور دانی---ابھی فاطین کچھ بولتا کہ بسام نے اسے پیچھے دھکا دیا

وہ ہمارا فرض تھا ڈیم اٹ اس بارے میں ایک بات نہیں سنوں گا مگر تم لوگوں کے یہاں سے جانے کے فیصلے پر کبھی معاف بھی نہیں کرو گا ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا جبکہ فاطین بے بسی سے اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا

دکھاؤ کہاں ہے وہ شخص---حیام نے ارحم کو دیکھ کر استفسار کیا جس نے گھوری سے ان چاروں بہنوں کو نوازا

میں نے کیا ٹائم کہا تھا اور تم لوگ پہنچی کب ہو ارحم نے تاسف سے سر ہلاتے کہا تو نبال نے اپنی مسکراہٹ چھپائی

چلو بیسمنٹ میں اپنے پیچھے ان چاروں کو آنے کا اشارہ کر کہ قدم بیسمنٹ کی جانب بڑھائے

وہ جیسے ہی وہاں داخل ہوئی تو سامنے ایک شخص کرسی سے بندھا ہوا تھا

اس کے چہرے پر ماسک دیکھ کر حیام نے ارحم کی جانب دیکھا

جس نے آگے بڑھ کر اس شخص کے چہرے سے ماسک ہٹایا

اصغر حیات عنان کے ہونٹوں سے سرگوشی سے بھی کم آواز میں یہ نام ادا ہوا

غصے اور نفرت کی شدید لہر انہیں اپنے رگ و پے میں سرایت کرتی محسوس ہوئی

تبھی نبال آگے بڑھی

تم گھٹیا پنچ انسان --- تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میری بہن پر غلط نگاہ ڈالنے کی بے دریغ مکوں کے وار اصغر حیات کے چہرے پر کرتے نبال کا بس نہیں چل رہا تھا اسے جان سے مار دیں

اپنے پاؤں سے اس کے پیٹ پر ٹھوکر ماری تو وہ کرسی سمیت نیچے گرا تو ارحم نے آگے بڑھ کر اسے اٹھایا

جبکہ عنان نے آگے بڑھ کر نبال کے ہاتھ پکڑے جو ابھی بھی اصغر حیات کو مارنے کے لیے آگے بڑھ رہی تھی

اب تمہارے منہ سے ایک ایک لفظ شروع سے آخر تک سچ سچ نکلنا چاہیے ورنہ میں تمہیں کچھ کہنے کے قابل نہیں چھوڑو گا

ارحم نے اصغر حیات کے بال اپنی مٹھی میں دبوچتے ہوئے غرا کر کہا تو

اس نے اپنے سامنے کھڑی ان لڑکیوں کی طرف دیکھا

جن کو برباد کرنے کے لیے انہوں نے کیا کچھ نہیں کیا تھا لیکن وہ آج"

بھی پوری عزت کے ساتھ اس کے سامنے کھڑی تھی

" ان کی ہر سازش ان نازک جانوں کو مضبوط بناتی گئی

ارحم نے ہاتھ میں پکڑی بلیڈ کا دباؤ اس کی گردن پر بڑھاتے ہوئے کہا تو

اصغر حیات نے ڈرتے ہوئے اس کی جانب دیکھا

بتاتا ہوں—اسے پیچھے کرو

ارحم نے بلیڈ پیچھے کی اور اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا

یہ بات صفیہ اور رضوان صاحب کی شادی سے پہلے کی ہے

صفیہ کسی لڑکے کو پسند کرتی تھی اس نے اپنی پسند کا اظہار اپنے گھر

والوں سے کیا

تو رضوان صاحب نے اپنے والد کے کہنے پر لڑکے کے بارے میں جانچ پڑتال کروائی

تو پتا لگا کہ لڑکا نشے کرتا ہے اور بہت سے غلط کاموں میں ملوث ہے تو

انہوں نے یہی بات آکر اپنے والد کو بتائی جو صفیہ بیگم نے بھی سن لی

جس پر ان کے والد نے اس رشتے سے صاف انکار کر دیا

لیکن رضوان صاحب نے اپنی بہن سے کہا تھا کہ اگر وہ لڑکا شادی کے

بعد اس گھر میں ان کے سامنے رہے گا تو وہ اپنے بابا کو منا لے گے

کیونکہ ان کی ایک ہی بہن ہے وہ اس کی زندگی نہیں خراب کرنا چاہتے

اور یہ بھی نہیں چاہتے کہ وہ اپنی محبت کو چھوڑ کر دکھی ہو

لیکن وہ لڑکا اس بات کے لیے نہیں مانا اور غائب ہو گیا

صفیہ بیگم اس بات کا قصور وار رضوان صاحب کو سمجھتی تھی

پھر ان کی شادی خاندان کے لڑکے سے ہو گئی

جب رضوان صاحب اپنی پسند کی شادی کر کہ رخسار بیگم کو لائیں تو ان کی نفرت ان سے اور بڑھ گئی

صفیہ بیگم کی شادی کے کچھ سال بعد ان کے شوہر کی وفات ہو گئی تھی وہ پاکستان آئی تو رخسار بیگم اور ان کی بیٹیوں سے خار کھانے لگی

انہیں دنوں ان کا اپنے سابقہ محبوب سے سامنا ہوا جس نے انہیں بدلا لینے کے لیے اکسایا

انہوں نے رمضان صاحب کی کار کا ایکسیڈینٹ کروانے کا پلین بنایا جس میں رضوان صاحب اور رخسار بیگم نے تسلیم بیگم اور رمضان صاحب کو ائیرپورٹ چھوڑنے جانا تھا

لیکن خوش قسمتی سے رضوان صاحب اور تسلیم بیگم نا جا سکے

پھر پلین کے مطابق وہ حسام لوگوں کو اپنے ساتھ لندن لے گئی

جہاں چھ ماہ بعد صفیہ بیگم کی اتفاق سے باتیں سن کر صغریٰ بیگم کو ہارٹ اٹیک آیا وہ بچ سکتی تھی لیکن صفیہ بیگم کو جب پتہ چلا کہ وہ ان کی باتیں سن چکی ہے تو وہ انہیں ہاسپٹل نالے کر گئی

جب وہ تڑپ تڑپ کر اپنی زندگی ہار گئی تب دنیا کو دکھانے کو ہاسپٹل لے گئی

دس سال پہلے (لندن)

پھوپھو ہم لوگ پندرہ دن تک پاکستان واپس جا رہے ہیں حسام نے کھانا کھاتی ہوئی صفیہ بیگم کو مخاطب کر کہ کہا

جواب حیران نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی

کک — کیوں میرا مطلب رضوان نے تو منع کیا تھا نا

جی لیکن میں نے یہی فیصلہ کیا ——ویسے بھی ابھی یہاں بزنس کو سٹارٹ کیے زیدہ ٹائم نہیں ہوا وائینڈاپ کرنے میں بھی آسانی ہو گی

دانیال اور بسام اپنی آگے کی سٹڈی وہی جا کر کمپٹینیوں کر لیں گے

حسام نے موبائل پر ٹائپنگ کرتے ہوئے جواب دیا تو صفیہ بیگم نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا

جبکہ فرح شاکی نظروں سے اپنی ماں اور حسام کو دیکھ رہی تھی

مام یہ کیا کہہ کر گیا حسام یہ کیسے جا سکتا ہے یہاں سے ——حسام کے جانے کے بعد فرح نے چلا کر صفیہ بیگم سے کہا جواب کھانا چھوڑ غصے سے بیٹھی تھیں

بس بھی کرو یہ حسام نامہ میرا بس چلے تو ان چاروں کا یہ سفر آخری سفر میں بدل دوں مگر تم دونوں کی وجہ سے یہ بھی نہیں کر سکتی

ایک مصیبت ختم نہیں ہوتی دوسری نازل ہو جاتی ہے صفیہ بیگم نے جھنجھلا کر کہا تو فرح نے ٹیبل پر پڑے سارے برتن زمین بوس کر دیے

مجھے حسام چاہیے مام ہر قیمت پر---جو کرنا ہے کرے لیکن حسام کو روکے اپنے بال نوچتے ہوئے پاگلوں کی طرح چلا کر کہا تو صفیہ بیگم نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ تھامیں

ٹھیک ہے ٹھیک ہے کرتی ہوں میں کچھ

پر امس آپ نہیں جانے دے گی اسے فرح نے چلاتے ہوئے کہا تو صفیہ بیگم نے اسے گلے لگایا

نہیں جانے دوں گی بس صبر کرو تم

میں نے بسام کی طرف سے مائسہ کے لیے شاپنگ کر لی ہے دانیال نے گاڑی میں سامان رکھتے ہوئے کہا

آج فاطین اور دانیال عنان اور نبال کے لیے شاپنگ کرنے آئے تھے

بسام کے ایگزامز تھے اسی لیے وہ بزی تھا اس نے کہا تھا وہ بعد میں حسام

کے ساتھ چلا جائے گا

اسی لیے دانیال نے اس کی طرف سے مائسہ کے لیے کچھ شاپنگ کر لی

تھی

اور یہ اب بتا رہے ہو فاطین نے غصے سے دانیال کو دیکھا جو کندھے آچکا

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا

کچھ دن تو رہ گئے ہیں اور بسام پتہ نہیں کب فری ہو اسی لیے میں نے

سوچا میں کچھ خرید لوں دانیال نے فاطین کو دیکھ کر کہا جو باہر کھڑا اسے

گھور کر دیکھ رہا تھا

اب کہا جا رہے ہو فاطین کو واپس مال میں جاتے دیکھ کر دانیال نے چلا کر

پوچھا

چاچو اور حیام کے لیے گفٹس لینے فاطین نے بنا پلٹے جواب دیا تو دانیال نے سر جھٹک کر آنکھیں موند کر سیٹ سے سر ٹکا دیا

عجیب سے شور پر دانیال نے اپنی آنکھیں کھولیں

اپنے بائیں جانب دو گاڑیوں کو چکر کاٹتے دیکھ دانیال تھوڑا حیران ہوا کیونکہ وہ ایک دائرے میں گھوم رہی تھیں

ابھی دانیال کچھ سمجھتا جب ان میں سے ایک بڑی گاڑی فل سپیڈ سے دانیال کی گاڑی کی جانب بڑھی

دانیال پھٹی آنکھوں سے اس گاڑی کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ رہا تھا جلدی سے ہڑبڑا کر کار سٹارٹ کرنی چاہی مگر تب تک دیر ہو چکی تھی

وہ گاڑی پوری طاقت سے دانیال کی کار سے ٹکرائی جس پر دانیال کی کار ساتھ کھڑی دوسری گاڑیوں میں دھنستی چلی گئی

ایک زوردھماکے سے دانیال کو اپنے کان پھٹتے محسوس ہوئے

کار کا دائیں جانب سے شیشہ ٹوٹ کر دانیال کے کندھے سے لے کر

پیٹ تک جسم کو چیرتا چلا گیا

فاطین جو ایک گھنٹے بعد باہر آیا تھا تو باہر ایمبولینس اور پولیس کو کھڑا دیکھ

اپنی جگہ پر رک گیا

دانی۔۔۔۔سرگوشی سے بھی کم آواز پر فاطین کے لبوں سے دانیال کا نام

ادا ہوا

نن۔۔۔۔نہیں وہ یہاں سے چلا گیا ہوگا اپنا سر نفی میں ہلاتے فاطین نے

اپنے قدم پیچھے لیے

ہاتھ میں تھامیں شاپنگ بیگ زمین بوس ہو گئے

آئی سی یو کے باہر وہ تینوں غم سے نڈھال بیٹھے ہوئے تھے

صفیہ بیگم کو حسام نے بتایا تو وہ بس تھوڑی دیر کے لیے آکر چلی گئی کہ ان کا کہنا تھا کہ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں

تو حسام نے لب بھینچ کر انہیں دیکھا اور جانے دیا

ڈاکٹر کو باہر آتے دیکھ حسام جلدی سے ڈاکٹر کی جانب بڑھا جبکہ فاطین دیوار سے سر ٹکائے اپنے خون آلود ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا

کیا ہوا علی سب ٹھیک تو ہے نا حسام نے ڈاکٹر سے استفسار کیا جو کہ اس کا دوست بھی تھا

یار حسام—— ہم نے بہت کوشش کی لیکن ڈاکٹر علی نے بے بسی سے اپنے دوست کی اجڑی ہوئی حالت دیکھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا لیکن کیا

دانیال کومہ میں جا چکا ہے اسے کب تک ہوش آتا ہے ہم نہیں جانتے شاید ایک دن تک، ایک ہفتہ یا ایک سال ہم کچھ کہہ نہیں سکتے

حسام لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہوا اور نم آنکھوں سے آئی سی یو کے بند دروازے کو دیکھا

جہاں اس کی ماں کا لاڈلہ بیٹا زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا

حسام کو اپنی جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی

اب نا وہ آئیں گا ہوش میں نا یہ بھائی اس چھوڑ کر جائیں گے پاکستان صفیہ بیگم کی بات پر فہد نے قہقہہ لگایا

اب نا وہ زندوں میں ناہی مردوں میں ساری عمر پڑا رہے گا اس بستر پر اور وہ تینوں بھائی اس کی خدمت میں لگے رہیں گے ---اور ادھر وہ ان کی بے وفائی پر روتی سسک کر مر جائیں گی

اور میں بہت جلد حسام سے شادی کر لوں گی صفیہ بیگم کی بات ختم ہونے پر فرح نے اپنا موبائل سامنے کرتے ہوئے کہا جس کی وال پر حسام کی تصویر لگی ہوئی تھی

آج دو سال بعد دانیال کی رپورٹس میں امپر ومنٹ شو ہوئی تھی

بسام ہاسپٹل جانے کے لیے ریڈی ہو رہا تھا جب اسے اپنے کمرے میں کوئی داخل ہوتا محسوس ہوا اسے لگا شاید فاطین ہو گا

اسی لیے وہ مصروف سا اپنے بیگ میں امپورٹنٹ بکس رکھ رہا تھا کہ وہ رات وہاں سٹڈی کر لے گا

کہ تبھی اپنے شرٹ لیس سینے پر کسی کے ہاتھوں کا لمس محسوس ہوا بسام نے چونک کر اپنے سینے کی طرف دیکھا

وہ پل میں پہچان گیا تھا کہ یہ کون ہو سکتا ہے تبھی جھٹکے سے اس کے ہاتھ پیچھے کر کہ ثناء کو دھکا دیا

بیڈ پر پڑی اپنی شرٹ پہن کر اس کی طرف رخ کیا

جو ڈھٹائی سے مسکراتی اسے دیکھ رہی تھی

کم ان بوبی یہ سب تو نارمل ہے آج کل -- تم کیوں ہمیشہ ٹیپیکل پاکستانی مردوں کی طرح بیہیو کرتے ہو

اپنے ہاتھ بسام کے سینے پر رکھتے ہوئے کہا جو خونخوار نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

جسٹ شیٹ اپ --- اگر میں ٹیپیکل مرد بنا -- ناتو تمہاری گھٹیا حرکت پر غیرت کے نام پر زندہ زمین پر گاڑھ دوں گا ثناء کی گردن اپنے ہاتھ میں دبوچتے ہوئے کہا اور ایک ہی جھٹکے میں پیچھے کی جانب دھکا دیا

مجھ میں کیا کمی ہے جو تم میری طرف دیکھتے بھی نہیں ثناء ایک ہی جھٹکے میں اٹھ کر بسام کے روبرو کھڑی ہوئی جو حقارت سے اسے دیکھ رہا تھا

آؤٹ دو سیکنڈ میں اپنی گھٹیاں شکل گم کرو بسام نے غرا کر کہا اور اپنا رخ بیڈ کی جانب کر کہ اپنی بکس بیگ میں رکھنے لگا

کہ تبھی ثناء نے بسام کو کندھے سے تھام کر رخ اپنی جانب کیا

نہیں تم بتاؤ کیا کمی ہے مجھ میں ——یا ایسا بھی کیا ہے اس مائسہ میں جسے صرف تصویروں میں دیکھ کر پاگل ہوئے پھر رہے ہو ثناء کے چلا کر کہنے پر بسام نے اسے کندھوں سے تھام کر پیچھے کیا اور اس کے دائیں گال پر زور سے تھپڑ مارا

بیوی ہے میری، میرے وجود کا حصہ ——بسام راجپوت کو خود سے "
زیادہ اس پر یقین ہے کہ اگر میں ساری عمر بھی اس کے پاس لوٹ کر نا

جاؤ تو مر کر بھی وہ مجھ سے بے وفائی نہیں کریں گی--- صرف اور صرف میری رہے گی

تمہاری طرح اپنا آپ لوگوں کو پیش نہیں کریں گی اب دفعہ ہو جاؤ اس سے پہلے میرا صبر جواب دے جائیں — لہجے میں آگ سی تپش لیے

"دھاڑا تو ثناء نے نم نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا

اور پھر سے بسام کی طرف بڑھی

ہاں تو رکھوں اسے بیوی بس مجھے اپنی قربت کے کچھ پل —— ابھی ثناء بات مکمل کرتی کے پیچھے سے آتے فاطین نے بازو سے تھام کر ثناء کا رخ اپنی جانب کیا

اور اسے گھسیٹتے ہوئے باہر لاؤنج میں لایا

پھوپھو--- غرا کر صفیہ بیگم کو آواز دی جو اپنے کمرے میں تھی فاطین کے چلانے پر بھاگ کر باہر آئی

چھوڑیں مجھے ـــــ کچھ غلط نہیں کیا تھا میں نے آئی وانٹ ہم ثناء کے

چلانے پر فاطین نے ایک ساتھ ہی نا جانے کتنے تھپڑ اس کے گال پر

رسید کیے

گھٹیا لڑکی شرم نہیں آرہی ایسی باتیں کرتے ہوئے ـــــ چھوٹی بہن کی

طرح محبت کی تم سے مگر تم تو کسی قابل بھی نہیں ثناء کو کسی اچھوت کی

مانند خود سے دور کر کہ فاطین غرایا تو صفیہ بیگم جلدی سے آگے بڑھی

کیوں مار رہے ہو میری بیٹی کو فاطین --- صفیہ بیگم نے نفرت سے چلا

کر کہا تو فاطین نے سر جھٹکا

اپنی بیٹی سے کرتوت پوچھیں پھوپھو ـــــ کیا لینے گئی تھی بسام کے روم

میں آدھی رات

تو تمہارے بھائی نے ہی بلایا ہو گا ورنہ لڑکی کی کہا اتنی ہمت صفیہ بیگم نے

دو بدو جواب دیا تو فاطین نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا

ٹھیک ہے بلایا ہو گا لیکن آج میں ایک بات واضح کر دو بسام راجپوت میری بہن مائسہ راجپوت کا شوہر ہے اگر اس نے مائسہ کے ساتھ بے وفائی کرنی کی کوشش کی یا کوئی لڑکی اس کے قریب آئی میں خود دونوں کو اپنے ہاتھوں سے شوٹ کرو گا آئی سمجھ سب کو فاطین نے بسام کی جانب رخ کر کہ چلا کر کہا تو اس نے تاسف سے سر ہلایا

اور پھوپھو اتنا افسوس کرنے کی ضرورت نہیں --آپ کی بیٹی کے لیے یہ سب تو آج کل نارمل ہے—ثناء کا جملہ اسے ہی طنزیہ لہجے میں لٹاتے فاطین نے بسام کی جانب رخ کیا اور اسے لے کر روم کی طرف بڑھا

تمہیں کیا ضرورت تھی پھوپھو سے بتمیزی کرنے کی حسام نے تاسف سے فاطین کو دیکھ کر کہا

جو دانیال کے پاس کھڑا اپنے ہاتھ سے اس کے بال سنوار رہا تھا

مجھے نہیں پتہ کیوں--- مگر مجھے ان سے چڑھ ہونے لگی ہے بھائی

اگر پاکستان نہیں جا سکتے تو مجھے بتائیں کیونکہ میں مزید ان کے ساتھ ایک ہی گھر میں نہیں رہ سکتا

میں اپنے فلیٹ میں شفٹ ہو جاؤ فاطین نے جھنجھلا کر جواب دیا تو حسام نے اپنی پیشانی مسلی

اسے خود کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ جتنا ٹائم بزنس کو دیتا، جتنی محنت کرتا سب کچھ پرفیکٹ ہونے کے باجود بھی وہ ناکام ہوئے جا رہا تھا

ہمم- ٹھیک ہے پاکستان تو ابھی جا نہیں سکتے جب تک دانیال ہوش میں نہیں آ جاتا

اگر بسام اور تم میں سے کوئی فری ہوتا تو میں چلا بھی جاتا

لیکن اب کیسے دانیال کو اکیلے چھوڑ دوں--- حسام نے بے بسی سے اپنا سے صوفے کی پشت سے ٹکاتے ہوئے کہا تو فاطین نے گہرا سانس بھرا

اور حسام کے پاس آکر بیٹھا

میرا لاسٹ سیمسٹر ہے — میں اس کے بعد پاکستان جانا چاہتا ہوں — اپنی ہاؤس جاب وہی جاکر سٹارٹ کروں گا

فاطین کی بات پر حسام نے اثبات میں سر ہلایا

مجھے یہ کہنا تھا کہ مجھے میری یونی ٹیم کے ساتھ مانچسٹر جانا ہے کچھ دن کے لیے آپ سنبھال لیں گے نا یہ سب فاطین نے جھجھکتے ہوئے کہا

تو حسام نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی

— تم جاؤ یار آئی ول ہینڈل اٹ

جس پر فاطین مسکرا دیا اور سامنے لیٹے دانیال کو۔ دیکھا جو پچھلے دو سال سے ابھی تک ہوش میں نہیں آیا تھا

انہوں نے یہ بات رضوان صاحب کو نہیں بتائی تھی وہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ فکر مند ہو

لیکن عنان لوگوں سے رابطہ کرنے کی کوشش ضرور کی تھی

فاطین اور دانیال ان کے لیے گفٹس بھی بھیجتے تھے مگر صفیہ بیگم کے خریدے گئے چوکیدار وہ تحائف ان تک پہنچنے ہی نہیں دیتے

پھر جب ان کو کوئی جواب موصول نا ہوا تو انہوں نے اپنے پاس رکھنا شروع کر دیے

فاطین نے اپنا سامان ڈگی میں رکھ کر کار سٹارٹ کی اور یونی کی جانب جانے لگا

جب راستے میں اس کی کار کے سامنے ایک کار آ کر روکی تو فاطین نے جلدی سے بریک لگائی

اور کار سے باہر آیا جبکہ دوسری کار سے چار نقاب پوش نکل کر فاطین کی جانب بڑھے ابھی فاطین کچھ کرتا کہ ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر

فاطین کی گردن پر انجیکشن انجیکٹ کیا جس کے باعث فاطین کو اپنا جسم بے جان ہوتا محسوس ہوا

پل میں آنکھوں کے آگے اندھیرا چھایا اور وہی زمین بوس ہو گیا

فاطین کی آنکھ کھلی تو خود کو رسیوں سے جکڑے ہوئے پایا

ارد گرد اندھیرے کے سوا کچھ نہیں تھا

نا جانے کتنی دیر بعد دروازا کھلنے کی آواز پر فاطین نے بائیں جانب دیکھا

دروازا کھلنے پر کمرے میں تھوڑی سی روشنی داخل ہوئی تو فاطین نے دیکھنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا

کہ تبھی اپنے چہرے کے سامنے ایک دم سے لائٹر کے جلنے پر فاطین نے چہرہ پیچھے کیا

جبکہ سامنے موجود شخص سگریٹ سلگا رہا تھا

کون ہو تم ---اور کیوں لائے ہو مجھے یہاں فاطین نے غرا کر کہا تو

اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں قہقہے گونجے جس پر فاطین کو پتا چلا کہ

وہاں ایک نہیں زیادہ لوگ موجود ہیں

اور پھر سامنے کھڑے شخص نے بنا فاطین کو سمجھنے کا موقع دیے اس کے

سینے پر سلگتی ہوئی سگریٹ داغ دی جس پر فاطین نے ہونٹ بھینچ کر

اپنی چیخ روکی

اور پھر وہاں موجود سب نے ہی فاطین کے سینے اور پشت پر جگہ جگہ

سگریٹ داغی ضبط کا دامن ہاتھ سے چھوٹا تو فاطین کی چیخیں اس خاموش

کمرے میں گونجیں جہاں اب اس پر تشدد کیا جا رہا تھا

اور پھر نا جانے کتنے دن وقفے وقفے سے اس کے جسم پر سلگتی ہوئی

سگریٹ داغی جاتی اور تشدد کیا جاتا

زندہ رکھنے کو زبردستی ناجانے وہ فاطین کو زبردستی کیا کھلاتے رہے جس پر پہلی بار فاطین نے اپنے چہرے کا رخ بدل لیا مگر ان لوگوں نے اس بات پر اس پر اور تشدد کیا

اور پھر ایک دن فاطین کو دروازا کھلتے ہوئے محسوس ہوا اپنے بے جان ہوتے جسم کو حرکت دے کر فاطین نے سامنے دیکھنا چاہا جہاں سے کوئی بھاگتا ہوا اس کی جانب آرہا تھا لیکن اتنے دنوں بعد روشنی آنکھوں پر پڑنے سے وہ کچھ دیکھ نہیں پا رہا تھا

فاطین ---- حسام ایک ہی جست میں فاطین تک پہنچا اور اس کا خون سے تر چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھاما جبکہ بسام نے روتے ہوئے اپنے بھائی کے ہاتھ کھولنا شروع کیے پیٹ سے رسیاں اتار کر نیچے پھینکی تو فاطین بے جان وجود کے ساتھ حسام پر گرا جو گھٹنوں کے بل بیٹھا فاطین کو دیکھ رہا تھا جس کا سینہ زخموں سے چور تھا

فاطین کے جانے کے ایک دن بعد دانیال کو ہوش آگیا تھا تو حسام اور بسام کے پاؤں خوشی سے زمین پر نہیں لگ رہے تھے

اپنی خوشی میں وہ فاطین کو تو بھول ہی گئے تھے

مگر اگلے ہی دن حسام نے فاطین کو کال۔ کی تو اس کا نمبر آف تھا اسے لگا وہ بزی ہو گا

بٹ نیکسٹ ڈے پھر ٹرائے کیا تب بھی نمبر آف ہونے پر حسام نے یونی سے اس کے گروپ کے ممبرز کے نمبر حاصل کیے

تب ان سے رابطہ کرنے پر اسے معلوم ہوا کہ وہ تو ان کے ساتھ گیا نہیں

تب حسام نے پولیس سے رابطہ کیا اور پھر اتنے دنوں کی تلاش کے بعد وہ انہیں ملا

پولیس کا کہنا تھا کہ یہ چوروں کا کام ہے کیونکہ فاطین کی کار اس کا والٹ موبائل سب کچھ غائب تھا اور اب وہ لوگ بھی اس جگہ سے غائب تھے مگر حقیقت تو کچھ اور تھی یہ سب صفیہ بیگم نے اپنی بیٹی کا بدلا لینے کے لیے کیا تھا

فاطین اس حادثے کے بعد کافی ڈپریشن میں چلا گیا تھا اس نے اپنی سٹڈی بھی چھوڑ دی تھی

راتوں کو اٹھ اٹھ کر چلانے لگتا

اسے نا جانے کتنے سال وہ سلگتی ہوئی سگریٹ اپنے وجود پر محسوس ہوتی

حسام لوگوں کے لیے اسے سنبھالنا بہت مشکل ہو گیا تھا

ہر بار پاکستان آنے کی خواہش ان کے لیے آزمائش ہی لائی تھی

لیکن فاطین کی جو کنڈیشن تھی اس کے بعد وہ اسے نہیں چھوڑ سکتے تھے

چھ سال اسے اس سب سے نکلنے میں لگے پھر اس نے اپنی سٹڈی کمپلیٹ کی اور ہاؤس جاب چھ ماہ تک وہی کی اور پھر دانیال اور فاطین نے بنا کسی کو بتائے پاکستان جانے کا پلین بنایا جس کا ان لوگوں نے ایک دن پہلے صفیہ بیگم کو بتایا جو حق دق سی رہ گئی تھی

صفیہ بیگم کا مقصد فاطین اور دانیال کو مروانا تھا جبکہ حسام اور بسام سے اپنی بیٹیوں کی شادی کروانا

اسی لیے انہوں نے عنان اور نبال کی بجائے مائسہ اور حیام کو ٹارگٹ کیا اگر وہ دونوں مر جاتی تو پھر وہ اپنی بیٹیوں کی شادی حسام اور بسام سے کروا پاتی ورنہ تو شاید وہ کبھی نا کرتے

اور دانیال اور فاطین کو مروانے سے ساری جائیداد حسام اور بسام کے حصے آتی

اصغر حیات جیسے جیسے بتا رہا تھا نبال اور عنان کو اپنا خون کھولتا محسوس ہو رہا تھا

تم گھٹیا ——انسان تمہیں تو میں چھوڑو گی نہیں میرے فا کو ہاتھ کیسے لگایا اصغر حیات کی بات مکمل ہونے پر عنان ایک دم سے اس پر جھپٹی لاتوں گھونسوں سے مار مار کر اس کا۔ حشر کر دیا

مار سے نڈھال ہو کر اصغر حیات کا سر ایک جانب کو ڈھلک گیا

میرا فا حیام —— عنان نے چلا کر اپنے بال نوچتے ہوئے کہا

وہ اتنی تکلیف سے گزرا اس بال باز عورت کی وجہ سے چھوڑو گی نہیں میں اسے عنان نے چلا کر کہا تو مائسہ نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا

ریلکس ان —— ہم نہیں چھوڑیں گے انہیں گن گن کر بدلہ لے گے اپنے تایا تائی کا اپنی ماں کا اور بھائی لوگوں کا بھی ہو جسٹ ڈونٹ وری اب

توسب ہمارے سامنے ہیں نامائسہ نے عنان کو چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھر کر کہا

جو غصے سے گہرے گہرے سانس لیتی خونخوار نظروں سے اصغر حیات کے نیم جان وجود کو دیکھ رہی تھی

جبکہ نبال دروازا کھول کر باہر چلی گئی تھی

السلام و علیکم بھائی---دانیال کہاہے—نبال نے میسج لکھ کر حسام کو سینڈ کیا

حسام جو فاطین اور دانیال کے ساتھ شاہ میر کے ساتھ بیٹھے آگے کا پلین ڈسکس کر رہے تھے میسج ٹون پر چونکا

میسج اوپن کیا تو میسج پڑھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی نمبر اس کے پاس سیو نہیں تھا مگر وہ جانتا تھا کہ کرنے والی کون ہو گی

دانیال اپنے فارم ہاؤس جاؤ تم---نبال کو فارم ہاؤس کا ایڈریس سینڈ کر کہ دانیال سے کہا جو حیران نظروں سے حسام کو دیکھ رہا تھا

کیا مطلب——دانیال نے نا سمجھی سے پوچھا تو فاطین نے اپنی مسکراہٹ چھپانے کو سر جھکا لیا

جب کہہ رہا ہوں کہ جاؤ تو جاؤ بڑوں میں تمہارا کیا کام——حسام نے غصے میں کہا تو دانیال نا سمجھی سے اٹھ کھڑا ہوا

اور شاہ میر سے سلام کر کہ ان دونوں کو نا سمجھی سے دیکھتے ہوئے قدم باہر کی جانب بڑھائے

فاطین نے ہڑبڑا کر جیکٹ کی اندرونی جیب سے موبائل نکالا جو کہ مسلسل بجنا شروع ہو گیا تھا

جس پر شاہ میر اور حسام نے گھور کر فاطین کو دیکھا جو خجل سا ہو گیا

سکرین پر عنان کا نمبر دیکھ فاطین نے اپنے ہونٹ بھینچے اور کال کٹ کر دی ابھی وہ موبائل سائلنٹ کرتا جب فون دوبارا بجنا شروع ہو گیا-- شاہ میر نے اٹھ کر قدم اس کی جانب بڑھائے اور بازو سے تھام کر فاطین کو باہر کیا اور دروازا اس کے منہ پر بند کر دیا

جبکہ فاطین حق دق سا کبھی ہاتھ میں مسلسل بجتے فون کو دیکھتا کبھی سامنے بند دروازے کو

کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ مس عنان راجپوت پھاڑ کھانے والے انداز میں چلایا تو عنان نے فون اپنے کان سے پیچھے ہٹایا اور گھور کر اسے دیکھا

میں پتہ نہیں کس جگہ پر ہوں ---اور یہاں دور دور تک کوئی بھی نہیں فا---پلیز جلدی آجاؤ پلیز عنان کی نم آواز سن کی فاطین کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی جلدی سے اپنی کار کی جانب بھاگا

مجھے لوکیشن سینڈ کرو— لیکن کال بند مت کرنا ابھی فطین کچھ کہتا جب

آگے سے فون کاٹ دیا گیا

اور اگلے ہی پل لوکیشن سینڈ کردی گئ جسے دیکھ کر فاطین نے بار بار کال

کہ تو نمبر آگے سے آف ملا

شٹ——اپنا ہاتھ زور سے اسٹیرنگ پر مارتے ہوئے چلا کر کہا

اور آدھے گھنٹے کا سفر دس منٹ میں طے کرتا فاطین اس جگہ پہنچا

جہاں عنان میڈم ٹیکسی سے ٹیک لگائے کھڑی تھی

جسے دیکھ کر فاطین نے غصے سے اپنے لب بھینچے

فاطین کو آتا دیکھ عنان نے ٹیکسی والے کو جانے کا اشارہ کیا

اور خود قدم فاطین کی جانب بڑھائے جو غصے سے کار کے پاس کھڑا عنان کو گھور رہا تھا جبکہ عنان مسلسل مسکراتی نظروں سے فاطین کو دیکھ رہی تھی

دونوں کے درمیان کے بارہ قدم کے فاصلے کو عنان نے بھاگتے ہوئے طے کیا اور آ کر فاطین کی گردن میں اپنے دونوں بازو باندھ کر اپنے پاؤں اس کے پاؤں پر رکھ دیے جبکہ فاطین سنجیدہ چہرہ لیے ویسے ہی کھڑا تھا

جیسے عنان کے اس عمل پر اسے کوئی فرق نا پڑا ہو

آئی لو یو سو مچ فا---ائی ریلی ریلی ڈو—فاطین کے کان میں سرگوشی کرتے عنان نے اپنے لب فاطین کی کان کی لو پر رکھ دیے

فاطین کو خود پر ضبط کرنا مشکل لگا لیکن وہ کیسے بھول جاتا کہ کل کتنی محبت سے اس نے عنان کو پکارا تھا اور وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر چلی گئی

یہ بات یاد آتے ہی فاطین کے تاثرات بدلے
عنان کو کندھوں سے تھام کر اپنے سامنے کیا
مجھے ایسی محبت بالکل نہیں چاہیئے مس عنان جس پر جب آپ کا دل کیا"
آپ مجھے خود کے قریب آنے دے گی اور جب دل کیا دھتکار دے گی
کیونکہ آپ کو پھر کچھ سمجھ ——ابھی فاطین اپنا جملہ مکمل کرتا جب عنان
نے ایک دم سے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام کر اپنے لب
فاطین کے لبوں پر رکھ دیے اپنی بے چینی، بے قراری فاطین کی تکلیف
جان کر عنان کو جو دکھ ہوا تھا وہ سب اپنی شدتوں سے فاطین پر نچھاور
"کرنے لگی
عنان کے لمس سے فاطین کو اپنے رگ و پے میں سکون سرائیت کرتا
محسوس ہوا عنان کی محبت اسے سرشار کر رہی تھی فاطین کو اپنا دل اپنے
کانوں میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا

مگر دل عنان کو نخرے دکھانے کے لیے مچل رہا تھا وہ دیکھنا چاہتا تھا جب وہ عنان کو نخرے دکھائے گا تو وہ کیا ریکٹ کرے گی اسی لیے عنان کو کمر سے تھام کر پیچھے کیا

جواب آنکھوں میں سرخ ڈورے لیے فاطین کی طرف دیکھ رہی تھی

جس پر فاطین کے دل نے ایک بیٹ مس کی

گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی جبکہ عنان فاطین کا بے تاثر چہرہ دیکھ کر

نم آنکھوں اور غصے کے تاثرات لیے اس سے دور ہوئی اور رخ پلٹ لیا

ابھی وہ اگے بڑھتی جب فاطین نے اپنا ہاتھ عنان کی کمر میں ڈال کر اس کا رخ اپنی جانب کیا

جس پر عنان فاطین کے سینے سے آ لگی

"اب اگر تم مجھ سے دور گئی نا مسسز فاطین راجپوت تو میں بار بار آنے والے دوری پر صبر کرنے کی بجائے تمہیں زمین میں گاڑھ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تم پر صبر کرلوں گا کیونکہ تمہاری دوری ہر بار مجھے بے موت مارتی ہے"

سرد لہجے میں فاطین نے عنان کے چہرے پر غرا کر کہا تو عنان نے فاطین کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچا اور فاطین کی گردن میں منہ چھپالیا

سردیوں کی پہلی بارش کا آغاز ہو چکا تھا ہر طرف ایک دم سے ہی سیاہ بادل چھا گئے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے بارش برسنا شروع ہو گئی

فاطین نے چہرہ اوپر کرکہ بارش کے قطروں کو اپنے چہرے پر محسوس کرنا چاہا جبکہ اپنی گردن پر عنان کی گرم سانسوں اور پھر اس کے ہونٹوں کا نرم لمس محسوس ہوا

فاطین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی اپنی گرفت عنان کی کمر پر سخت کر کہ اسے خود میں بھینچ لیا

جبکہ عنان کے ہونٹوں کا لمس فاطین کو اپنی گردن پر جا بجا محسوس ہو رہا تھا

فا--- سرگوشی سے بھی کم آواز میں ٹھنڈ سے کپکپاتے ہوئے عنان نے کہا تو فاطین نے جھک کر اس کے ہونٹ اپنے ہونٹوں کی سخت گرفت میں لے لیے

فاطین کی شدت پر عنان کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی اپنے ہاتھوں میں فاطین کی شرٹ مضبوطی سے تھام کر خود کو گرنے سے بچایا عنان کی سانسوں سے بری طرح اپنی سانسیں الجھا کر فاطین قطرہ قطرہ عنان کی سانسیں خود میں انڈیل رہا تھا

اس وقت فاطین --- عنان کی خوشبو کو روح تک محسوس کرنا چاہتا تھا—

عنان کی اکھڑتی سانسوں کو محسوس کر کہ نرمی سے پیچھے ہٹا اپنا سر عنان کے سر سے ٹکا دیا

جواب گہرے گہرے سانس لے رہی تھی

جی جانِ فا--- محبت سے چور لہجے میں سر گوشی کی تو عنان نے نظریں اٹھا کر فاطین کی طرف دیکھا جو آنکھوں میں خمار کی سرخی لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا

عنان کے چہرے پر پل میں گلال بکھرا ہونٹوں پر شرمیگی مسکراہٹ نے احاطہ کیا

فاطین کے پاؤں پر اپنے پاؤں رکھ کر تھوڑا اوپر ہوئی اور اس کے کان میں سر گوشی کی

روم میں چلیں---عنان نے کہتے اپنا چہرہ فاطین کی گردن میں چھپالیا

جبکہ سنسان سڑک پر بارش کی بوندوں کے درمیان فاطین کا زندگی سے

بھرپور قہقہہ گونجا

جو حکم جانِ فا---عنان کو خود میں بھینچتے چلا کر کہا تو عنان نے اپنے

دانت فاطین کی گردن پر گاڑھ دیے جس پر فاطین نے مسکرا کر اسے

خود میں شدت سے بھینچ لیا کہ عنان نے کراہ کر فاطین کو دھکا دیا

جس پر اس نے کندھے آچکا دیے

ریڈ کلر کی فراک پہن کر نبال آئینے کے سامنے آئی

ہاتھوں میں ریڈ کلر کی کانچ کی چوڑیاں پہنی---انکھوں میں کاجل لگا کر

ریڈ لپ اسٹک سے اپنے ہونٹ بھرے گیلے بالوں کو پشت پر کھلا چھوڑ

دیا بیڈ پر بیٹھ کر ریڈ کلر کی ہیل پہنی اور اٹھ کر دوبارا آئینے کے سامنے آئی

ریڈ پاؤں کو چھوتی فراک جس کی بیک کندھوں سے لے کر کمر تک

ڈوریوں سے بندھی ہوئی تھی

اور جس پر گولڈن کلر کا کام ہوا تھا

بال ہٹا کر آخری ڈوری کو باندھا اور پھر بال پشت پر کھلے چھوڑ دیے

پرفیوم اٹھا کر خود پر سپرے کیا

اور دانیال کا ردعمل سوچ کر دانتوں تلے ہونٹ دبایا

اور قدم دروازے کی جانب بڑھائے

دروازا کھول کر باہر آئی اور ریلنگ پر جھک کر نیچے نگاہ دوڑائی اور پھر

دبے قدموں سے سیڑھیاں اترتی پورچ تک گئی

بارش میں بری طرح سے بھیگنے پر عنان کو شدید سردی لگ رہی تھی

وہ فاطین کو لیے اپنے فارم ہاؤس آئی تھی روم میں آتے ٹاول سے فاطین کے بال خشک کیے اور اب آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بال خشک کر رہی تھی جب فاطین نے پیچھے سے عنان کو اپنے حصار میں لیا آئینے میں نظریں عنان کے بھیگے سراپے پر مرکوز کر کہ اپنے ہونٹ عنان کی گردن پر رکھ دیے

فاطین کا نرم گرم لمس محسوس کر کہ عنان نے آنکھیں موند لی

پھر اپنا رخ فاطین کی جانب کیا

بادلوں کے گرجنے کی آواز پر عنان نے کھڑکی کی جانب دیکھا جہاں

بارش زوروں شور سے برس رہی تھی

اور پھر فاطین کی جانب جو آنکھوں میں محبت کا جہان لیے عنان کو دیکھنے میں مگن تھا

عنان نے اپنے ہاتھ فاطین کی شرٹ کے بٹن پر رکھ کر فاطین کی نظروں میں دیکھا جو مخمور نظروں سے عنان کو ہی دیکھ رہا تھا

عنان کی کمر پہ اپنے دونوں ہاتھ باندھ کر اپنے قدم پیچھے بیڈ کی جانب لینے شروع کیے جبکہ فاطین کے ہر قدم پر عنان نے اس کی شرٹ کے بٹن کھول کر اس کی شرٹ وجود سے جدا کی اور فاطین کو پیچھے بیڈ پر دھکا دیا

جو اپنی سرخ ہوتی آنکھوں سے عنان کو ہی دیکھ رہا تھا

فاطین پر جھک کر عنان نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو ان زخموں کے نشانوں پر پھیرنا شروع کیا جو اب کافی حد تک مندمل ہو چکے تھے

فاطین کا سارا خمار بھک سے اڑا حیران نظروں سے عنان کو دیکھا کیا عنان سب جان——اپنی سوچ پر نفی میں سر ہلایا اور عنان کو نرمی سے خود سے دور کیا اور اٹھ کھڑا ہوا

جھک کر اپنی شرٹ اٹھائی

جب عنان نے پیچھے سے اپنا حصار فاطین کے گرد باندھ دیا

فاطین کے ہاتھ شرٹ کو ٹھیک کرتے وہی ساکت ہو گئے

کبھی جو بادل برسے

میں دیکھوں تجھے آنکھیں بھر کہ

عنان نے اپنے لب فاطین کی پشت پر موجود نشانوں پر رکھیں تو فاطین" نے اپنی آنکھیں موند لیں---اتنے سال پہلے ملے زخم جن کی اذیت میں آج تک فاطین راجپوت جل رہا تھا عنان کے ہونٹوں کا لمس ان پر "کسی ٹھنڈی پھوار اور مرہم کہ طرح محسوس ہوا

فاطین نے اپنا رخ عنان کی جانب کیا تو عنان نے اپنا سر فاطین کے سینے سے ٹکا دیا اتنی ٹھنڈ میں فاطین کے سینے کی گرمائش سے عنان کو سکون محسوس ہوا

اپنا ایک ہاتھ عنان کی کمر پر دوسرا اس کے بالوں میں الجھا کر عنان کا چہرہ اپنے سامنے کیا

تُو لگے مجھے پہلی بارش کی دعا

تیرے پہلو میں رہ لوں

کمرے میں اس وقت دونوں کی رقص کرتی دھڑکنوں کا شور تھا

فاطین کی تیز ہوتی سانسیں عنان کو اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی

باہر برستی بارش نے کمرے کے ماحول کو فسوں خیز بنایا ہوا تھا

فاطین کی گرم سانسوں سے عنان کو اپنا چہرہ جھلستا ہوا محسوس ہو رہا تھا

خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر نظریں اٹھائی تو دھک سے رہ گئی

کیونکہ فاطین اپنی معنی خیز نظریں اسی پر جمائے ہوئے تھا ابھی عنان

پیچھے ہٹتی کہ فاطین نے جھک کر اپنے لب عنان کے لبوں پر رکھ دیے

فاطین کی بڑھتی شدت پر عنان نے اپنے ہاتھ مضبوطی سے اس کے کندھے پر رکھ دیے

عنان کی سانسوں کو بری طرح سے منتشر کرکہ فاطین نرمی سے پیچھے ہوا اور بنا عنان کو سمجھنے کا موقع دیا اسے بیڈ پر دھکا دے کر اس پر جھک آیا

میں خود کو پاگل کہہ لوں

تو غم دے خوشیاں سہہ لوں

فاطین کو خود پر جھکے دیکھ کر عنان نے اپنا رخ بدل لیا

روم میں آنے کا فیصلہ مسسز آپ ہی کا تھا تو اب یہ گریز کیسا عنان کی" پشت پر اپنی دو انگلیوں کو چلانے کے انداز میں آگے پیچھے کرتے ہوئے کہا تو۔۔۔۔فاطین کا لمس اپنی پشت پر محسوس کرکہ عنان کو اپنی ریڑھ کی "ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی

ایک ہی جھٹکے میں شرٹ پر لگی زپ کو کھول کر شرٹ دونوں کندھوں سے کھسکائی اور اپنا شدت بھرا لمس عنان کی کمر پر چھوڑنے لگا

فاطین کے اس عمل پر عنان نے شیٹ کو اپنی مٹھیوں میں دبوچ لیا

فاطین کے حد سے زیادہ بڑھتی بے باکیوں پر عنان نے رخ بدل کر اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا

سرخ چہرے کے ساتھ گہرے گہرے سانس بھرتی وہ فاطین راجپوت کو بری طرح سے بہکا رہی تھی

عنان راجپوت تم صرف بیوی اور محبت ہی نہیں، بلکہ تم تو فاطین"

"راجپوت کی دیوانگی اور جنون ہو

تم فاطین راجپوت کے لیے وہ نشہ ہو جسے بن پیئے ہی وہ بہک جاتا تھا تو"

سو چو جب آج قطرہ قطرہ تمہاری سانسوں کو خود میں اتارنے پر جو میں

بہکوگا تو تمہاری یہ نازک جان میری شدتیں کیسے برداشت کرے گی

عنان کی گردن میں چہرہ چھپا کر گہرے سانس بھرتے ہوئے کہا

تو عنان کو لگا جیسے جسم کا سارا خون اس کے چہرے پر سمٹ آیا ہو

کوئی نہیں تیرے سوا میرا یہاں

منزلیں میری تو سب یہاں

اپنی گردن پر فاطین کا شدت بھرا لمس اور ہلکی بیرڈ کی چھبن محسوس کرتے عنان نے اپنے ہاتھ فاطین کی پشت پر رکھنے چاہے تو فاطین نے انہیں اپنی سخت گرفت میں لے کر انہیں بیڈ پر سر کے اوپر لاک کر دیا

عنان کی گردن پر جا بجا اپنی جنونیت کی چھاپ چھوڑتے وہ عنان کے کمزور سے احتجاج کو مکمل طور پر نظر انداز کر گیا

مٹا دے سبھی آ جا فاصلے

میں چاہوں مجھے، خود سے بانٹ لے

اب بہکا دیا ہے تو جھیلو بھی عنان کا سر تکیے پر رکھ کر کمفرٹر کھول کر اپنے"

اور عنان کے وجود کو اس میں گم کر کے پوری شدت سے عنان کے

ہونٹوں پر جھک آیا

باہر بادل برس رہے تھے اور اندر فاطین راجپوت اپنی محبت کی بارش"

میں عنان راجپوت کو پور پور بھگو رہا تھا

گزرتی رات میں فاطین راجپوت کی شدتوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا جبکہ

عنان نے فاطین کی معنی خیز نظروں سے بچنے کے لیے اس کے سینے میں

"ہی خود کو چھپانا چاہا

ذرا سا تو مجھ میں جھانک لے

میں ہوں کیا

🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥

منی کاؤچ پر بیٹھے اپنے پاؤں زمین پر پھیلائے ہاتھ میں تھامی سگریٹ کو سلگاتے دانیال راجپوت خود کو بھی ایک ان دیکھی آگ میں جلتا ہوا محسوس کر رہا تھا

باہر ہوتی زوروں شور سے بارش بھی اسے اپنے خیالات سے نکال نا پائی اتنی ٹھنڈ ہونے کے باوجود بھی دانیال راجپوت کو گرمی سے اپنا دم گھٹتا محسوس ہو رہا تھا

اسی لیے شرٹ کے آدھے بٹن کھولے کاؤچ کے پیچھے رکھے ٹیبل سے سر ٹکائے آتش دان میں دہکتی آگ کو دیکھ رہا تھا

اپنے سینے میں لگی آگ کے سامنے یہ آگ تو دانیال راجپوت کو بہت معمولی لگ رہی تھی

گیارہ سال کی عمر میں اس گھٹیا عورت نے اس سے ماں باپ چھین لیے وہ تو ابھی ماں کے لمس اور باپ کی شفقت کو ٹھیک سے محسوس بھی نہیں کر پایا تھا

اور بسام وہ کتنا چھوٹا تھا

اور اس کے بعد ان چاروں کو ان کی جینے کی وجہ سے الگ کر دیا اور کیا کیا ظلم نا کیے ان پر ——یہ سوچ ہر بار دانیال راجپوت کو انگاروں پر گھسیٹ لیتی

اگر مائسہ اور حیام کی جگہ نبال ہوتی تو—یہ سوچ ہی سوہان روح تھی دانیال راجپوت تو ساری دنیا کو آگ لگا دیتا

دکھ اسے حیام اور مائسہ کے لیے بھی تھا بہنیں تھیں وہ دانیال کی ان کا بدلہ لیے بغیر بھی وہ چین سے نہیں بیٹھنے والا تھا

اگر وہ عورت دانیال کی طرح انہیں بھی جان سے مروانے کی کوشش کرتی تو شاید صبر بھی آجاتا مگر اس عورت نے ان کی عزتوں پر وار کیا

موت پر تو ایک نا ایک دن صبر آہی جاتا ہے مگر عزت جانے پر کبھی صبر نہیں آتا" اور وہ دونوں تو اس کے بھائیوں کی عزت تھی

ابھی وہ انہیں سوچوں میں گم تھا کہ دروازا کھلنے کی آواز پر آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا

کھڑکی سے آتی روشنی اور آگ کی تپش سے سامنے کھڑی نبال کا عکس واضح ہوا

اپنے سامنے اس دشمن جان کو تمام ہتھیاروں سے لیس دیکھ کر دانیال نے آنکھیں دوبارا سے موند لی

جبکہ نبال نے تاسف سے سر جھٹکا اور چھوٹے چھوٹے قدم لیتی دانیال کی جانب بڑھی

🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥

اپنے قریب چوڑیوں اور ہیل کہ آواز پر دانیال کو اپنی دھڑکنیں بے قابو ہوتی محسوس ہوئی پھر اپنا خیال سمجھ کر سر جھٹکا اور زور سے آنکھیں میچ لیں جبکہ کمرے میں پھیلتی نبال کی مخصوص خوشبو اپنے حواسوں پر چھاتی محسوس ہوئی

دانیال کے قریب آکر اس کے آنکھیں کھولنے کا انتظار کیا تو اسے زور سے آنکھیں میچے دیکھ نبال آہستہ سے جھکی

اپنا دایاں کندھا دانیال کے بائیں سائیڈ رکھ کر اپنا ہاتھ اس کے دل کے مقام پر رکھا تو دانیال کی تیز ہوتی دھڑکنیں نبال کو اپنے ہاتھ میں دھڑکتی محسوس ہوئی

جبکہ اپنے سینے پر نرم گرم لمس محسوس کر کہ دانیال نے اپنی آنکھیں واہ کی اسے ابھی بھی یہ وہم لگ رہا تھا

دانیال کی آنکھوں میں بے یقینی دیکھ کر نبال اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے تھوڑا اوپر ہوئی اور دانیال کی ناک پر اپنے دانت گاڑھ دیے

جس پر دانیال ہوش میں آیا اور حیرانگی سے نبال کو اپنے سامنے دیکھنے لگا جواب شرٹ پر اپنی انگلی سے ڈیزائن بنانے میں مصروف تھی

میری پری یہاں کیسے آئی" نبال کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے سینے" میں بھینچتے ہوئے سرگوشی میں پوچھا تو نبال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

اڑتے ہوئے" دانیال کے ماتھے پر بکھرے بال اپنے ہاتھ سے پیچھے" کرتے ہوئے کہا تو دانیال کا مدھم قہقہہ گونجا

دانیال نے جھک کر اپنے لب نبال کے ماتھے پر ثبت کیے تو نبال نے آنکھیں بند کر کہ اس لمس کو روح تک محسوس کیا

دانی ——— تھوڑی دیر بعد نبال نے نم آواز میں سر جھکائے دانیال کو مخاطب کیا

کیا ہوا دانی کی جان ——— دانیال نے تڑپ کر کہا تو نبال نے اپنے دونوں ہاتھ دانیال کی گردن پر باندھ کر چہرہ اس کی گردن میں چھپالیا

نبال کے آنسو اپنی گردن پر محسوس کر کہ دانیال کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی وہ اٹھ بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ وہ مکمل اس پر لیٹنے کے انداز میں جھکی ہوئی تھی

کیا ہوا نبال سب ٹھیک ہے نا کسی نے کچھ کہا ہے کیا ——— غصے سے دانیال کی رگیں تن گئی اگر نبال کے ساتھ ایسا کچھ بھی ہوا تو وہ سب کو زمین میں زندہ گاڑنے کا ارادہ رکھتا تھا

اپنی گرفت نبال کی کمر پر مضبوط کی

آپ نے کہا تھا کہ آپ میرے ہر درد کا ازالہ کریں گے --- نم آنکھوں سے دانیال کی طرف دیکھا

میں صرف ازالہ ہی نہیں کروں گا بلکہ اس درد دینے والے کی جسم " سے کھال ادھیڑ کر رکھ دوں گا" --- پہلے نرم اور پھر سخت لہجے میں کہتا وہ نبال کو کپکپانے پر مجبور کر گیا

اپنا لمس نبال کی آنکھوں پر چھوڑتے اس کے بولنے کا انتظار کرنے لگا جو ٹھنڈ سے کپکپاتے وجود کے باعث دانیال میں چھپنے کی کوشش کر رہی تھی

دانیال نے مسکرا کر اسے دیکھا اور ساتھ پڑے صوفے سے ہاتھ بڑھا کر اپنی براؤن شال پکڑ کر نبال کا کپکپاتا وجود ڈھانپ دیا

لیکن میں آپ کے ہر درد کا ازالہ کرنا چاہتی ہو اور آپ سے بلاوجہ "

ناراض ہونے کے لیے سوری بھی"-- معصومیت سے دانیال کے سینے

پر تھوڑی ٹکائے اس کی جانب دیکھ کر کہا

تو دانیال نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا میری ننھی سی جان یہ دونوں"

کام کیسے کرے گی" نبال کی لٹ کان کے پیچھے اڑستے مسکراتے لہجے میں

حیرت سے استفسار کیا تو نبال نے خفگی سے دانیال کو دیکھا

سوری تو ہو گیا نا" نروٹھے پن سے کہا"

تو دانیال نے ایک دم سے نبال کی کمر پر گرفت مضبوط کر کہ اسے کاؤچ

پر لٹایا اور خود اس پر جھک آیا

لگ جا گلے کہ پھر یہ حسین رات ہو نا ہو

شاید پھر اس جنم میں ملاقات ہو نا ہو

اور ازالہ" نبال کہ گردن میں گہرا سانس بھر کر کہا تو"

نبال کو اپنے وجود میں سرد لہر سرائیت کرتی محسوس ہوئی

مم ـــــ میں کر تو رہی ہوں ---اپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیر

کر کہا تو دانیال نے ہونٹوں کو سیٹی کی شیپ میں گول کیا اور

سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

آپ نے سگریٹ پینا شروع کر دی دانی ـــــ نبال نے سائیڈ پر پڑے

سگریٹ کے ڈھیر کی طرف دیکھ کر حیرانگی سے استفسار کیا تو دانیال نے

اپنے دانت اس کے گال پر گاڑھے

ساری غلطی تمہاری ہی ہے مسسز ـــــ دانیال کے کندھے آچکا کر کہنے "

پر نبال نے منہ کھولے اس کی جانب دیکھا

تمہاری سانسیں میسر نہیں تھی جنہیں قطرہ قطرہ خود میں اتار کر سینے "

میں لگی آگ بجھا لیتا اسی لیے ـــــ اس سگریٹ سے کام چلانا پڑا ـــــ مگر

اب تم آگئی ہو نا تو آج تمہاری سانسوں کو قطرہ قطرہ خود میں انڈیل کر

دانیال راجپوت اپنے دل کو قرار پہنچائے گا ـــــ نبال کی گردن میں گہرے سانس بھر کر اس کی خوشبو کو انہیل کرتے ہوئے کہا تو نبال نے شرم حیا کے باعث بری طرح سے اپنے لب کچل ڈالے

ہم کو ملی ہیں آج یہ گھڑیاں نصیب سے

جی بھر کر دیکھ لیجئے ہم کو قریب سے

دانیال کا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر اس کا ایک ایک نقش اپنے دل میں محفوظ کرنا چاہا

مجھے آپ کا بہت شدت سے انتظار تھا دانی ـــــ مجھے اپنا آپ ادھورا" محسوس ہوتا تھا اور یہ ادھورا پن مجھے شدت سے آپکی یاد دلاتا تھا جس پر کبھی آپ پر پیار آتا اور کبھی حد سے زیادہ غصہ "نم آنکھوں سے منہ بسور کر کہتی ہوئی وہ سیدھا دانیال راجپوت کے دل میں اتر رہی تھی

دانیال کی مسکراتی نظریں محسوس کر کہ نبال کو شرمندگی سی محسوس

ہوئی اسی لیے اسے دھکادے کر خود سے پیچھے کیا اور اٹھ کھڑی ہوئی

ابھی وہ آگے بڑھتی کہ دانیال نے بازو سے تھام کر رخ اپنی جانب کیا اور

بنا نبال کو سمجھنے کا موقع دیے اسے اپنے کندھے پر اٹھایا اور کمرے کی

جانب قدم بڑھائے جبکہ نبال اس اچانک افتاد پر منہ کھولے خود کو

دانیال کے کندھے پر لٹکا ہوا محسوس کر رہی تھی

پھر آپ کے نصیب میں یہ بات ہو نا ہو

شاید پھر اس جنم میں ملاقات ہو نا ہو

تمہیں میرا انتظار تھا تو آج دانیال راجپوت اپنی شدتوں سے اس انتظار "

کو حاصل بخشے گا ـــــ تمہیں ادھوراپن محسوس ہوتا تھا تو آج دانیال

راجپوت تمہارے وجود سے روح تک سرائیت کر کہ اپنی محبت سے

تمہارے وجود کو پور پور بھگو کر اس ادھورے پن کو ختم کر دے گا---

اور آخر میں تمہیں مجھ پر غصہ آتا تھا اور پیار بھی تو نبال کو دروازے سے پن کیے اس کے چہرے پر جھکتے کان میں سرگوشیاں کرتا وہ نبال کو بری طرح کپکپانے پر مجبور کر گیا

پاس آئیں کے ہم نہیں آئیں گے بار بار

بانہیں گلے میں ڈال کر ہم رو لے زار زار

اب غصہ تم میری شدتوں پر کر لینا جب میں تمہارے روکنے کے باوجود اپنی منمانیاں کروں گا---اور پیار تم میرے پیار کو دیکھ کر لینا" اپنے انگلی کو نبال کی گردن پر ٹریس کرتے اسے خود میں سمٹنے پر مجبور کر گیا

دانی--میں--مطلب مجھے جانا ہے

کہاں جانا ہے" نبال کہ گردن میں اپنی ناک کو سہلاتے بوجھل لہجے میں سرگوشی کی

گگ---گھر" خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر ہکلاتے ہوئے کہا"

تو اتنا سج دھج کر صرف مجھے بہکانے اور دیدار کروانے آئی تھی" چہرہ" نبال کے سامنے کرتے آبرو آچکا کر استفسار کرتے اسے سٹپٹانے پر مجبور کر گیا

نن۔۔۔۔ نہیں وہ تو میں ---ابھی نبال بات مکمل کرتی کہ دانیال نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ دی

ہششش۔۔ لیکن یہ جو تم میرے لیے پور پور سج کہ آئی ہو۔۔۔۔اپنی جذبات سے سرخ ہوتی نظریں نبال کی نظروں میں گاڑتے ہوئے بوجھل لہجے میں سرگوشیاں کرتا

نبال کی جان ہلکان کر رہا تھا

تو پھر دانیال راجپوت پر فرض ہے کہ اپنی بیوی کو سراہئے" نبال کے" کندھے سے انگلی ٹریس کرتے ہاتھ تک لاتے نبال کی انگلیوں میں

زبردستی اپنی انگلیاں الجھا کر ایک ہی جھٹکے میں نبال کا رخ دروازے کی جانب کرتے اس کی پشت سے بال ایک سائیڈ پر کیے

اپنی کمر پر دانیال کے ہاتھ کی پشت کا لمس محسوس کر کہ نبال نے سختی سے آنکھیں میچ لی

روح تو تب فنا ہوئی جب دانیال کے ہونٹوں کا دہکتا لمس اپنی کمر پر جا بجا محسوس ہوا

دانیال نے اپنا چہرہ پیچھے کر کہ نبال کی طرف دیکھا جو تھر تھر کانپ رہی تھی اور پھر کمر پر اپنی شدتوں کے نشان دیکھ کر دانتوں تلے لب دبائے اور پھر جھک کر فراک کی ڈوری دانتوں میں دبا کر ایک ہی جھٹکے میں زور سے کھینچی تو وہ ٹوٹتی چلی گئی جبکہ نبال پہلے دانیال کے ہونٹوں کا لمس اور پھر ٹوٹتی ڈوری کو محسوس کر کہ منہ کھولے گردن موڑ کر دانیال کو دیکھ رہی تھی جو شوخ آنکھوں سے اسے دیکھا رہا

تھا

نبال کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر بازوؤں میں بھرا اور بیڈ کی جانب قدم بڑھائے

نبال کو نرمی سے بیڈ پر لٹا کر اپنے پاؤں شوز سے آزاد کیے اور شرٹ اتار کر نبال کے قریب پھینکی

آنکھوں سے پھر یہ پیار کی برسات ہو نا ہو

شاید پھر اس جنم میں ملاقات ہو نا ہو

دانیال کو شرٹ لیس دیکھ کر نبال نے رخ بدلنا چاہا لیکن دانیال نے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر ایسا کرنے سے روک دیا

اور آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر لیے نبال کو دیکھنے لگا

ڈوریاں ٹوٹنے کے باعث فراک کندھوں سے کھسک کر نیچے آ کر وجود کی رعنائیوں کو عیاں کر رہی تھی

کمفرٹر کھینچ کر دونوں کے وجود کو ڈھانپتے اپنے لب نبال کی بیوٹی بون پر رکھ دیے

دانی ـــــ مجھے بھوک لگی ہے ـــــ دانیال کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے ہٹانا چاہا جس پر دانیال نے اپنے لب نبال کے دل کے مقام پر شدت سے رکھ کر چہرہ اوپر اٹھایا تو حیا اور شرم سے نبال کا تمتماتا چہرہ دیکھ کر ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

جھک کر نبال کا ہونٹ اپنے دانتوں تلے دباتے اس کی آنکھوں میں جھانکا

مسسز آج آپ کی بھوک کا علاج میری قربت ہی ہے، کیونکہ اب "
" یہاں سے فرار ممکن نہیں

اور پھر پوری شدت سے اپنی سانسیں نبال کی سانسوں سے الجھا دیں

نبال کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھا کر گرفت سخت کر دی اور پھر ساری رات دانیال راجپوت اپنی شدتوں سے نبال کو سراہتا رہا اور وہ نازک جان دانیال کے وجود کے نیچے چھپی اس میں ہی پناہ تلاش کرتی رہی

🔥🔥🔥🔥🔥🔥🔥

ٹیرس کے دروازے سے ٹیک لگائے باہر ہوتی بارش کو دیکھتے اب تک کی اپنی ساری زندگی کسی فلم کی طرح آنکھوں کے پردے پر لہرا رہی تھی اپنے پیچھے مخصوص قدموں کی آواز سن کر مائسہ کا دل الگ ہی لہہ پر دھڑکا

دل میرا ہے نا سمجھ کتنا

بے صبر یہ بے وقوف بڑا

بسام نے اپنا حصار مائسہ کے گرد باندھ کر مائسہ کے بالوں میں اپنا چہرہ چھپا لیا

یہ لڑکی تو اس کی جان تھی جس پر وہ ایک آنچ بھی برداشت نہیں کر "
" سکتا تھا---اور اس نے کیا کچھ برداشت نہیں کیا تھا

اپنی گردن پر بسام کی گرم سانسوں اور پھر نمی محسوس کر کہ مائسہ کی
آنکھیں بھی پل میں نم ہوئی

چاہتا ہے کتنا تجھے
خود مگر نا جان سکا

مائسہ نے اپنا رخ بسام کہ طرف کیا تو اس کی وحشت ٹپکاتی سرخ انگارا نم
ہوئی آنکھیں دیکھ کر حلق خشک ہو گیا

بب——بسام اپنا ہاتھ بسام کے دائیں گال پر رکھا جسے بسام اپنے ہاتھ
سے نرمی سے پیچھے کرتا مائسہ کی گردن میں چہرہ چھپا کر اپنی گرفت اس
پر تنگ کرتا
اسے خود میں بھینچ گیا

اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا

بسام راجپوت جو خود پر آئی تکلیف یا اتنے دکھ دیکھنے پر بھی نہیں رویا تھا'

"آج اپنے نام سے منسوب لڑکی کے دکھ پر پھوٹ پھوٹ کر رو دیا

اور وہ جو کہتی تھی کہ وہ اس گلے لگ کر اتنا روئے گی کہ اپنی ہر اذیت"

اس کے دل میں اتار دے گی تو آج اس شخص کو روتا دیکھ جان نکلتی

"محسوس ہوئی

اپنے بسام کو معاف کر دو مائسہ——میں تمہارا محافظ بن کر بھی تمہاری"

حفاظت نہیں کر پایا——نم آواز میں سرگوشی کرتا مائسہ کو ساکت کر گیا

کیا وہ جان گیا تھا——مائسہ نے بری طرح اپنے لب کچلے اور بسام کی

طرف دیکھا جو ہنوز اس کی گردن میں منہ چھپائے کھڑا تھا

بسام——نرمی سے اسے خود سے دور کرنا چاہا جس پر بسام نے اپنی سرخ

آنکھوں سے مائسہ کی طرف دیکھا

مائسہ کی نم اور سرخ آنکھیں دیکھ کر نرمی سے اپنا لمس ان پر چھوڑا

اس درد دل کہ سفارش کر دے کوئی یہاں

مل جائے اسے وہ بارش جو بھگا دے پوری طرح

یاریاں وے، یاریاں وے

مجھے آپ سے کوئی شکوہ نہیں ___ اگر تھا بھی تو اب وہ بھی نہیں آپ"

بھی بھول جائیں نرمی سے اپنا حصار بسام کے گرد باندھ کر اپنا سر اس کے

دل کے مقام پر رکھ دیا

نیند آرہی ہے مجھے اپنی تھوڑی بسام کے سینے پر ٹکا کر کہا تو بسام کا مدھم

قہقہہ گونجا

آج جتنی نیند پوری کرنی ہے کرلو جانِ بسام کیونکہ کل سے رتجگے"

کرنے ہیں" بسام نے اپنے ہونٹ مائسہ کی ناک پر رکھتے شوخ لہجے میں

کہا تو مائسہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھ

مطلب ـــــ نا سمجھی سے استفسار کیا تو بسام نے اسے اپنی بانہوں میں بھرا اور آخری نظر باہر برستی بارش پر ڈالی اور بیڈ کی جانب قدم بڑھائے

مطلب یہ مسسز کل کے بعد سے ہر رات میری قربت میں جاگتے" گزرنے والی ہے آپ کی نرمی سے مائسہ کے ہونٹوں کو چھو کر کہا تو وہ بیڈ سے بدک کر اٹھی

کہا ـــــ بسام نے اپنا ہونٹ دانتوں تلے دبا کر حیرت سے پوچھا

چچ- چینج- کرنے اپنی بات کہہ کر مائسہ پل میں ڈریسنگ روم میں گم ہوئی تو بسام کا بے ساختہ قہقہہ گونجا

اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر شرٹ اتار کر صوفے پر اچھالی اور بیڈ پر نیم دراز ہو گیا

کیا ہوا اثر تیرے ساتھ رہ کر نا جانے

کہ ہوش مجھے نہ رہا

کہ لفظ میرے تھے زبان پر آکر رکے

پر ہو نہ سکے وہ بیان

مائسہ کو دیکھ کر اپنا ہاتھ بڑھایا تو مائسہ نے جھجھکتے ہوئے تھام لیا

بسام نے جھٹکا دے کر مائسہ کو کھینچا تو وہ اس کے سینے پر آن گری

کروٹ بدل کر مائسہ پر جھکا تو اس نے اپنی پلکیں جھکا دی

باہر برستی بارش سے زیادہ بسام راجپوت کا آج تمہارے پور پور پر "

برسنے کا ارادہ تھا— لیکن یہ تمہاری نیند— مائسہ کی گال سے اپنی گال

رب کر کہ کہا تو مائسہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

بسام کو کندھوں سے تھام کر پیچھے کیا اور اس کے سینے پر اپنا سر رکھ دیا

میرا تو آپ کو بہت سے نخرے دکھانا کا ارادہ ہے "بسام کے سینے پر "

تھوڑی ٹکا کر معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا تو بسام نے اپنی

گرفت مائسہ کی کمر پر سخت کر دی

ایسی کی تیسی تمہارے ان نخروں کی ــــــ کیونکہ یہاں اس معاملے میں "

تو بسام راجپوت دل کھول کر اپنی منمانیاں کریں گا باقی جیسے مرضی

نخریں دکھانا بندہ افففف بھی نہیں کریں گا ــــــ مائسہ کی بیوٹی بون پر لب

رکھ کر بوجھل لہجے میں سرگوشی کی تو مائسہ نے کھلکھلاتے ہوئے بسام کو

دیکھا

اور نرمی سے اپنی ہونٹ بسام کے ہونٹوں پر رکھ دیے جس پر بسام نے

اپنی شدت میں اضافہ کرتے قطرہ قطرہ مائسہ کی سانسیں خود میں انڈیلنے

لگا

نرمی سے پیچھے ہٹتے مائسہ نے اپنا چہرہ بسام کی گردن میں چھپا کر آنکھیں

موندلی

دھڑکن تیرا ہی نام جو کے

آنکھیں بھی پیغام یہ دے

♥♥♥♥♥

بابا آپ نے دو دن سے میڈیسن کیوں نہیں لی ـــــ حیام نے حیرت سے رضوان صاحب کی طرف دیکھتے استفسار کیا

تو انہوں نے کندھے آچکا دیے

مجھے ان کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی میں بالکل ٹھیک محسوس کر رہا ہوں رضوان صاحب نے اپنا چشمہ اتار کر سائیڈ پر رکھتے اپنے قدم بستر کی جانب بڑھائے

تو حیام نے تاسف سے سر ہلا کر میڈیسن باکس میں رکھیں

آپ عنان اور مائسہ سے بھی زیادہ تنگ کرتے ہیں حیام کے کہنے پر رضوان صاحب نے مدھم قہقہہ لگایا

اور تم ہمیں حد سے زیادہ برداشت کرتی ہو تو ہمارا کیا قصور رضوان صاحب نے اپنا سر تکیے پر ٹکاتے کہا تو حیام نے گھور کر انہیں دیکھا

جب تک آپ یہ سوپ نہیں پیئے گے سونے کی کوشش بھی مت کیجئے گا

باہر دیکھے سردی کتنی ہے اور یہ آپ کی صحت کے لیے بہت ضروری

ہے

حیام نے کھڑکی کی جانب اشارہ کرتے کہا تو انہوں نے اپنی آنکھیں موند

لی

جیسے کوئی فرق نہیں پڑا

جا کر اپنی نانی کو پلاؤ انہیں زیادہ ضرورت ہے رضوان صاحب کے

بڑ بڑا کر کہنے پر حیام کو اندازہ ہو گیا

پھر آج نانی نے کچھ کہا ہو گا

وہ پی چکی ہے یہ تھا اور میں آپ کے لیے لے آئی حیام نے عام سے لہجے

میں کہا تو رضوان صاحب نے دکھ سے آنکھیں کھول کر اس کی جانب

دیکھا

---مطلب ان کا بچا ہوا

افففف ڈیڈ کیا باتیں کرتے ہیں آپ تینوں کے لیے بنایا تھا اب پیئے ورنہ زبردستی میڈیسنز بھی کھلاؤ گی

باؤل ان کی جانب بڑھاتے کہا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئے

رضوان صاحب کو سوپ پلا کر کچن میں آئی اپنے لیے دودھ گرم کیا اور قدم کمرے کی جانب بڑھائے

بیڈ پر بیٹھ کر سائیڈ ڈرا کھولا اور اس میں سے میڈیسن نکال کر اپنے ہاتھ پر رکھی اور پھر دودھ کے ساتھ اسے نگل لیا

بارش تو رک گئی مگر کالے بادل ابھی بھی چھائے ہوئے تھے

اپنے کندھوں پر اچھے سے شال لپیٹ کر حیام نے اپنے قدم لان میں رکھے جہاں لان کے بیچوں بیچ بنے فاؤنٹین میں شفاف پانی بہہ رہا تھا یہ فاؤنٹین نبال نے ضد کر کہ یہاں بنوایا تھا—بننے سے پہلے تو سب کو یہی تھا کہ وہ اس جگہ پہ سوٹ نہیں کریں گا

مگر جب گلاب کے پھول کی شیپ کا یہ فاؤنٹین بنا تو اس سے لان کی خوبصورتی میں بے حد اضافہ ہو گیا

حیام نے کچھ سفید اور گلابی پھول توڑ کر فاوئینٹین کے پاس آئی اور پھر اس کی پتیاں توڑ کر فاؤنٹین کے پانی میں ڈال دیں

اپنے ہاتھ ٹھنڈے یخ پانی میں پھیرے تو اتنی ٹھنڈے پانی سے پورے جسم میں کپکپاہٹ طاری ہوئی مگر پانی میں ہاتھ پھیرنے کا عمل جاری رکھا جس سے پھولوں کی پتیاں کبھی آگے ہوتیں اور کبھی پیچھے

ہائے بے بی---اپنے عقب سے آنے والی آواز پر حیام کا ہاتھ کچھ پل کے لیے ساکت ہوا

پھر سر جھٹک کر کھڑی ہوئی اور رخ پیچھے کھڑے فہد کی جانب کیا

جو چہرے پر مکرہ مسکراہٹ لیے حیام کو دیکھ کم گھور زیادہ رہا تھا

فرمائیں—حیام نے سرد لہجے میں استفسار کیا تو پل کے لیے فہد گڑ بڑا گیا

مگر پھر ڈھیٹ بنا دھیمے قدم چلتا حیام سے دو قدم کے فاصلے پر رکا جبکہ

حیام سرد نظروں سے اس کا جائزہ لے رہی تھی

کیسے نا پہچانتی اس شخص کو—کاش تم آواز بدلنے کے ساتھ پرفیوم بھی بدل لیتے حیام نے دل میں سوچتے ہوئے فہد کو دیکھا

جو بے فکر سا اس کے سامنے کھڑا تھا جیسے وہ کبھی اس تک پہنچ ہی نہیں پائیں گے

فری ہو تو لنچ کرنے چلیں

میں نے تو حسام کو بھی آفر کی بٹ اس نے کہا اسے کہی جانا ہے اپنی سیکرٹری کے ساتھ چہرے پر معصومیت سجائے اور ایسے لہجے میں کہا جیسے بہت دکھ ہوا ہو حسام کے نا جانے کا

وہ ہمیشہ سے ایسے ہی آفس میں اور اپنے اسٹاف کے ساتھ بزی رہتا تھا فیملی کے لیے تو ٹائم ہی نہیں ہوتا تھا۔۔حیام کے کچھ نا کہنے پر حسام کے خلاف اپنی بکواس جاری رکھی تو حیام کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی

آفس کی جڑوں میں تم لوگ جو بیٹھے تھے تو حسام نے تو بزی رہنا ہی تھا نا ۔۔حیام کے طنزیہ لہجے میں کہنے پر فہد نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا جس پر حیام نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا

ابھی وہ پلٹتی کہ فہد نے اس کی شال پکڑ کر اپنی جانب کھینچا جس پر حیام نے سٹپٹا کر اس کی جانب تیز نظروں سے دیکھا جو شال کا کونا ہاتھوں میں تھامیں کھڑا تھا

اس سے پہلے حیام کچھ کہتی کہ اگلی افتاد پر بھونچکا کر پیچھے ہٹی

حسام جو وائٹ پیلس کے لان میں واک کر رہا تھا فہد کو باہر جاتے دیکھ کچھ سوچتے ہوئے اس کے پیچھے آگیا

اور جب وہ راجپوت مینشن میں داخل ہوا تو حسام کا دل کیا اس کی ٹانگیں توڑ دے

جب حسام پورچ سے ہوتا ہوا لان کی طرف آیا تو فہد کو کسی سے بات کرتا دیکھ رکا مگر جب شال کھینچنے پر حیام پلٹی تو غصے سے حسام کی رگیں تن گئی

تن فن کرتا فہد کے سر پر پہنچا اور پیچھے سے اس کے بال مٹھی میں بھر کر فاؤنٹین کے کنارے پر ارحم کا سرا تنی شدت سے مارا کہ پل میں خون بہتا ہوا فاؤنٹین کے پانی کو رنگتا چلا گیا

جبکہ حیام آنکھیں پھاڑے کبھی فہد کو دیکھتی جو درد سے چلا رہا تھا اور کبھی حسام کو جس کا چہرہ غصہ ضبط کرنے کی کوشش میں لال بھبھوکا ہوا تھا

گردن کی رگیں تنی ہوئی تھیں--غصے کے باعث تیز تیز سانسیں بھرتے فہد کو کالر سے تھام کر اپنے سامنے کیا

گھٹیا نیچ انسان ہمیشہ بسام کی طرح تمہیں چھوٹا بھائی سمجھا اور تم نے میری ہی عزت پر گندی نظر رکھی

فہد کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کرتے غرا کر کہا تو فہد نے جھٹپٹاتے ہوئے خود کو چھڑوانا چاہا

گردن اور شرٹ سر سے بہتے خون سے بھر چکی تھی

جبکہ حیام ابھی بھی بے یقینی کی کیفیت میں کھڑی حسام کو دیکھ رہی تھی

سالے ہمت بھی کیسے ہوئی میری بیوی کی طرف دیکھنے کی—— فہد کو زمین پر پٹک کر اس پر ٹھوکروں سے وار کرتے لہجے میں آگ سی تپش لیے غرا کر کہا تو حیام جیسے ہوش میں آئی اور جلدی سے حسام کی جانب بھری

چھوڑیں اسے حسام مر جائیں گا وہ—— حسام کو بازو سے کھینچتے ہوئے حیام نے کہا تو ایک پل کے لیے حسام رکا اور نرم نظروں سے حیام کی طرف دیکھا

فہد کے کراہنے پر ارتکاز ٹوٹا تو نرمی سے حیام کا ہاتھ بازو سے ہٹا کر فہد کی جانب متوجہ ہوا

آج یہ مر ہی جائیں تو بہتر ہے تا کہ دوسروں کے لیے عبرت بن جائیں"

کہ اگر کسی نے حسام راجپوت کی عزت کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی دیکھا تو

"اس کا انجام اس سے بدتر کروں گا میں

فہد کے چہرے کا نقشہ بگاڑتے ہوئے کہا تو حیام نے اپنا سر ہاتھوں میں

تھام لیا

اور آگے بھر کر پشت سے حسام کو اپنے حصار میں لے کر پیچھے کی جانب

کھینچا جو جنونی ہوئے جا رہا تھا

حد ہے ___ بس کر دے حسام اب - حیام نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں

کہا

تو حسام اس کی جانب پلٹا اور حیام کا ہاتھ تھام کر قدم باہر کی جانب

بڑھائے

"سنو اندر چھوٹے صاحب زخمی پڑے ہیں اٹھا کر ان کی والدہ ماجدہ کے چرنوں میں پھینک آؤ اور کہنا لگام ڈالے ورنہ حسام راجپوت نے ڈالی تو گلے میں پھندا ہی ڈالے گا"۔ گیٹ پر کھڑے سیکیورٹی گارڈ کو دیکھ کر کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا

حیام کبھی اپنے ہاتھ کو دیکھتی جو حسام نے تھاما ہوا تھا اور کبھی سامنے سنسان سڑک کو پتہ نہیں وہ اسے کہاں لے جا رہا تھا
لیکن حیام میں پوچھنے کی ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی
"عجیب سا احساس تھا آج تک وہ اپنی بہنوں کی محافظ بنتی آئی ان کے لیے لڑتی رہی لیکن آج حسام کو اپنا محافظ بنا دیکھ، اپنے لیے لڑتے دیکھ حیام کو خوشی کے ساتھ عجیب سا احساس رگ وپے میں سرایت کرتا محسوس ہوا---اس احساس کو وہ کوئی نام نہیں دے پا رہی تھی"

اچانک گاڑی رکنے پر حیام ہوش میں آئی اور حسام کی جانب دیکھا جو کار سے باہر نکل کر حیام کی جانب آرہا تھا

دروازا کھول کر حیام کو باہر نکال کر دروازے سے اس کی پشت ٹکا کر دائیں اور بائیں جانب اپنے ہاتھ ٹکا دیے جبکہ حیام ٹرانس سی کیفیت میں سب دیکھ رہی تھی

اپنے چہرے پر پڑتی حسام کی نرم گرم سانسیں اس ٹھنڈ میں بہت بھلی لگ رہی تھی لیکن وہ نظریں حسام کے جوتوں پر ٹکائے خاموش کھڑی تھی

جبکہ حسام آنکھوں میں جزبوں کی آنچ لیے بغور حیام کو دیکھ رہا تھا

ہاتھ بڑھا کر چہرے پر آئی لٹ کو کان کے پیچھے اڑسا تو حیام نے آنکھیں بند کر کہ حسام کے لمس کو محسوس کیا مگر نظریں ہنوز جھکی ہوئی تھی

میرے پاس۔۔۔۔ابھی حسام جملہ پورا کرتا کہ حیام نے اس کی بات کاٹ دی

الفاظ کبھی بھی روح پر لگے گھاؤ کا مداوا نہیں کر سکتے "ہنوز نظریں جھکائے کہا تو حسام نے بے بسی سے اپنے جبڑے بھینچے

ایک محبت کرنے والے شخص کے الفاظ میں اتنی تاثیر تو ہوتی ہے کہ "ان گھاؤ پر اپنے الفاظ سے مرہم رکھ سکے،ان کی تکلیف کو کم کر سکے اگر پھر بھی میں ناکام ٹھہرا تو اپنے محبت بھرے لمس سے ان گھاؤ کو" بھر دوں گا مجھے ایک موقع تو دو زندگی---بوجھل لہجے میں سرگوشی کرتے اپنا سر حیام کے سر سے ٹکا دیا

حیام کی آنکھیں پل میں نم ہوئی

نظریں اٹھا کر حسام کو دیکھا تو حسام کو اپنا دل ان نم نین کٹوروں میں ڈوبتا محسوس ہوا

ہاتھ بڑھا کر حیام کی آنکھ کے کونے سے آنسوں صاف کیا اور اپنا ہاتھ حیام کے گال پر ٹکا دیا

"خدا گواہ ہے کہ حسام راجپوت نے کتنی شدت سے تمہیں چاہا ہے، تم سے دوری حسام راجپوت کے لیے بہت جان لیوا ثابت ہوئی ہے یہ مت سمجھنا کہ تم بن مرا نہیں تو مر نہیں سکتا۔۔۔۔تم تک واپس لوٹنے کے لیے جیسے جی لیا وہ زندگی تو نہیں تھی --اب دور جاؤ گی تو خدا کی قسم حسام راجپوت مر جائیں گا"

بوجھل نم لہجے میں کہتا وہ حیام کو ساکت کر گیا آخری بات پر حیام نے تڑپ کر اپنا ہاتھ حسام کے ہونٹوں پر رکھا جس پر شدت سے حسام نے اپنے لب رکھے اور ہاتھ ہونٹوں سے ہٹا کر اپنے دل کے مقام پر رکھ لیا

"مجھ پر رحم کرو حیام۔۔۔۔یہ ہجر بہت جان لیوا ہے اپنا سر حیام کے سر سے ٹکاتے کہا تو حیام نے اپنی آنکھیں موند لیں

حسام کی نظروں کی تپش پر حیام نے آنکھیں کھولی اور اس کی نظر اپنے ہونٹوں پر دیکھ کر پیچھے کھسکنا چاہا جب حسام نے جھک کر اپنے لب حیام کے لبوں پر رکھنے چاہے تو حیام نے چہرہ پھیر لیا

حسام نے بے بسی سے اس کے کپکپاتے وجود کی طرف دیکھا پھر دونوں کے درمیان تھوڑے سے فاصلے کو سمیٹ کر آگے بڑھا اور اپنی شال میں حیام کو لے کر اس کے گرد حصار باندھ دیا

بدل گئے میرے موسم

تو یار اب آئے

غموں نے چاٹ لیا

غمگسار اب آئے

یہ وقت اس طرح رونے کا تو نہیں ——

لیکن

میں کیا کروں کہ میرے سو گوار اب آئے

تلخ لہجے میں شعر پڑھ کر حسام کی آنکھوں میں دیکھا

تم لوگوں کے لیے یہ ہجر صرف جان لیوا تھا، لیکن میرے لیے یہ ایک "

ایسا زہر ثابت ہوا جو میری رگوں میں مکمل طور پر رچ گیا اور اب ہر

گزرتے دن کے ساتھ یہ مجھے تل تل مار رہا ہے—اپنا سر حسام کے سینے

سے ٹکاتے روتے ہوئے کہا تو حسام نے اپنی گرفت حیام کے گرد سخت

کر دی

اس سفر پر صرف تم لوگ ایک دوسرے سے دور ہوئے لیکن میں "

نے اپنا سب کچھ کھو دیا حسام——اپنا بچپن——اپنے خواب——اپنی

خوشیاں——اپنا آپ——اپنی محبت——اپنے جزبات--میرا وجود

نامکمل ہو گیا تھا حسام بتاؤ کیا کروں میں---حسام کی شرٹ مٹھیوں میں

دبوچے تڑپ تڑپ کر روتے ہوئے کہا تو حسام کو اپنا دل پھٹتا محسوس ہوا

میرا وجود کرچی کرچی ہو گیا ہے۔۔بہت کوشش کرتی ہو سمیٹنے کی پر ہر "
" بار خود کو زخمی کر بیٹھتی ہوں

ششششش۔۔۔تم۔نامکمل نہیں ہو ادھورا تو میں تھا۔۔۔اور ہوں بھی تمہارے بن۔۔۔میرے وجود کا حصہ ہو تم حیام۔۔۔مجھے صرف تمہاری چاہ ہے میری بن کہ میرا یہ ادھورا پن ختم کر دو مجھے تمہارے سوا کچھ بھی نہیں چاہئیے۔۔۔مجھے تم سے صرف تمہاری طلب ہے۔

حیام کا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر شدت سے کہا تو حیام نے نم پلکیں اٹھا کر حسام کی جانب دیکھا
جو اپنی روشن آنکھوں سے حیام کو ہی دیکھ رہا تھا

جھک کر نرمی سے حیام کے ہونٹوں کو چھوا اور شدت سے اسے خود میں بھینچ لیا

تم یہاں کیا کر رہی ہو ---- اپنے آفس میں ثناء کو دیکھ کر بسام نے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو وہ ہستی ہوئی سامنے کرسی پر بیٹھ گئی

تمہیں فرصت سے دیکھنے کا دل کر رہا تھا -- سوچا آفس ہی چلی جاؤ ---

یہاں تو سٹاف کے سامنے اپنے گھر کی عزت کو بے عزت کر کہ نہیں نکال سکتے نا --- اپنے دونوں ہاتھ ٹیبل پر ٹکا کر بے شرمی سے آنکھ دبا کر کہا

تو بسام نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی

"یہ غلط فہمی بھی تمہاری ابھی دور کرتا ہوں اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے سخت نظروں سے ثناء کو گھورتے ہوئے کہا جو ڈھٹائی سے مسکرا رہی تھی "

بسام نے اپنی سخت گرفت میں ثناء کی بازو دبوچی اور اسے کھینچ کر کرسی سے اٹھا کر دروازے کی جانب دھکا دیا

"دفع ہو جاؤ ورنہ گارڈ سے کہہ کر دھکے دے کر نکلواؤ گا" بسام کے گرج کر کہنے پر ثناء بے شرموں کی طرح اس کی جانب بڑھی اپنے دونوں ہاتھ بسام کے کالر پر رکھے

"اففف تمہارا یہ غصہ ——یہی تو پاگل کرتا ہے مجھے ——غصے میں اتنے جان لیوا لگتے ہو تو محبت کرتے ہوئے تو مار ہی ڈالو گے" بے باکی سے کہتی بسام کے غصے کو ہوا دے گئی

ابھی بسام اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر جھٹکتا کہ آفس کا دروازا کھلنے کی آواز پر سامنے دیکھا

جہاں مائسہ ہاتھ میں فائلز تھامیں سنجیدہ نظروں سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی

اوکے بوبی گھر پر ملتے ہیں—— ثناء نے محبت سے چور لہجے میں کہہ کر اپنے لب بسام کے گال پر ثبت کیے

جبکہ بسام حق دق سا کبھی ثناء کو دیکھتا اور کبھی مائسہ کو

مائسہ نا ہوتی تو وہ اس لڑکی کی دماغ ٹھکانے لگا دیتا

تبھی ثناء مسکراتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھی

مائسہ جو سنجیدہ چہرے سے ثناء کی طرف دیکھ رہی تھی اس کے اپنے پاس سے گزرنے پر پلٹے بنا اپنے دائیں ہاتھ سے ثناء کے بال پیچھے سے پکڑ کر ثناء کو اپنے سامنے کھینچا

ابھی ثناء اسی افتاد پر سنبھل نہیں پائی تھی کہ مائسہ نے اپنے بائیں ہاتھ کا مکہ بنا کر اس کے ہونٹوں پر مارا

تو پل میں ہی ثناء کے لپسٹک سے سجے ہونٹ خون سے رنگ گئے

شوہر ہے وہ میرا آئندہ اسے چھونا تو دور اس کے آس پاس بھی نظر آئی" تو جان سے مار دوں گی" درد سے تڑپتی ہوئی ثناء کے منہ پر چلا کر کہا

اور دروازا کھول کر ثناء کو باہر دھکا دیا اور ٹھک سے دروازا بند کیا

مائسہ کے اتنے شدید رد عمل پر بسام منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا کہ مائسہ کے پلٹنے پر جلدی سے منہ بند کیا اور سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا جو بسام کی طرف ہی آ رہی تھی

مائسہ آئی کین ایکسپلین اٹ یار —— بسام نے مائسہ کی جانب دیکھ کر نرم لہجے میں کہا جو ٹیبل پر فائل رکھ رہی تھی

ابھی بسام کچھ سمجھتا کہ مائسہ نے ٹیبل پر پڑا پانی کا گلاس اٹھا کر بسام کے

چہرے پر پھینکا

چہرے پر پانی گرنے سے بسام ایک دم سے پیچھے ہوا کیونکہ اس کا کوٹ

بھی پانی سے بھیگ چکا تھا

اگر تم اس جیسی گھٹیاں لڑکیوں سے دور نہیں رہ سکتے تو مہربانی کر کہ "

مجھے چھوڑ دو---اتنے سال تمہارا انتظار اس لیے نہیں کیا بسام راجپوت

کہ تم آؤ تو میں ہر وقت اس خوف میں مبتلا رہو کہ کوئی تمہیں مجھ سے

چھین نا لے---اگر لوٹ آئے ہو تو صرف میرے بن کر رہو---نہیں

تو چھوڑ دو---کیونکہ مائسہ راجپوت کو ادھورے رشتوں سے نفرت

ہے---اور اب مجھ سے بات بھی مت کرنا" غصے سے تیز تیز سانس

لیتی وہ ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولی تو بسام نے اپنے لب بھینچے

مائسہ گلاس رکھتی کہ گلاس میں تھوڑا سا پانی دیکھ کر اسے بھی بسام کے چہرے پر پھینک دیا جس پر بسام نے اپنی آنکھیں زور سے بند کی

اپنا بندہ بھیج کر قیصر حیات کے آفس میں وائس ڈیوائس لگوا چکا ہوں اب جو بھی وہاں بات ہو گی ہمیں پتا لگ جائے گی

کال اس لیے ٹریس نہیں کروائی ــــ کیونکہ اسے پتا لگ جائے گا ــــ اور میں رسک نہیں لینا چاہتا تھا ارحم

نے لیپ ٹاپ سے ڈیوائس کنیکٹ کرتے ہوئے حیام سے کہا جو قیصر حیات کا سارا ڈیٹا چیک کر رہی تھی

ہمم ــــ میں رخصتی کی بات کرنے والی ہوں ــــ کیونکہ پھر پھوپھو ضرور کچھ کریں گی ــــ اسی لیے میں نے بابا اور نانی لوگوں کی عمرے کی ٹکٹس کروا دیں ہیں تا کہ وہ ان سب چیزوں سے دور رہیں" حیام کی بات

پر ارحم کا دل ڈوبا لیکن یہ تو ہمیشہ سے طے تھا—اپنے جذبات پر قابو پا کر

اثبات میں سر ہلایا

ان کی حفاظت کے لیے—ارحم نے سوالیہ لہجے میں پوچھا

اللہ کے گھر سے زیادہ محفوظ جگہ کونسی ہو گی---وہ وہاں ہو گے تو میں"

"ہر فکر سے آزاد ہو کر اچھے سے کونسٹریٹ کر پاؤں گی

باقی سب اللہ کی امان—وہ چاہے تو ہزار دشمنوں کے جھنڈ میں بھی آپ"

پر آنچ ما آنے دے---اس ذات پر تو پورا یقین ہے——لیکن یہ سب نانا

"نانی کے لیے وہ خامخواہ ٹینشن لیں گے

حیام کے کہنے پر ارحم اپنی کرسی سے اٹھا

چلو میں چلتا ہوں---اگر کوئی انفو ملی تو تمہیں میسج کر دوں گا

مجھے بھی آج آفس جانا ہے—ایکچولی آج ایک میٹینگ تھی اور جن سے ہے وہ میرے پرانے کلائنٹ ہیں اسی لیے مائسہ نے بلایا ہے——حیام نے اپنا موبائل اٹھاتے ہوئے کہا

چلو ساتھ ہی چلتے ہیں ارحم نے باہر کی جانب جاتے کہا تو حیام نے بھی اپنے قدم باہر کی جانب بڑھائے

وائٹ شرٹ پر بلیک اینڈ وائٹ کا مینیشن کی جیکٹ اور بلیک پینٹ پہنے حیام بالوں کی ٹیل پونی کیے—حیام کی گرے آنکھیں سنجید گی لیے اس وقت پرکشش لگ رہی تھی

حیام نے میٹینگ روم میں نگاہ دوڑائی

جبکہ آف وائٹ شرٹ کے ساتھ براؤن پینٹ اور براؤن ہی جکیٹ پہنے مائسہ حیام کے دائیں جانب بیٹھی تھی جبکہ حیام سربراہی چیئر پر بیٹھی میٹینگ سٹارٹ کرنے والی تھی

کہ تبھی دروازا کھلنے پر حیام نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا

جہاں سے حسام اور بسام داخل ہوئے سب کو سلام کر کے حسام—— حیام کے بالکل سامنے والی چیئر پر جبکہ بسام مائسہ کے ساتھ والی چیئر سے سیکرٹری کو اٹھا کر بیٹھ گیا جس پر مائسہ نے دانت پیسے

گرے پینٹ کوٹ میں حسام- جبکہ بلیو پینٹ کوٹ میں بسام اپنی مردانہ وجاہت سے سب کو اپنی جانب متوجہ کر رہے تھے

حیام نے سر جھٹک کر میٹینگ سٹارٹ کی

جبکہ مائسہ پراجیکٹر پر شو ہونے والے تصاویر کے پوائینٹس سب کو کلئیر کر رہی تھی

ایک منٹ حیام بیک کرنا —— حسام کی سنجیدہ آواز پر حیام نے اس کی طرف دیکھا جو اب اٹھ کر اس کی جانب آ رہا تھا

عین حیام کے پیچھے کھڑے ہو کر —— اپنا ہاتھ حیام کے کندھے سے گزارتے ہوئے نیچے کو جھکا کہ حیام کے وجود سے اٹھتی مسحور کن خوشبو حسام کو اپنے حواسوں پر چھاتی محسوس ہوئی

یہ پوائنٹ دوبارا سے سمجھانا مائسہ —— کسی کو کنفیوژن نہ رہے ہنوز لیپ ٹاپ پر انگلیاں پھیرتے حسام نے کہا

تو مائسہ سر ہلا کر پھر سے سمجھانے لگی جبکہ بسام نے اپنے بھائی کی حرکت پر چہرہ جھکا کر مسکراہٹ چھپائی

پیچھے ہٹیں حسام —— حیام نے کھا جانے والی نظروں سے حسام کی طرف دیکھتے ہوئے آہستہ آواز میں کہا

توحسام نے مخمور نظروں سے حیام کے لبوں کو خود کے اتنے قریب دیکھا

پھر ارد گرد نگاہ دوڑائی تو سب سکرین کی جانب متوجہ تھے جبکہ حیام نے رخ موڑ لیا تھا

پھر آہستہ سے جھک کر حیام کی گردن پر اپنے لب رکھ کر شدت بھرا لمس چھوڑا ــــــ حسام کا یہ عمل حیام کو ساکت کر گیا

ابھی حیام پیچھے دیکھتی کہ حسام نے اپنے دانت حیام کی گردن پر گاڑھ دیے - تکلیف پر حیام نے سختی سے اپنے لب بھنیچے جبکہ حسام اب اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ چکا تھا

اپنے نچلے ہونٹ پر انگھوٹھا پھیرتے ہوئے حیام کو دیکھ کر آنکھ دبائی جس پر حیام نے سٹپٹا کر اپنا سر لیپ ٹاپ پر جھکا لیا

لوفر انسان ــــ دانت پیس کر غصے سے کہا تو بسام نے چونک کر اس کی جانب دیکھا جو سرخ چہرہ جھکائے ــــ بڑبڑانے میں مصروف تھی

پھر اپنے بھائی کی جانب جو ہونٹوں پر شوخ مسکراہٹ لیے حیام کو ہی دیکھنے میں محو تھا

اور پھر اپنے والی کو جو آج جوالہ مکھی بنی ہوئی تھی ــــ بسام نے سر جھٹک کر موبائل نکالا اور میسج ٹائپ کر کہ سینڈ کیا

اور کرسی سے پشت ٹکا دی

دانیال پیچھے ہٹیں ــــ دیکھیں کتنا ٹائم ہو گیا ہے ــــ نبال نے دانیال کو خود سے پیچھے کرتے ہوئے جھنجھلا کر کہا

کیا ہے یار سونے دو ــــ ایک تو پہلے ساری رات سونے نہیں دیا ــــ

نبال کو خود میں بھینچتے ہوئے بوجھل لہجے میں کہا تو نبال سٹپٹا گئی

پہلے تو خود ساری رات اپنی منمانیاں کرتا رہا صبح چھ بجے کے بعد نبال کی نیند سے بند ہوتی آنکھوں کو دیکھ کر اسے سونے دیا

نبال کو سوتے ہوئے بھی دانیال کے لبوں کا لمس کبھی اپنے ہونٹوں پر کبھی گردن پر جا بجا محسوس ہوتا رہا—وہ جانتی تھی اگر وہ اٹھ گئی تو وہ پھر رات والے روپ میں اجائے گا اسی لیے ڈھیٹ بنی سوتی رہی

اور اب جب اس کی آنکھ کھلی تو گھڑی دوپہر کے دو بجا رہی تھی

وہ جانتی تھی اگر اس کا موبائل خاموش پڑا ہے تو ضرور حیام نے نانی کو سنبھال لیا ہوگا ورنہ اب تک نا جانے وہ کتنی بار کال کر چکی ہوتی

دانی پلیز---نبال نے اپنے ہاتھ دانیال کے کندھوں پر رکھ کر بے بسی سے کہا تو

دانیال نے چہرہ اٹھا کر اس کی جانب دیکھا

نبال کی آنکھوں میں رتجگے کی سرخی دیکھ کر دانیال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی

تو نبال نے نامحسوس انداز میں کمفرٹر اپنی گردن تک کھینچ لیا

جس پر دانیال کا مدھم قہقہہ گونجا

نبال کے چہرے پر اپنی انگلیاں پھیرتے ـــ گہری نظروں سے نبال کو دیکھنے لگا

ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں ـــ۔ نبال نے اپنے لب چباتے ہوئے کہا تو

دانیال نے انگھوٹھے کی مدد سے نبال کے لب آزاد کروائے اور نرمی سے انہیں چھوا

یہی کہ کل تم اس رنگ میں لال پڑی لگ رہی تھی --- یا میری قربت کا

"رنگ اس رنگ سے زیادہ گہرا ہے

نبال کے گال پر اپنی بیرڈ رب کرتے ہوئے کہا تو نبال نے اپنی آنکھیں موندلیں

پھر کونسا زیادہ گہرا لگا——دانیال کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے

پوچھا تو دانیال نے اپنا چہرہ نبال کی گردن میں چھپالیا

آفکورس دانیال راجپوت کی محبت اور شدتوں کا رنگ "بوجھل لہجے"

میں سرگوشی کی تو نبال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئ

اب مجھے گھر چھوڑدیں---اج کورٹ جانا تھا مجھے——نبال نے منہ بسور

کر کہا تو دانیال نے اس کی جانب دیکھا

اب تو ٹائم بھی گزر گیا—تو چھوڑو——آج ایک ساتھ——ایک

دوسرے میں گم رہتے ہیں——شوخ لہجے میں کہا تو نبال نے گھور کر

دیکھا

کام ختم نہیں ہوا میرا ــــ اج نا جانے سے کام بڑھا ہے میرا اب پیچھے

ہٹیں اور شرافت سے چھوڑ کر آئیں مجھے دانیال کو پیچھے کرتے ہوئے کہا

تو دانیال بیڈ پر چت لیٹ گیا اور اپنے بازو وارد گرد پھیلا لیے

ظالم بیوی --- کل اپنی اداؤں سے گھائل کیا --- اور آج جانے کی بات

سے دانیال نے افسوس بھرے لہجے میں کہا تو نبال کا خوبصورت قہقہہ

روم کی فضا میں گونجا تو دانیال نے آنکھیں بند کر کہ اس خوبصورت

کھنک کو محسوس کیا

مائسہ کے روم سے نکلتے ہی بسام تیز قدموں سے اس کے پیچھے روم سے

باہر نکلا

مائسہ کو اسٹئیرز کی جانب بڑھتے دیکھ پہلے کی طرح بسام اسے سمجھنے کا

موقع دیے بغیر بازو سے پکڑ کر لفٹ میں داخل ہوا

اور اپنے موبائل سے کسی کو میسج سینڈ کیا

جبکہ مائسہ آج بھی اس دن کی طرح حق دق سی اس افتاد کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی

بسام کو اپنے سامنے دیکھ صبح کا غصہ پھر عود آیا

"یہ کیا بتمیزی ہے بسام ---- اپ کو پتا ہے لفٹ میں میری طبیعت خراب ہو جاتی ہے پھر یہ فضول حرکت کیوں کی -- مائسہ نے کھا جانے والی نظروں سے بسام کو دیکھتے ہوئے کہا جو

چہرے پر مسکراہٹ سجائے اسے ہی دیکھ رہا تھا

"تمہاری طبیعت خراب ہو جاتی ہے اسی لیے تو یہ فضول حرکت کی ہے" بسام نے کندھے آچکا کر کہا تو

مائسہ نے حیران نظروں سے اس کی جانب دیکھا

ابھی وہ کچھ کہتی اس سے پہلے لفٹ ایک جھٹکے سے رکی تو مائسہ نے ڈر کر ارد گرد اور پھر بسام کی جانب دیکھا جو ہنوز ویسے ہی کھڑا تھا

یہ ۔۔۔۔ کک ۔۔۔۔ کیا ہوا ہے ۔۔۔۔ یہ ۔۔۔۔ بند کیوں ہو گئی بسام -- نم لہجے میں مائسہ نے بسام کو دیکھتے ہوئے کہا جس نے مائسہ کے دیکھنے پر کندھے اچکا دیے

پل میں مائسہ کا جسم پسینے میں بھیگ گیا ۔۔۔۔ نم نظروں سے اپنے سامنے کھڑے اس سنگ دل کو دیکھا جس کے اطمینان میں رتی برابر فرق نہیں آیا تھا

آپ ۔۔۔۔ نے جج ۔۔۔۔ جان بوجھ کر کیا نا ۔۔۔۔ اپنی اکھڑتی سانسوں پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا

تو بسام کا مدھم قہقہہ لفٹ میں گونجا

جی بالکل جانِ بسام ـــــ بسام کے اس طرح کہنے پر مائسہ کی آنکھیں پل میں لبالب پانیوں سے بھر گئی

ہمت کر کہ لفٹ کی جانب بڑھی

کھ ـــــ کھولو ـــ پلیز ـــ ہیلپ می ـــــ لفٹ کر دروازے پر زور زور سے ہاتھ مارتے ہوئے بے بسی سے روتے ہوئے کہا تو بسام کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ آئی

جانِ بسام کیوں انرجی ویسٹ کر رہی ہو ـــــ تمہاری ان اکھڑتی " سانسوں میں ادا ہوئے لفظ اسی لفٹ کی چار دیواری میں اپنا دم توڑ چکے ہیں اور تمہارے نازک ہاتھوں سے اس لفٹ پر اور باہر والوں پر کوئی اثر نہیں پڑنے والا "

پشت سے مائسہ کو اپنے حصار میں لے کر کہا تو مائسہ نے جھٹکے سے بسام کا حصار توڑا جس پر بسام کے چہرے پر ناگوار تاثرات ابھرے

لفٹ کی دیوار سے لگ کر اپنی بے بسی پر روتے ہوئے مائسہ نیچے بیٹھتی چلی گئی

بیگ میں ہاتھ ڈال کر انہیلر نکالنا چاہا تو بیگ بالکل خالی تھا

نم نگاہوں سے بسام کی جانب دیکھا جو مائسہ کے بالکل سامنے بیٹھ چکا تھا

انہیلر تو وہ میٹینگ کے دوران ہی نکال چکا تھا

تھوڑی دیر گزرنے پر جب مائسہ کو احساس ہوا کہ اب سانس نا آئی تو وہ مر جائے گی

تو بسام کی جانب بے بسی سے دیکھا

بس ــــ سام ــ آ ــــ ئی ــــ کا ــــ نٹ ــــ بر ــــ یتھ اکھڑتی سانسوں کے درمیان کہا تو بسام مائسہ کی جانب کھسکھا

تو کیا کر سکتا ہوں میں ـــ تمہارا مسئلہ تم جانو مائسہ پر جھکتے ہوئے سرد لہجے میں کہا تو

مائسہ نے نم نگاہوں سے بسام کو دیکھا
اپنی بے بسی پر پھوٹ پھوٹ کر رونے کا دل چاہا
آنکھیں بند کر کہ خود پر جھکے بسام کے بالوں میں ہاتھ ڈال کر خود پر جھکانا
چاہا تو بسام نے اپنا چہرہ پیچھے کر لیا
جس پر مائسہ نے حیرانگی، دکھ تکلیف سے اس کی جانب دیکھا

“First say Maisa Rajput that you will never be angry with me—

Even if you get angry, you will not go away from me. You will not take me away from your closeness.

Say that Bassam Rajput has the right to every breath you take.

Say that only Bassam Rajput has the right to rule on your body, your heart and your breath.

Because now my breath is in your breath. ""

—پہلے یہ کہو مائسہ راجپوت کہ تم کبھی مجھ سے ناراض نہیں ہو گی اگر ناراض ہوئی بھی تو تم مجھ سے دور نہیں جاؤ گی. تم مجھے اپنی قربت سے دور نہیں کرو گی۔

کہو کہ تمہاری ہر آتی جاتی سانس پر بسام راجپوت کا حق ہے۔۔

کہو کہ تمہارے وجود پر، تمہارے دل پر اور تمہاری سانسوں پر حکمرانی کرنے کا حق صرف اور صرف بسام راجپوت کا ہے۔

"کیونکہ اب تمہاری سانسوں میں میری سانسیں بھی شامل ہو چکی ہیں

ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہتا وہ مائسہ کو دنگ کر گیا

لیکن مائسہ نے کہنے کی بجائے بسام کو خود پر جھکا کر اس کی سانسوں میں اپنی سانسیں الجھادی

جبکہ بسام نے مائسہ کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود پر گرالیا اور خود لفٹ کی دیوار سے اپنی پشت ٹکادی

بسام کی سانسوں کو قطرہ قطرہ خود میں انڈیل کر مائسہ نے اپنی اکھڑتی سانسوں کو ہموار کیا اور آخر میں بسام کے ہونٹ پر زور سے اپنے دانت گاڑھ دیے ابھی بسام اپنا بدلہ لیتا کہ مائسہ جھٹکے سے پیچھے ہٹی

میرا دل تو کر رہا ہے آپ کو جان سے مار دوں بسام "مائسہ نے چلا کر کہا"

تو بسام نے اپنی گرفت مائسہ کہ کمر پر سخت کر دی ——بسام کی انگلیاں مائسہ کو اپنی جلد میں دھنستی محسوس ہوئی

"میرا ابھی یہی دل چاہ رہا تھا کہ تمہیں جان سے مار دوں جب تم بلا وجہ مجھ سے ناراض ہوئی دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو مائسہ نے تاسف سے اس شخص کو دیکھا

"مائسہ کو اس وقت بسام ایک جنونی لگا—— جس نے پہلے اس کی سانسیں بند کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی—— پھر اسے خود کی جانب متوجہ کیا---اور جب وہ اس کی جانب بڑھی تو اپنی سانسیں دینے پر اتنی لمبی فرمائشیں سنادی کہ پہلے وہ یہ کرے—— کیا وہ اسے عام انسان کی طرح منا نہیں سکتا تھا" مائسہ نے سر جھٹک کر خونخوار نظروں سے بسام کو دیکھا

بلاوجہ—— میری ناراضگی بلاوجہ تھی—— تو ٹھیک ہے ہٹے اور جانے دے مجھے——

میری بات ذہن نشین کر لو مائسہ راجپوت اگر کسی تیسرے یا کسی بھی "
وجہ سے تم مجھ سے ناراض ہوئی یا دور گئی تو میں بسام راجپوت سچ میں
تمہاری سانسیں چھین لوں گا" مائسہ کے بال کان پیچھے اڑستے ہوئے کہا
تو مائسہ نے ایک خفا نظر بسام پر ڈال کر رخ پھیرنا چاہا
کدھر ——— ابھی بیس منٹ ہیں پھر تمہاری سانسیں اکھڑے گی اسی لیے
یہی رہو میرے پاس مائسہ کو خود میں بھینچتے ہوئے کہا
اور پھر اسے سمجھنے کا موقع دیے بغیر اس کے ہونٹوں پر جھک گیا
مائسہ کے ہونٹوں کو سخت گرفت میں لیتے اپنی شدتیں اس پر نچھاور
کرنے لگا

اپنا ایک ہاتھ مائسہ کے بالوں میں اور دوسرے ہاتھ سے اس کے ہاتھوں
کو پیچھے پشت پر باندھ دیا

"I'm addicted to your breath."

مجھے تمہاری سانسوں کا نشہ ہو گیا ہے "مائسہ کے سر سے اپنا سر ٹکا کر "
شدت سے کہتے

مائسہ کو اپنی بے ترتیب ہوئی سانسوں کو سنبھالنے کا موقع دیے بغیر
دوبارا سے مائسہ پر جھک گیا
اور مائسہ راجپوت کو یہ بیس منٹ اپنی زندگی کے طویل ترین منٹ لگے

حیام نے رضوان صاحب کو عمرے پر جانے کے لیے منالیا اور انہیں کسی
سے بھی اس بارے میں بات کرنے سے منع کیا
اور پھر رات کی فلائٹ سے ان سب کو ائیر پورٹ چھوڑ آئی لیکن یہ بات
راجپوت مینشن میں ہی رہی
آج صفیہ بیگم نے ان لوگوں کو کھانے پر بلایا تھا تو اب وہ سب ریڈی ہو
کر وائٹ پیلس جانے والی تھیں

بھائی یار کیا کر رہے ہیں آپ دانیال نے جھنجھلا کر حسام سے پوچھا

جو کب سے اپنے موبائل میں گم تھا

اہ- ہاں کچھ نہیں بس دیکھ رہا تھا جب رخصتی کی ڈیٹ لینے جاتے ہیں تو کیا

"کیا لے کر جانا پڑتا ہے

حسام نے مسکراتے ہوئے کہا تو بسام اور فاطین کا قہقہہ گونجا

جبکہ دانیال نے بامشکل اپنی مسکراہٹ روکی

ہنس لو تم لوگ—اب میں صرف اپنی رخصتی کی بات کروگا چچا سے

حسام نے انہیں گھورتے ہوئے کہا تو دونوں سیکنڈ میں سنجیدہ ہوئے

یار بھائی مزاق تھا بسام نے منہ بسور کر کہا تو حسام نے اسے گھوری سے

نوازا

آج تو چاچو لوگ ڈنر کے لیے آ رہے ہیں —— اسی لیے کل جب حیام لوگ گھر نہیں ہو گی تو چاچو سے رخصتی مانگنے جاؤں گا

اب میں اس معاملے میں دیر نہیں کرنا چاہتا" حسام نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو فاطین اور دانیال نے گڑبڑا کر نظروں کا زاویہ بدلہ

اگر ان کے بھائی کو پتہ چلے کے اس کے بھائی خود سے رخصتی وغیرہ کر چکے ہیں تو کتنی درگت بنی ہے ان کی بسام تو انہیں زندہ نہیں چھوڑے گا" فاطین نے اپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر مسکرا کر حسام کو دیکھا

جو بالکل سنجیدہ تھا

حیام کی غیر موجودگی میں کیوں —— کیا وہ رخصتی سے منع کر دے گی یا آپ حیام سے ڈرتے ہیں —— بسام نے لب دبا کر کہا تو ایک پل کے لیے حسام گڑبڑا گیا

پھر سخت نظروں سے بسام کو دیکھا

حیام کیا ہوتا ہے رشتے میں بڑی ہے تم سے بھابھی کہا کرو۔۔۔۔بات بدلنے کر بسام کو ڈانٹا تو اس نے منہ بسور کر جی بھائی کہا

رضوان نہیں آیا صفیہ بیگم نے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے کہا جس کی سر براہی کرسی پر حسام اس کے دائیں جانب حیام جبکہ بائیں جانب فاطین۔۔۔۔فاطین کے ساتھ عنان پھر نبال اور دانیال جبکہ حیام کے ساتھ مائسہ اور بسام۔۔۔۔بسام کے ساتھ فرح اور آخر میں ثناء جبکہ حسام کے بالکل سامنے والی کرسی پر صفیہ بیگم بیٹھی تھیں

جبکہ فہد وہاں موجود نہیں تھا

اپنے گھر کو یوں مکمل دیکھ کر حسام کو اپنے رگ و پے میں سکون سرائیت کرتا محسوس ہوا

اگر سامنے بیٹھی اور عورت بے شک ان سے محبت نا کرتی ـــــ لیکن وہ بھی نا کرتی جو وہ کر چکی ہے تو ـــ وہ کتنی عزیز ہونی تھی ان سب کو حسام نے سوچتے ہوئے سر جھٹکا

بابا کھانا جلدی کھا لیتے ہیں اب تو وہ سو بھی چکے ہو گے ـــــ ویسے بھی آج کل سردی زیادہ ہے وہ مینشن سے کم ہی باہر جاتے ہیں

حیام نے اپنی پلیٹ میں کھانا نکالتے ہوئے کہا تو صفیہ بیگم نے ہنکارہ بھرا

کچھ دیر سب ہی خاموشی سے کھانا کھاتے رہے جب حیام کو اپنے پاؤں پر حسام کے پاؤں کا لمس محسوس ہوا

حیام نے حیران نظروں سے اس کی جانب دیکھا جو کتنا سنجیدہ مزاج لگتا تھا ـــ مگر حرکتیں کالج بوائے جیسے تھی

ابھی وہ اس جھٹکے سے ہی نہیں سنبھل پائی تھی جب حسام نے حیام کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا

جس پر حیام نے سخت نظروں سے حسام کو گھورا جو بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا

مجھے کچھ پوچھنا تھا تم سے حیام۔۔۔۔۔فرح کی سنجیدہ آواز پر حیام نے اس کی جانب دیکھا

-پوچھو

کچھ دن پہلے میں نے تمہیں ہاسپٹل دیکھا تھا۔۔۔۔گائنا کالوجسٹ کے روم سے نکلتے۔۔۔۔مجھے لگا شاید تم لوگ چھپ کے ہمیں گڈ نیوز دینے والے ہو جبکہ وہاں جا کر جو مجھے معلوم ہوا تو بہت افسوس ہوا۔۔۔۔

افسوس بھرے لہجے میں کہتی وہ۔۔۔۔وہاں بیٹھے سب لوگوں کو زہر لگی جبکہ فرح کی بات پر حیام کے چہرے کا رنگ ایک دم سے فق ہوا جبکہ ہاتھ پر حسام کی گرفت مضبوط ہوتی محسوس ہوئی

ابھی عنان یا نبال غصے سے کچھ کہتی کہ حیام کی نرم آواز گونجی

کیا پتہ چلا تمہیں فرح ___ حیام نے عام سے لہجے میں کہہ کر چاول منہ میں ڈالے

تو فرح کے سینے پر سانپ لوٹ گئے وہ تو اس کا تماشہ بنانا چاہتی تھی لیکن وہ خاموش تھی

سوری مجھے کہتے ہوئے اچھا تو نہیں لگ رہا لیکن بہت افسوس ہوا سن کر کہ تم ماں نہیں بن سکتی ___ فرح کی بات پر ان سب نے ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچی جبکہ مائسہ نے اپنی پلیٹ پوری قوت سے پیچھے کو کھسکائی کے وہ سامنے پڑے گلاس سے لگی جس کہ باعث پانی سے بھرا گلاس ٹیبل پر گر گیا

ہاہا سو فنی فرح یار ___ اگر میری رخصتی ہوئی ہوتی ___ یا تمہارا بھائی پہلے میرے ہاتھ لگ گیا ہوتا تو تمہیں ضرور گڈ نیوز سنا کر اس بات کو جھوٹ ثابت کرتی حیام نے مدھم قہقہہ لگا کر ہستے ہوئے کہا

توعنان لوگوں نے حیران نظروں سے اس کی طرف دیکھا

جبکہ حیام کا حسام کو فرح کا بھائی کہنا اسے آگ لگا گیا

ویسے تم کیا لینے گئی تھی گائنا کالوجسٹ کے پاس کہی تم تو نہیں ہمیں"

گڈ نیوز دینے والی—— حیام نے لہجے میں حیرت سمو کر کہا تو فرح تن فن

کرتی وہاں سے چلی گئی

جس کے تھوڑی دیر بعد صفیہ بیگم بھی اٹھ گئی

جبکہ وہ آرام سے اپنا کھانا کھانے میں مصروف رہے جیسے ان کے جانے

سے کوئی فرق ناپڑا ہو اور سچ بھی یہی تھا کہ انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا

فاطین بیڈ پر بیٹھا مسلسل اپنے پاؤں کو ہلاتے بے چینی سے عنان کے

واشروم سے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا

پہلے تو اسے عنان کا موڈ ٹھیک لگا تھا مگر فرح کہ بات کرنے کے بعد سے

-فاطین کو عنان کا موڈ آف لگ رہا تھا

جب وہ واشروم جانے کے لیے اٹھی تو فاطین نے اسے اشارے سے

اپنے روم میں جانے کا کہا جسے وہ مکمل طور پر نظر انداز کر گئی

دروازا کھلنے کی آواز پر فاطین جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھ کر عنان کی

جانب بڑھا

اپنے سامنے فاطین کو دیکھ کر عنان نے اگنور کر کہ باہر جانا چاہا جب

فاطین ایک ہی جست میں عنان تک پہنچا

اور اس کا بازو پکڑ کر رخ اپنی جانب کیا

کیا ہوا ہے تمہیں ــــــ موڈ کیوں آف ہے اپنے دونوں ہاتھ عنان کی کمر پر

باندھتے ہوئے نرمی سے استفسار کیا

میرا موڈ کیوں آف ہو گا---اب ہٹو فاطین سب باہر ویٹ کر رہے ہو نگے

عنان نے فاطین کا حصار توڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا

جبکہ فاطین سنجیدہ نظروں سے عنان کو دیکھ رہا تھا

اس دن مجھے بنا بتائیں کیوں وہاں سے آگئ تھی---عنان کی کمر پر اپنی گرفت مضبوط کرتے سرد لہجے میں استفسار کیا تو عنان نے نظریں اٹھا کر فاطین کے چہرے کی طرف دیکھا

آف وائٹ شلوار قمیض پہنے عنان کو وہ اس وقت جان لیوا حد تک ہینڈسم لگ رہا تھا

عنان کے ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے پر فاطین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی

فاطین چاہے جتنا مرضی اس سے ناراض ہو جائے--وہ جانے انجانے میں ہمیشہ کچھ ایسا کر دیتی تھی کہ فاطین کو اپنا غصہ ہوا ہوتا محسوس ہوتا تھا

شاید وہ کبھی اس لڑکی پر غصہ نہیں کر سکتا تھا جس میں اس کی جان بسی تھی

ایسے ہی" عنان کی مدھم سرگوشی پر فاطین نے اسے گھورا"

تمہیں کچھ اندازہ بھی ہے وہ صبح میرے لیے کتنی اہم تھی ـــــ اپنی نئی" زندگی کا آغاز میں تمہارا چہرہ دیکھ کر کرنا چاہتا تھا ـــــ تمہارے چہرے پر کھلے اپنی محبت کہ رنگ دیکھنا چاہتا تھا---اور تم مجھے چھوڑ آئی آن ـــــ شکایت بھرے لہجے میں کہا تو عنان نے چہرہ جھکا لیا

فرح کی بات پر غصہ ہو---عنان کو بانہوں میں بھرے پیچھے بیڈ پر گرتے ہوئے کہا تو

عنان نے جھٹ ہاں میں سر ہلایا تو فاطین کو اس کی معصوم حرکت پر ٹوٹ کر پیار آیا تو آہستہ سے جھک کر اپنے لب عنان کے ماتھے پر رکھ دیے

جواب فاطین کے کرتے کے بٹن کو کبھی کھولتی اور کبھی بند کر رہی تھی

حسام بھائی سے بولو کہ اپنی محبوبہ کو اور اس کی زبان کو قابو میں رکھے"

ورنہ میری بہن یا میں نے کچھ کیا نا تو تم سب کو برا لگنا ہے۔عنان نے منہ

"بسور کر کہا تو فاطین نے بامشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا

اس فرح کے لیے وہ میاں بیوی ہی کافی ہے——تم بس اپنے شوہر کی"

دل پر رحم کرو جس کو تم بہت بے رحمی سے قابو میں کیے بیٹھی ہو"

فاطین نے کروٹ بدل کر عنان کے اوپر جھکتے ہوئے بوجھل لہجے میں

سرگوشی کی تو عنان کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی

عنان نے نظریں اٹھائی تو فاطین کی جزبات سے سرخ ہوتی آنکھوں

سے ٹکرائیں——فاطین کے وجود سے اٹھتی اس کے کلون کی خوشبو

عنان کو اپنے حواسوں پر چھاتی محسوس ہوئی

اپنے دونوں بازو فاطین کی گردن پر باندھ کر اسے اپنے چہرے کی طرف جھکایا تو فاطین نے جھک کر اپنا گال عنان کے گال سے رب کیا ابھی فاطین اپنے لب عنان کے لبوں پر رکھتا کہ فون کی آواز پر بدک کر پیچھے ہوا___کیونکہ اس کے موبائل کی یہ رنگ نہیں تھی اسے لگا شاید کوئی روم میں آگیا لیکن غصہ تو تب آیا جب عنان نے اپنی جیکٹ سے موبائل نکال کر کال کٹ کی

اور جلدی سے اٹھی

کہا___اج تم کہی نہیں جا رہی میرے پاس رہو گی_عنان کو باہر کی" جانب بڑھتے دیکھ فاطین نے سخت لہجے میں کہا تو عنان نے گھور کر اسے دیکھا

بہت امپورٹنٹ شو ہے میرا ـــــ جانا ضروری ہے "عنان نے اپنا ہاتھ فاطین کے ہاتھ سے چھڑوانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا جو سختی سے عنان کا ہاتھ تھامے کھڑا تھا

چلو میں چھوڑ آتا ہوں "ہنوز عنان کا ہاتھ تھامیں قدم باہر کی جانب" بڑھائے

میں چلی جاؤں گی عنان نے جھنجھلا کر کہا تو فاطین نے پلٹ کر غصے سے اسے گھورا جس پر عنان نے خاموش ہو کر سر جھکا دیا

حسام نیچے بچھے قالین پر حیام کو اپنے حصار میں لیے بیٹھا ٹیرس کے دروازے سے ٹیک لگائے سامنے آسمان پر چودھویں کے چاند کو دیکھ رہا تھا اور کبھی حیام کو جو ٹکٹکی باندھے چاند کو دیکھنے میں محو تھی

اب مجھے اس چاند سے جیلسی ہو رہی ہے "حیام کے کان میں گھمبیر لہجے"

میں سر گوشی کر کہ کان کی لو کو دانتوں میں دبا کر چھوڑا تو حیام نے

گردن موڑ کر حسام کو دیکھا

جو چہرہ حیام کی طرف جھکائے اسے ہی دیکھنے میں مصروف تھا

حیام کے اس طرح چہرہ موڑنے پر دونوں کے چہروں کے درمیان ایک

انچ سے بھی کم فاصلہ رہ گیا تھا

اپنے چہرے پر حسام کی پڑتی تیز گرم سانسیں حیام کو جیسے جھلسا رہی تھی

پلکیں لرز کر سرخ گالوں پر جھک گئی

میں خوبصورت ہوں یا چاند "حسام کی نظروں سے بچنے کے لیے حیام"

نے اس کی گردن میں چہرہ چھپا کر سر گوشی میں پوچھا تو حسام نے اپنا

حصار حیام کے گرد تنگ کر دیا

جبکہ بولتے ہوئے حیام کے ہونٹ جب حسام کو اپنی گردن پر محسوس ہوئے تو اسے اپنا آپ اس لمحے بہکتا ہوا محسوس ہوا

"اور تم تو حسام راجپوت کے لیے ہی ساری دنیا ہو ـــــ صرف اور صرف حسام راجپوت کی ـــــ جسے جب چاہے دیکھنے محسوس کرنے اور چھونے کا حق صرف میرے پاس ہے ـــــ اس چاند میں تو داغ بھی ہے جبکہ میری حیام تو شفاف پانی جیسی ہے" حیام کی چہرے پر اپنا لمس چھوڑتے مدھم لہجے میں سرگوشیاں کرتا حیام کو خود میں سمٹنے پر مجبور کر رہا تھا

"داغ تو مجھ میں بھی ہے نا" کچھ سوچتے ہوئے حیام نے چہرہ حسام کی طرف کر کہ کہا تو حسام کے چہرے پر سایہ لہرا گیا

حسام کے لیے تو صرف ایک وہی کافی تھی لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا اس محرومی پر وہ کتنی تکلیف میں ہے اور شاید وہ ساری عمر بھی اسے اس بات

کا یقین دلاتا رہے کہ حسام راجپوت کو حیام سے صرف اس کی محبت اور اس کے ساتھ کے علاؤہ کچھ نہیں چاہئے تو تب بھی شاید وہ یقین نا کرے" اسی لیے بنا کچھ کہے نرمی سے حیام کے ہونٹوں کو چھو کر اپنا سر اس کے سر سے ٹکا دیا

تو پھر یہی کہوں گا حسام راجپوت خود غرض ہے اسے چاند پر چاہے داغ " "پسند نہ ہو ___ اپنی حیام کے ہر داغ سے عشق ہے

حیام کے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ رقص کرنے لگی مگر ابھی وہ کچھ سمجھتی کہ حسام نے اس کا سر زمین پر رکھا اور اٹھ کر حیام کے پیٹ کے پاس آیا ابھی وہ شرٹ اوپر کرتا کہ حیام نے ہڑبڑا کر حسام کے ہاتھ تھام لیا

چہرہ پل میں سرخ اناری ہوا

ابھی میں نے کیا کہا تھا—— تمہیں دیکھنے—— محسوس کرنے اور" چھونے کا صرف میرا حق ہے تو یہ گریز بے جا ہے نرمی سے حیام کے ہاتھ ہٹا کر شرٹ اوپر کھسکائی تو حیام نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ لی جبکہ پیٹ کے بالکل درمیان میں تین انچ لمبا جبکہ اوپر سے زخم کا نشان دائیں جانب دو انچ لمبا تھا

جس کے ارد گرد اسٹیچز کے نشان تھے زخم دیکھ کر حسام نے غصے سے اپنے جبڑے بھینچ لیے ہاتھ کی پشت اس زخم پر پھیر کر حیام کو کپکپانے پر مجبور کر گیا

جھک کر نرمی سے اپنے لب اس نشان پر رکھ اور کچھ دیر ویسے ہی جھکا رہا اپنے پیٹ پر حسام کے ہونٹوں کا لمس محسوس کر کہ حیام کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی—— اپنا کپکپاتا ہاتھ حسام کے کندھے پر رکھنا چاہا مگر حسام کی سسکیوں پر ہاتھ وہی تھم گیا

حسام کی آنکھوں سے بہنے والا گرم سیال حیام کو اپنے پیٹ پر محسوس ہوا تو حیام نے تڑپ کر اٹھنا چاہا مگر اس سے پہلے ہی حسام نے اٹھ کر حیام کو خود میں بھینچ لیا

میں نے سب ٹھیک کرنے کی کوشش کی ـــــ لگا میں سب کچھ سنبھال" لوں گا ـــــ تم لوگوں کی اور اپنے بھائیوں کی حفاظت کر لوں گا ـــــ لیکن میں ہر بار ناکام ہو گیا حیام ـــــ میں نا تمہاری حفاظت کر پایا نا اپنے بھائیوں کی ـــــ میرے غلط فیصلے کی وجہ سے تم سب کو تکلیف سے گزرنا پڑا ـــــ لیکن میرا تم سے وعدہ ہے تمہارے ایک ایک آنسوں ـ تمہاری تکلیف ہر چیز کا حسام راجپوت سود سمیت بدلہ لے گا ـ پہلے نم اور آخر میں آگ سی تپش لیے لہجے میں غرا کر کہا تو حیام نے ڈرتے ہوئے حسام کی جانب دیکھا جو اسے سختی سے اپنے سینے میں بھینچے ہوئے تھا

اس میں آپ کا قصور نہیں ہے حسام ـــــ ہم صرف دشمنوں سے "

لڑتے رہے مگر اس بات سے انجان رہے کہ ہمارے اپنے ہی ہماری پیٹھ

پر وار کر رہے ہیں ـــــ اب ہم ساتھ ہے اور سب جانتے بھی ـــ اب ہم

ساتھ مل کر مقابلہ کریں گے ـــــ حسام کے سینے پر سر رکھے کہا تو حسام

نے اثبات میں سر ہلا دیا

اب ہٹیں بھی اور جانے دے مجھے ـــــ حسام کا حصار توڑتے ہوئے کہا تو

اس نے حیران نظروں سے حیام کہ جانب دیکھا

کہا جانا ہے ـــــ حسام نے حیرت سے استفسار کیا

کیا مطلب گھر جاؤں گی --- اور آپ کیوں چاہتے ہیں آپ کی محبوبہ کو

وقت سے ہی ہارٹ اٹیک فیل ہو جائے -- حیام نے اٹھتے ہوئے کہا تو

اسے دیکھ حسام بھی اپنی جگہ سے اٹھا

اس کے دل کی فکر ہے ۔ لیکن میری نہیں جو ہر بار دور ہو جاتی ہوں ۔"

--اگر اس سب میں میرے دل کو کچھ ہو گیا ۔۔۔ ابھی حسام آگے کچھ کہتا کہ حیام نے اپنے ہونٹ حسام کے ہونٹوں پر رکھ دیے جبکہ حسام بے یقینی کی کیفیت میں کھڑا ابھی کچھ سمجھتا کہ حیام بھاگنے کے انداز میں وہاں سے نکلی جبکہ حسام ابھی بھی وہی بے یقینی کی کیفیت میں کھڑا تھا جب تک کچھ سمجھ آیا تب تک حیام وہاں سے غائب ہو چکی تھی

اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر مسکراتے ہوئے قدم روم میں رکھے جہاں حیام کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی اپنی شال اور وجود سے اٹھتی حیام کی خوشبو حسام کو سرشار کر رہی تھی

بسام نے جیسے ہی اندر قدم رکھا تو نیچے پڑے باکس سے ٹکرا کر گرتے گرتے بچا

جبکہ سامنے حسام۔ دانیال اور فاطین لڑکیوں کے کپڑوں میں سے اپنی

اپنی پسند کے ڈریسز ایک سائڈ پر کر رہے تھے

لاونج میں جابجا باکسز پڑے ہوئے تھے ٹیبل سے لے کر صوفے اور نیچے

بچھے قالین پر مختلف چاکلیٹس اور جیولری باکس پڑے ہوئے تھے

یہ سب کیا ہے ــــ اپنی حیرانگی پر قابو پا کر بسام نے سامنے مصروف تین

ہستیوں کو دیکھ کر پوچھا

جو ایسے ایک ایک ڈریس دیکھ رہے تھے جیسے خود پہننا ہو

اووہ ــــ تم آ گئے چلو اچھا ہے تم بھی اپنی پسند کے ڈریس دیکھ لو ــــ

حسام نے چونک کر گردن پیچھے کر کہ بسام کو دیکھا

اور واپس ڈریس دیکھتے مصروف انداز میں کہا تو بسام نے کانوں کو ہاتھ

لگائے

استغفر اللہ مانا کہ لندن رہ کر آیا ہوں مگر اب ایسا بھی نہیں کہ لڑکیوں کے کپڑے پہن لوں ------ بسام نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا

تو دانیال نے پلٹ کر اسے گھوری سے نوازا

تو تمہیں لگتا ہے کہ ہمارا کریکٹر خراب ہو گیا جو لڑکیوں کے کپڑے پہنے گے ------ فاطین نے سخت لہجے میں کہا تو بسام نے کندھے اچکائے

آپ لوگ کیا سارا مال فارم ہاؤس میں ہی اٹھا لائے ہیں ------ بسام نے نیچے پڑیں باکسسز کو سائیڈ پر کرتے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا تو

دانیال اس کی جانب آیا

ہم مال گئے تھے لیکن ہمیں لڑکیوں کی شاپنگ کرتا دیکھ لوگ پتا نہیں کیوں عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے

پھر بھائی نے یہاں کے مشہور ڈیزائنر سے کنٹیکٹ کر کہ سب کچھ گھر ہی منگو لیا اب تم بھی انسان بن کہ اس میں سے مائسہ کے لیے

دیکھ لو اپنی پسند کا

ورنہ یہ نا ہو وہ تمہیں رخصتی دینے سے ہی انکار کر دے دانیال نے قہقہہ لگا کر کہا تو بسام ٹیک ہٹا کر سیدھا ہو بیٹھا

مطلب یہ سب رخصتی کے لیے ــــ بسام کی حیرانگی ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی

جی بالکل ــــ ہم نے نیٹ پر سرچ کیا تھا ڈیٹ فائنل کرنے جب لڑکے والے جاتے ہے کچھ میٹھا ــــ کپڑے ایسی ہی چیزیں لے کر جاتے ہیں ہر ویڈیو میں کچھ الگ الگ بتایا تھا

تو ہم نے سب آڈر کر لیا

جوتے - میک اپ ــــ کپڑے ــــ جیولری ـــ میٹھے میں مٹھائی تو وہ" کھائیں گی نہیں تو ان سب کی پسند کی چاکلیٹس پھول جاتے ہوئے لے جائیں گے

اور بھی بہت کچھ تھا جس میں سے یہ تو ہو گیا

فاطین نے کچھ فراکس ـــــ ساڑھی ـــــ اور لہنگے ایک سائیڈ پر کرتے

ہوئے کہا تو بسام کی آنکھیں پل میں چمکی

اور پھر کیا لڑکی وہی کپڑے پہنتی ہے جو لے کر جاتے ہیں ـــــ بسام نے

شوخ لہجے میں پوچھا تو فاطین نے بنا دیہان دیے اثبات میں سر ہلایا

ظاہر ہے اس کے سسرال سے آیا ہو گا اور جب خاص طور پر شوہر "

لائے تو وہی پہنے گی " دانیال نے جیولری دیکھتے ہوئے کہا تو بسام نے

اپنے چہرے پر رقص کرتی مسکراہٹ کو دانتوں تلے لب دبا کر روکا

آنکھوں کے سامنے مائسہ کا دلکش سراپہ لہرا گیا

" اوکے تو پھر اپنی بیوی کی شاپنگ میں خود کر لوں گا "

اس میں سے کچھ بھی میرے اور میری بیوی کے کام کا نہیں" بسام نے مسکراتے ہوئے سامنے پڑے جوتوں کے باکس کو پاؤں سے ٹھوکر مارتے ہوئے کہا

تو دانیال کا پارہ ہائی ہوا کیونکہ اس میں تو دانیال کی پری کے لیے لال رنگ کے جوتے تھے ـــــ یہ کیا حرکت ہے اگر ابھی یہ خراب ہو جاتے ـــــ دانیال نے جلدی سے باکس پکڑ کے اسے کھولتے ہوئے دیکھ کر چلا کر کہا

جبکہ حسام اور فاطین بھی فکر مندی سے اس کے سر پر آکر کھڑے ہو گئے اور اب تشویش سے باکس میں جوتا دیکھ رہے تھے

جبکہ بسام منہ کھولیں اپنے بھائیوں کو--لوگ ان کی یہ حرکتیں دیکھ لیں تو بسام بچارے کی کیا عزت رہے "

اگر یہاں تمہارے شیانِ شان کچھ نہیں تو بے شرم انسان دفع ہو جاؤ"
یہاں سے—فاطین نے بھڑک کر کہا تو بسام نے پہلے حیرت اور پھر
کمینگی مسکراہٹ سے فاطین کو دیکھا

وہ میں نے آپ سے پوچھنا تھا کہ کل رات عنان بھابھی کو گھر کیوں"
جانے دیا" بسام نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے پوچھا تو حسام نے چونک کر
اس کی طرف دیکھا

جبکہ فاطین ایک پل کے لیے سٹپٹا گیا

کیا مطلب گھر ہی جانا تھا اس نے اور میرے پاس کیوں رکتی" اپنے
لہجے کو حتی الامکان سخت رکھتے کہا تو بسام نے قہقہہ لگایا

نہیں مجھے لگا شاید اپنی زندگی کی وہ حسین صبح جسے آپ عنان کے"
چہرے پر کھلتے رنگوں کو دیکھ کر شروع کرنا چاہتے تھے ابھی بسام کچھ اور
کہتا کہ فاطین نے جلدی سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا

جبکہ دانیال کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی

کیا مطلب اس بات کا"—— حسام نے سخت لہجے میں استفسار کرتے

فاطین کو پیچھے کر کہ پوچھا تو بسام جلدی سے حسام کے کندھے کے پاس

کھڑا ہوا

بھائی یہ دونوں ہمارے ساتھ دھوکا کر چکے ہیں ہم یہاں رخصتی کے "

انتظار میں بیٹھے ہیں اور یہ دونوں آپ کو تایا اور مجھے چچا بنانے کا کام کر

آئیں ہیں—— بسام کی بے شرمی پر فاطین کا دل چاہا اس کی گردن توڑ

دے دانت کچکچا کر اپنے اس چھوٹے بھائی کو دیکھا

جبکہ بسام کی بات پر ایک پل کو حسام بھی سٹپٹا گیا

جبکہ دانیال اپنی خونخوار نظروں سے بسام کو گھور رہا تھا جواب معصوم

شکل لیے حسام کے ساتھ کھڑا تھا

تم دونوں تو ایک منٹ میں یہاں سے غائب ہو جاؤ اس سے پہلے میرا "

دماغ خراب ہو جائیں ــــــ اور چچا سے خود جا کر اپنی رخصتی مانگنا ــــــ لیکن

اس کی بھی کیا ضرورت ہے آج کر اپنی بیویوں کو گھر ہی لے آنا ــ حسام

نے غصے میں چلا کر کہا تو سب سے پہلے دانیال وہاں سے رفو چکر ہوا جبکہ

" فاطین بسام کو گھورتے ہوئے باہر جانے کی بجائے اندر روم میں چلا گیا

کل رات جب وہ اپنے کمرے میں جانے لگا تو گیسٹ روم سے آتی

آوازوں کو سن کر اس جانب آیا تو فاطین کہ یہ بات سن چکا تھا وہ پھر کھلے

ہوئے دروازے کو آہستہ سے بند کر کہ چلا گیا جبکہ وہ دونوں اس قدر گم

تھے ایک دوسرے میں کہ دروازا بند ہونے کی آواز پر بھی ہوش میں

نہیں آئیں

بھائی دیکھے بس میں ہی معصوم ہوں "بسام نے معصوم شکل بنا کر کہا تو "

حسام نے اس کی گردن میں اپنا بازو لپیٹا

ان کا تو پتا نہیں تم پر پوری نظر ہے میری" یہ جو تم لفٹ بند کرواتے پھرتے ہو تمہیں کیا لگتا ہے مجھے اس بارے میں کچھ معلوم نہیں" حسام نے سخت لہجے میں کہا تو بسام نے اپنی گردن چھڑواتے معصومیت سے اس کی طرف آنکھیں پٹپٹا کر دیکھا

"بھائی ویسے وہ آپ کے معصوم بھائی کے ہاتھ ہی نہیں آتی——بسام کی بات پر حسام کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی جسے چھپانے کے لیے اس نے رخ بدل لیا

"جاؤ کر آؤ تم بھی شاپنگ پھر ساتھ میں پیکنگ کر لیں گے حسام کی بات پر بسام نے اثبات میں سر ہلایا اور ارد گرد نگاہ دوڑائی تو اسے اپنا فارم ہاؤس کم شاپنگ مال۔ زیادہ لگ رہا تھا

کچھ دن بعد

آپ کو پورا یقین ہے وہ اس راستے سے ہی جائے گا

دانیال نے ڈرائیو کرتے ہوئے حسام سے پوچھا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا

انہیں انفارمیشن ملی تھی کہ قیصر حیات کچھ دنوں کے لیے اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ دبئی جانے والا ہے

تو انہوں نے شاہ میر کے ساتھ مل کر اسے کیڈنیپ کرنے کا فیصلہ کیا تھا

اصغر حیات کہا ہے۔۔اس بارے میں انہیں کوئی انفارمیشن نہیں ملی

وہ لوگ پہلے ان کے گینگ پر نہیں۔۔صرف قیصر حیات اور اصغر حیات کو اپنے قابو میں کرنا چاہتے تھے تاکہ پتا لگوا سکے کہ ان کی پھپھو کا محبوب کون شخص تھا

جس کے ساتھ مل کر انہوں نے۔۔۔رمضان صاحب اور تسلیم بیگم کو مارا

ائیر پورٹ کی طرف چلو حسام نے میسج پڑھ کر کہا تو دانیال نے اثبات میں سر ہلایا

السلام و علیکم قیصر حیات ـــــ شاہ میر نے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے قیصر حیات سے کہا جو اپنے موبائل پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا

و علیکم السلام

جی میں میجر شاہ میر آپ سے کچھ بات کرنی تھی ـــــ کیا دو منٹ کے لیے اس طرف آ سکتے ہیں شاہ میر کی بات پر قیصر حیات پل کے لیے گڑبڑا گیا مگر چہرے پر مسکراہٹ لا کر شاہ میر کے پیچھے چل پڑا

شاہ میر اسے لیے پارکنگ میں آیا اور اس کی جانب پلٹا

کہیے میجر ـــ اپ یہاں کیوں لائیں ہے مجھے قیصر حیات نے مضبوط لہجے میں کہا تو شاہ میر نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا

کیونکہ تم جیسے شخص پر اپنی محنت ضائع کرنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں تھا ابھی قیصر حیات کچھ سمجھتا کہ ایک گاڑی اس کے پاس آکر رکی قیصر حیات نے گاڑی کی طرف دیکھنا چاہا تبھی شاہ میر نے اس کے کان کے نیچے مخصوص نس کو دبایا تو وہ اپنے ہوش کھو کر نیچے گرتا اس سے پہلے حسام نے اسے کالر سے کھینچ کر گاڑی میں پٹکا

جبکہ اب ڈرائیونگ سیٹ پر شاہ میر اس کے ساتھ حسام اور پیچھے ایک طرف دانیال جبکہ دوسری طرف بسام بیٹھا ہوا تھا اور درمیان میں فاطین اور ان کے پاؤں میں نیچے قیصر حیات جس پر وہ تینوں اپنے پاؤں رکھے پیچھے ٹیک لگا کر اطمینان سے بیٹھے تھے

کہ تبھی حسام کہ موبائل پر رنگ ہونے پر اس نے اپنا موبائل آن کیا تو وہاں جنگل والی سائیڈ کی لوکیشن شو ہو رہی تھی جس پر حسام نے اپنے لب بھینچے

ارحم کسی کام کہ وجہ سے شہر سے باہر گیا ہوا تھا

آج حیام کو کچھ لوگوں کے بارے میں خبر ملی تھی کہ وہ قیصر حیات کی

اس گینگ کے لوگ ہیں

اب وہ ان کا پیچھا کرتے کرتے جنگل کی طرف نکل آئی تھی

جبکہ وہ دونوں اپنی اپنی بائیکس پر آگے جا رہے تھے

آگے جا کر جب حیام کو لگا کہ وہ کار نہیں لے جا سکتی تو جلدی سے کار سے

باہر آئی اپنا پسٹل لوڈ کر کہ پیچھے کمر میں اڑسا

اور موبائل آن کر کہ سگنل دیکھے جو نا آنے کے برابر تھے

پھر اسے جیب میں ڈال کر دبے قدموں سے اس جانب بڑھی جہاں وہ

دونوں داخل ہوئے تھے

جھاڑیوں سے ہوتے حیام جیسے ہی آگے آئی

تو وہ لوگ سامنے بہتے جھرنے سے گزرتے ہوئے دوسری جانب جا رہے تھے جبکہ اب بائیکس سے اتر کر انہیں ہاتھوں سے گھسیٹ رہے تھے

حیام کچھ پل کے لیے وہی رکی

اور ان کے گزرنے کے بعد حیام جلدی سے جھرنے کی طرف بڑھی

پتھروں پر پاؤں رکھتی خود پر گرتے ٹھنڈ یخ پانی سے ہوتے ہوئے وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھی

ایک دم سے ٹھنڈا پانی خود پر گرنے سے حیام کو اپنی روح تک کپکپاہٹ محسوس ہوئی

لیکن مضبوطی سے قدم پتھروں پر جماتی وہ آگے بڑھی جہاں جھرنے کے ختم ہونے کے بعد دور دور تک جنگل پھیلا ہوا تھا

جبکہ وہاں ایک جھونپڑی اور ایک ٹینٹ لگا ہوا تھا

اور وہ دونوں آدمی ٹینٹ سے لکڑیاں لا کر باہر جلا رہے تھے

حیام وہی بیٹھی ان کی حرکات دیکھ رہی تھی

وہ ان لوگوں کو مار نہیں سکتی تھی ورنہ ان کے ساتھیوں کو پتہ لگ جاتا کہ

ان پر نظر رکھی جا رہی ہے

وہ تو بس جنگل میں ان کے ٹھکانے کا پتہ لگوانا چاہتی تھی

ایک آدمی نے جھرنے کی طرف دیکھا تو حیام جلدی سے پیچھے ہٹی جبکہ

وہ آدمی اسی طرف آ رہا تھا

حیام جھرنے کے بہتے تیز بہاؤ کے پانی کے نیچے ایک طرف کو کھڑی

ہو گئی

جب وہ شخص ہاتھ میں خالی بوتل لیے اس طرف آیا اور آگے جانے کی

بجائے وہی سے پانی بھرا اور واپس چلا گیا

جبکہ اتنی ٹھنڈ میں خود پر گرتے خون جما دینے والے ٹھنڈے پانی نے پل میں حیام کو نیلا کیا مگر ہمت کر کہ آگے بڑھی کپکپاتے جسم کے ساتھ پتھر سے ٹیک لگا کر انہیں دیکھنے لگی

جو کافی دیر آگ کے سامنے بیٹھے رہے اور پھر کچھ دیر ارد گرد گھومیں اور واپس اپنی بائیکس پر بیٹھ کر جھرنے کی جانب آئیں جنہیں دیکھ حیام پھر سے جھرنے سے گزر کر جھاڑیوں میں چھپ گئی

تھوڑی دیر بعد ان کے جانے کا یقین کر کہ واپس اسی طرف گئی

یا اللہ۔۔۔۔۔آج تو لگ رہا مہینے کے سارے شاور ایک ساتھ ہی لے لیے آگ کے آگے بیٹھ کر اپنے ہاتھوں کو گرمائش پہنچاتے ہوئے کپکپاتے لہجے میں کہا

ارد گرد نگاہ دوڑاتے حیام نے اس جگہ کا جائزہ لینے کی کوشش کی

پھر اٹھ کر ٹینٹ کی جانب قدم بڑھائے تو وہاں کھانے پینے اور لکڑیوں کا کچھ سامان پڑا تھا

وہاں سے نکل کر جھونپڑی میں آئی تو وہاں دو چار پائیوں کے علاوہ کچھ نہیں تھا اور سائیڈ پر دو ہی چادریں پڑی ہوئی تھیں

ابھی حیام پلٹتی کہ نیچے گری کانچ کی چوڑیوں پر نظر پڑی تو ٹھٹھک کر رکی

اور جھک کر ان چوڑیوں کو ہاتھ میں لیا

آج منگل ہے مطلب ہفتے یا اتوار کی رات یہاں کسی لڑکی کو لایا گیا تھا لیکن پولیس اسٹیشن میں تو کوئی گمشدگی کی رپورٹ درج نہیں ہوئی شاید کسی اور تھانے میں ہو حیام نے اپنے لب بری طرح سے کچلتے ہوئے سوچا ابھی وہ اٹھتی کے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی اور سامنے زمین پر کسی سایہ دیکھ کر اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا یقین ہو گیا

اپنی کمر میں ہاتھ ڈال کر پسٹل نکالی اور کھڑی ہو کر اس کا رخ سامنے والے پر کیا

مگر اپنے پیچھے حسام کو سرخ انگارا آنکھیں لیے بھیگے کپڑوں سمیت دیکھ کر ایک پل کو ٹھٹھکی

جبکہ حسام اب چھوٹے چھوٹے قدم لیتا حیام کی جانب بڑھ رہا تھا

حسام کے چہرے کے سرد تاثرات دیکھ کر حیام نے اپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیری اور ارد گرد نظریں دوڑا کر فرار کا راستہ تلاش کرنا چاہا کیونکہ دروازے کے سامنے تو وہ ایستادہ تھا

یہاں اکیلی کیا لینے آئی تھی تم ــــ دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو"

حیام کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی

وہ۔ حسام ــــ میری جاب ــــ اپنے خشک پڑتے ہونٹوں کو بار بار تر کرتی منمنا کر کہنا چاہا تو حسام نے ایک ہی جست میں حیام تک پہنچ کر اس کے بازو اپنی آہنی گرفت میں دبوچے

"جاب مائے فٹ حیام ــــ تمہیں اندازہ بھی ہے تمہاری فکر میں میری جان سولی پر لٹکی رہتی ہے سارا دن"

"ہر پل دل اس ڈر میں مبتلا رہتا ہے کہی تمہیں کچھ ہو نا جائیں۔ تمہاری یہاں موجودگی کا پتہ لگا تو سوسوسے دل ودماغ میں آئیں ــــ جانتی بھی کو کس طرح یہاں پہنچا ہوں میں ــــ اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی مجھے ــــ لہجے میں آگ سی تپش لیے دھاڑا تو حیام نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا

جو لال بھبھو کا چہرا لیے اور آگ برساتی آنکھوں سے اسے ہی گھور رہا تھا تیز تیز سانس لیتے خود کے غصے پر قابو پانے کی کوشش کرتا وہ حیام کو لرزنے پر مجبور کر گیا

اپنی بازو میں دھنستی حسام کی انگلیاں حیام کو کراہنے پر مجبور کر رہی تھی حسام کی دیو قامت جسامت کے سامنے حیام کو اپنا آپ دبتا محسوس ہوا

حسام۔۔۔۔میں جانے والی تھی بس۔۔۔۔ہمت کر کہ حسام کا غصہ کم کرنے کے لیے کہا تو اس نے ایک جھٹکا دے کر حیام کو اپنے سینے میں بھینچ کر اپنا حصار اس کے گرد باندھ لیا

تم آئی ہی کیوں۔۔۔۔ایسی کونسی قیامت آگئی تھی جو اکیلے منہ اٹھا کر "

یہاں چلی ائی۔۔۔۔کچھ ہو جاتا پھر---اور اتنی ٹھنڈ میں کیا ضرورت تھی پانی میں سے گزرنے کی۔۔۔۔پہلے کرخت اور آخر میں فکر سے استفسار کیا تو حیام کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

حیام کو کندھوں سے تھام کر اپنے سامنے کیا تو بھیگے وجود کی تمام

رعنائیاں عیاں ہو رہی تھی جس پر حسام نے اپنا ہونٹ دانتوں تلے دبایا

اور شوخ نظروں سے حیام کو سر سے پاؤں تک دیکھتے وہ حیام کو کنفیوز کر

گیا

حسام کی نظروں کے تعاقب میں حیام نے جب اپنے وجود پر نگاہ دوڑائی

تو شرم اور خجالت سے ڈوب مرنے کا دل کیا

حیام نے رخ بدلنا چاہا تو حسام نے کندھوں سے تھامیں خود کے قریب

کر لیا کہ اب حیام کو اپنے چہرے پر حسام کی دہکتی سانسوں کی تپش

محسوس ہو رہی تھی

گال دہک کر گلابی ہوئے -- جبکہ گلابی ہونٹ جو اس وقت سردی کے

باعث نیلے پڑ رہے تھے --- بری طرح سے کپکپا رہے تھے

سردیوں کی خاموش شام ہر سو اپنے پر پھیلا چکی تھی

خاموشی میں دونوں کی تیز دھڑکنوں کا شور رقص کر رہا تھا
دھونکنی کی مانند چلتی سانسیں ایک دوسرے سے الجھ رہی تھی
حسام اپنی مخمور ہوتی نظروں سے حیام کو اپنے اتنے قریب محسوس کر رہا تھا

حیام کے بالوں میں ہاتھ ڈال کر اس کا سر پیچھا کو جھکایا اور اس کی گردن میں چہرہ چھپا کر گہرا سانس بھر کر اس کی خوشبو کو محسوس کیا
حیام کی شہ رگ پر شدت سے اپنا دہکتا لمس چھوڑا تو حیام نے اپنے دونوں ہاتھوں میں مضبوطی سے حسام کی جیکٹ جکڑی

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

اب بس بھی کرو جان سے مارنے کا ارادہ ہے کیا۔۔۔۔۔۔فاطین نے جھنجھلا کر دانیال کو پیچھے کرتے ہوئے کہا

جو قیصر حیات کو مارنے کے درپہ تھا

تو تمہارے خیال سے پھولوں کے ہار پہناؤں اسے میں -دانیال نے دانت پیس کر کہا

تو فاطین اور بسام نے نفی میں سر ہلایا

حسام بھائی کا مجرم ہے یہ۔۔۔۔۔وہ خود نمٹ لیں گے اس سے تو اب چھوڑ دو اسے۔۔۔۔بسام نے بازو سے پکڑ کر دانیال کو پیچھے کرتے ہوئے کہا جو فاطین سے قابو میں نہیں آرہا تھا

یہ صرف حسام کا ہی نہیں میری بہن کا بھی مجرم ہے تو کیسے چھوڑ دوں اسے۔۔۔۔دانیال نے قیصر حیات کے چہرے پر ٹھوکر مارتے ہوئے کہا

جو ہوش وحواس سے بیگانہ زخمی زمین پر پڑا ہوا تھا

جبکہ بسام اور فاطین نے تاسف سے اس بھپڑے شیر کو دیکھا

جس نے لاکھ روکنے کے باوجود بھی قیصر حیات کی درگت بنادی تھی

اب تو وہ ہوش میں آکر شاید ہی خود کو پہچان سکے

بسام نے آنکھوں سے فاطین کو اشارہ کیا جسے سمجھ کر فاطین کے

ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی

اور وہ دانیال کے عین پیچھے کھڑا ہوا

جبکہ بسام نے بنا دانیال کو سمجھنے کا موقع دیے نیچے جھک کر اس کی دونوں

ٹانگیں پکڑیں جس پر دانیال لڑکھڑایا اور پیچھے کھڑے فاطین نے اسے

بازوؤں سے پکڑا

اور دونوں اسے گھسیٹتے ہوئے باہر لائے

جب فاطین نے ایک دم سے بازو چھوڑیں جس کے باعث دانیال

دھڑام سے نیچے گرا

یار دانی کیا کھاتے ہو اففف میری کمر--- فاطین نے اپنی کمر دباتے ہوئے کراہ کر کہا تو دانیال نے دونوں کو گھور کر دیکھا

جبکہ بسام نے بیسمنٹ کے دروازے کو لاک کر کہ چابی اپنی پاکٹ میں ڈال لی ورنہ دانیال کا کیا بھروسہ تھا پھر اس کا حشر بگاڑنے چلا جاتا

او کے تو رات میں ملتے ہیں ___ بسام نے ہاتھ ہلا کر باہر جاتے ہوئے کہا تو دانیال نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا

کہا جا رہے ہو تم

اپنی بیگم کے لیے شاپنگ کرنے ___ کل ڈیٹ فائنل کرنے جانا ہے نا ___ بسام نے پلٹے بنا کہا تو دانیال کے ہونٹوں پر نبال کو سوچ کر مسکراہٹ آئی

جبکہ فاطین نے اپنے ہونٹ بھینچے

وہ اس دن کے بعد سے عنان سے ناراض تھا۔۔۔۔اسے لگا جب وہ چھوڑنے جائے گا تو شاید وہ اپنا ارادہ بدل دے اور اس کے ساتھ رہے لیکن وہ چلی گئی

اور صبح جب فاطین نے اسے کال کی تب بھی اس نے بات نہیں کی جس کی وجہ سے فاطین اس سے ناراض ہو گیا

مگر لاشعوری طور پر عنان کے ملنے یا کال کرنے کا ویٹ کرتا رہا لیکن عنان کی طرف سے کوئی میسج تک موصول نا ہوا تو فاطین نے بھی غصے سے اس سے بات نہیں کی

ہوٹل کے روم میں داخل ہو کر حسام نے حیام کا ہاتھ چھوڑا

اور وہاں بنی کبرڈ کی طرف بڑھا

ٹاول نکال کر حیام کے پاس آیا جو حسام کی شال لپیٹے کھڑی تھی

اپنے بال ڈرائی کرلو اس سے حیام ——ڈرائیور کو کال کردی ہے تھوڑی دیر تک ڈریس لے کر آجائے گا

حیام کے کندھوں سے شال ہٹاتے ہوئے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا

جبکہ حسام نے روم میں بنی کھڑکی کے پاس جاکر اس کے پردے گرائے اور روم میں موجود ہیٹر کے پاس آکر اسے اون کیا

جنگل سے نکلتے حسام نے گاڑی جیسے ہی روڈ پر ڈالی تو نظریں حیام کے کپکپاتے وجود پر گئی

گھر دور ہونے کے باعث حسام نے وہاں راستے میں موجود چھوٹے سے ہوٹل میں رکنے کا فیصلہ کیا

ہیٹر آن کر کہ حیام کی جانب دیکھا جو شیشے کے سامنے کھڑی تھی

نظریں حیام پر ٹکائے حسام نے کھڑے ہو کر اپنی شرٹ اتار کر بیڈ پر اچھالی اور اپنے قدم حیام کی جانب بڑھائے جو مصروف سی ٹاول سے بال خشک کر رہی تھی

چونکی تو تب جب حسام نے پیچھے سے اپنے حصار میں لے کر تھوڑی حیام کے کندھے پر ٹکا کر اپنے دونوں ہاتھ حیام کے پیٹ پر باندھے

حس——سام خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کر کہ حسام کو پکارا جو آنکھیں موندیں حیام کو محسوس کرنے میں مصروف تھا

حیام کے پکارنے پر اپنی آنکھیں واکی اور نرمی سے حیام کو کندھوں سے تھام کر رخ اپنی جانب کیا اور حیام کے ہاتھ سے ٹاول پکڑ کر روم میں موجود چیئر پر پھینکا

اور استحقاق بھری نظروں سے حیام کے کپکپاتے وجود کو دیکھا جو نظریں جھکائے کھڑی تھی

Everything is more beautiful

And poignant

When done less,

So my love,

Let us tonight

Make love with

Our eyes and

Weary legs...

خمار آلود لہجے میں سرگوشی کرتے حیام کو خود میں سمٹنے پر مجبور کر گیا اپنے دونوں ہاتھ حسام کے سینے پر رکھے——حسام کے وجود سے اٹھتی محسور کن خوشبو سے حیام کو اپنے حواس مختل ہوتے محسوس ہوئے جس پر حیام کے ہاتھوں میں لرزش پیدا ہوئی

نظریں بے قابو ہوتی حسام کے سیکس پیک سے ٹکراتی اور کبھی اس کے مضبوط بازوؤں سے حیام کے گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی جبکہ چہرے پر حسام کی گرم سانسوں کی تپش جلد میں دھنستی محسوس ہو رہی تھی

Are you trying to seduce me?

اپنی خمار آلود نظروں سے حسام کے مضبوط سینے اور پھر چہرے جانب دیکھ کر پوچھا تو—حسام کا قہقہہ بے ساختہ تھا

اور جو تم کرتی ہو ہر پل مجھے—— کتنا مشکل ہوتا ہے اپنے اس بے قابو" ہوتے دل کو سمجھانا—— حیام کی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے کہا تو حیام نے اپنے ہاتھ حسام کے کندھوں پر رکھ دیے

جب حسام نے ایک ہی جھٹکے سے حیام کا رخ موڑ کر اس کی پشت اپنے سینے سے ٹکرائی

اپنے ہاتھ حیام کی شرٹ کے بٹنوں پر رکھے بنا اسے سمجھنے کا موقع دیے پہلے دو بٹنوں کو شرٹ سے جدا کر دیا

کندھے سے شرٹ کھسکا کر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑنے لگا

یہ سب اتنی جلدی ہوا کہ حیام کو سمجھنے کا موقع تک نا ملا

اپنی فیورٹ شرٹ کی حالت پر حیام کی آنکھیں پل میں نم ہوئی کندھے اور گردن پر جابجا حسام کے دہکتے لمس کو اگنور کر کہ حسام کا حصار توڑ کر گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھ کر وہ بٹن اٹھائیں

جبکہ حسام حیران نظروں سے حیام کو دیکھ رہا تھا جواب خونخوار نظروں سے حسام کو گھور رہی تھی

یہ ــــ میری فیورٹ شرٹ تھی حسام ــــ میری برتھ ڈے پر عنان نے دی تھی ــــ دانت پیس کر کہا تو حسام نے تعجب سے اپنی بیوی کو دیکھا

جواس کی قربت کو—— کمرے میں چھائی معنی خیز خاموشی اور ان کی بے ترتیب ہوئی دھڑکنوں کے شور کو فراموش کر کہ ایک شرٹ کا رونا رو رہی تھی

میں اس سے اچھی دلا دوں گا—— مگر ابھی ادھر آؤ یار—— حسام نے" جھنجھلا کر اپنا ہاتھ حیام کی طرف بڑھاتے کہا جس پر حیام نے چپت رسید کی اور بیڈ کی جانب قدم بڑھائے

حسام نے منہ کھولیں حیام کی پشت کو دیکھا جو ہاتھ میں تھامیں بٹنوں کا معائنہ کرنے میں مصروف تھی

اور پھر لمبے لمبے ڈنگ بھرتا اس کے سر پر جا کھڑا ہوا حیام کے ہاتھ سے جھپٹنے کے انداز میں وہ بٹن لیے اور دور اچھال دیے

اب تک جو وقت گزر گیا اس پر صبر کر چکا ہوں—— مگر اب تم مجھ سے" ایک سیکنڈ کے لیے بھی دور گئی تو مجھ سے برا کوئی نہیں حیام—— سخت

لہجے میں چنگاڑتے ہوئے کہا اور حیام کو بیڈ پر دھکا دے کر اپنے دونوں

ہاتھ اس کے ارد گرد ٹکا دیے

صرف مجھے سوچو—— مجھے چاہو—— صرف اور صرف میری بن کہ رہ"

جاؤ حیام—— حیام کی گردن پر جا بجا اپنا دہکتا لمس چھوڑتے گھمبیر لہجے

میں سرگوشیاں کرتے اس کی دھڑکنوں کو بری طرح سے منتشر کر گیا

ایک دم سے کروٹ بدل کر حیام کو اپنے سینے پر کیا۔ جس کے باعث

حیام کے نم بال حسام کے چہرے پر بکھر گئے

حیام نے اپنے بال چہرے سے ہٹائیں تو نظریں سیدھا حسام کی لو دیتی

نظروں سے ٹکرائی

ایک دم سے جھک کر حسام کے گال پر اپنے دانت گاڑھ دیے جس پر"

حسام نے مدھم قہقہہ لگایا—— حیام کا سر تکیے پر ٹکا کر اس پر جھک آیا

Now get ready for revenge wifey

حیام کے گال پر انگلی ٹریس کرتے آنکھ دبا کر کہا تو حیام کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی

ہتھیلیاں پسینے سے تر ہو گئ ---

اپنے لب حیام کی بیوٹی بون پر رکھے تو حیام نے اپنے ناخن حسام کی گردن پر چبھو دیے

اس تشدد پر حسام کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی

اور سر اٹھا کر حیام کو دیکھا جو اپنی آنکھیں بند کیے ہوئے تھی

گلابی لب بری طرح سے کپکپا رہے تھے

حیام کے ماتھے اور آنکھوں پر شدت بھرا لمس چھوڑ کر اپنا سر حیام کے سر سے ٹکا دیا

اپنے ہونٹوں پر حیام کی تیز ہوتی سانسوں کی تپش محسوس کر کہ دل میں گدگدی سی ہوئی

ایک ہاتھ حیام کہ کمر کے گرد لپیٹ کر جبکہ دوسرا اس کے بالوں میں الجھا کر پوری شدت سے اس کے ہونٹوں پر جھک آیا

حیام کے پاؤں کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھا کر اپنے وجود کا سارا بوجھ حیام کے نازک وجود پر ڈال دیا

جبکہ حیام کا نازک وجود حسام کی شدتوں پر پل میں پسینے میں بھیگ گیا

قطرہ قطرہ حیام کی سانسوں کو خود میں انڈیلتے۔۔حیام کو بھی ہوش خرد سے بیگانہ کر گیا

حیام کی اکھڑتی سانسوں کو محسوس کر کہ اپنے ہونٹ نرمی سے پیچھے کیے کمرے کی معنی خیز خاموشی میں دونوں کی دھونکنی کی مانند چلتی سانسوں کا شور برپا تھا

حسام کی بند آنکھوں کو دیکھ حیام نے اپنے بازو اس کی گردن میں ڈال کر اپنے ہونٹ حسام کے ہونٹوں سے الجھا دیے

حیام کے بازو گردن سے نکال کر حسام نے اس کی انگلیوں میں زبردستی اپنی انگلیاں الجھا کر سر کہ اوپر بیڈ پر دونوں ہاتھوں کو لاک کر دیا

وہ دونوں مدہوش سے ایک دوسرے پر شدتیں لٹاتے ــــ ایک دوسرے کی قربت میں دنیا کو بھلا بیٹھے تھے

جیسے جیسے رات سرک رہی تھی ویسے ہی حسام راجپوت کی شدتوں میں اضافہ ہو رہا تھا

حسام راجپوت کے لیے یہ دوری کتنی جان لیوا تھی اپنی شدتوں سے وہ اچھی طرح حیام کو باور کروا چکا تھا

ہو گیا سب ــــ بسام نے چہکتے ہوئے پوچھا تو دانیال اور فاطین نے گھور کر اسے دیکھا

جس نے کسی بھی کام میں ان کی ہیلپ نہیں کی

بس یہ پرفیومز رہ گئی ہیں---دانیال نے پرفیومز کو پیک کرتے ہوئے کہا تو بسام نے اثبات میں سر ہلایا

کہ تبھی چہرے پر شوخ مسکراہٹ سجائے نکھرا نکھرا سا حسام لاونج میں داخل ہوا

آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھی جنہیں دیکھ بسام ایک پل کے لیے ٹھٹھکا

ریڈی ہو تم لوگ تو چلو پھر دیر نا ہو جائے حسام نے گھڑی پر ٹائم دیکھتے" ہوئے کہا

تو فاطین اور دانیال نے اثبات میں سر ہلایا جبکہ بسام ابھی بھی مشکوک نظروں سے حسام کو دیکھ رہا تھا

پھر چھوٹے چھوٹے قدم لیتا حسام کے سامنے آکر کھڑا ہوا جس پر حسام نے آبرو آچکا کر اسے دیکھا

جس پر بسام نے نفی میں سر ہلایا

نظریں ایک دم سے حسام کے نچلے ہونٹ پر لگے کٹ پر گئی تو حیرت اور غم سے منہ کھل گیا

جبکہ حسام تعجب سے بسام کی عجیب حرکتیں دیکھ رہا تھا

جبکہ بسام کبھی کٹ کو دیکھتا اور کبھی حسام کو

"کیا مسئلہ ہے بسام یار جا کیوں نہیں رہے لیٹ ہو جائیں گے ـــــ حسام نے جھنجھلا کر کہا تو بسام سر ہلا کر آگے بڑھ گیا

"کیا انہوں نے بھی مجھے دھوکہ دیا ہے ـــــ دو قدم چل کر پلٹ کر حسام کی پشت کو دیکھ کر سوچا

اپنے پیچھے بسام کو رکتے محسوس کر کہ حسام نے خونخوار نظروں سے گھورا تو بسام گڑبڑا کر آگے بڑھا

نہیں یہ بھائی شریف ہے میرا۔۔۔۔اس پر شک کرنا نہیں بنتا۔۔۔۔اپنی" سوچ پر لعنت بھیجتے قدم باہر کی جانب بڑھائے

وہ لوگ جیسے ہی راجپوت مینشن میں داخل ہوئے تو وہاں حیام لوگوں کی کارز دیکھ کر انہیں اندازہ ہو گیا کہ وہ سب بھی آج گھر ہی ہیں لاؤنج میں سارا سامان چار حصوں میں رکھوا کر وہ چاروں اپنے اپنے گفٹس کے سامنے بیٹھ گئے

تبھی ملازمہ نے بتایا کہ رضوان صاحب تو عمرہ پر گئے ہیں تو وہ چاروں کافی حیران ہوئے

آپ حیام اور عنان لوگوں کو بلا لائے۔۔۔۔حسام نے ملازمہ سے کہہ کر صوفے سے ٹیک لگا لی

کیا مطلب چاچو اگر دو تین ماہ تک نہیں آئے تو ـــــ ہماری رخصتی نہیں ہو گی ـــــ فاطین نے دکھ بھرے لہجے میں پوچھا تو اس کے سوال پر بسام نے بھی جلدی سے سر ہلایا

فاطین کا تو دل چاہ رہا تھا کہ ابھی رخصتی مل جائے تا کہ وہ اپنی جنونی اور " جنگلی بیوی کو ہمیشہ کے لیے اپنے ساتھ لے جا کر خود میں قید کر لے " اور گن گن کر اس سے اگنور کرنے کے بدلے لے " مگر اس وقت تو دل کے ارمان آنسوؤں میں بہتے محسوس ہو رہے تھے

ابھی حسام کچھ کہتا کہ سامنے سیڑھیوں سے وہ چاروں آتی ہوئی دکھائی دی

جس پر ان چاروں کے دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی حیام کو قریب آتا دیکھ حسام اپنی جگہ سے کھڑا ہوا جسے دیکھ دانیال اور بسام بھی کھڑے

ہوئے جبکہ فاطین نے نظریں موبائل کی سکرین پر جما دی البتہ اتنے دنوں بعد اس دشمن جان کو سامنے دیکھ دل پل کے لیے ساکت ہوا

ایک ہی نظر میں وہ اس کا جائزہ لے چکا تھا

لائٹ گرین کلر کی شارٹ فراک کے ساتھ وائٹ کیپری پہنے بالوں کی ٹیل پونی بنائے وہ سیدھا اسے اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی

السلام وعلیکم ان چاروں نے مشترکہ سلام کیا

یہ سب ہمارے لیے ہے کیا---عنان نے خوشی سے چہکتے ہوئے پوچھا

تو حسام اور دانیال نے اثبات میں سر ہلا یا

اور یہ چچا، نانو لوگوں کے لیے دانیال نے ٹیبل پر پڑے گفٹس کی طرف اشارہ کر کہ کہا تو عنان نے خوشی سے سر ہلایا اور قدم گفٹس کی جانب بڑھائے

جبکہ بسام تو سب کچھ فراموش کیے مائسہ کو نہارنے میں مصروف تھا

ہم لوگ رخصتی کی ڈیٹ فائنل کرنے آئے تھے مگر تم لوگوں نے بتایا ہی نہیں کہ چاچو عمرہ پر گئے ہیں ـــــ حسام نے عنان سے کہا

جس پر حیام کے دل نے ایک بیٹ مس کی ـــــ رات ہی تو وہ اس شخص کی جان لیوا قربت اپنی نازک جان پر جھیل چکی تھی ـــــ رخصتی کی بات تو اس نے بھی کرنی تھی مگر وہ توصفیہ بیگم کی وجہ سے ـــــ لیکن اب تو اپنی جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی

اپنے چہرے پر پڑتی حسام کی گہری نظریں اسے بوکھلا رہی تھی

حیام نے نظریں اٹھا کر حسام کی جانب دیکھا تو وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا نظروں کا تصادم حیام کے لیے جان لیوا ثابت ہوا ـــــ جبکہ حیام کہ آنکھوں میں رتجگے کی سرخی دیکھ حسام کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

ان میں سے میرا کون سا ہے ۔۔۔ عنان نے گفٹس دیکھتے اشتیاق سے پوچھا تو دانیال نے لب دبا کر فاطین کے سامنے پڑے باکسسز کی طرف اشارہ کیا تو عنان فوراً سے فاطین کے ساتھ صوفے پر بیٹھ کر باکس کو کھول کر دیکھنے لگی

جبکہ عنان کے اس طرح پاس آکر بیٹھنے پر فاطین کا دل پل کے لیے ڈگمگایا دل نے ایک نظر دیکھنے پر احتجاج کیا تو بری طرح سے اسے جھڑک کر نظریں سکرین پر ٹکائی

نبال دھیمے قدم لیتی دانیال کے ساتھ آکر بیٹھی تو دانیال نے ایک باکس اس کی جانب بڑھایا

جسے نبال نے مسکراتے ہوئے تھاما

لیکن جیسے ہی کھولا اس میں پیور ریڈ کلر کی ساڑھی دیکھ کر گال بھی دہک کر سرخ اناری ہوئے جس پر دانیال نے دانتوں تلے لب دبا کر اسے دیکھا

جبکہ نبال نے ہڑبڑا کر دوسرا باکس پکڑا ۔۔۔ پھر تیسرا اور نا جانے کتنے ہی باکسسز میں صرف ریڈ کلر کا ہی سب کچھ تھا

فا یہ سب آپ نے پسند کیا ہے ۔۔۔ عنان کی مدھم سرگوشی میں " پوچھنے پر فاطین کا دل دھڑکا جبکہ اس کے آپ کہنے پر گدگدی سی محسوس ہوئی

مگر لاتعلق بنا اس کی بات کو اگنور کیا ۔۔۔ جس پر عنان نے گھور کر اسے دیکھا

بھائی --- عنان نے مخاطب کیا تو دانیال اور حسام نے اس کی جانب دیکھا

سوری آپ مائینڈ تو نہیں کرے گے --- عنان نے معصومیت سے کہا تو

حسام نے سنجیدہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا

نہیں بیٹا تم بتاو ---- دانیال نے نرم لہجے میں کہا تو عنان نے معصومیت

کے ریکارڈ توڑتے آنکھیں پٹپٹا کر ان کی جانب دیکھا

جبکہ فاطین کارواراں کان بنا اپنی بیوی کی گل افشانی سننے کو بے قرار تھا

ایکچولی میں ایسے کپڑے نہیں پہنتی ---- ان میں سے کچھ بھی میرے

ٹیسٹ کا نہیں ---- عنان کے کہنے پر دانیال نے چہرہ جھکا کر مسکراہٹ

روکی جبکہ حسام نے فاطین کا غصے سے دھواں ہوتا چہرہ دیکھا

کوئی بات نہیں تم میرے ساتھ چل کر اپنی پسند کا لے لینا ---- مگر یہ "

بھی رکھ لو حسام نے نرمی سے کہا تو عنان نے ایسے چہرہ جھکا کر اثبات میں

سر ہلا یا جیسے بہت ظلم اس پر ہو گیا ہو

جبکہ فاطین کا غصے سے برا حال تھا -- چہرہ غصے سے لال بھبھوکا ہو گیا تھا

لیکن جیسے ہی مائسہ نے اپنا باکس کھولا جو بسام نے اس کی جانب بڑھایا تھا اس میں بلیک نیٹ کی نائیٹی دیکھ کر اس کا چہرہ پل میں فق ہوا حیران نظروں سے اپنے ساتھ بیٹھے اپنے نمونے نما شوہر کو دیکھا جو مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہا تھا

مائسہ کے دیکھنے پر آنکھ ونک کی جس پر مائسہ نے گڑبڑا کر دوسرے باکس کھولے مگر سب میں ایک سے بڑھ کر ایک واحیات ڈریسز دیکھ کر مائسہ کا دل کیا ۔۔۔ بسام کا منہ نوچ لیں

میں آتی ہوں حیام نے باہر کی جانب جاتے ہوئے کہا تو حسام نے اثبات میں سر ہلایا

السلام وعلیکم انکل ۔۔ حیام نے انصاری صاحب کو دیکھ کر کہا تو انصار صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر پیار دے کر اس کا جواب دیا

---سب خیریت ہے نا بیٹا

جی انکل ایکچولی وہ آپ کو بتایا تھا نار خصتی کے بارے میں ---حیام نے اردگرد نگاہ دوڑاتے ہوئے کہا تو انصار صاحب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی

---جی بالکل

تو انکل وہ حسام لوگ ڈیٹ فائنل کرنے آئیں ہیں بابا تو ہے نہیں---تو میں چاہتی ہوں کہ آج بابا کی جگہ آپ ہمارے بڑے بن کر ان سے بات کریں---حیام کے کہنے پر انصاری صاحب نے نم آنکھوں سے حیام کو دیکھا

کاش یہ لڑکی ان کے بیٹے کا نصیب ہوتی "---انہوں نے دل میں " سوچ کر حیام کو چلنے کا اشارہ کیا اور اپنا موبائل پکڑ کر اس کے پیچھے چل پڑے

آپ اپنے چیک اپ کے لیے ہاسپٹل نہیں گئے انکل ___ حیام نے ساتھ "

چلتے ہوئے پوچھا تو انہوں نے مدھم قہقہہ لگایا

بالکل ٹھیک ہوں میں ___ تم دونوں زبردستی مجھے بیمار ثابت کرنے پر "

تلے ہو ___ تاکہ میں نوکری چھوڑ کر گھر بیٹھ جاؤ ___ انصاری صاحب

نے ناراضگی بھرے لہجے میں کہا تو حیام نے سر جھکا کر مسکراہٹ چھپائی

وہ جیسے ہی لاونج میں داخل ہوئے تو حسام لوگ انہیں دیکھ ان کے

احترام میں کھڑے ہو گئے

یہ سب وہ ویڈیو میں دیکھ کر آئیں تھے ___ کہ اگر لڑکا ساتھ جائے

تو ___ جب بھی لڑکی کی فیملی سے کوئی ملنے آئیں تو احترام میں کھڑا ہونا

ہے اس سے ایمپریشن اچھا پڑتا ہے

بس وہی رولز فولو کر رہے تھے

اور پھر انصاری صاحب نے ایک ہفتے بعد کی ڈیٹ فائنل کر دی

اور پھر حیام اور نبال نے کھانا لگوایا تو سب نے اچھے ماحول میں مل کر کھانا کھایا

تم ناراض ہو مجھ سے ـــــ عنان نے فاطین کی طرف سر جھکا کر سرگوشی کی جس پر اس نے سرد نظروں سے عنان کو دیکھا

بھاڑ میں جاؤ ـــــ نخرے ہی جناب کے ختم نہیں ہو رہے "عنان نے" منہ بسور کر فاطین سے کہا جس پر اس نے چمچ پر پانی گرفت سخت کی

اور ایک دم سے وہاں سے اٹھتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر چلا گیا

جبکہ سب حیرانگی سے اس کی پشت دیکھ رہے تھے

جبکہ عنان سکون سے کھانا کھانے میں مصروف تھی

عنان نے کمرے میں داخل ہو کر دروازا لاک کیا اور ساری لائٹس اون کی

اور جیسے ہی پلٹی تو نظر بیڈ پر لیٹے فاطین پر گئی جو اپنے دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھے

اور سرخ آنکھیں لیے عنان کو گھور رہا تھا

کیا مسئلہ ہے ___ کیا لینے آئیں ہیں اب --- عنان نے بیڈ کے پاس آکر غصے میں کہا تو فاطین نے اپنی سرد نظروں سے اسے دیکھا

اور اٹھ کر بیٹھا

جتنی بھی ڈریسز ہیں ___ ابھی کہ ابھی مجھے پہن کہ دکھاؤ" سرد سپاٹ " لہجے میں کہا تو عنان نے اسے کسی بھی خاطر میں نالا کر طنزیہ نظروں سے فاطین کو دیکھا

اور تمہیں لگتا ہے کہ میں عنان راجپوت آپ کا یہ حکم بجالاؤں گی """ سوالیہ لہجے میں کہا تو فاطین نے اپنے جبڑے بھینچے

اور قدم باکسسز کی جانب بڑھائے—ایک باکس سے اورنج اور لائٹ پیرٹ کلر کا لہنگا نکال کر عنان کی جانب کیا

میرا دماغ پہلے ہی بہت خراب ہے——سوچپ چاپ یہ ڈریس پہن کر آؤ" اپنے اشتعال پر بامشکل قابو پا کر عنان سے کہا جس نے منہ بسور کر اسے دیکھا

اور اپنے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے

جب فاطین نے غصے سے باکس نیچے زمین پر پٹکا اور ایک ہی جست میں عنان تک پہنچ کر اس کا بازو دبوچ کر رخ اپنی جانب کیا

اہ——جنگلی انسان چھوڑو میری بازو——عنان نے اپنی بازو فاطین کی سخت گرفت سے آزاد کرواتے ہوئے کہا جس پر فاطین نے سخت گرفت کر کہ اسے اپنے قریب کر لیا

تمہیں ایک ہی بار کہی میری بات سمجھ کیوں نہیں آتی —— جب کہا تھا" کہ اب دور گئی تو سچ میں سانسیں بند کر دوں گا —— تو تمہیں کیا لگا جذبات میں کہہ دیا تھا" عنان کے چہرے پر دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو عنان کو اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی

عنان کو ایک دم سے بیڈ پر دھکا دیا اور اپنی شرٹ کو اتار کر بیڈ پر پھینکا فاطین کے اس طرح دھکا دینے پر عنان اوندھے منہ بیڈ پر گری ابھی وہ سنبھلتی کہ فاطین نے اپنے دونوں بازو اس کے ارد گرد جما دیے جتنی دور تم جاؤ گی —— میں اتنا ہی تمہارے قریب آؤ گا---اور ہر بار" میری شدتیں تمہارے لیے جان لیوا ثابت ہو گی —— سرد لہجے میں سرگوشی کرتا وہ عنان کی آنکھیں پل میں نم کر گیا

نن۔۔۔۔نہیں ہٹو پیچھے فا۔۔۔عنان نے فاطین کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے کرنا چاہا جس پر فاطین نے اس کی کلائیاں اپنی سخت گرفت میں لے کر بیڈ سے ٹکا دی

بالکل نہیں جانِ فا۔۔۔ابھی تمہیں احساس ہی کب ہوا ہے کہ تمہاری" دوری میں کس قدر تڑپا ہوں میں۔۔۔۔اور جب تک وہ تڑپ تمہارے اس نازک وجود پر اتار نا دوں۔۔۔۔ تمہیں اس تڑپ کا کیسے اندازہ ہوگا" بوجھل لہجے میں سرگوشی کر کہ عنان کے کان کی لو کو اپنے دانتوں تلے دبا کر چھوڑا

اور پھر عنان کی مزاحمتوں اور آنسوؤں کو نظرانداز کیے اس پر اپنی شدتیں لٹاتا رہا

عنان کے مزاحمت کرتے ہاتھوں کو اس کے سکارف سے باندھ کر اس پر پوری طرح سے جھک گیا

اپنے بازو پر جلن اور تکلیف کے احساس سے فاطین نے اپنی خمار آلود نظروں سے اپنے سینے پر لیٹی عنان کو دیکھا جو نم نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی

فاطین کے دیکھنے پر اس کی گردن پر اپنے دانت شدت سے گاڑھ دیے جس پر فاطین نے جبڑے بھینچ کر تکلیف برداشت کی

اس کے بعد عنان نے اس کے بازو گردن پر جا بجا اپنے دانت گاڑیں ابھی وہ گردن پر جھکتی کہ فاطین کہ سرسراتی آواز سن کر وہی رک گئی

اب اگر ایک بار پھر تم نے یہی حرکت کی ـــــ تو بدلے کے لیے تیار "رہنا"

عنان نے نم آنکھوں سے اس ستمگر کو دیکھا جو اپنی منمانیاں کر کہ زبردستی اسے اپنے حصار میں لے کر اب سو رہا تھا

کتنا روکا تھا اس نے کتنی مزاحمت کی تھی مگر اس کی ہر مزاحمت پر اس نے اپنی شدتوں میں اضافہ ہی کیا جس پر عنان نے خاموشی اختیار کر لی آج فاطین کے لمس میں اسے صرف شدت اور جنون ہی محسوس ہوا اپنے دونوں بازو فاطین کی گردن پر باندھ کر چہرہ اس کی گردن میں چھپا لیا

تم بہت بتمیز ـــــ بے شرم اور ظالم انسان ہو فا ـــــ تمہیں ذرا مجھ پر ترس نہیں آیا ــــ بھیگے لہجے میں سر گوشی کی تو فاطین نے ایک ہاتھ عنان کی کمر جبکہ دوسرا اس کے بالوں میں الجھا کر اس کا چہرہ اپنے چہرے کے بالکل سامنے کیا

اور اپنے بارے میں کیا خیال ہے ـــــ اتنے سالوں بعد اگر قربت کے " کچھ پل نصیب ہوئے ہی تھے تو تم نے مجھے وہ بھی محسوس نہیں کرنے دیے اور چھوڑ کر چلی گئی ــــ اس دن کتنی محبت اور مان سے رکنے کا بولا

تھا مگر تم پھر چلی گئی ــــ کتنی کالز کی لیکن ایک بار بھی ریپلائے نہیں کیا---اور آج---اج تو حد کر دی مجھے منانے کی بجائے تم نے میرے گفٹس کو ریجیکٹ کر دیا ــــ ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو عنان نے اپنی آنکھیں بند کر لی

چہرے پر فاطین کی دھونکنی کی مانند چلتی گرم سانسوں سے عنان کو اپنی جلد جھلستی محسوس ہوئی

"میں ــ بزی ــــ تھی ــــ لیکن ــــ میں ــــ نے ــــ میسج ــــ اور ــــ کالز ــــ کی ــــ تھی ــــ بٹ ابھی عنان منمنا کر اپنی بات پوری کرتی کہ فاطین کروٹ بدل کر اس پر جھک آیا

"میں آج آخری بار کہہ رہا ہوں آن ــــ ائیندہ مجھے اگنور مت کرنا ــــ کبھی بھی نہیں ــــ سرد لہجے میں کہتا عنان کی نم آنکھوں میں دیکھا اور

نرمی سے ان پر اپنا لمس چھوڑا جب عنان نے سسک کر اس کے سینے پر اپنا سر ٹکا دیا

تم نے بہت تنگ کیا مجھے "نم لہجے میں فاطین کے سینے پر مکے برساتے ہوئے کہا تو اس نے مسکرا کر عنان کا ہاتھ تھام کر اپنے ہونٹوں سے لگایا

مگر تم سے کم "۔۔۔۔سارا الزام اس پر ڈال کر عنان کے گال پر اپنے لب رکھے

میں نے کب کیا منہ بسور کر روتے ہوئے کہا تو فاطین نے نرمی سے " اس کے لبوں کو چھوا

جیسے اب کر رہی ہو۔۔۔۔اتنے پاس آکر شکوے کرتی ہوئی سیدھا دل پر " وار کر رہی ہو

اپنی بات مکمل کر کہ بنا عنان کو سمجھنے کا موقع دیے اس کے وجود کی گہرائیوں میں اترتا چلا گیا

جبکہ عنان کی پھر سے ساری مزاحمتیں دھڑی کی دھری رہ گئی

ایک گاڑی کا نمبر بھیج رہی ہوں

کل تک مجھے اس لڑکی کے اوپر پہنچنے کی خبر مل جانی چاہیے

جہاں بھی——جیسے ہی موقع ملے گاڑی سمیت اڑا دینا

صفیہ بیگم نے سفاک لہجے میں کہہ کر فون بند کیا

دیکھا آپ نے وہ حسام ڈیٹ فائنل کر آیا——اور ہمیں بتانا بھی گوارا نہیں کیا

ثناء نے چلاتے ہوئے کہا تو روتی ہوئی فرح ایک دم سے صفیہ کے بیگم کے سامنے آئی

کیا فائدہ آپ کی اتنی محنت کا وہ سب تو پھر بھی ساتھ ہیں---مام کچھ کریں شادی روکیں——مجھے حسام لا کر دیں جیسے بھی

فرح نے چلا کر کہا تو صفیہ بیگم نے پریشانی سے اپنا ماتھا مالا

کیا کروں نا قیصر حیات سے رابطہ ہو رہا نا اصغر سے

اور وہ حسام کوئی ٹافی ہے جو لا کر تھما دوں

نا تم لوگ یہ محبتوں کے کھڑاک ڈالتی تو اب تک ان کا کھیل ختم کر دینا تھا میں نے

آپ نے کس لڑکی کی گاڑی کا نمبر بھیجا ہے ——وہ حیام نا ہو مام——

کیونکہ وہ مجھے چاہئے—حسام سے ڈائیورس کروائے اس کی

فہد کے چلانے پر صفیہ بیگم نے گھور کر اپنی اولاد کو دیکھا

جن لوگوں کو وہ جان سے مارنا چاہتی تھی ——ان کی اپنی اولاد ہی ان کی محبت میں پاگل ہوئے جا رہی تھی

انہیں سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ ان سب کو ماریں یا اپنی پاگل اولاد کو

دماغ خراب مت کرو—دفع ہو جاؤ تم تینوں یہاں سے

صفیہ بیگم نے تینوں کو گھورتے ہوئے غصے میں چلا کر کہا تو فرح اور ثناء

تن فن کرتی وہاں سے غائب ہوئی

جب کہ فہد ابھی بھی اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا

حیام کو کچھ نا ہو ـــــ ورنہ میں سب کچھ برباد کر دوں گا" ایک ایک لفظ"

چبا کر کہا تو صفیہ بیگم نے اس کی بات پر طنزیہ نظروں سے اسے دیکھا

اور تمہیں لگتا ہے تم اپنی ماں کا مقابلہ کر سکتے ہو" طنزیہ لہجے میں کہا تو"

فہد نے اپنے جبڑے بھینچے اور لمبے لمبے ڈنگ بھرتا ان کے کمرے سے

نکلتا چلا گیا

میں اور مائسہ آفس سے فری ہو کر مال جائیں گی ـــــ شاپنگ کے

لیے ـــــ تم دونوں بھی فری ہو کر وہاں آجانا حیام نے چائے پیتے ہوئے

کہا تو نبال نے اثبات میں سر ہلایا

تم اپنی ڈیوٹی پر نہیں جاؤ گی--- نبال نے اپنی فائلز دیکھتے ہوئے پوچھا

نہیں---اج وہاں سے چھٹی لی ہے آج مائسہ کے ساتھ آفس جاؤ گی---

اور یہ عنان اٹھی نہیں ــــ نبال کو جواب دے کر عنان کے بارے میں

پوچھا

نہیں ــــ بہت بار ڈور ناک کیا تو ــــ میڈم نے احسان کرنے کے انداز

میں جواب دیا کہ اسے ڈسٹرب نا کیا جائے--- نبال نے کندھے آچکا کر

کہا

حیام تم دونوں تو ساتھ ہی جاؤ گی تو اپنی کار مجھے دے دو اج ــــ نبال نے

چیئر سے اٹھتے ہوئے کہا

تو حیام نے اپنی کیز اس کی جانب بڑھائی

ویسے تو میں اور مائسہ میری ہی کار میں جانے والی تھی ــــ چلو ہم مائسہ کی

کار میں چلے جائیں گی

میری کچھ فائلز کار میں پڑی ہیں وہ تم مائسہ کی کار میں رکھوا دینا---حیام کے کہنے پر نبال نے باہر کی جانب قدم بڑھائے

جبکہ اس کے پیچھے ہی حیام نے ملازمہ کو آواز دے کر ٹیبل صاف کرنے کا کہا---اور مائسہ کے ساتھ باہر کی جانب بڑھی

مائسہ اور حیام اپنی کار میں بیٹھیں اور الوداعی نظر نبال کی طرف ڈالی جو مسکراتی ہوئی ان سے آگے بڑھ گئی تھی

کہاں ہو تم——نبال نے جیسے ہی فون اٹھایا مائسہ کی جھنجھلاتی ہوئی آواز سن کر ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

بس پہنچ رہی ہوں بس تھوڑی دیر---نبال نے موڑ کاٹتے ہوئے کہا

نظریں مرر پر گئی تو پھر ٹرک نظر آیا جو صبح اس کی کار کے پیچھے تھا جسے اس نے وہم سمجھ کر اگنور کیا تھا

مگر اب پھر وہ اس ٹرک کو مسلسل اپنے پیچھے آتا دیکھ رہی تھی

چلو پھر میں پہنچ کر بات کرتی ہوں---نبال نے فون بند کر کہ ڈیش بورڈ پر رکھنا چاہا کہ موبائل پھر سے رنگ ہونے لگا

ایک نظر مرر میں دیکھ کر موبائل کی سکرین کو دیکھا

جس پر دانیال کا نام جگمگا رہا تھا ہونٹوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ نے احاطہ کیا

——اسلام و علیکم——کیسے ہیں آپ

جس کے دل کی دھڑکن اس سے اتنی دور ہو وہ کیسا ہو سکتا" ہے" دانیال کے پر شکوہ لہجے میں پوچھے گئے سوال پر نبال نے دانتوں تلے لب دبا کر مسکراہٹ روکی

دل کی دھڑکن اتنی بھی دور نہیں اسی دنیا میں ہے ــــ آپ تو ایسے کہہ "
رہے جیسے دوسرے جہان رخصت ہو گئی ہو --- نبال نے شوخ لہجے
میں کہا تو دانیال کی مسکراہٹ پل میں سمٹی

جسٹ شیٹ اپ نبال یہ کیا بکواس تھی" لہجے کا سارا خمار بھک سے اڑا "

نبال کی بات پر دانیال کو لگ رہا تھا اگر وہ سامنے ہوتی تو شاید اس بات پر
وہ اسے دو لگا بھی دیتا

ہیلو ــــ دانی آواز نہیں آرہی آپ کی نبال نے موبائل سامنے کیا جس پر
نیٹ ورک نہیں آرہا تھا کار روک کر وہ باہر نکلی

ہیلو ــــ دانی نبال نے دوبارا اسے پوچھا

اب آرہی ہے آواز --- اور ہو کہا تم ــــ اپنے اشتعال پر بامشکل قابو پا کر
فکرمندی سے استفسار کیا ابھی نبال کچھ کہتی

پیچھے سے آرہے ٹرک نے پوری طاقت سے نبال کی گاڑی کو ٹکر ماری

ایک دھماکے سی آواز سے نبال کو اپنے کان کے پردے پھٹتے محسوس ہوئے دھماکہ اتنی شدت کا تھا کہ نبال منہ کے بل نیچے گری سر پر شدید چوٹ نے اسے ہوش خرد سے بیگانہ کیا

نبال---دانیال کی دھاڑتی آواز نیچے گرے موبائل میں گونج کر دم توڑ گئی

وہ سب ہاسپٹل کے کوریڈور میں بیٹھے فاطین کے باہر آنے کا ویٹ کر رہے تھے

جبکہ دانیال اپنے دونوں ہاتھ آپس میں جوڑے سر جھکائے ہوئے بیٹھا تھا

دروازے کھلنے کی آواز پر عنان جلدی سے فاطین کی جانب بڑھی

فا۔۔۔ کیسی ہے نبال--- عنان نے نم لہجے میں کہا تو فاطین نے بغور اسے دیکھا

مسلسل رونے کے باعث آنکھیں سوجھ چکی تھیں۔۔۔ چہرے پر مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان تھے۔۔۔ عنان کی سرخ نم آنکھوں میں دیکھ کر فاطین نے اپنے جبڑے بھینچے

پھر کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر۔۔۔ عنان کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے قریب کیا اور اپنے انگھوٹھے کو اس کی نم آنکھوں پر پھیرا جس پر عنان نے روتے ہوئے سسکی بھری

کچھ نہیں ہوا وہ بالکل ٹھیک ہے آن تھوڑی دیر تک ہوش میں آجائے" گی۔۔۔ نرم لہجے میں کہہ کر عنان کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا جو ابھی بھی رو رہی تھی

اور پھر عنان کا ہاتھ تھام کر حسام لوگوں کی جانب متوجہ ہوا جو اس کی بات سن کر اب پر سکوں کھڑے تھے

زیادہ پریشانی والی بات نہیں سر پر چوٹ آئی تھی ------ بس کچھ ٹیسٹ کریں گے یہ دیکھنے کے لیے کہی انٹرنل بلیڈنگ تو نہیں ہو رہی کیونکہ اس سے مسئلہ ہو سکتا ادر وائز وہ بالکل ٹھیک ہے روم میں شفٹ کرنے لگے ہیں --- فاطین نے سب کی جانب دیکھ کر کہا جبکہ دانیال ہنوز اسی پوزیشن میں بیٹھا تھا

جس پر حسام نے آنکھوں سے ہی اس سے بات کرنے سے منع کر دیا کیونکہ وہ جانتا تھا اپنے بھائی کو کہ اس وقت جتنا خاموش دکھ رہا ہے --- لیکن تھوڑی دیر میں اندر پکتا لاوا پھٹنے والا ہے

جبکہ فاطین روتی ہوئی عنان کا ہاتھ پکڑے اپنے آفس کی جانب بڑھا

آفس میں آکر دروازہ بند کر کہ عنان کو دروازے سے پن کر کہ اپنے ہاتھ اس کے اطراف میں رکھے

اور لب بھینچ کر اسے روتے ہوئے دیکھا

رونا بند کرو آن" سرد لہجے میں کہا تو عنان نے اپنے ہاتھوں میں چہرہ چھپا لیا

اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

اس سے زیادہ مشکل وقت سے وہ گزری تھیں مگر کبھی روئی نہیں" تھیں—— لیکن شاید اب وہ جانتی تھی کہ وہ روئیں گی تو انہیں سمیٹنے کے لیے وہ موجود ہو گے——

جدائی نے مضبوط بنایا تھا تو اب شدید محبت نے انہیں پھر سے عام نازک "سی لڑکیاں بنا دیا تھا

آئی سیڈ سٹاپ کرائینگ آن "اپنا ہاتھ زور سے دروازے پر مارتے "

ہوئے چلا کر کہا تو عنان اپنی جگہ سے اچھل پڑی اور نم آنکھوں سے اس

کی طرف دیکھا

فا—میری بہن تکلیف میں ہے اور تم کہہ رہے ہو "ابھی عنان اپنی"

بات مکمل کرتی کہ فاطین نے اس کے لبوں پر اپنی ہتھیلی جما دی

اور جو تم اس طرح سے رو کر مجھے تکلیف پہنچا رہی ہو اس کا کیا آن—"

سرد لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تو عنان نے نظریں جھکا دی

پلکوں کی بار توڑتے ہوئے کئی آنسوں فاطین کے ہاتھ کی پشت پر گرے

جس پر فاطین نے جھک کر اپنے لب رکھ دیے جب کہ فاطین کی اس

حرکت پر عنان نے اپنی سانس تک روک لی

عنان کے ہونٹوں سے ہاتھ ہٹا کر نرمی سے اس کے ہونٹوں کو چھوا اور

پھر اسے اپنے حصار میں لے کر اس کے بال سہلانے لگا

جبکہ عنان نے اپنا نازک سا حصار فاطین کے گرد باندھ کر پیچھے سے اس کی شرٹ مٹھیوں میں دبوچ لی

وہ میری بھی بہن ہے آن—— میں بھی فکر مند ہوں—— مگر اب وہ بالکل ٹھیک ہے—— "

"اور دانیال ہے ناوہ دیکھ لے گا سب "

نرم لہجے میں کہتے ہوئے اپنے لب عنان کے بالوں سے مس کیے

عنان کو نرمی سے کندھوں سے تھام کر اپنے سامنے کیا اور ہاتھوں کے پیالے میں اس کا چہرہ بھرا

پہلے صرف سنا تھا آج یقین بھی ہو گیا" اپنے ہاتھ کی پشت عنان کے " چہرے پر پھیرتے ہوئے کہا تو عنان نے نظریں اٹھا کر فاطین کی طرف دیکھا

جس پر فاطین نے جھک کر عنان کی آنکھوں پر اپنا لمس چھوڑا

کیا سنا تھا" عنان نے سوالیہ لہجے میں پوچھا تو فاطین کے ہونٹوں پر" مسکراہٹ آئی

یہی کہ جب محبوب کو پتہ لگ جائے کہ اس کا چاہنے والا اس پر مرتا" ہے—تو محبوب اسے مارنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا"—فاطین کی بوجھل سرگوشی پر عنان نے خفگی بھری نظروں سے اسے دیکھا

یہ تم مجھے ٹونٹ کر رہے ہو نا" عنان نے منہ پھلا کر کہا تو فاطین نے سر" پیچھے کو گرا کر مدھم قہقہہ لگایا
جس سے اس کے گلے کی ہڈی واضح ہوئی—جسے دیکھ کر عنان کے دل نے ایک بیٹ مس کی

اپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر نظریں جھکا دی

عنان کی تھوڑی تلے اپنی شہادت کی انگلی رکھ کر اس کا چہرہ اوپر اٹھایا

مار ہی تو رہی ہو جانِ من ـــــ کبھی اپنی اداؤں سے ــــ کبھی اپنی بے "
رخی اور دوری سے ــــ اور اب اس طرح سے رو کر "ــــ جب کہ
جانتی ہو کہ فاطین راجپوت تو پہلے ہی ہجر میں زخمی ہوا دل لیے پھر رہا
ہے "پر شکوہ لہجے میں مدھم سرگوشیاں کرتے اپنا چہرہ عنان کی گردن
میں چھپا لیا

جب کہ عنان نے بے بسی سے اپنے لب کچلے ---اور فاطین کے بالوں
میں ہاتھ الجھا کر اس کا چہرہ اپنے سامنے کیا

فاطین کی جزبات سے سرخ ہوئی آنکھوں میں عنان نے اپنی رو رو کر
سرخ ہوئی آنکھوں کو گاڑھا

اور پھر جھک کر نرمی سے فاطین کے لبوں پر اپنا لمس چھوڑ کر اس کی
گردن میں چہرہ چھپا لیا

ایم سوری فا" نم لہجے میں کہا تو فاطین نے سکون سے اپنی آنکھیں موند "
لیں

جبکہ باہر غصے سے کھڑے بسام نے گھور کر بند دروازے کو دیکھا

وہ اتنی بار نوک کر چکا تھا لیکن ان پر تو جیسے کسی بات کا اثر ہی نہیں ہو رہا
تھا

آگ لگی ہے بستی میں اور یہ دونوں میاں بیوی مست اپنی مستی "
میں" دانت پیس کر کہا-- دوبارا دروازے پر ٹھوکر ماری لیکن ان
دونوں کے کانوں پر تو جو تک نہ رینگی تو بسام منہ بناتے ہوئے واپس
حسام لوگوں کی طرف چل پڑا

پیشنٹ کو ہوش آگیا ہے آپ لوگ مل سکتے ہیں—— نرس کہ باہر آکر
بتانے پر حیام اندر جاتی مگر اس سے پہلے حسام نے ہاتھ پکڑ کر روک لیا

جبکہ دانیال لمبے لمبے ڈنگ بھرتا اندر چلا گیا

ان دونوں کو کچھ دیر کے لیے اکیلا چھوڑ دو حیام—اپنی انگلیاں حیام کی

انگلیوں سے الجھا کر اسے لیے چیئر پر آ کر بیٹھا

جس پر حیام نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا

تو حسام کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آئی

اپنے ہاتھ میں تھاما حیام کا ہاتھ ہونٹوں کے قریب لا کر اس پر اپنا دہکتا

لمس چھوڑا تو حیام کے چہرے میں پل میں گلال بکھر گیا

جب کہ حسام نے مسکراتے ہوئے اس ہاتھ کو اپنے سینے پر رکھ لیا

کاش اس وقت ہم روم میں ہوتے " جزبوں سے چور لہجے میں "

سرگوشی کی تو حیام نے اپنا سر جھکا لیا

لیکن فل حال ہم ہاسپٹل کے کوریڈور میں بیٹھے ہیں۔۔۔۔اسی لیے تھوڑا" خیال کرے حسام۔۔۔۔۔حیام نے مدھم لہجے میں سر گوشی کی تو حسام نے آہ بھر کہ سر پیچھے دیوار سے ٹکا لیا

یہ ظالم سماج اور اس کی پابندیاں۔۔۔۔۔حسام نے بربڑاتے ہوئے کہا" تو حیام نے اپنا سر اس کے کندھے پر ٹکا کر آنکھیں موند لی۔۔۔۔اب اتنا بھی ظالم نہیں ہے۔۔۔۔حیام کے کہنے پر حسام کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ نے احاطہ کیا--اپنا ہاتھ اس کے کندھے کے گرد رکھ کر حیام کو اپنے حصار میں لیا

دانیال نے جیسے ہی روم میں قدم رکھا نبال نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ لیں

جبکہ دانیال گہری نظروں سے نبال کو دیکھتے مضبوط قدموں سے بیڈ کی

جانب بڑھا

بیڈ کے قریب پہنچ کر نبال کے چہرے کی طرف دیکھا جہاں ماتھے پر پٹی

بندھی ہوئی تھی-- نیچے والے ہونٹ پر چوٹ کا نشان تھا

سفید رنگت میں اس وقت زردیاں گھلی ہوئی تھیں

نبال کی یہ حالت دیکھ دانیال نے غصے سے اپنے جبڑے بھینچے ـــــ ہاتھوں

اور گردن کی رگیں تن کر واضح ہونے لگی

میرے اندر اس وقت جو آگ لگی ہوئی ہے تم کیوں چاہتی ہو کہ اس "

میں سب کو جلا کر بھسم کر دوں ـــــ میرا ضبط مت آزماؤ نبال ـــــ اپنی

آنکھیں کھولو ڈیم اٹ ـــــ اپنے دونوں ہاتھ نبال کے اطراف میں رکھ

کر اس پر جھکتے ہوئے سرد لہجے میں غرا کر کہا تو نبال نے مضبوطی سے

شیٹ اپنے ہاتھوں میں دبوچی

مگر آنکھیں کھولنے کی ہمت نہیں کی ـــــ اپنے چہرے پر دانیال کی تیز آگ سی تپش لیے چلتی سانسوں کو محسوس کر کہ نبال کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی

"سب کا تو پتہ نہیں مگر اپنی ان گرم سانسوں کی تپش سے مجھے جلا کر ضرور بھسم کریں گے" اپنے خشک پڑتے گلے کو محسوس کر کہ نبال نے دل میں کہا کیوں کہ منہ پر تو کہنے کہ ہمت ہی نہیں تھی

"اوکے ایز یو وش" دانیال کہ سرسراتی آواز نبال کو سنائی دی اس سے پہلے وہ کچھ سمجھتی

دانیال نے اسے بیڈ پر تھوڑا سائیڈ پر کھسکا کر خود وہاں بیٹھا اور نبال کی کمر میں ہاتھ ڈال کر ایک جھٹکے سے اسے کھینچ کر اپنے سینے میں بھینچ لیا جبکہ نبال اس افتاد پر حق دق سی ہونکو کی طرح منہ کھولے اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے دانیال کو دیکھ رہی تھی

جو چہرے پر سرد تاثرات سجائے نبال کو گھورنے میں مصروف تھا

دا۔۔۔نی۔۔۔خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کر کہ منمناتے ہوئے کہا

دانیال نے نرمی سے اس کے بالوں کو اپنی مٹھی میں بھرا اور نبال کا چہرہ اپنے چہرے کے قریب کیا

اس دن جب تم میری شدتوں سے نڈھال ہو کر بکھری حالت میں" میری بانہوں میں سو رہی تھی۔۔۔تب وہ میرے لیے اس دنیا کا سب سے دلکش نظارہ تھا۔۔۔تب میرے دل نے خواہش کی تھی کہ تم ساری عمر ہر رات یونہی میری بانہوں میں سوتی رہو اور میں تمہیں ایسی ہی دیکھتا رہو۔۔۔مگر آج جب تم اس اسٹریچر پر آنکھیں بند کیے لیٹی ہوئی تھی مجھے وحشت ہو رہی تھی نبال۔۔۔میں نہیں دیکھ پا رہا تھا تمہیں۔۔۔تمہاری بند آنکھیں میری جان نکال رہی تھیں۔۔۔نبال کے سر سے اپنا

سر ٹکا کر آنکھیں موند کر گھمبیر لہجے میں سر گوشی کی تو نبال کی آنکھیں پل میں نم ہوئی

میں بالکل ٹھیک ہوں دانی —— آپ کو چھوڑ کر کہی نہیں جا رہی "

میں —— پہلے سنجیدہ اور آخر میں شوخ لہجے میں کہا تو دانیال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئ

آنکھیں کھول کر نبال کو دیکھا —— نبال نے ہاتھ بڑھا کر دانیال کے گال پر رکھا تو دانیال کی ہلکی بیرڈ کی چھبن اپنی ہتھیلی پر محسوس کر کہ نبال کو اپنے دل میں گدگدی سی محسوس ہوئی نظریں اٹھا کر دانیال کی طرف دیکھا

جو آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا

نبال کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام کر اسے اپنے سینے پر رکھا اور پھر اسے سمجھنے کا موقع دیے بغیر نبال کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے بستر پر لٹا کر---

نبال کے چہرے پر جا بجا اپنا لمس چھوڑنے لگا

نبال کے زخمی ہونٹ پر نرمی سے اپنے ہونٹ رکھ کر پیچھا ہٹا تو نبال کو گہرے گہرے سانس لیتے دیکھ دانیال نے اپنا ہونٹ دانتوں تلے دبایا

ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں اور میری پری کی سانسیں بکھر گئی—" جس دن تم وہ ریڈ ڈریس پہن کر پور پور میرے لیے سجو گی—تب میری شدتوں کو کیسے سہو گی—نبال کو دیکھتے ہوئے بے باک لہجے میں کہا تو

نبال کان کی لو سے لے کر گردن تک سرخ پڑ گئی—سفید چادر کھینچ کر اپنے چہرے پر کی

"--آپ یہاں سے ابھی جائیں اور ـــــ دانی بہت بے شرم ہے آپ

نبال نے دانت پیس کر کہا تو دانیال کا دلکش قہقہہ روم کہ فضا میں گونجا

آگے بڑھ کر نبال کو ویسے ہی چادر میں چھپے ہوئے اپنے حصار میں لے

کر اس کے سر پر اپنے ہونٹ رکھے اور قدم باہر کی جانب بڑھائے

چہرے پر چھائے محبت کے تاثرات یکسر بدل کر سرد پتھریلے ہو چکے

تھے

دانیال غصے سے بھپڑا وائٹ پیلس پہنچا تھا

جیسے ہی وہ لاؤنج میں داخل ہوا فہد، ثنا اور فرح اسے سامنے بیٹھے دکھے

جنہیں اگنور کرتا ہوا وہ صفیہ بیگم کے روم کی جانب بڑھا ـــــ لیکن انہیں

روم میں نا پا کر باہر آیا جہاں فہد لوگ کھڑے اب اسے ہی دیکھ رہے

تھے

کہاں ہے تمہاری ماں --- فہد کو کالر سے پکڑ کر چلایا تو فرح اور ثناء

جلدی سے آگے بڑھی

چھوڑو جنگلی انسان ـــــ پاگل ہو گئے ہو کیا ـ فہد کو دانیال سے چھڑواتے

ہوئے فرح نے چلا کر کہا

تو دانیال نے خونخوار نظروں سے دونوں گھورا

اور پھر بے دریغ نا جانے کتنے ہی مکے فہد کے چہرے پر جڑ دیے جبکہ ثناء

اور فرح خوفزدہ نظروں سے دانیال کو دیکھ رہی تھی

اپنی ماں کو بتا دینا ـ کہ اب الٹی گنتی گننا شروع کر دے ـــــ کیونکہ میں

حسام یا بسام نہیں جو صحیح وقت کے آنے کا انتظار کروں گا

میں دانیال راجپوت ہوں ـ میں وقت کا پابند نہیں ہوں --- دشمن "

سے بدلہ لینے کے لیے صحیح وقت کا انتظار نہیں کرتا بلکہ اسی وقت کو اپنی

" مرضی سے دشمن کے خلاف استعمال کرتا ہوں

لہجے میں آگ سی تپش لیے دھاڑا اور فہد کو فرش پر پٹکا

اور تیز تیز قدم بڑھتا لاؤنج سے نکلتا چلا گیا

گاڑی میں بیٹھتے کسی کا نمبر ڈائل کیا

ٹھیک ہے وہی رکھو پہنچ رہا ہوں میں ---- اپنی بات کہہ کر زن سے گاڑی

وائٹ پیلس سے نکالتا چلا گیا

ابھی ہاسپٹل ہی رکنا چاہئے تھا ---- مائسہ نے نبال کو سوپ پلاتے ہوئے

کہا

جو ضد کر کہ گھر آگئی تھی

مجھ سے نہیں رہا جاتا وہاں میڈیسنز کی سمیل کے ساتھ "نبال نے منہ "

بسور کر کہا تو

حیام اور عنان نے تاسف سے سر ہلایا

اور اب جو اتنے دن میڈیسنز کھانی پڑیں گی وہ--- عنان نے آبرو آچکا" کر کہا

تو نبال نے برا سا منہ بنا کر اپنا سر تکیے سے ٹکا دیا

میسج ٹون پر حیام اور عنان نے اپنا موبائل آن کیا

میں راجپوت مینشن پہنچنے والا ہوں—— تم دونوں جلدی سے باہر آجاؤ" پھر کہی جانا ہے "ارحم کے میسج پر عنان کے ہونٹوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ آئی

تم نبال کا خیال رکھنا ہم تھوڑی دیر تک آتے ہیں" ——حیام نے نبال" سے کہا اور عنان کو دیکھ کر باہر کی جانب قدم بڑھائے جواب ڈریسنگ کے سامنے کھڑی اپنے بال سنوار رہی تھی

حیام نے جیسے ہی قدم گیٹ سے باہر رکھے تو نظریں سامنے گاڑی کے دروازے سے پشت ٹکائے زمین کو گھورتے ارحم سے ٹکرائی

اپنے سامنے کسی کی موجودگی محسوس کر کہ ارحم نے سر اٹھایا تو---اتنے دنوں بعد حیام کو اپنے روبرو دیکھ کر رگ وپے میں سکون سرائیت کرتا محسوس ہوا

پھر بے اختیار ہی قدم اس کی جانب بڑھائے جو ارحم کی جانب ہی آرہی تھی

حیام کو سمجھنے کا موقع دیا بنا ارحم نے اپنا حصار اس کے گرد باندھ دیا

جبکہ حیام---ارحم کہ حرکت پر ساکت ہوگئی---قدم جیسے زمین نے جکڑ لیے ہو

میں بہت ڈر گیا تھا حیام-اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو میں کیسے سہہ پاتا""

بے اختیاری میں ادا ہوئے جملوں کا احساس ہوا

تو اپنا حصار حیام کے گرد سے ختم کیا اور چار قدم دور ہو کر کھڑا ہو گیا

اپنی بے اختیاری پر ہزار بار خود پر لعنت بھیجی

نظریں اٹھا کر حیام کی جانب دیکھا جو ابھی بھی بے یقینی کی کیفیت میں اپنی جگہ پر ساکت کھڑی تھی

ارحم نے شرمندگی سے اپنا سر جھکا لیا

کہ تبھی عنان مسکراتی ہوئی باہر آئی

السلام وعلیکم بھائی ـــــ عنان نے چہکتے ہوئے کہا تو ارحم نے بامشکل مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے جواب دیا

بھائی میرا کام ہو گیا کیا ـــــ لہجے میں اشتیاق اور تجسس لیے پوچھا تو ارحم نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا

اووآئی لو یو بھائی ـــــ یو آر آ سپر ہیرو ـــــ خوشی سے جھومتے ارحم کے گلے لگی جس پر ارحم نے مسکرا کر اس کے سر پر تھپکی دی

بس گڑیا اب اتنا خوش ہونے کی ضرورت نہیں شرط یاد ہے نا اپنی——

ارحم نے عنان کی ناک دباتے ہوئے کہا تو عنان نے مسکرا کر اثبات میں

سر ہلایا

تو چلیں نا بھائی دیر مت کریں——ارحم کا ہاتھ پکڑ کر اسے زبردستی

ڈرائیونگ سیٹ پر بٹھایا

اور خود آکر اس کے ساتھ والی سیٹ پہ بیٹھی

حیام آ بھی جاؤ——میں بالکل بھی لیٹ نہیں ہونا چاہتی——کھڑکی سے

منہ نکال کر چلاتے ہوئے کہا تو حیام نے جبراً مسکراتے ہوئے گاڑی کی

جانب قدم بڑھائے

جبکہ سامنے ٹیرس پر کھڑے دو وجود اس وقت خود کو ایک ان دیکھی

آگ میں جلتا ہوا محسوس کر رہے تھے

فاطین اور حسام جو گھر چینج کرنے آئے تھے اب حسام کے ٹیرس پر کھڑے کافی پی رہے تھے

کہ تبھی نظریں راجپوت مینشن کے باہر کھڑی کار پر پڑی جہاں کوئی لڑکا کار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا

تبھی حیام باہر آئی جسے دیکھ حسام کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ آئی

لیکن یہ اگلے ہی پل مسکراہٹ سمٹ گئی جب اس لڑکے نے حیام کو گلے لگایا

وجود میں جیسے شعلے بھڑک اٹھے ہو

فاطین کبھی سامنے کے منظر کو دیکھتا اور کبھی حسام کے چہرے کو جو اس وقت لال بھبھوکا ہو رہا تھا

مگر اگلا لمحہ فاطین کو انگاروں پر لٹا گیا جب عنان مسکراتی ہوئی باہر آئی اور پھر اگلے ہی لمحے اس لڑکے کے گلے لگی

غصے سے کافی کا کپ نیچے فرش پر مارا— جس کے ٹکڑے جا بجا فرش پر بکھر گئے

غصے سے اپنی مٹھیاں زور سے بھینچ لی جس سے تنی رگیں واضح ہونے لگی

جھٹکے سے پلٹ کر تیز تیز قدم لیتے فاطین اور حسام باہر آئے مگر تب تک وہ جا چکے تھے

شٹ چھوڑوں گا نہیں میں اس کمینے نے چھوا بھی کیسے میری حیام" کو—— اپنا ہاتھ زور سے راجپوت مینشن کے گیٹ پر مارتے ہوئے چلا کر کہا تو فاطین نے غصے سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا

چھوڑوں گا تو میں بھی نہیں تمہیں آن—— ہمت بھی کیسے ہوئی کسی" غیر کے قریب جانے کی" دانت پیس کر دل میں عنان سے مخاطب ہوئے کہا

دانیال نے جیسے ہی بیسمنٹ میں قدم رکھے سامنے ہی دو آدمیوں کے ہاتھ باندھ کر گھٹنوں کے بل بٹھایا ہوا تھا

جبکہ سائیڈ پر بسام چیئر پر بیٹھا موبائل پر گیم کھیلنے میں مصروف تھا

دانیال نے ان دونوں کے قریب جا کر آنکھوں سے اور منہ سے پٹی ہٹائی

جو پوچھا جائے اس کا سچ سچ جواب دینا—— جھوٹ کی صورت میں جسم" سے چمڑی ادھیرتے ہوئے میرے ہاتھ ذرا بھی نہیں کپکپائے گے" سرد لہجے میں غرا کر کہا

تو ان دونوں آدمیوں نے ڈرتے ہوئے اپنے سامنے کھڑے اس مضبوط جسامت کے مرد کو دیکھا جس کی گردن اور بازو کی تنی ہوئی رگیں اس کے غصے کی نشاندھی کر رہی تھی

ہم کسی بارے میں کچھ نہیں جانتے ہمیں جانے دو" ایک شخص نے "

ہمت کر کہ کہا تو دانیال کا پر اسرار قہقہہ بیسمنٹ میں گونجا

اندر لے کر آؤ سامان --- دانیال نے پلٹ کر باہر کھڑے اپنے آدمیوں

کو آواز لگائی تو اگلے ہی پل وہ ہاتھ میں سامان تھامیں نمودار ہوئے

جبکہ بسام چیئر سے ٹیک لگائے دلچسپی سے سب دیکھ رہا تھا

ایک آدمی کے ہاتھ میں چار فٹ لمبا اور ایک فٹ چوڑا لوہے کا دروازا

ٹائپ کوئی چیز تھی جس کے اوپر دو سوراخ تھے اور دو آخر میں بالکل اسی

طرح کے سوراخ تھے

اور ایک آدمی کے ہاتھ میں ایک بوتل تھی

کھولو اس کے ہاتھ --- دانیال نے سپاٹ آواز میں کہا تو اس آدمی نے ان

دونوں بورڈ نما چیزوں کو درمیان میں رکھا

اور ایک آدمی کی جانب قدم بڑھائے

یہ — کک — کیا کر رہے ہو — میں نے کچھ بھی نہیں کیا — جانے دو مجھے — آدمی نے خود کو چھڑوانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا

تو دانیال نے سپاٹ نظروں سے اس کی جانب دیکھا

وہ جانتا تو تھا کہ یہ کس کے کہنے پر ان لوگوں نے کیا ہے لیکن ان لوگوں کو بھی سزا دیے بنا کیسے جانے دیتا

کہ تبھی دانیال کے آدمی نے — اس شخص کو کرسی پر بٹھا کر اس کے دونوں ہاتھ سوراخ سے دوسری جانب نکالے جب دوسرے آدمی نے ان ہاتھوں کو آگے باندھ دیا

اسی طرح سے اس کے پاؤں کے ساتھ کیا

وہ آدمی اس صورتحال کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کیونکہ اسے دوسری جانب کیا ہو رہا ہے وہ نظر نہیں آ رہا تھا

یہی عمل انہوں نے دوسرے آدمی کے ساتھ کیا

اپنے ہاتھوں پر پانی کا گیلا پن محسوس کر کہ وہ چونکے لیکن کمرے میں پھیلتی مٹی کے تیل کی خوشبوان کے چودہ طبق روشن کر گئی

نہیں ہم بتاتے ہیں--- ہمیں چھوڑ دو---اپنا انجام سوچ کر چلاتے ہوئے کہا تو دانیال نے ناپسندیدہ نظروں سے ان کی جانب دیکھا

جو تم لوگوں کو یہاں لا سکتا ہے--- تمہیں کیا لگتا ہے وہ اس تک نہیں پہنچ سکتا--- لیکن نام بتا کر تم لوگوں نے اپنی سزا میں اضافہ ہی کیا ہے"

کندھے آچکا کر دانیال نے اپنا لائٹر آن کیا

کمرے میں ان کی دردناک چیخیں گونجیں تو بسام نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے

تھوڑی دیر بعد ان جلتے ہاتھوں پر پانی ڈالا

اور ان کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگا تب تک فاطین اور حسام بھی وہی آ گئے

جن کے چہرے کے تاثرات سپاٹ تھے

قیصر حیات کہاں ہے ___ حسام نے سپاٹ لہجے میں کہا تو دانیال نے

بیسمنٹ میں موجود کمرے کی جانب اشارہ کیا

جبکہ فاطین نے نیچے گرے ان آدمیوں کی طرف دیکھا

جن کے ہاتھ بری طرح سے جھلس چکے تھے

یہ رہیں تمہارے مجرم __ ارحم نے کرسی سے بندھیں آدمیوں کی

طرف اشارہ کر کہ کہا جو آٹھ __ نو کے قریب تھے

اور یہ دو آخر والے ___ یہ نبال کے ہیں ___ دانیال کی کار پر انہوں نے

اٹیک کیا تھا ___ ارحم نے دائیں جانب آخر میں دو لوگوں کی طرف

اشارہ کر کہ کہا

تو عنان نے اثبات میں سر ہلایا

اب آپ دونوں باہر جا سکتے ہیں—ہاتھوں میں گلوز پہنتے ہوئے کہا تو

حیام نے تاسف سے سر ہلایا جبکہ ارحم نے حیام سے اپنی مسکراہٹ

چھپائی اور قدم باہر کی جانب بڑھائے

بہت شوق ہیں نا تم لوگوں کو—دوسروں پر تشدد کرنے کا—ان کے

جسم کو داغنے کا

تو آج عنان راجپوت تم لوگوں کو بتائیں گی کہ آخر تشدد ہوتا کیا ہے—

سامنے بیٹھے شخص کہ منہ پہ بے دریغ مکوں کے وار کرتے چلاتے ہوئے

کہا

اور پھر سبھی کہ چہروں کا نقشہ بگاڑنے کے بعد چھوٹے سے میز پر پڑے

باکس کی جانب بڑھی

جب کہ منہ پر لگی پٹیوں کی وجہ سے وہ لوگ چلا بھی نہیں پا رہے تھے

تم دونوں میری بہن کی امانت ہو۔۔۔اس لیے اپنے بچنے پر خوش نا" ہو۔۔۔وہ مجھ سے بھی زیادہ ظالم ہیں۔۔۔سپاٹ لہجے میں ان دو آدمیوں کو دیکھ کر کہا جن کی آنکھوں میں خود کہ بچ جانے کی خوشی ظاہر ہو رہی تھی

اور پھر بیگ میں سے باریک سا چاقو نکال کر ان کی جانب بڑھی

جو درد سے کراہ رہے تھے

اگر اس شخص پر ہاتھ اٹھانے سے پہلے تم لوگ یہ پتا کر لیتے کہ وہ کس" کہ ملکیت ہے تو شاید اس حال میں نا ہوتے "بے دردی سے ان کے منہ سے ٹیپ کھینچتے ہوئے سرد لہجے میں کہا

اور پھر ان کے سینوں اور پشت پر جگہ جگہ کٹ لگائیں جس سے ان کی وحشت ناک چیخیں گونج اٹھیں

چلانا بند کرو—— کیونکہ تم لوگوں کے چلانے سے مجھے اپنے فاکی "تکلیف یاد آتی ہے——اور جب اس کی تکلیف یاد آتی ہے تو میرا دل کرتا ہے تم لوگوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کہ کتوں کے آگے ڈال دوں" ان کے آواز میں غرا کر کہا تو انہوں نے اپنے ہونٹ بھینچ کر چیخوں کا گلا گھونٹنا چاہا

مگر دبی دبی سسکیاں ابھی بھی گونج رہی تھیں

سب کہ جسم پر کٹ لگانے کے بعد عنان ہاتھ جھاڑتی ہوئی ان کے سامنے آکر کھڑی ہوئی

اوپسس ابھی بھی کچھ کمی رہتی ہے——سوچنے والے انداز میں انہیں" دیکھتے ہوئے کہا

یاد آیا—کیسے بھول گئی میں——چہکتے ہوئے باکس کی جانب بڑھی اور" اس میں سے سگریٹ کے پیکٹ نکالیں

تم لوگوں کا موسٹ فیورٹ ــــ ابرو آچکا کر طنزیہ لہجے میں کہا"

پلیز ہم نے یہ سب ذاتی دشمنی کے باعث نہیں کیا ــــ ہمیں پیسے دیے" گئے تھے ــــ ایک آدمی نے روتے ہوئے گڑ گڑا کر کہا

تو عنان کو اپنے جسم میں انگارے پھوٹتے محسوس ہوئے ایک ہی جست میں اس تک پہنچ کر پاؤں سے ٹھوکر اس کے سینے پر ماری جس سے وہ کرسی سمیت نیچے گرا

اب تم لوگوں کو اس قابل چھوڑو گی ہی نہیں کہ پیسے لے کر بھی یا اپنی" ذاتی دشمنی میں کسی کی زندگی تباہ کر سکو" سگریٹ سلگا کر ان کے زخموں پر رکھیں تو بیسمنٹ کربناک چیخوں سے گونج اٹھا

وہ تم تھے نا جو میرے فا کو مارتے تھے ــــ ایک آدمی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جو نیم بیہوش ہوا تھا

اس کے ہاتھ کھول کر کرسی سے نیچے گرایا

اور پھر گریبان سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا

وہ شخص میرے جسم میں خون کی مانند سرائیت کرتا ہے ــــ اس کی "

چلتی سانسیں میری زندگی کی امانت ہے " --- اور تم لوگوں نے اسے

تکلیف پہنچائی تو پہنچائی کیسے ــــ ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے اس شخص کا

سر سامنے دیوار میں مارا تو وہ تڑپ گیا

ناجانے کتنی بار اس کا سر دیوار پر مارا کہ اب وہ بیہوش ہو کر نیچے گر چکا تھا

مگر عنان کا جنونی روپ ویسے ہی قائم تھا

بیلٹ اٹھا کر ان سب کے جسم دھنک کہ رکھ دیے

میرے فا کو تکلیف دی تھی نا ــــ تم لوگوں کی وجہ سے اتنے سال وہ "

اندھیروں میں رہا ــــ مجھ سے دور رہا ــــ کس کس بات کی سزا دوں تم

لوگوں کو " بیلٹ سے مسلسل وار کرتے وہ ان کی چیخوں کو بالکل

فراموش کر چکی تھی

جب مار مار کی تھک گئی تو ہانپتے ہوئے پیچھے ہٹی

یہ تو اس ایک دن کی اذیت تھی ـــــ باقی تم لوگ تیار رہنا ـــــ میرے" فا کو ملی اتنی دنوں کی تکلیف کا سود سمیت بدلہ لوں گی ـــــ اسی دنیا میں جہنم کی سیر نا کروا دی تو میرا نام بھی مسسز فاطین راجپوت نہیں"

سامنے پڑے شخص کے منہ پر ٹھوکر مارتے ہوئے کہا

اور قدم باہر کی جانب بڑھائے

یہ تم نے کیا- کیا اِرحم ـــــ اس پاگل لڑکی کہ بات مان لی ـــــ حیام نے کمر پر دونوں ہاتھ رکھ کر گھورتے ہوئے ارحم سے کہا جواب سر جھکائیں کھڑا تھا

میری بہن کے مجرم تھے وہ ـــــ اگر عنان نا کرتی تو میں انہیں سزا" دیتا ـــــ اور میری بہن بہت امید سے کہا تھا مجھے -- تو کیسے بات ٹالتا- اگر

میں نا جاتا تو وہ دونوں بلی جاتیں اور میں انہیں کیسے انہیں کسی مصیبت میں پڑتے دیکھتا

ارحم نے کندھے آچکا کر کہا تو حیام نے گہری سانس بھری

لندن سے کیسے لائیں یہاں تک "—حیام نے آبرو آچکا کر کہا تو ارحم نے آگے کی جانب قدم بڑھائے

جس پر حیام کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی—وہ ہمیشہ ایسے ہی" کرتا تھا حیام کے سوالوں سے بچنے کے لیے آگے چلنا شروع کر دیتا تھا—یا کبھی اسی لگتا کہ حیام اسے کسی چیز کے لیے منع کریں گی تب " بھی اپنی بات کہہ کر قدم آگے بڑھا دیتا

کچھ نہیں بس ان لوگوں تک پہنچا انہیں پیسے دیے اور کہا پاکستان میں " کسی کا کام تمام کرنا ہے—بہت بڑی ہستی ہے وہ—یہ لوگ کریں

گے تو کسی کو شک نہیں جائیں گا ان پر—— تھوڑی سی ٹال مٹول کے بعد
"اور اچھا خاصہ لالچ ملنے پر مان گئے

ارحم جیسے جیسے بتا رہا تھا حیام کو اپنی ہنسی روکنا محال لگ رہا تھا

تو پھر آج ثابت ہوا کہ لالچ بری بلا ہے" حیام نے کہا تو ارحم کا بے"
ساختہ قہقہہ گونجا

ہاں اور یہ بھی دوسروں کے لیے گڑھا کھودو گے تو گر خود بھی جاؤ"
گے—— ایسا ہی کچھ تھا نا—— تمہیں پتا تو ہیں کہاوتیں یاد نہیں رہتی
مجھے" پلٹ کر حیام سے کہا تو اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا

کہاوتیں یاد رہنا ضروری بھی نہیں—— بس ان کے انجام یاد رہ جانے"
چاہیئے تاکہ لوگ نصیحت پکڑیں" حیام نے کہا تو ارحم نے اس کے لیے
کار کا دروازا کھولا تو حیام مسکراتے ہوئے بیٹھ گئی

انکل بتا رہے تھے تمہارے لیے رشتہ آیا ہے ——حیام نے سرسری سا پوچھا تو ارحم کے چہرے کے تاثرات پل میں سپاٹ ہوئے

کوئی جواب دیے بنا کار آگے بڑھائی

یہ بھی سنا ہے کہ لڑکی تمہیں پسند بھی کرتی ہے" چھیڑنے کے انداز" میں کہا تو ارحم نے اسٹیرنگ پر اپنی گرفت مضبوط کر دی

شادی کر لو ارحم —— انکل کو تمہاری بہت فکر رہتی ہے" حیام نے" سڑک پر نظریں جمائے کہا تو ارحم نے ایک دم سے بریک لگائی تو حیام نے گڑبڑا کر اس کی طرف دیکھا

جو وحشت ٹپکاتی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا

یہ بات آج کہہ دی ہے حیام آئندہ نا کہنا —— اپنی زندگی کہ ہر فیصلے پر" تمہیں حق دے سکتا ہوں —— لیکن اس معاملے میں تمہیں ایک لفظ

بولنے کا حق نہیں ___ سرد سپاٹ لہجے میں کہا تو حیام کا رنگ پل میں فق

ہوا

حیرت اور بے یقینی سے منہ کھولیں وہ ارحم کو دیکھ رہی تھی

تم ___ ارحم ___ حیام کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اسے اب کہے تو کہے "

کیا اتنے شدید ردعمل کی اسے امید نہیں تھی

کیا میں حیام بتاؤ ___ کیوں کروں میں کسی معصوم کی زندگی برباد "

کیوں ___ اسے اپنی زندگی میں شامل کرلو اور پھر اسے ایک دن احساس

ہو کہ وہ تو صرف زنگی میں ہے ___ دل و دماغ اور روح تک تو کوئی اور

چھائی ہوئی ہے ___ تاکہ اس حقیقت کے بعد وہ سسک سسک کر زندگی

جیے " سرد لہجے میں غرا کر کہا تو حیام نے اپنے لب بھینچے

وہ تم سے محبت کرتی ہے ارحم ایک نا ایک دن تمہیں بھی اس سے "

محبت ہو جائیں گی ماضی صرف ماضی بن کر رہ جائیں گا" حیام نے اسے

سمجھانا چاہا تو ارحم کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ آئی

بعد میں محبت ہو جائیں گی—— بچوں کے بعد محبت ہو جائیں گی—— تو"

دیکھو مجھے حیام راجپوت میرا وجود اسی محبت کو پیدا کرنا کا صلہ ہے——

محبت تو پیدا نا ہوئی میں برباد ہو گیا—— اپنے باپ کو اسی محبت کے لیے

تڑپتے دیکھا ہے میں نے

کہ شاید کبھی میری ماں کے دل میں ان کے لیے یا میرے لیے تھوڑی

سی محبت پیدا ہو جائیں—— مگر نہیں ہوئی—— جن سے محبت نا ہونی ہو نا

حیام وہ چاہے دل کے دروازے پر بھکاری بن کر بیٹھ جائیں ہم انہیں

——ایک نظر دیکھنا گوارا نہیں کرتے

اور جن کے نصیب میں محبت نا ہو نہ اگر وہ ساری دنیا بھی مٹھی میں لیے پھر رہے ہوا نہیں محبت نصیب نہیں ہوتی ـــــ اس کی مثال میں ہوں اور کیوں میں اسے بھی ان میں شامل کروں

"اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہو حیام اگر حسام کے دل میں کوئی اور ہوتی اور زندگی میں تم کیا تم اس بات کو برداشت کر پاتی ـــــ کبھی بھی نہیں ـــــ مرد ہو یا عورت اسے اپنا ہمسفر مکمل ہی چاہیے ہوتا ہے ـــــ محبت نا ملے تو انسان نصیب سمجھ کر یا خود کو اس لائق نا سمجھ کر صبر کر ہی لیتا ہے ـــــ مگر ہمسفر کے دل میں کوئی اور ہو یہ شراکت بہت جان لیوا ہوتی ہے جو نا ہی انسان کو مارتی ہے نا ہی زندہ چھوڑتی ہے سسکنے کے لیے چھوڑ دیتی ہے" ـــــ جس دن مجھے لگا میرے دل و دماغ میری پہلی محبت کی یادوں سے خالی ہو گیا ہے تب پوری ایمانداری سے ارحم انصاری کسی کو اپنی

زندگی اور دل میں شامل کر لے گا" سرد لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا اور کار سٹارٹ کی

جبکہ حیام ابھی بھی حق دق سی ارحم کہ باتوں کو سوچ رہی تھی ——وہ کبھی بھی حیام سے اپنی محبت کا اظہار نہیں کرتا تھا——اج بھی لاکھ غصے میں ہونے کے باوجود پہلی محبت کہا حیام کا نام نہیں لیا——حیام نے بے بسی سے اپنے لب کچلے اپنا آپ اس کا مجرم لگا

مائسہ روم میں داخل ہوئی تو نظریں سامنے بیڈ پر اوندھے منہ لیٹے بسام پر گئی جو شرٹ لیس شاید سوچکا تھا

مائسہ کا ارادہ نبال کے پاس رکنے کا تھا مگر اس نے زبردستی مائسہ کو بھیج دیا کہ وہ ٹھیک ہے

بسام پر مسکراتی نگاہ ڈال کر ڈریسنگ روم میں گئی اپنے کپڑے لے کر شاور لینے چلی گئی

تھوڑی دیر بعد شاور لے کر باہر آئی اور اپنے بال خشک کر کہ بیڈ کی جانب قدم بڑھائے جہاں بسام ہنوز ویسے ہی لیٹا ہوا تھا

بسام کی پشت پر اپنا سر ٹکا کر اس کے گرد اپنا نازک سا حصار باندھ دیا

بسام کی پشت پر بنے برتھ مارک پر اپنے لب رکھے اور ہاتھ بڑھا کر کمفرٹر کھول کر دونوں پر لیا

بسام کی پشت پر اپنی انگلیاں چلاتے ہونٹوں پر مدھم مسکراہٹ رقص کرنے لگی

بسام کے کان کی لو پر اپنی ناک ٹریس کرتے ہوئے پیچھے گردن تک لا کر اپنے لب وہاں رکھ دیے

بسام اٹھیں بھی ــــ مائسہ نے بسام کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا تو بسام نے اپنی نیند کا خمار لیے آنکھیں واہ کی

تم تھوڑی دیر اور تیمارداری کر لیتی ــــ بسام نے منہ بسور کر کہا اور "

نرمی سے کروٹ بدل کر مائسہ کو اپنے حصار میں لے کر سینے میں بھینچ لیا

جس پر مائسہ نے اپنا چہرہ اس کی گردن میں چھپا لیا

اب آ تو گئی ہوں اٹھ جائیں نا ــــ مجھ سے باتیں کریں ــــ مائسہ نے "

منہ بسورتے کہا تو بسام کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

تھوڑا سا جھک کر مائسہ کے بالوں پر لب رکھے

میں پھر صرف باتیں تو نہیں کروں گا ــــ اپنی نیند خراب کرنا بدلہ "

سود سمیت لوں گا ــــ شوخ لہجے میں کہا تو مائسہ نے اپنی آنکھیں گھمائیں

نہیں سو جائیں آپ میں اکیلے ہی آپ سے باتیں کو لوں گی ــــ بسام "

کی ہلکی بیرڈ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تو بسام نے مدھم قہقہہ لگایا

"Along with your breath, Bassam Rajput is now addicted to your closeness and soft whispers."

"تمہاری سانسوں کے ساتھ ساتھ اب تو بسام راجپوت کو تمہاری قربت اور مدھم سرگوشیوں کا بھی نشہ ہو گیا ہے" بوجھل اور گھمبیر لہجے میں کی گئی بسام کی سرگوشی پر مائسہ کے ہونٹوں پر شرمیگی مسکراہٹ نے احاطہ کیا

"وہ اس کے ساتھ ہوتی تھی بسام کے لیے یہی بہت تھا—— وہ اسے اس رشتے کو ٹھیک سے سمجھنے کے لیے وقت دینا چاہتا تھا- حیام کے ساتھ جو حادثہ ہوا وہ سمجھدار تھی سنبھل گئی تھی—— مگر مائسہ تو پہلے ہی اپنی مام کی ڈیتھ کی وجہ سے خاموش ہو گئی تھی اور پھر وہ حادثہ—— بسام نہیں چاہتا تھا کہ وہ کبھی بھی اسے غلط سمجھے کہ اسے صرف اپنے حق سے

مطلب تھا ـــــ شاید وہ نہیں جانتی تھی مگر بسام نے اسے رات کو نیند میں ڈرتے اور بر بڑاتے ہوئے کئی بار سنا تھا جس پر اس نے بامشکل ہی خود پر ضبط کیا مائسہ کو اپنی بانہوں میں بھر کر وہ ساری رات اسے پر سکون کرتا رہتا ـــــ لیکن وہ کچھ دنوں سے یہ بھی محسوس کر رہا تھا اب وہ راتوں کو نہیں ڈرتی شاید وجہ بسام کا اس کے ساتھ ہونا تھا ـــــ ماضی کو بالکل ختم کرنے کے بعد وہ مائسہ کے ساتھ نئی زندگی کا آغاز کرنا چاہتا تھا"

اور مجھے بسام راجپوت کا نشہ ہو گیا ہے" مائسہ کی مدھم سرگوشی پر بسام" نے چونک کر اسے دیکھا اور کروٹ بدل کر اس پر جھک آیا

اور مجھے اس وقت ان سانسوں کی طلب ہے" مائسہ کے ہونٹوں پر اپنا" انگھوٹھا رب کرتے ہوئے خمار آلود لہجے میں کہا تو مائسہ نے اپنی نظریں جھکا دی

جس پر بسام نے اس کی انگلیوں میں مضبوطی سے اپنی انگلیاں الجھا کر بیڈ پر پن کر دی اور پوری شدت سے مائسہ کے ہونٹوں پر جھک کر اس کی سانسوں سے اپنی سانسیں الجھا دی

قطرہ قطرہ مائسہ کی سانسوں کو خود میں انڈیلتے اسے بے بس کر گیا

مائسہ کے بے ترتیب ہوئے تنفس کو محسوس کر کہ اپنے لب آہستہ سے مائسہ کے ہونٹوں سے جدا کر کہ اپنا سر اس کے سر سے ٹکا دیا

کمرے کی معنی خیز خاموشی میں دونوں کی دھونکنی کی مانند چلتی سانسوں کا شور برپا تھا

مائسہ کے بھیگے لبوں پر اپنا انگھوٹھا پھیر کر جزبات سے سرخ ہوئی نظروں سے اس کے لال پڑتے چہرے کو دیکھا

اور ایک دم سے کروٹ بدل کر مائسہ کو اپنے سینے میں بھینچ کر آنکھیں موند لی

سو جاؤ یار ورنہ مشکل ہو جائے گی" بسام نے بے چارگی سے کہا تو مائسہ "

نے مدھم قہقہہ لگایا

صفیہ بیگم کو تو حیام اور ارحم نے پہلے ہی غائب کر دیا

تھا اس حادثے کے بعد وہ انہیں کوئی اور موقع نہیں دینا چاہتے تھے

حیام نے تھکے تھکے قدم روم میں رکھے تو ایک دم سے ٹھٹھکی

کیونکہ حیام کے واشروم سے شاور کی آواز آرہی تھی

دماغ پہلے ہی بری طرح سے الجھا ہوا تھا

حیام نے گہری سانس بھر کر اپنی پسٹل ہاتھ میں تھامی اور واش روم کی

جانب قدم بڑھائے

آہستہ سے دروازا کھولا

تو نظریں سامنے پیٹھ کیے شخص سے ٹکرائی

جو اپنے دونوں ہاتھ دیوار سے ٹکائے اتنی سردی میں ٹھنڈے پانی کے نیچے بے حس بنا کھڑا تھا

حیام کو بے ساختہ ہی اتنی ٹھنڈ میں جھرجھری آئی

لب سختی سے آپس میں پیوست کیے

یہ جو میں ہوں ذرا سا باقی ہوں

وہ جو تم تھے وہ مر گئے مجھ میں

میرے اندر تھی ایسی تاریکی

آ کے آسیب ڈر گئے مجھ میں

میں نے چاہا تھا کہ زخم بھر جائیں

زخم ہی زخم بھر گئے مجھ میں

پہلے اترا میں دل کے دریا میں

پھر سمندر را اتر گئے مجھ میں

کیسا خاکہ بنادیا مجھ کو

کون سا رنگ بھر گئے مجھ میں

میں وہ پل تھا جو کھا گیا صدیاں

سب زمانے گزر گئے مجھ میں

بن کے دن وہ یوں سامنے آئے

اور پھر رات کر گئے مجھ میں

اگر تم زندگی میں نا آتی تو شاید زندگی میں کبھی بھی ارحم انصاری محبت ’’ جیسے جزبے سے روشناس نا ہوتا —— مگر مسئلہ صرف محبت کے جذبے کا ہی تو نہیں ہے —— مسئلہ تو اس لاحاصل محبت کی اذیت کا ہے —— نہ ہی تم مل رہی ہو —— نا ہی سانسیں رک رہی ہیں --- اور نا ہی یہ اذیت کم ہو

رہی ہے ـــــ ہر رات تمہیں بھول جانے کا عہد کر کہ سوتا ہوں ـــــ ہر
صبح تمہارے مل جانے کی امید پر طلوع ہوتی ہے "
اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں بس سگریٹ کے شعلے کی سرخ
روشنی تھی جس پر ارحم انصاری اپنی نظریں ٹکائیں بیٹھا تھا
میں کیسے بھولوں تمہیں حیام ـــــ میری زندگی کی تمام یادوں میں "
صرف تم ہی تو ہو ـــــ ہر سو صرف بے بسی ہی بے بسی تھی
نا اسے کھونے کا حوصلہ تھا --- اور نا ہی اسے چاہنے کا حق ـــــ دل ان "
دیکھی سی آگ میں جل رہا تھا
اپنی ہی سانسوں سے دم گھٹتا محسوس ہو رہا تھا

اپنی پسٹل کو بیڈ پر اچھالا اور اپنے قدم حسام کی جانب بڑھائے

حسام ــــ اپنے دونوں ہاتھ حسام کے سینے پر رکھ کر سر اس کی پشت سے

ٹکاتے سرگوشی سے بھی کم آواز میں پکارا

ہاتھ بڑھا کر شاور بند کیا--- ناجانے وہ کب سے ٹھنڈے پانی کے نیچے

کھڑا تھا

حیام کو تو سوچ کر ہی جھرجھری آئی

کچھ ہوا ہے کیا ــــ حسام کے جواب نا دینے پر حیام نے دوبارا پوچھا مگر وہ

ہنوز دیوار پر ہاتھ ٹکائے سر جھکائے کھڑا رہا

حیام کو کسی گڑبڑ کا احساس ہوا مگر لاکھ سوچنے پر بھی اسے کچھ ایسا یاد نہیں

آیا جس پر وہ اس سے ناراض ہوتا

ابھی وہ انہی خیالوں میں گم تھی جب اپنے ہاتھوں پر سخت گرفت

محسوس ہوئی حیام نے چونک کر حسام کی پشت کو دیکھا جو اب سیدھا کھڑا

ہو چکا تھا

حیام کے ہاتھ چھوڑ کر اپنا رخ اس کی جانب کیا تو حسام کی شعلہ برساتی آنکھوں کو دیکھ کر حیام کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی حسام کے چہرے کے سرد تاثرات دیکھ حیام کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا اسی لیے نا محسوس انداز میں قدم پیچھے لینا چاہے مگر حسام نے اپنا بازو حیام کی کمر پر لپیٹ کر اس کی کوشش کو ناکام بنا دیا

جبکہ دوسرے ہاتھ میں حیام کے بال سختی سے اپنی مٹھی میں دبوچے

جس پر حیام کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکلی

حس۔۔۔سام مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔حسام کی انگلیاں اپنی جلد میں پیوست ہوتی محسوس ہوئی۔۔۔تکلیف سے کراہ کر کہا تو حسام نے جھٹکے سے حیام کو اپنے سینے سے لگایا

سیاہ سلکی بال اس وقت گیلے ہونے کے باعث ماتھے پر چپکے ہوئے تھے۔۔۔جبکہ سیاہ گہری آنکھیں اس وقت وحشت لیے ہوئے تھی۔۔۔

جب کہ شنگرفی لب سختی سے بھینچے ہوئے تھے جنہیں دیکھ حیام کو اپنی جان ہوا ہوتی محسوس ہوئی

گرے شرٹ جس کے اوپری بٹن کھلے ہونے کے باعث حسام کا مضبوط چوڑا سینہ واضح ہو رہا تھا جسے دیکھ حیام کے چہرے پر پل میں گلال بکھرا اپنی نظریں جھکا کر حسام کے پاؤں پر ٹکادی جو اس وقت شوز میں قید تھے

میں نے کہا تھا نا حیام ـــ کہ تمہیں دیکھنے، محسوس کرنے اور چھونے" کا حق صرف میرا ہے ــــ حسام کی سرسراتی ہوئی آواز پر حیام نے نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا

وہ اس بات کا مطلب سمجھ نہیں پا رہی تھی

اور یہ حق میں نے صرف آپ کو ہی دیا ہے حسام "——حسام کی اس"

بات کی وجہ تو اسے سمجھ نہ آئی لیکن اسے جواب دے کر یہ ضرور باور

کروانا چاہا کہ اس کے علاوہ وہ مر کر بھی یہ حق کسی کو نا دے

حیام کو اپنا دل ان سیاہ گہری آنکھوں میں ڈبوتا محسوس ہوا کچھ دیر تو وہ

حسام کی آنکھوں میں دیکھتی رہی مگر اس کی آگ سی تپش لیے آنکھوں

میں جب دیکھنا محال ہوا تو حیام نے نظریں جھکا دی جبکہ حسام کے

تاثرات ابھی بھی سپاٹ تھے

اگر یہ حق صرف مجھے دیا ہے تو اس شخص نے کس حق سے تمہیں"

چھوا——شیر سی دھاڑ لیے غرا کر کہا تو حیام نے بے ساختہ حسام کی

آنکھوں میں دیکھا

جس کی گردن کی رگیں تنی ہوئی تھی

دماغ میں جھماکہ سا ہوا نظروں کے سامنے شام کا منظر لہرایا

توحیام کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی آنکھیں پل میں نم ہوئی بری طرح سے اپنے لب کچل ڈالے

حس ـــــ سام مجھے نہیں پتا اس نے کیوں کیا ـــــ وہ شاید پریشان ـــ "

ابھی حیام اپنی بات مکمل کرتی کے حسام نے اپنی گرفت سخت کر کہ حیام کا چہرہ اپنے چہرے کے قریب کیا

حسام کی تیز گرم سانسیں چہرے پر محسوس کر کہ حیام نے سختی سے اپنی آنکھیں بند کرلی

" یہ حق بھی صرف اور صرف حسام راجپوت کا ہے کہ وہ اپنی پریشانی اپنی تھکن تمہارے وجود پر اتارے ـــــ دل تو چاہ رہا ہے کہ اس کمینے انسان کو موت کے گھاٹ اتار کر اسے ایک ہی بار ہر پریشانی سے آزاد کر دوں " ـــــ دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو حیام نے بے بسی سے اس کی طرف دیکھا

مجھ پر شک کر رہے ہیں" —— نم لہجے میں کہا تو حسام نے جھک کر اپنے دانت حیام کے نچلے ہونٹ پر گاڑھ دیے اپنے ہونٹوں کی سخت گرفت میں حیام کے ہونٹ لے کر اس کپکپانے پر مجبور کر گیا

اگر حسام نے اسے تھاما نا ہوتا تو حیام کو یقین تھا کہ اس کی اتنی شدت پر اس نے زمین بوس ہو جانا تھا اپنے ہاتھوں میں مضبوطی سے حسام کی شرٹ دبوچی جو کہ پوری شدت سے اس کے ہونٹوں پر جھکا ہوا تھا

اگر تم پر ذرا سا بھی شک ہوتا نا حیام تو سچ جھوٹ کا فیصلہ کرنے سے " پہلے میں تمہیں زندہ زمین میں گاڑھ دیتا —— سفاک لہجے میں کہتا وہ حیام کو ساکت کر گیا

—— "اگر شک جھوٹ ثابت ہوتا"

تو اگلی سانس بھی نا لے پاتا تمہارا مجرم بن کے تمہارے پیچھے آ جاتا مگر " صرف تمہارا رہتا اور تمہیں صرف خود کا بن کہ رہنے پر مجبور کر

دیتا"------سپاٹ لہجے میں جواب دیا تو حیام نے گھور کر اسے دیکھا جو اپنا سر اس کے سر کے ساتھ ٹکائے کھڑا تھا

ابھی حیام کچھ کہتی کہ اس کا فون رنگ ہوا

عنان کی کال دیکھ کر پک کرنا چاہا تو حسام نے فون تھام کر بند کر دیا

حسام وہ گھر نہیں ہے بس پوچھنے دے وہ ٹھیک تو ہے نا------حیام نے موبائل کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے حسام سے کہا جو اس کی گردن میں چہرہ چھپائے اپنا دہکتا لمس چھوڑ رہا تھا

کہ تبھی موبائل دوبارا رنگ ہوا تو حسام نے کال اٹینڈ کر کہ فون سپیکر پر کر دیا

اگر حیام کو پتا ہوتا کہ اس کی بہن اس کی بینڈ بجوانے والی ہے تو شاید وہ فون اٹھانے کی بجائے توڑنا پسند کرتی

تم نے ارحم سے کچھ کہا ہے ---- عنان کی خفگی بھری آواز پر حیام پل کو گڑبڑا گئی

جبکہ حسام کے ماتھے کے بلوں میں اضافہ ہوا

حیام نے اپنے خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کرکہ حسام کے ہاتھ میں موجود اپنے موبائل کو دیکھا

نن ---- نہیں تو ---- اپنی کمر پر حسام کی رینگتی انگلیوں کے لمس کو محسوس کرکہ منمنا کر کہا تو عنان نے ہنکارہ بھرا

ارحم بھائی نہیں بتاتے تو کیا ہوا ہمیں تو پتا ہے نا کہ وہ بچپن سے تم سے محبت کرتے ہیں --- اور مجھے پورا یقین ہے تم نے ان سے شادی کی بات کی ہو گی اسی لیے وہ میری کال بھی اٹینڈ نہیں کر رہے انکل بتا رہے شام سے آکر روم میں بند ہے اپنے ---- عنان بولنا شروع ہوئی تو نام سٹاپ بولتی چلی گئی

جبکہ حیام رونی صورت لیے کبھی موبائل کو دیکھتی اور کبھی حسام کے چہرے کو جس کے تاثرات تنے ہوئے تھے موبائل اور حیام کی کمر پر گرفت سخت سے سخت ہوتی جا رہی تھی

آج نبال کی رائے عنان کے بارے میں حیام کو بالکل ٹھیک لگ رہی تھی——اپنی نان سٹاپ زبان اور حرکتوں کی وجہ سے وہ صرف خود ہی مصیبت میں نہیں پھنستی دوسروں کو بھی ساتھ گھسیٹ لیتی ہے——

حیام نے ایک بے بس سی نگاہ حسام پر ڈالی جو آگ برساتی نظروں سے اسے گھور رہا تھا

اگر تمہارا نکاح نا ہوا ہوتا نا میں نے گن پوائنٹ پر تمہاری شادی ان سے کروا دینی تھی بچارا میرا معصوم سا بھائی——ابھی عنان اور گل افشانی کرتی کہ حسام نے پوری طاقت سے موبائل سامنے دیوار پر دے مارا

حیام نے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخ کا گلا گھونٹا

حسام نے خونخوار نظروں سے حیام کو دیکھا جسے آج کا دن اپنا آخری دن ہی لگ رہا تھا

حسام مم ——میں ——آپ ——پلیز ——میری بات ——حیام کو سمجھ "
نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کہے اس کی بہن نے تو کچھ کہنے کے قابل چھوڑا ہی نہیں تھا

کہ تبھی حسام باتھ ٹب کی جانب بڑھا وہاں سے شیمپو اٹھا کر لایا اور حیام کو بازو سے کھینچ کر شاور کے نیچے کھڑا کیا
اور شیمپو حیام کے سر پر الٹ دی
حسام یہ کیا کر رہے ہیں—اپنا بازو مسلسل حسام سے چھڑواتے ہوئے کہا
جو ایک ہاتھ سے اس پر شیمپو انڈیل رہا تھا
اور دوسرے ہاتھ سے حیام کا بازو تھاما ہوا تھا

اس خبیث شخص کا لمس مٹانے کی کوشش ـــــ سرد لہجے میں غرا کر کہا تو حیام کو اپنی سانس رکتی محسوس ہوئی

شیمپو کی بوتل آدھی سے زیادہ حیام پر انڈیلنے کے بعد شاور آن کیا

تو حیام نے کپکپاتے ہوئے حسام کے سینے میں چھپنا چاہا

جبکہ حسام نے مٹھی میں بال دبوچ کر حیام کا چہرہ شاور کے نیچے کیا

آنکھوں میں جاتی شیمپو اور پانی کی وجہ سے حیام نے اپنی آنکھیں زور سے میچ لیں

میرا دل تو کر رہا ہے تمہارے وجود کو جلا کر اس شخص کے لمس کو ختم" کروں مگر --دانت پیس کر کہتے ہوئے آخر میں جملہ ادھورا چھوڑا

ـــــ جبکہ حیام کو ٹھنڈ سے اپنا خون رگوں میں جمتا محسوس ہو

ناجانے کتنی ہی دیر حسام نے اسے بازوؤں سے تھامیں شاور کے نیچے کھڑے رکھا جب جھاگ بہہ کر ختم ہو گئی تو اپنے ہاتھ پیچھے کر لیے

توحیام نے کپکپاتے ہوئے حسام کے سینے میں اپنا چہرہ چھپالیا

سردی سے جسم بری طرح سے کپکپارہا تھا گلابی ہونٹ نیلے پڑ چکے تھے

مگر یہاں پرواہ ہی کسے تھی

ایک وجود حسد اور جلن کی آگ میں جل رہا تھا---اور دوسرا وجود اس" "کی ناراضگی میں تڑپ رہا تھا

اس نے تمہیں بچایا تمہاری حفاظت کی مشکل وقت میں ساتھ تھا اس" بات کے لیے شکر گزار ہوں میں ـــــ حسام راجپوت احسان فراموش نہیں ہو سکتا حیام ـــــ مگر یہ بات بھی جان لو کہ تم سے دور ضرور تھا مگر ہر دعا میں تمہاری جان اور عزت کی سلامتی کی دعائیں مانگیں ہے میں نے ـــــ کسی کی عزت کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا ـــــ تو میرا رب کیسے میرے ساتھ یہ ظلم کر سکتا تھا ـــــ اسے تمہارے لیے وسیلہ بنا دیا گیا تو کیا ہو گیا وہ نا ہوتا تو کوئی اور ہوتا- کوئی نا بھی ہوتا تو مجھے پورا یقین تھا میرا

رب میری عزت پر آنچ بھی نا آنے دیتا——لیکن پھر بھی اس کا یہ

احسان اتارنے کے لیے کہ اس نے تمہارے حفاظت کی مجھے اپنی جان

بھی دینی پڑے تو میں پیچھے نہیں ہٹوں گا—— مگر اس نے تمہاری طرف

دیکھا بھی تو میں اس کی آنکھیں نوچ لوں گا——

نرم لہجے میں کہتے کہتے آخر میں لہجہ خود بخود سخت ہو گیا جبکہ حیام سختی

سے حسام کی شرٹ سینے سے دبوچے رونے میں مصروف تھی

کندھوں سے تھام کر حیام کو اپنے سامنے کیا تو اس کی حالت دیکھ خود پر

غصہ بھی آیا مگر وہ بے بس تھا یہ تصور ہی سوہان روح تھا کہ کوئی اس کے

علاؤہ حیام کو محبت سے دیکھے بھی

جھک کر نرمی سے اپنے لب حیام کی آنکھوں پر رکھیں—— جس پر کئی

آنسوؤں پلکوں کی باڑ توڑ کر حیام کے رخسار پر بہہ گئے

نیلے کپکپاتے ہونٹوں کو نرمی سے چھو کر پیچھا ہٹا اور واشروم سے باہر آ کر کبرڈ سے حیام کا ڈریس اور ٹاول لیا

اور دوبارا واشروم میں آیا جہاں وہ ابھی بھی رونے میں مصروف تھی

حیام ڈریس چینج کر لو—— کپڑے ہینگ کرتے ہوئے کہا اور ایک بھرپور استحقاق بھری نظر اس کے بھیگے سراپے پر ڈال کر وہاں سے باہر آ گیا

حیام باہر آئی تو حسام تب تک رضوان صاحب کا سلیپنگ گاؤن لا کر کپڑے چینج کر چکا تھا

ایک نظر حسام پر ڈال کر حیام نے بیڈ پر لیٹ کر کمفرٹر منہ تک تان لیا

حسام نے تاسف سے سر ہلا کر روم کی لائیٹس آف کی اور قدم بیڈ کی جانب بڑھائے

حیام کے ساتھ لیٹ کر کمفرٹر اس کے منہ سے ہٹایا تو نظریں اس کے سرخ چہرے پر گئی

روکیوں رہی ہو حیام— سخت لہجے میں کہہ کر حیام کو اپنے حصار میں" لینا چاہا تو وہ کسمکسا کر اس سے دور ہوئی جس پر حسام نے آبرو آچکا کر اس کی جانب دیکھا

حیام کی کمر میں بازو حائل کر کہ ایک ہی جھٹکے میں اسے خود پر گرایا تمہیں کچھ کہا ہے کیا میں نے جو ایسے رو رہی ہو" حسام کے سخت لہجے" میں کہنے پر حیام نے ہونکو کی طرح منہ کھولے اس کی جانب دیکھا آدھے گھنٹے سے زیادہ اسے ٹھنڈے پانی کے نیچے کھڑا کیے رکھا ابھی کہہ رہا تھا میں نے کچھ کہا ہے

حیام کے دیکھنے پر حسام نے آبرو آچکا کر اسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو ہاں

تو۔۔۔۔حیام نے اپنا چہرہ جھکا کر سر حسام کے سینے پر رکھ کر رونا شروع کر

دیا

رونا سسکیوں میں بدلہ تو حسام نے اپنے جبڑے بھینچ لیے

آپ مجھ سے ناراض ہے نا" حیام کے نم لہجے میں پوچھے گئے سوال پر"

حسام نے تاسف سے سر ہلایا

اپنا حصار حیام کے گرد مضبوطی سے باندھ کر اپنی ٹانگیں اس کی ٹانگوں پر

رکھی

اپنے پاؤں سے حیام کے پاؤں سہلاتے اس کی سردی کم کرنی چاہی جس

پر حیام نے سمٹ کر حسام کے سینے میں چہرہ چھپالیا

تو نہیں ہونا چاہیے کیا" شکوے سے بھرپور لہجے میں سرگوشی کر کہ "

کروٹ بدل کر حیام پر جھک آیا

حیام کی مدھم چلتی سانسوں میں گہری سانس بھر کر اس کی سانسوں کی خوشبو کو خود میں انہیل کیا جس پر حیام کے چہرے میں سرخیاں گھل گئی

میں منالوں گی" نظریں اٹھا کر حسام کی جزبے لٹاتی نظروں میں دیکھ "

کر کہا

تو حسام کے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ نے احاطہ کیا

میں انتظار کروں گا" دل میں جواب دیا مگر منہ سے ایک لفظ نا کہا اور "

سپاٹ تاثرات سے حیام کو دیکھا

اور جھک کر اس کے ہونٹوں سے اپنے ہونٹ الجھا دیے

اپنا وجود کا سارا بوجھ اس پر منتقل کر کہ اسے خود میں بھینچ لیا

وہ ناراض تھا مگر اپنی منمانیوں سے باز بھی نہیں آ رہا تھا اپنے جسم پر حسام کے حرکت کرتے ہاتھوں کے لمس پر حیام خود میں سمٹنے لگی

حسام کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے روکنا چاہا جس پر اس نے اپنی انگلیاں

حیام کی انگلیوں سے الجھا کر اس کے ہاتھ سر کہ اوپر بیڈ پر پن کر دیے

اور پھر ساری رات حسام راجپوت اپنے لمس سے حیام کے پور پور کو

سیراب کر کہ اسے خود میں سمٹنے پر مجبور کرتا رہا

جبکہ کھڑکی سے جھانکتا چاند شرما کر بادلوں کی اوٹ میں ہو گیا

دانیال کے فارم ہاؤس کے باہر کار روک کر عنان نے ارد گرد نگاہ دوڑائی

وہ وائٹ پیلس گئی تھی مگر وہاں فاطین نہیں تھا ہاسپٹل بھی نہیں تھا

اور جب عنان نے اسے کال کی تو اس کا موبائل بند جا رہا تھا

اب آخری امید پر وہ فارم ہاؤس آئی تو پورچ میں فاطین کی کار دیکھ کر

ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

چھوٹے چھوٹے قدم لیتی وہ اندر داخل ہوئی

مگر فاطین اسے کہی بھی نادکھا

نیچے والا پورشن دیکھنے کے بعد دوسرے پورشن کا رخ کیا——اوپر آکر

نظریں سامنے موجود کمرے کے دروازے پر گئی تو قدم اس جانب

بڑھائے

روم میں داخل ہوئی تو وہ وہاں بھی نہیں تھا عنان کے چہرے پر مایوس

چھانے لگی کہ تبھی نظریں ٹیرس کی طرف گئی جہاں وہ ریلنگ پر ہاتھ

رکھے کھڑا تھا

تیز تیز قدم لیتی وہ اس کے پاس جاکر کھڑی ہوئی

مگر منہ تو تب حیرت سے کھلا جب فاطین کو سموکنگ کرتے ہوئے دیکھا

جھپٹنے کے انداز میں فاطین کے ہاتھ سے سگریٹ چھین کے نیچے پھینکی

جس پر فاطین نے کینہ توز نظروں سے عنان کو گھورا

بنا عنان کو سمجھنے کا موقع دیے اس کی کمر میں بازو حائل کر کہ اس اپنے سامنے کھینچ کر ریلنگ سے ٹکا دیا

اور اپنا ایک ہاتھ اس کے بائیں جانب ریلنگ پر ٹکا دیا

جبکہ عنان مسکراتی ہوئی نظروں سے فاطین کو دیکھ رہی تھی جس کہ چہرے کے تاثرات سپاٹ تھے

اپنے دونوں بازو فاطین کی گردن میں باندھ کر اسے خود پر جھکا لیا

کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہے ہو" فاطین کے سرد تاثرات دیکھ عنان" نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا

تو فاطین کی غیر ارادی نظر سامنے اٹھی تو سامنے والے فارم ہاؤس کے ٹیرس پر کچھ لڑکے کھڑے اسی طرف دیکھ رہے تھے

جس پر فاطین نے اپنے جبڑے بھنچے اور اپنے حصار میں کھڑی عنان کو دیکھا

عنان کو اپنی بانہوں میں بھر کر کمرے کا رخ کیا

کچھ ہوا ہے کیا فا"——فاطین کی مسلسل خاموشی پر عنان نے"

جھنجھلاتے ہوئے پوچھا

مگر وہ پھر بھی کچھ نا بولا کبرڈ کے پاس آکر عنان کو نیچے اتارا اور اس میں

سے اپنی شرٹ اور ٹراؤزر نکال کر عنان کو تھمائی

چینج کر کہ آؤ عنان——فاطین کے سپاٹ لہجے پر عنان نے بنا بحث کیے"

کپڑے ہاتھ میں تھامیں اور چینج کرنے چلی گئی

جب وہ تھوڑی دیر بعد باہر آئی

تو فاطین ڈریسنگ روم میں گیا عنان کے چینج کیے کپڑے اٹھا کر باہر لایا

اور انہیں لیے نیچے لاونج میں آیا

جبکہ عنان نا سمجھی سے اس کی حرکات دیکھ رہی تھی

فا یار بتاؤ تو صحیح ہوا کیا ہے—— تم پریشان کر رہے ہو مجھے "عنان جلدی"

جلدی سیڑھیاں اترتی نیچے آئی

مگر آگے کا منظر دیکھ وہی رک گئی

کیونکہ لاونج کے درمیان میں فاطین نے عنان کے کپڑوں کو آگ لگائی

ہوئی تھی اور خود نیچے گٹھنے کے بل بیٹھا ہوا تھا

چھوٹے چھوٹے قدم لیتی عنان فاطین کے سر پر جا کھڑی ہوئی

سمجھ تو آگئی ہو گی مسسز فاطین راجپوت اس کی وجہ—— دبے دبے"

لہجے میں غرا کر کہا تو عنان کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس

ہوئی

آنکھیں پل میں نم ہوئی

وہ اس پر شک کر رہا تھا

کندھے سے پکڑ کر فاطین کو اپنے سامنے کھڑا کیا

شک کر رہے ہو مجھ پہ فا--- نم آواز میں استفسار کیا تو فاطین نے اپنے"

لب بھینچے

نہیں"یک لفظی جواب پر عنان نے سر ہلایا"

تو پھر اس سب کا مقصد"فاطین کا کالر اپنے ہاتھوں میں دبوچتے ہوئے"

چلا کر کہا تو فاطین نے ناگوار نظروں سے عنان کی جانب دیکھا

تمہیں بتانا چاہتا ہوں یہ آگ اس کے سامنے کچھ بھی نہیں جو اس"

وقت سے میرے سینے میں لگی ہوئی ہے—عنان کے چہرے پر

دھاڑتے ہوئے کہا

تو عنان کی آنکھیں پل میں لبالب پانیوں سے بھر گئی

تم بہت غلط سمجھ رہے ہو فا ایسا کچھ بھی نہیں—فاطین کے کالر سے

ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا

تو فاطین نے طنزیہ نظروں سے عنان کی جانب دیکھا

"کوئی بھی مرد اپنی بیوی کو کسی غیر کی بانہوں کا ہار بنے دیکھ کیا سمجھ سکتا۔۔۔ابھی فاطین جملہ پورا کرتا کہ عنان نے پوری شدت سے اس کے چہرے پر تھپڑ مارا

"بھائی ہے وہ میرا سمجھے تم۔۔۔ایک لفظ نہیں سنوں گی نا اس کے کردار کے خلاف نا ہی اپنے۔۔۔ہانپتے ہوئے چلا کر کہا تو

فاطین نے اپنی آگ برساتی آنکھوں سے عنان کی جانب دیکھا

"مجھے پہلی سانس سے آخری سانس تک صرف تم سے محبت ہے اور رہے گی فاطین راجپوت۔۔۔تمہارے قریب آئی۔۔۔تمہیں خود کے قریب آنے دیا تو صرف اور صرف تمہارے لیے اپنی بے پناہ محبت کے آگے مجبور ہو کر۔۔۔نہیں رہ سکتی تھی تم سے دور۔۔۔اور تم بنا کسی بات کو جانے مجھے مجرم ٹھہرا رہے ہو۔۔۔نم لہجے میں روتے ہوئے کہا

تو فاطین نے اپنے قدم اس کی جانب بڑھائے

میں نے ایسا کچھ نہیں کہا آن ـــــ مجھے صرف تمہاری حرکت نا گزیر"

گزری تھی ـــــ سرد لہجے میں کہا تو عنان نے خفگی بھری نگاہ اس پر ڈالی

اور رخ بدل کر اپنے قدم باہر کی جانب بڑھائے

کچھ دیر تو فاطین جبڑے بھینچے اسے دیکھتا رہا

پھر تیز تیز قدم لیتا عنان کے پاس پہنچا جو دروازا کھول رہی

تھی بازو سے پکڑ عنان کا رخ اپنی جانب کیا

چھوڑو مجھے فا ـــــ نہیں رہنا مجھے یہاں تمہارے ساتھ ـــــ بھاڑ میں

جاؤ ـــــ مسلسل فاطین سے اپنا بازو چھڑواتے ہوئے کہا

تو فاطین نے عنان کے دونوں بازو اپنی سخت گرفت میں لیے

جسٹ شیٹ اپ ـــــ اب ایک لفظ بھی تمہارے منہ سے نکلا تو گدی"

سے زبان کھینچ لوں گا --- اور باہر جا کر دکھاؤ ذرا مجھے ـــــ ٹانگیں توڑ کر

یہی قید نا کر دیا تو میرا نام بھی فاطین راجپوت نہیں--- عنان کو اپنے سینے میں بھینچتے ہوئے غرا کر کہا

جس پر عنان پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

آئی ہیٹ یو فا—— ائی ریئلی ریئلی ہیٹ یو" فاطین کے سینے پر مکے برساتے ہوئے کہا تو فاطین نے زبردستی بانہوں میں بھر کر قدم سیڑھیوں کی جانب بڑھائے

جبکہ عنان بن پانی کے مچھلی کی طرح اس کے حصار میں مچلتی رہی کمرے میں لا کر بیڈ پر پٹکنے کے انداز میں لٹایا

جس پر عنان تکیے میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

بٹ آئی ریلی ریلی لو یو آن—— ائی لو یو اینکینڈیشنلی—— مدھم سی" سرگوشی کر کہ عنان کے بلکتے وجود کو دیکھا اور کمفرٹر کھول کر اس پر دیا جسے عنان نے ہاتھ مار کر خود سے دور پھینک دیا

"تم کیوں چاہتی ہو کہ آج پھر میں زبردستی کروں---اور تمہارا دماغ

ٹھکانے لگاؤ---اپنے دونوں ہاتھ عنان کے اطراف میں رکھتے ہوئے کہا

جس پر عنان نے اپنا رخ بدل کر اپنے اوپر جھکے فاطین کو دیکھا

گرے بھیگی آنکھیں دیکھ فاطین کا دل زور سے دھڑکا

نظریں سرکتی ہوئی گلابی کپکپاتے ہونٹوں پر آئی تو فاطین نے آنکھیں بند

کرکہ خود پر ضبط کیا

کیونکہ اس بار جلد ماننے کا اس کا ارادہ نہیں تھا

"ایک بار——تمہارے بھائی کا فارم ہاؤس ہے اسی لیے شیر بن رہے ہو

مجھے یہاں سے نکلنے دو دماغ تو میں تمہارا ٹھکانے لگاؤ گی——فاطین کے

بال مٹھیوں میں بھر کر اس کا سر زور زور سے ہلاتے ہوئے کہا

عنان کے بچکانہ دھمکی اور حرکت پر فاطین نے بامشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا

وہ سچ میں ہمیشہ ایسا کچھ کر جاتی تھی جس کے باعث وہ اس سے ناراض "
رہ ہی نہیں پاتا تھا

عنان کے ہاتھ تھام کر اسے جھٹکا دے کر بیڈ پر لٹایا اور خود اس پر جھک آیا

مطلب اگر میں شیر بن رہا ہوں تو موقع کا فائدہ اٹھانا چاہئے ویسے بھی "

میرے بھائی کا فارم ہاؤس ہے یہاں تو میں کچھ بھی کر سکتا ہوں ـــــ اپنی
مسکراہٹ بامشکل روک کر سنجیدہ لہجے میں کہا

تو عنان نے طنزیہ نظروں سے فاطین کو دیکھا

کوشش تو کر کہ دیکھو -- میں جان سے ماردوں گی تمہیں بھی اور خود "

کو بھی ـــــ بپھری ہوئی شیرنی کی طرح خود کو چھڑواتے ہوئے کہا

تو فاطین نے متاثر کن نظروں سے عنان کو دیکھا اور پھر اس کے ہونٹوں

پر جھک آیا

گلابی نازک سی پنکھڑیوں کی نرماہٹ کو ابھی وہ محسوس بھی نہیں کر پایا

تھا جب عنان نے پوری شدت سے اپنے دانت فاطین کے ہونٹوں پر

گاڑھ دیے

گردن پر اپنے ناخن اتنی زور سے چبھوئے کہ فاطین ایک جھٹکے میں

پیچھے ہٹا

جلدی سے مرر کی جانب بڑھا تو اپنی زخمی گردن اور خون لگے ہونٹ کو

دیکھ

سخت نظروں سے اپنی جنونی بیوی کو دیکھا

جواب کمفرٹر ٹھیک کر کہ لیٹنے کی تیاری کر رہی تھی

اس کا بدلہ سود سمیت نا لیا تو میرا نام بھی فاطین راجپوت نہیں ــــــ انگلی

اٹھا کر عنان کو وارن کرنے والے لہجے میں کہا

تو اس نے اپنی آنکھیں گھما کر فاطین کو دیکھا

جاؤ جاؤ پہلے اس پر مرہم پٹی کرو ــــ ورنہ لوگ کیا کہے گے ــــ ہاتھ جھلاتے ہوئے کہا تو فاطین نے سر جھٹک کر قدم دروازے کی جانب بڑھائے

باہر آکر صوفے پر لیٹ کر اپنے ہونٹوں کو چھوا

فاطین کا تو بس اسے تھوڑا تنگ کرنے کا ارادہ تھا ــــ لیکن وہ تو جنگلی ہی بن گئی تھی

اپنی گردن پر ہوتی جلن کو محسوس کر کہ فاطین نے نظریں پھیر کر بند دروازے کو دیکھا

کیا ضرورت تھی اتنی اکڑ دکھانے کی جب بعد میں اس کی ناراضگی کی" فکر میں ہی گھلنا تھا ــــ بند دروازے کو دیکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور سیدھا ہو کر لیٹ گیا

لیکن نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی

کبھی بے چینی سے اٹھ کر صوفے پر بیٹھ جاتا—— کبھی ٹہلنے لگتا نظریں ہنوز بند دروازے پر مرکوز تھی—— کبھی نیچے بچھے قالین پر بیٹھ کر صوفے سے ٹیک لگا لیتا

جیسے ہی گھڑی رات چار بجے کے ہندسے سے گزری سارا ضبط جواب دے گیا

خود کو دو سو سلواتوں سے نوازتے کمرے کا رخ کیا

میری بیوی تو میری مرضی میں ناراض ہو کر اس کے پاس جاؤں یا نا"

میری مرضی ہر طرح کا حق رکھتا ہوں میں -- کندھے آچکا کر خود سے کہتے کمرے میں داخل ہوا تو نظریں سامنے تکیے کو خود میں بھینچ کر سوتی عنان پر پڑی تو ماتھے کے بلوں میں پل میں اضافہ ہوا

شوہر ناراض ہی ہوا تھا مر تو نہیں گیا تھا جو اس کی جگہ اب تکیے کو دے "

دی۔۔۔عنان کی بانہوں میں سے تکیے کو جھپٹنے کے انداز میں نکالا اور

نیچے فرش پر پٹک کر عنان کے ساتھ نیم دراز ہو گیا

کچھ دیر نرم محبت پاش نظروں سے عنان کو دیکھتا رہا ہونٹوں پر

خوبصورت مسکراہٹ رقص کرنے لگی

آہستہ سے جھک کر عنان کے چہرے پر اپنا لمس چھوڑنے لگا جس پر وہ

کسمکسائی

پیچھے ہو کر عنان کو اپنے حصار میں لے کر خود میں بھینچ لیا

اگر اس نے صبح مجھے طعنے دیے۔۔۔دماغ میں آنے والی سوچ پر عنان "

کے معصوم چہرے کو بغور دیکھا

جنگلی جنونی ہے لیکن اب اپنے فا کو طعنے تھوڑی دے گی—— مسکراتے" ہوئے سوچ رہا تھا کہ کچھ گھنٹے پہلے کے مناظر آنکھوں کے سامنے گھوم گئے

ہاں تو اگر دے گی تو میں بھی کہہ دوں گا میرے بھائی کا فارم ہاؤس میرا" روم میری بیوی تو مرضی بھی میری کہ جہاں مرضی جیسے مرضی سو سکتا ہوں—— عنان کو دیکھتے ہوئے خود کو حوصلہ دیتے ہوئے

کہا اور عنان کو اپنے بازو پر منتقل کیا

اب دو تین دن تو ناراضگی دکھانی ہے اسی لیے سوتے ہوئے ہی پیار کر" لیتا ہوں--- ورنہ میرا کیا رعب رہے گا--- ورنہ تو یہ طعنے دے دے کر جینا محال کر دے گی--- عنان کے چہرے گردن پر جا بجا اپنا لمس چھوڑتے اس کے کانوں میں مدھم سرگوشیاں کرنے لگا

دل تھا کہ سیر اب ہی نہیں ہو رہا تھا

گھڑی پر نگاہ دوڑائی تو صبح کے چھ بج چکے تھے

اپنی جنونی بیوی کی ایسی نیند پر پہلی بار خوشی محسوس ہوئی

اور اسے حصار میں لے کر سونے کی کوشش کی

لگتا ہے اب تو عادت ڈال لینی چاہیئے تھپڑ کھا کر یونہی بانہوں میں لے "

کر سونے کی— تھپڑ کھا کر زیادہ پیار نہیں آتا

مجھ اس پہ — دماغ میں اس کا ٹھکانے لگانے کا سوچتا ہوں تھپڑ کھا کر

پیار یہ جگا دیتی ہے—اپنی سوچ پر بامشکل قہقہہ ضبط کیا

اور عنان کی طرف دیکھا جو کروٹ بدل رہی تھی

تھوڑی دیر اس کی پشت کو دیکھتا رہا پھر اوپر سے ہو کر دوسری سائڈ پر آگیا

یار بہت بڑا زن مرید ہوں میں ---اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر

جھنجھلاتے ہوئے کہا اور عنان کی گردن میں چہرہ چھپا کر آنکھیں موند لی

یہ تو وہی جنگل ہے جہاں کچھ دن پہلے حیام گئی تھی

اپنے سامنے پڑے میپ کو دیکھتے ہوئے حسام نے کہا تو دانیال لوگوں نے اس کی جانب دیکھا

مجھے بھی حیام پر شک ہے بھائی- کیونکہ آج کل وہ جس کیس پر کام کر رہی ہے

اس میں قیصر حیات اور اس کے بھائی کا نام بھی ہے

اور اصغر حیات بھی غائب ہے —— جو معلومات ملی ان کے مطابق وہ ملک سے باہر گیا

مگر کہا گیا یہ کسی کو بھی نہیں پتا

اور دوسرا پھپھو بھی غائب ہے

مجھے یقین ہے وہ دونوں حیام کی قید میں ہے —— فاطین نے پر سوچ لہجے میں کہا تو حسام نے اثبات میں سر ہلایا

اس گینگ کا اسی جنگل سے لنک ہے۔۔۔یہاں پر پہنچ کر ہی ہم انہیں تباہ کر سکتے ہیں

بسام نے میپ پر انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا تو فاطین لوگوں نے اثبات میں سر ہلایا

حیام جو چاہے مرضی کرے لیکن بھائی اسے کہیے گا کہ اصغر حیات میرا مجرم ہے اسے میرے حوالے کر دے۔۔۔بسام نے سپاٹ لہجے میں کہا تو

حسام نے ہونٹ بھینچ کر اسے دیکھا

وہ کیسے اسے کہتا۔۔۔حیام کو تو وہ ناراض کر چکا تھا

کل شاہ میر کی ٹیم کے ساتھ ہم یہاں اٹیک کرنے والے ہیں

تو تم سب بھی تیار رہنا ـــــ یہ سب منظر عام پر آجائیں تو صفیہ بیگم اور اصغر حیات بھی سامنے آجائیں گے ـــــ ابھی حیام سے اس بارے میں بات کرنے کی ضرورت نہیں

وہ اپنا کیس جیسے ڈیل کر رہی اسے کرنے دو ـــــ لیکن اس سے پہلے ہی ہم کل ان کا کام تمام کر دے گے

حسام کے کہنے پر بسام نے ٹیبل پر پڑی چیزیں آٹھا کر رکھی

تو حسام نے بیسمنٹ میں موجود کمرے کی طرف قدم بڑھائے

جہاں کل وہ قیصر حیات پر اپنا سارا غصہ اتار کر گیا تھا

اور اب وہ نیم جان فرش پر بیہوش پڑا ہوا تھا

جسم کو جگہ جگہ سے کٹ لگا کر جلایا گیا تھا

تو کیسا لگ رہا ہے اپنا انجام قیصر حیات ـــــــ افففف حیات تو نہیں کہنا"

چاہئے تمہیں ـــــــ کیونکہ یہ حیات تو جلد ختم ہونے والی ہے ـــــــ جتنا جینا

ہے آج جی لو ـــــــ کیونکہ

"کل تمہیں حسام راجپوت ان درد بھری سانسوں سے آزاد کر دے گا

دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا اور قدم باہر کی جانب بڑھائے

کار میں بیٹھ کر اپنا سر سیٹ سے ٹکا دیا

صبح کے مناظر آنکھوں کے پردے پر لہرائے تو حسام نے اسٹیرنگ پر

زور سے اپنا ہاتھ مارا

صبح جب آنکھ کھلی تو نظریں خود میں سمٹ کر سو رہی حیام پر گئی

سر کے نیچے ہاتھ رکھ کہنی کے بل اٹھ کر بیٹھا تو حیام کے بازؤں پر اپنی

انگلیوں کے نشان دیکھ کر اپنے لب بری طرح سے کچل ڈالے

وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ کیوں اتنا جنونی بنا کہ اس کے رونے کی "
بھی پرواہ نہیں کی ـــ بس وہ یہی چاہتا تھا کہ حیام کی روح تک اتر
جائے ـــ حیام کو حسام راجپوت کی محبت کے آگے کچھ دکھائی نا
دے ـــ یہ بات بہت جان لیوا ثابت ہوئی تھی حسام کے لیے کہ اس کی
بیوی کو کوئی اور محبت کرتا ہے ـــ حیام کے کندھوں پر اپنی جنونیت کے
نشان دیکھ کر اس پر نرمی سے اپنے ہونٹ رکھے
حیام ـــ اٹھو مجھے آفس جانا ہے ـــ حیام کو کندھے سے ہلاتے ہوئے
کہا تو اس نے اپنی نیند کا خمار لیے آنکھوں کو وا کیا
اور حسام کو اپنے سامنے دیکھ منہ بسور کر کروٹ بدلنی چاہی جسے حسام
نے کمر میں ہاتھ ڈال کر ناممکن بنایا
میں کیا کہہ رہا ہوں اور تم اٹھنے کی بجائے پھر سے سو رہی ہو " سنجیدہ "
لہجے میں کہا تو حیام نے آنکھیں کھول کر حسام کو گھورا

اور اس کا ہاتھ ہٹا کر کمفرٹر گردن تک تان لیا

لیکن مجھے کچھ بھی نہیں سننا" منہ بنا کر کہا اور آنکھیں بند کر لی"

لگتا ہے رات والا ڈوز ناکافی تھا"___حسام کی سرسراتی آواز سن کر حیام نے پٹ سے آنکھیں کھولیں جو اس وقت نم ہو رہی تھی

بالکل بھی نہیں بھولی___بہت اچھے سے یاد ہے کہ کل محبت میں" نہیں اپنے غصے اور نفرت میں آپ میرے قریب آئے___حیام کی بات پر حسام نے سختی سے اپنے لب بھینچے

میرا فضول بحث میں پڑنے کا ارادہ نہیں شاور لینے جا رہا ہوں___ریڈی ہونے میں ہیلپ کرواؤ میری" سرد لہجے میں کہتا بستر سے اٹھا

ساری عمر خود ہوتے رہے ہیں آج بھی خود ہو مجھے زحمت دینے کی" ضرورت نہیں-

آنے والی ساری زندگی میں یہ زحمت نہیں فرض تمہیں ہی نبھانا ہے اسی لیے شرافت سے اٹھ جاؤ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ــــــ وارن کرنے والے لہجے میں کہہ کر واشروم میں گھس گیا

حیام جھنجھلاتی ہوئی اٹھی تو نظر حسام کی شرٹ پر پڑی شاید وہ اپنا سامان منگوا چکا تھا کیونکہ اس کی ایک شرٹ حیام کے پاس تکیے پر پڑی تھی جسے دیکھ حیام کے چہرے میں پل میں گلال بکھرا حسام کی شرٹ پہن کر بیگ کہ پاس آئی جس میں حسام کا سامان تھا

حسام کا سامان ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ کر خود بیڈ پر بیٹھ گئی

جب وہ ٹاول لپیٹے باہر آیا تو حسام کے سیکس پیک کو دیکھ کر حیام نے بے ساختہ نظریں چرائی

کپڑے دو میرے "—— حسام کی کرخت آواز پر حیام جلدی سے اٹھی

اور کپڑے اس کی جانب بڑھائے جنہیں تھام حسام ڈریسنگ روم میں گم

ہو گیا

پانچ منٹ بعد باہر آیا

اور مرر کے سامنے کھڑا ہو گیا نظریں ہنوز حیام کے وجود پر ٹکی ہوئی

تھیں جو بیڈ کی پائنتی پر چہرہ جھکائے بیٹھی تھی

ادھر آؤ حیام —— اگلا حکم سن کر حیام نے گہری سانس بھری اور قدم "

حسام کی جانب بڑھائے

جس نے رخ بدل کر حیام کو کمر سے تھام کر ڈریسنگ ٹیبل پر بٹھایا اور اس

کے ہاتھ اپنے بٹنوں پر رکھ دیے

حیام اس اچانک افتاد پر بھونچکا رہ گئی اور حسام کے اگلے آڈر پر کینہ توز

نظروں سے اسے دیکھا جو اپنے بال بنانے میں مصروف تھا

بٹن لگائے تو حسام نے ٹائی آگے کی حیام نے چپ چاپ ٹائی لگائی

اور اتر کر جانا چاہا جب حسام نے کلائی پکڑ کر روکا

پرفیوم کون لگائے گا" سرد لہجے میں کہا تو حیام نے پرفیوم اٹھا کر حسام "

کے کالر کے پاس سپرے کیا

جبکہ نظریں ہنوز جھکی ہوئی تھیں اپنے چہرے پر حسام کی نظروں کی

تپش محسوس کر کہ ہاتھ بری طرح سے کپکپائے

نرمی سے حیام کے ہاتھ سے پرفیوم پکڑ کر ٹیبل پر رکھی اور اسے اپنے

حصار میں لے لیا

ناراض ہو" حسام کے پوچھنے پر حیام نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع "

کر دیا جس سے حسام کے بھی ہاتھ پاؤں پھول گئے

ہے زندگی یار سوری ——— دوبارا ایسا نہیں ہو گا آئی پرامس حیام کہ پشت

سہلاتے بے چینی سے کہا تو حیام اس کا حصار توڑ کر پیچھے ہوئی

میں سو جاؤ۔۔حسام کی بات کو اگنور کر کہا تو حسام نے جبڑے بھینچ کر

اثبات میں سر ہلایا تو حیام نے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے

شٹ۔۔۔۔۔شٹ۔۔شٹ افف کیا ہو گیا تھا مجھے۔۔۔۔۔اپنا غصہ اسٹیرنگ پر

نکالتے چلا کر کہا

حیام کی نم آنکھیں بار بار نظروں کے سامنے آ رہی تھی

وہ جانتا تھا وہ اس کی قربت پر نہیں اس کے ناراض ہونے پر ناراض ہوئی

ہے"

کل کا دن گزر جائے منا لوں گا۔۔۔۔۔میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہو سکتا

حیام بس کل عجیب سی انسکیورٹی محسوس کر رہا تھا یار" بے بسی سے لب

کچلتے گاڑی فارم ہاؤس سے نکال کر روڈ پر ڈال دی

جنگل میں موجود جگہ کا پتا لگ چکا ہے

کل ہفتہ ہے اور ہم کل ہی وہاں اٹیک کریں گے

کیونکہ کل وہاں سبھی جمع ہو گے ـــــ ان کے جو لوگ غائب ہوئے ہیں

ان کے بارے میں بھی میٹینگ ہو گی۔

تو کل کا موقع ہمیں ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہئے

ارحم کے میپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے پر حیام لوگوں نے غور

سے سب پوائینٹس کو دیکھا

اور قیصر حیات وہ بھی ہو گا کیا وہاں --- عنان کے پوچھنے پر ارحم نے

کندھے آچکا ہے

سب لیڈرز تو وہاں اکھٹے ہونے والے ہیں تو اس کا آنا بھی بنتا ہی ہے اگر نا

آیا تو اسے بعد میں دیکھ لیں گے

پہلے ہمارا مقصد اس گینگ کے لوگوں تک رسائی حاصل کرنا ہے

تم لوگ اپنی تیاری مکمل رکھنا اس باکس میں سبھی ہتھیار موجود ہے

کچھ گیسسز بھی ہے اور ماسک بھی

ارحم کے کہنے پر نبال نے وہ باکس کھولا

ان کو کیسے استعمال کرنا ہے اپنے ہاتھ میں بال نما چیز کو پکڑ کر کہا تو ارحم نے اپنے قدم نبال کی جانب بڑھائے

یہ جو اس پر پن لگی ہوئی ہے اسے کھینچنا ہے جس سے ایک گیس نکلے گی جو سیکنڈز میں اسے سونگھنے والے کو بیہوش کر دے گی

ارحم کے کہنے پر نبال نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

تمہارے لیے ایک سرپرائز بھی ہے—عنان کے کہنے پر نبال نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا

تو عنان نے روم کی جانب اشارہ کیا

تمہارے مجرم "دو لفظی جواب دیا تو"

نبال کے چہرے پر مسکراہٹ آئی

اس سے پہلے نبال خوشی سے ارحم کے گلے لگتی عنان نے نامحسوس انداز میں آگے ہو کر اس کا رخ کمرے کی جانب کیا

اپنے والے کا جلاد روپ وہ کل دیکھ چکی تھی جو کہ بہت نرم مزاج دکھتا تھا——اس کے والا تو تھا بھی جنونی——عنان نے جھرجھری لے کر سوچا

اگر اسے کو اس بات کو پتا لگ جاتا تو صرف نبال کی ہی نہیں ارحم کی بھی خیر نہیں تھی---عنان نے بامشکل مسکراتے ہوئے اپنی سوچ کو چھپایا

عنان نے جوان لوگوں کا حال کیا تھا نبال نے جھرجھری لے کر انہیں دیکھا

اور پھر ٹیبل پر پڑے چاقو کو اٹھایا

تم لوگوں کو یاد ہے اس حادثے میں موجود شخص کے جسم پر کتنا بڑا اور گہرا زخم آیا تھا

نبال کی سرسراتی آواز سن کر انہوں نے روتے ہوئے نہیں میں سر ہلایا

منہ پر بندھی ہوئی پٹی کی وجہ سے دبی دبی آوازیں نکل رہی تھیں

میں آج یاد کرواتی ہوں

ایک آدمی کے کندھے پر چاقو رکھ کر سینے سے گزارتے ہوئے پیٹ تک لائی

اور پھر اسے سر کے بالوں سے کھینچ کر کھڑا کیا

جس کے جسم سے پانی کی طرح خون بہہ رہا تھا

اس کے سر پر پتہ کتنی گہری چوٹ آئی تھی ——نبال نے اس شخص کو دیوار کی جانب کھینچتے ہوئے کہا

جو درد سے چلا رہا تھا

مگر چیخیں منہ پر لگی پٹی میں ہی دب گئیں

سینہ جیسے دو حصوں میں کر دیا ہو

اور پھر اس شخص کا سر زور سے دیوار میں مارا نا جانے کتنے وار کیے کہ وہ

اس درد کو برداشت نا کرتے ہوئے اپنی جان گنوا چکا

تھا

پھر یہی حال دوسرے کا کیا مگر اس کی سانسیں چل رہی تھیں

اور پھر اسے یونہی تڑپتے ہوئے چھوڑ کر باہر آئی

مانا کہ تم چاروں کو جنگل آنے کا بولا تھا-- لیکن یہ شرط تو نہیں رکھی تھی

میں نے کہ چڑیلیں بن کر ہی آنا ـــــ ارحم نے ان چاروں بہنوں کے

کپڑوں پر چوٹ کرتے ہوئے کہا

کیونکہ چاروں نے بلیک پینٹ کے ساتھ بلیک کوٹ اور وائٹ شرٹ پہنی ہوئی تھی

اور خود کے بارے میں کیا خیال ہے—— مائسہ نے آبرو آچکا کر ارحم سے کہا جو خود ریڈ ٹی شرٹ کے ساتھ بلیک کوٹ اور بلیک ہی پینٹ پہنے ہوئے تھا

میری تو جنگل کی چڑیلوں کے ساتھ رشتے داری ہے—— اگر کسی نے " کھانے پر انوائیٹ کر لیا—— بس اسی لیے—— ارحم نے کندھے آچکا کر کہا تو عنان اور مائسہ کا ارحم کی بات پر قہقہہ گونجا

عنان میرے بیگ میں گیس والی بالز نہیں رکھی تھی—— نبال نے اپنا بیگ کھنگالتے ہوئے پوچھا

تو سب نے حیرانگی سے عنان کی طرف دیکھا

حیام سب کے لیے بیگز لے کر آئی تھی جس میں ضرورت کا سامان رکھا تھا

تاکہ اگر وہ آگے پیچھے ہو تو

——ان کے پاس اپنی حفاظت کا سارا سامان ہو

نبال کی بات پر حیام نے پیٹھ سے اپنا بیگ اتارا اور مائسہ اور ارحم نے بھی

جلدی سے اپنا بیگ اتار کر دیکھنا شروع کیا

جن میں صرف پسٹلز اور بیلٹس کے علاوہ کچھ اور چیزیں تھیں

صرف حیام کے بیگ میں چند گیس والی بالز تھیں

جبکہ عنان معصومیت سے ان کی طرف دیکھ رہی تھی

عنان میرا دل تو کر رہا ہے تمہارا اگلاد باد وں جنگلی عورت——نبال نے

دانت پیس کر کہا

تو عنان کھسیانی ہنسی ہنس دی

عنان جب بیگ پیک کر رہی تھی تو رکھی کیوں نہیں بیٹا ——ارحم نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے کہا

وہ ایکچولی بھائی میں بور ہو رہی تھی تو میں ان کے ساتھ کھیلنے لگ گئی——

اور پھر مجھے یاد نہیں رہا کہ انہیں رکھنا بھی ہے ——عنان نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا

تو نبال نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا

وہ کھیلنے والی چیز تھی کیا جو تم کھیلنے لگ گئی ——عنان کی ٹانگ پر ٹھوکر مارتے ہوئے کہا

تو عنان نے دانت پیس کر نبال کو دیکھا

اب بس بھی کر و اور یہ لو ایک ایک رکھ لو اور جہاں زیادہ ضرورت محسوس ہو وہاں ان کا استعمال کرنا ——حیام نے اپنے بیگ میں سے نکال کر ان کی جانب بڑھائی

تو نبال اور مائسہ نے اس کے ہاتھ سے تھام لی ۔۔۔۔ جبکہ ۔ عنان ویسے ہی رونی شکل بنا کہ کھڑی رہی

پکڑ لو عنان اب جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا ۔۔۔۔ حیام نے زبردستی عنان کو پکڑاتے ہوئے کہا

میں نے کونسا جان بوجھ کر کیا ہے ۔۔۔۔ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا

تو مائسہ نے اپنی ڈرامے باز بہن کی اداکاری دیکھ کر گہری سانس بھری

پسٹل لوڈ ہے نا تم لوگوں کی ۔۔ ارحم نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا

جس پر ان چاروں نے اثبات میں سر ہلایا

جھاڑیوں سے ہوتے ہوئے وہ اپنی منزل کی طرف رواں تھے

میپ نکالو حیام ۔۔۔۔ ارحم نے پلٹ کر حیام سے بولا تو اس نے میپ نکال کر نیچے زمین پر رکھا

جھڑنے سے پچاس فٹ اور روڈ سے ایک سو اسی فٹ اور ہم لوگ روڈ

سائیڈ سے آئیں ہے اور اب تک ایک سو فٹ تو ہو گیا ہو گا

اب مزید آگے اسی فٹ تک چلنا ہے ـــــ حیام نے میپ پہ ہائی لائٹ

کیے گئے پوائنٹس کو دیکھ کر کہا

تو ان سب نے سمجھنے کے انداز میں ہاں میں سر ہلایا

ایک منٹ ـــــ بیسمنٹ کا دروازا عنان کو لاک کرنا تھا نا ـــــ مائسہ نے

کچھ یاد آنے پر رک کر عنان کی جانب رخ کر کہ

کہا جس پر عنان نے سٹپٹا کر ان چاروں کی جانب دیکھا

عنان کہہ دو کہ تم دروازا لاک کر کہ آئی ہو ـــــ کیونکہ

قیصر حیات اور پھپھو کو میں نے باندھا نہیں تھا ـــــ حیام نے جھنجھلاتے

ہوئے کہا

نن——نہیں مطلب میں کر کہ آئی ہوں——اب میں اتنی بھی کام چور نہیں

عنان کے کہنے پر ان چاروں نے سکون کا سانس لیا اور اپنے قدم آگے بڑھائے

افف میں کیسے بھول گئی——لیکن سیکیورٹی تو ہے نا اور ویسے بھی وہ تو بیہوش تھے کچھ نہیں ہوتا خود سے بڑبڑاتے عنان نے اپنے قدم ان کے پیچھے لیے

مطلوبہ جگہ پر پہنچ کر انہوں نے ارد گرد دیکھا

یہ وہی جگہ تھی جہاں اس دن حیام آئی تھی

وہی جھونپڑی اور ٹینٹ وہاں موجود تھے

سیو نٹی فائیو یہاں ہو رہے ہے کینٹ کہ باہر تو مطلب راستہ اس کے اندر ہے۔۔ارحم نے پر سوچ لہجے میں کہا تو حیام نے اسے پیچھے کر کہ قدم اندر رکھے

ایٹ۔۔۔حیام نے ایک جگہ پر پاؤں مارتے ہوئے کہا تو ارحم نے نیچے بیٹھ کر جگہ کا جائزہ لینا شروع کیا

اور پھر اپنے بیگ سے باریک چاقو نکال کر اس جگہ کے ارد گرد پھیرنا شروع کیا

تو مٹی سائیڈ پر ہونے لگی جس پر ارحم نے چاقو تھوڑا اندر کو گھسایا تو وہ چھوٹا سا لوہے کا گیٹ اوپر کو ہو گیا

جبکہ عنان لوگ تجسس سے اس جگہ کو دیکھ رہی تھی

دروازا جیسے ہی اوپر کو ہوا نیچے سیڑھیاں دکھائی دی جس پر ارحم نے حیام کی طرف دیکھ کر سر ہلایا اور ان سیڑھیوں سے نیچے جانا شروع کیا

ایسے ہی پھر وہ چاروں اس کے پیچھے نیچے اتری

وہ جیسے ہی نیچے اترے تو وہ جگہ انہیں کسی غفا کی طرح لگی جس میں کئی راستے بنے ہوئے تھے

ہر راستے میں آگ جلا کر روشنی کی گئی تھی

بہت ہی کوئی رومینٹک لوگ ہے یہ تو ــــ عنان نے جگہ کا جائزہ لیتے ہوئے کہا تو مائسہ نے گھور کر اسے دیکھا

یہاں پر چھ راستے ہیں ــــ میں پہلے میں جاتا ہوں ــــ حیام تم دوسرے ــــ عنان تم تیسرے میں جاؤ گی اور نبال اور مائسہ تم ان دونوں میں ــــ ارحم نے سب راستوں کی طرف اشارہ کر کہ کہا

تو انہوں نے اثبات میں سر ہلایا

میپ کے حساب سے یہ راستے اختتام پر ایک دروازے پر ختم ہوتے ہیں

جہاں ان کا میٹینگ روم ہے ان سب سے گزرتے ہوئے ہمیں وہی جانا

ہے—حیام نے کہا تو ان سب نے

اپنے قدم آگے بڑھائے

افففف اتنی ٹھنڈ اوپر سے یہ پانی——بسام نے کپکپاتے ہوئے کہا اور اپنے

قدم آگے بڑھائے

جسے ہی وہ لوگ ٹینٹ میں داخل ہوئے تو انہیں وہ دروازہ کھلا ہوا دکھا

یا تو وہ لوگ اسے بند کرنا بھول گئے یا تو یہاں کوئی اور بھی آیا ہے——شاہ

میر نے پلٹ کر حسام کو دیکھ کر کہا

جو خود پر سوچ نظروں سے اس جگہ کو دیکھ رہا تھا

کہی حیام تو نہیں---دانیال نے سوچتے ہوئے کہا تو شاہ میر نے اثبات

میں سر ہلا یا

ہو بھی سکتا ہے ـــــ کیونکہ وہ پولیس والا بھی واپس آگیا ہے ـــــ اس کے واپس آنے کی وجہ سے ہی وہ ڈھیلے کر رہے تھے

شاہ میر نے اٹھتے ہوئے کہا

تو پولیس والے کے ذکر پر فاطین اور حسام نے جبڑے بھینچے

تو پھر اللہ کا نام لے کر داخل ہو ـــــ کہی وہ کسی مشکل میں نا پھنس جائیں ـــــ دانیال نے قدم سیڑھیوں کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا

ان لوگوں نے بھی اثبات میں سر ہلا کر اس کے پیچھے قدم لیے

وہ لوگ بھی ایک ساتھ نہیں گئے ہوگے تو ہم بھی الگ الگ راستوں پر ہی جاتے ہیں ـــــ فاطین نے کہہ کر قدم آگے بڑھائے اور ان سب راستوں کو دیکھنے لگا

میں اس پہلے راستے سے ـــ حسام تم ساتھ والے اور فاطین تم تیسرے سے جانا

اور دانیال اور بسام تم اس راستے سے ایک ساتھ جانا ___ شاہ میر نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلایا اور اپنے قدم شاہ میر کے بتائیں گئے راستوں کی جانب بڑھائے

سواگت نہیں کرو گے ہمارا ___ حیام نے مسکراتے ہوئے سامنے پیٹھ کیے کھڑے گارڈز کو کہا

جو نسوانی آواز سن کر ایک جھٹکے میں اس کی جانب مڑے

ان میں سے ایک حیام کی جانب بڑھا تو حیام نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر کلا بازی لگائی تو اس کے دونوں پاؤں سامنے والے کی تھوڑی پر لگے جس سے وہ منہ کے بل نیچے گرا

اپنے دونوں ہاتھوں سے دوسرے شخص کی ٹانگوں کو پکڑ کر نیچا گرایا

اور اپنے جیکٹ میں لگے چاقو کو نکال کر دونوں کی گردنوں پر وار کیا

شور کی آواز سن کر چھوٹے چھوٹے دروازوں سے کچھ لوگ نکل کر باہر آئیں

اس سے پہلے حیام بیگ میں ہاتھ ڈال کر وہ گیس نکالتی انہوں نے حیام پر حملہ شروع کر دیا

ایک شخص نے اپنے ہاتھ میں پکڑی راڈ سے حیام پر وار کرنا چاہا جسے پیچھے کو جھک کر حیام نے ناکام بنا دیا

اور سیدھے ہو کر اس پر گولی چلائی تو وہ منہ کے بل گر گیا

جب کہ دوسرے شخص نے وہی راڈ اٹھا کر حیام پر وار کرنا چاہا تو حیام نے اپنے ہاتھوں میں راڈ پکڑ لی اور اپنے دائیں جانب سے آتے شخص کے پیٹ میں ٹانگ مار کر اسے پیچھے کو دھکا دیا

اور اپنے سامنے کھڑے شخص کی طرف متوجہ ہوئی راڈ پر زور ڈال کر اپنی طرف کیا جس سے وہ شخص حیام کی طرف لڑکھڑایا تو حیام نے اپنے سر سے اس کے سر پر ٹکر ماری تو وہ لڑکھڑا کر پیچھے

گرا

اپنے پیچھے کسی شخص کی موجودگی محسوس کر کہ جیسے ہی پلٹی ایک شخص حیام پر بندوق تانے کھڑا تھا

ابھی وہ وار کرتا کہ پیچھے سے کسی نے اس کی گردن میں بازو ڈال کر ایک جھٹکا دیا جس کے باعث وہ زمین بوس ہو گیا

اپنے سامنے حسام کو دیکھ حیام کے ہونٹوں پر ایک خوبصورت مسکراہٹ نے احاطہ کیا

جبکہ حسام خونخوار تیور لیے حیام کی جانب بڑھا

حیام کا بازو شدت سے اپنی گرفت میں لے کر اس کی پیٹھ سے لگا کر اسے خود میں بھینچ لیا

یہ جو تمہیں مرنے کا شوق ہے نا ایک بار یہاں سے سہی سلامت نکل جائیں پھر اپنے ہاتھوں سے پورا کروں گا۔۔۔۔دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا

تو حیام نے منہ بسور کر حسام کو دیکھا

آپ مجھے ماریں گے "معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا تو

حسام نے اپنے جبڑے بھینچ کر خود پر ضبط کیا

ایک بار اور مرنے کی بات کی تو یہاں سے نکلنے کا بھی انتظار نہیں کرو گا۔۔۔۔سرد لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تو حیام نے اپنا نیچے والا ہونٹ دانتوں تلے بری طرح سے کچلا

حیام کی اس حرکت پر حسام نے ناگوار نظروں سے اس کی جانب دیکھا

اور اپنے انگھوٹھے سے اس کا لب آزاد کروایا

پہلے اندر والوں سے نمٹ لوں پھر تمہارا علاج بھی کرتا ہوں حیام کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے تھامیں قدم اندر کی جانب بڑھائے

عنان جس جانب آئی تھی وہ جگہ اسے کوئی جیل ہی لگی

بڑی بڑی سلاخوں کے پیچھے لڑکیوں کے چہروں کو کپڑے سے ڈھانپ کر انہیں قید کیا گیا تھا

ان کی یہ حالت دیکھ عنان نے سختی سے اپنے لب بھینچے

اپنے دونوں ہاتھوں میں پسٹل تھامی اور قدم آگے بڑھائے

عنان کی پریکٹس اتنی اچھی ہوئی تھی کہ وہ دونوں ہاتھوں میں بھی پسٹل تھام کر چلا سکتی تھی

جبکہ عنان کی نسبت نبال کراٹو میں بیسٹ تھی

اوئے تم کون ہو ــــ ایک نشے میں دھت آدمی لڑکھڑاتے ہوئے عنان

کی جانب بڑھا تو عنان کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ آئی

تم لوگوں کے برے کاموں کا انجام ہوں میں "طنزیہ لہجے میں کہہ کر"

اس شخص کے سر کا نشانہ لگایا

کسی کے گرنے کی آواز سے اگلی سلاخوں سے کچھ لوگ نکل کر باہر آئے

عنان کو وہ بھی اس وقت نشے کی حالت میں دیکھے

وہ تو عنان میں ہمت نہیں تھی کہ وہ ان لڑکیوں کی اجڑی حالت دیکھ پاتی

اس لیے اس نے ان کی جانب دیکھے بغیر قدم آگے بڑھائے

کہ وہ پہلے ان شیطانوں کو انجام پر پہنچانا چاہتی تھی

لیکن اب اسے اندازہ ہوا تھا کہ پچھے رہ جانی سلاخوں میں بھی کچھ لوگ

ہو گے شاید وہ بھی ان کی طرح نشے میں دھت تھے کہ عنان کی

موجودگی کو محسوس نہیں کر سکے

وہ لڑکھڑاتے ہوئے عنان کی جانب بڑھ رہے تھے جب عنان نے مسکراتے ہوئے اپنے پسٹلز بیلٹ میں لگائی اور قدم ان کی جانب بڑھائے

اس سے پہلے وہ اس پر وار کرتے عنان نے انہیں دھنک کر رکھ دیا

پھر اپنے جیکٹ سے چاقو نکال

کر ان سب کی آنکھوں میں گھسا دیا

اب دیکھ کہ دکھاؤ اپنی ان غلیظ نظروں سے کسی کو" دانت پیستے ہوئے" چلا کر کہا

کہ تبھی اپنی پیچھے گولی چلنے کی آواز پر عنان نے سرعت سے پلٹ کر پیچھے دیکھا

جہاں فاطین نے عنان کے پیچھے کھڑے شخص پر گولی چلائی تھی

فا--- سرگوشی سے بھی کم آواز میں فاطین کا نام لیا جس کی آواز شاید عنان کے کانوں میں بھی نہیں پہنچی تھی

جبکہ فاطین کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہو رہا تھا

اگر اسے آنے میں دیر ہو جاتی اس سے آگے تو وہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا

عنان کو دیکھ کر اپنے بازو واہ کیے تو فاطین کا اشارہ سمجھ کر عنان زمین سے اٹھتے ہوئے بھاگنے کے انداز میں فاطین کے گلے آلگی اپنے دونوں بازو مضبوطی سے فاطین کی گردن میں باندھ لیے

جس پر فاطین نے عنان کو خود میں بھینچ لیا

فا---- محبت سے چور نم لہجے میں پکارا تو فاطین کا دل الگ ہی لہ پر دھڑکا

فا کی جان---- عنان کو خود میں بھینچتے شدت سے کہا

تو عنان نے اپنا چہرہ فاطین کی گردن میں چھپا لیا

اپنی گردن پر نمی محسوس کر کہ فاطین نے تڑپ کر عنان کا چہرہ اپنے سامنے کیا

جو سر جھکائے رونے میں مصروف تھی

"آن——واٹ ہیپنڈ یار——عنان کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے فکر مندی سے استفسار کیا تو عنان نے نم پلکیں اٹھا کر فاطین کی طرف دیکھا

اور اس کے ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹائے

"مرنے دیتے مجھے——بچایا کیوں——یہ موت تو اس موت سے آسان تھی جو کل تم نے مجھے اپنے لفظوں سے دی تھی "

عنان کے نم لہجے میں کہنے پر فاطین نے اپنی مٹھیاں بھینچی

اگر اب تم نے مزید ایسی بکواس کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں آن—"

فاطین نے سرد لہجے میں کہا تو—عنان نے سر جھٹک کر اپنے قدم آگے

بڑھائے

کہ تبھی اس کے آگے بڑھتے قدم ساکت ہو گئے جب فاطین نے پیچھے

سے اسے اپنے حصار میں لے کر اپنا چہرہ اس کے بالوں میں چھپایا

فاطین راجپوت تم پر مرتا ہے آن—تمہارے کہنے پر ہستے ہستے موت"

کو گلے بھی لگا سکتا ہے—مگر تمہارے بغیر جی نہیں سکتا—شدت

بھرے لہجے میں سرگوشی کرتا وہ عنان کو کپکپانے پر مجبور کر گیا

گردن موڑ کر عنان نے فاطین کی طرف دیکھا جو آنکھوں میں جذبات

کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر لیے اسے ہی دیکھنے میں محو تھا

عنان کے دیکھنے پر ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ آئی جھک کر عنان کے

ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا

اور آگے ہو کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھاما اور قدم آگے کی جانب بڑھائے

کہ تبھی اپنے ہاتھ پر دباؤ محسوس کر کہ پیچھے دیکھا جہاں عنان نم آنکھوں سے اس کی طرف ہی دیکھ رہی تھی

اور تمہیں کیوں لگتا ہے فاطین راجپوت کہ میں تمہارے بغیر جی لوں گی"——فاطین کے ہاتھ کو جھٹکا دے کر اپنی جانب کھینچا

یہ تو ناممکن سی بات تھی کہ وہ اسے اپنی جگہ سے ہلا بھی سکتی مگر اپنی جنگلی بیوی کے لیے فاطین اتنا تو کر ہی سکتا تھا

میں صرف اپنی صبح کا آغاز اور رات کا اختتام تمہارا چہرہ دیکھ کر نہیں" کرنا چاہتی——میں ہر وقت تمہیں اپنی نظروں کے سامنے دیکھنا چاہتی ہوں——اب اسے میرا پاگل پن کہو یا کچھ بھی——میں مرتے وقت بھی تمہارا چہرہ اپنی آنکھوں میں بسا کر مرنا چاہتی ہوں سمجھے تم——

فاطین کی جیکٹ کو اپنے ہاتھوں میں دبوچتے ہوئے نم لہجے میں کہتی وہ فاطین کو سیدھا اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی

عنان کے بالوں میں اپنا ہاتھ الجھا کر نرمی سے اس کے ہونٹوں کو چھو کر پیچھے ہٹا

"اپنے حصے کا اظہار میں بیڈروم میں کروں گا۔ کیونکہ اس کے بعد تم سے دور رہنا مشکل ہو جائے گا۔ مسکراتے لہجے میں کہتا وہ عنان کو بھی مسکرانے پر مجبور کر گیا

تو ابھی چلے۔۔۔ فاطین نے اجازت لینے والے انداز میں کہا تو عنان نے مسکراتے ہوئے فاطین کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھاما

نبال اپنے سامنے آنے والوں کو جہنم رسید کرتی آگے بڑھ رہی تھی جب اپنے نام کی پکار پر پلٹی

اپنے سامنے دانیال اور بسام کو دیکھ کر شدید حیرت ہوئی

نبال ——مائسہ کدھر ہے —— بسام نے بے چینی سے پوچھا تو نبال نے

ہاتھ کے اشارے سے بتایا تو بسام جلدی سے پلٹتا اس جانب بڑھا

جبکہ دانیال سنجیدہ نظروں سے نبال کی طرف دیکھ رہا تھا

اور پھر وہ بھاگنے کے انداز میں نبال کی طرف بڑھا

نبال ابھی کچھ سمجھتی کہ دانیال نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ دائیں

جانب کو اپنا جسم ہوا میں اٹھا کر پیچھے سے آتے شخص کی گردن اپنی

ٹانگوں میں دبا کر اسے زمین بوس کیا

جبکہ نبال کو اپنے کندھے ٹوٹتے ہوئے محسوس ہوئے

نبال کو اپنے ہاتھ سے اپنے پیچھے کرتے قدم آگے بڑھائے

اپنے سامنے آنے والوں کے سینوں پر وار کرتا انہیں جہنم رسید کرتا آگے

بڑھ رہا تھا

جیسے ہی نبال آگے بڑھنے کی کوشش کرتی تو دانیال اسے گھور کر دیکھتا اور بازو سے کھینچ کر اپنے پیچھے کر دیتا

جس پر نبال گہری سانس بھر کر رہ جاتی

اپنے سامنے ایک معصوم لڑکی کو درندگی کا نشانہ بنتے دیکھ مائسہ کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی

بے جان ہوتے جسم کے ساتھ وہ دیوار سے اپنی پشت ٹکا گئی

وہ جیسے ہی یہاں آئی تھی وہاں ایک جھنڈ میں کافی مرد کھڑے تھے

مائسہ کو لگا وہ ان کا مقابلہ نہیں کر پائے گی تو اس نے وہ گیس نما بال وہاں پھینکی

جس کے بعد وہ لوگ سیکنڈز میں ہی ہوش خرد سے بیگانہ ہو گئے

ان کے بیہوش ہونے پر مائسہ آگے بڑھی مگر ان کی گردنوں پر وار کرنا نا بھولی

مگر جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئی تو اسے باہر کھڑے ان درندوں کی موجودگی کا اصل مقصد سمجھ آیا

یہ واحد چیز تھی جہاں مائسہ راجپوت خود کو کمزور سمجھتی تھی

قدم جیسے زمین نے جکڑ لیے ہو

مگر وہ درندے بنا مائسہ کی موجودگی پر دیہان دیے اس معصوم کو نوچنے لگے ہوئے تھے

کہ تبھی مائسہ کو اپنے چہرے پر کسی کی گرفت محسوس ہوئی مگر وہ اس وقت خود کو اتنا بے جان محسوس کر رہی تھی کہ خود کو چھڑوانے کی ہمت نہیں ہوئی

جب پیچھے موجود وجود نے ایک ہاتھ منہ کر جبکہ دوسرا ہاتھ اس کے پیٹ پر رکھ کر پیچھے کو کھینچ کر دروازے سے باہر نکال کر دیوار سے لگایا اور خود مائسہ کے سامنے آیا

نیلی آنکھیں اس وقت خوف اور وحشت لیے ہوئے تھیں ــــــ جسم بری طرح سے کپکپا رہا تھا

جسے دیکھ بسام نے سختی سے اپنے لب بھینچے

اندر سے آتی چیخوں پکار کو سن کر بسام نے مائسہ کے کانوں پر ہاتھ رکھنے چاہے جس نے بسام کے ہاتھ جھٹک کر روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا

بسام اسے بچالو ــــــ ورنہ میں مر جاؤں گی --- بسام کے کالر کو اپنے ہاتھوں میں دبوچے روتے ہوئے کہا تو بسام نے اثبات میں سر ہلایا

تو چلو میرے ساتھ "بسام نے اپنا ہاتھ آگے کرتے ہوئے کہا تو مائسہ " نے نفی میں سر ہلایا

تو بسام نے گھور کر اسے دیکھا

وہ کمزور لوگ ہیں مائسہ جو اپنی درندگی دکھا کر خود کو طاقتور سمجھ رہے "

ہیں ——رم بہادر ہو ان کا مقابلہ کرو اور ان کے انجام تک پہنچاؤ" مائسہ کا

ہاتھ مضبوطی سے اپنے ہاتھ میں تھامے قدم اندر کی جانب بڑھائے

اپنے سامنے کا منظر دیکھ بسام کو اپنے جسم میں شرارے پھوٹتے محسوس

ہوئے

مائسہ کا ہاتھ چھوڑ کر بسام ان کی جانب بڑھا

اور اندھا دھند انہیں مارنے لگا

جبکہ مائسک پہلے تو کچھ دیر بت بنی کھڑی رہی ---اپنے حواس مختل

ہوتے محسوس ہوئے مگر لڑکی کے کراہنے کی آواز پر چونکی جو زار و قطار

چیخ چیخ کر رو رہی تھی اپنا کوٹ اتارے جلدی سے لڑکی کے جسم کو

ڈھانپہ

اور بسام کی طرف دیکھا

جس پر ایک شخص پیچھے سے وار کرنے والا تھا

ایک ہی جست میں اس شخص کے پیچھے پہنچ کر چاقو اس کی گردن پر رکھ

کر بری طرح وار کیا کہ وہ تڑپتا ہوا نیچے گرا

جبکہ مائسہ اس لڑکی کی جانب متوجہ ہوئی

گلاس میں پانی ڈال کر اس لڑکی کے منہ سے لگایا جسے روتے ہوئے اس

نے بامشکل پیا

جبکہ بسام نے اپنا رخ سامنے دیوار کی طرف کر لیا

بھوری آنکھیں اس وقت لہو چھلکانے کو تیار تھیں

مٹھیاں بھینچ کر خود پر ضبط کیا

لڑکی کے روتے روتے جب غنودگی میں جانے لگی تو مائسہ نے اسے

ٹھیک کر کہ صوفے پر لٹایا

بری طرح سے اپنے لب کچلتے نم آنکھوں سے اس کے معصوم چہرے کو

دیکھا اور اپنے قدم بسام کی جانب بڑھائے جو پیٹھ کیے کھڑا تھا

بسام ــــ لبوں سے ہچکی کی صورت بسام کا نام ادا ہوا تو بسام نے تڑپ کر

مائسہ کی جانب رخ کیا

جب مائسہ روتے ہوئے اس کے سینے سے آ لگی ــــ بسام کے سینے میں

چہرہ چھپاتے جیسے خود کو اس ظالم دنیا سے محفوظ کرنا چاہا

جبکہ بسام نے خاموشی سے اپنا حصار مائسہ کے گرد باندھا وہ اس کی

کنڈیشن کو سمجھ رہا تھا

اسی لیے بنا کچھ کہے مائسہ کا چہرہ اپنے سامنے کیا اور اس کے آنسوں اپنے

لبوں سے چنتے اسے آنکھوں سے رونے سے منع کیا

مائے بریو بیوٹی" بسام کی سرگوشی پر مائسہ نے نم پلکیں اٹھا کر اس کی "

جانب دیکھا

جب بسام نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھاما اور قدم آگے بڑھائے

وہ سب ایک ساتھ ہی وہ دروازا کھول کر ایک ہال نما جگہ میں داخل ہوئے

جہاں کچھ لڑکیاں ڈانس کرنے میں مصروف تھی اور کچھ لوگ ایک ٹیبل کے ارد گرد موجود کرسیوں پر بیٹھے باتوں میں مصروف تھے

جب ایک دروازے سے ارحم اور شاہ میر دوسرے سے حیام اور حسام اور تیسرے سے فاطین اور عنان داخل ہوئے

کچھ ہی دیر بعد نبال اور دانیال اور پھر مائسہ اور بسام داخل ہوئے

جس پر ڈانس کرتی لڑکیاں رک گئ

عنان نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں باہر نکلنے کا کہا تو وہ لڑکیاں بھاگنے کے انداز میں وہاں سے نکلی

جبکہ وہ لوگ ایک دوسرے سے باتیں کرنے میں مصروف تھے

کچھ غیر معمولی پن محسوس کر کہ جیسے ہی ان لوگوں نے اپنے اطراف

میں دیکھا تو چونک کر اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے

ابھی وہ اپنے ہتھیار تھامتے کہ حسام لوگ ان پر ٹوٹ پڑے

حیام جس آدمی کی جانب بڑھتی ابھی وہ اسے ہاتھ بھی نا لگا پاتی کہ حسام

صاحب اس کے آگے آجاتے

جسے دیکھ حیام گہری سانس بھر کر رہ جاتی

سالی ہٹ راستے سے ——ایک آدمی نے نبال کو کندھوں سے پکڑ کر

پیچھے کرتے ہوئے کہا جو اپنے سامنے کھڑے شخص کی درگت بنانے میں

مصروف تھی

کندھوں سے کھینچنے پر نبال لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے ہوئی کہ اسی شخص نے پوری طاقت سے نبال کے چہرے پر تھپڑ جڑا جس کے باعث نبال زمین بوس ہوئی

جبکہ یہ منظر دیکھ دانیال کو اپنے دماغ کی رگیں پھٹتی محسوس ہوئی تن فن کرتا ایک ہی جست میں اس آدمی کی طرف بڑھا جو باہر نکلنے کو پر تول رہا تھا

اس شخص کا بازو اپنے شکنجے میں لے کر پوری طاقت سے گھمایا کے بازو ٹوٹنے پر اس شخص کی دردناک چیخیں گونجیں

ہاتھ کیسے لگایا" اس شخص کا سر سامنے دیوار میں پوری قوت سے " مارتے دانیال نے غراتے ہوئے کہا

اس شخص کو جہنم رسید کرنے کے بعد ——— دانیال نے اپنا رخ نبال کی طرف کیا جس کے ہونٹ سے خون رس رہا تھا جسے دیکھ دانیال نے بامشکل اپنے اشتعال پر قابو پایا

اور پیچھے مڑ کر اس مرے ہوئے شخص پر پھر سے ٹھوکروں کی بارش کر دی

اب اگر تم نا ہٹی تو یہ نا ہو حیام کہ انہیں چھوڑ مجھے دو تھپڑ تمہیں لگانے" پڑیں

حسام نے دبے دبے لہجے میں غراتے ہوئے حیام سے کہا جو آگے بڑھ کر ان لوگوں پر وار کرنے کی کوشش کر رہی تھی ——— جبکہ حسام اسے ہر بار روک کر پیچھے کر رہا تھا

تبھی ارحم کی نظر حیام کا نشانہ لیتے شخص پر پڑی تو ایک ہی جست میں وہ حیام کی طرف بڑھا

اپنے پیچھے گولی کی آواز سن اور ارحم کی چیخ سن کر حیام جھٹکے سے مڑی جہاں ارحم نے درد برداشت کرتے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچے ہوئے تھے

وہ شخص دوبارا سے گولی چلاتا کہ حیام نے آگے بڑھ کر ارحم کو سائیڈ پر دھکا دیا

اور اس کے سامنے خود کھڑی ہو گئ

لیکن تب تک وہ شخص گولی چلا چکا تھا

جو حیام کے سینے کو چیرتے ہوئے گزری تھی

نیچے گرنے سے پہلے وہ اس شخص پر گولی چلانا نہیں بھولی تھی

حیام کے نیچے گرنے پر ہال میں موت سا سناٹا چھا گیا تھا

حسام راجپوت بے جان ہوتا گھٹنوں کے بل نیچے گرا اپنے سامنے اپنی زندگی کو خون میں لے پت دیکھ جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی

وہ تو اسے کسی شخص کی طرف بڑھنے نہیں دے رہا تھا کہ کہی اسے چھوٹی سی بھی چوٹ نا لگ جائے۔۔۔۔ لیکن اب وہ خون میں لت پت اس کے سامنے زمین پر پڑی تھی

سب سے پہلے شاہ میر کو ہوش آیا وہ جلدی سے ارحم کی جانب بڑھا۔۔۔۔ جبکہ دانیال نے حیام کی طرف آیا اور اسے اپنی بازوؤں میں بھر کر باہر کی جانب دوڑ لگائی

میل ڈاکٹر نہیں جائے گا۔۔۔۔ائی سی یو میں داخل ہوتے ڈاکٹر کا گریبان پکڑ کر حسام نے اپنی سرخ انگارا ہوتی آنکھوں سے فاطین کی طرف دیکھ سرد لہجے میں کہا

تو دانیال نے اپنی مٹھیاں بھینچی

مر جائیں گی وہ" دانیال نے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو حسام نے"
خونخوار نظروں سے دانیال کو دیکھا
تو مر جائیں لیکن میل ڈاکٹر نہیں جائیں گا" حسام نے سرد لہجے میں کہا"
تو فاطین نے گہری سانس لے کر حسام کا ہاتھ ڈاکٹر کے گریبان سے ہٹایا
نہیں جائے گا میل ڈاکٹر---آپ ڈاکٹر کرن کو بھیجیئے—فاطین نے
ڈاکٹر سے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلاتا وہاں سے چلا گیا——کچھ ہی دیر بعد
ہی وہاں فی میل ڈاکٹر آئی جس نے سر ہلا کر فاطین کو سلام کیا اور آئی سی
یو میں داخل ہو گئی
جبکہ عنان اپنے گلے لگی روتی ہوئی مائسہ کو چپ کروا رہی تھی
دانیال نے مڑ کر ان تینوں کی طرف دیکھا
آزمائشیں تھی کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں——وہ"
انہیں دکھ درد سے بچانا چاہتے تھے مگر ہر بار پہلے سے بڑھ کر گہرا زخم مل

رہا تھا---دانیال نے نبال کی طرف دیکھا جس کے ماتھے پر ابھی بھی پٹی بندھی ہوئی تھی

اور وہ ساکت سی زمین پر نظریں ٹکائے بیٹھی ہوئی تھی

دانیال نے اپنے قدم نبال کی جانب بڑھائے اور اس بازو سے پکڑ کر اٹھایا

جبکہ نبال بے جان سے اس کے ساتھ کھینچتی چلی گئ

فاطین کے آفس میں داخل ہو کر نبال کو صوفے پر بٹھا کر دانیال گھٹنوں کے بل اس کے سامنے زمین پر بیٹھ گیا

پری—— محبت سے چور لہجے میں پکارا تو نبال نے انجان نظروں سے دانیال کی طرف دیکھا

اور پھر اپنے خون سے رنگے ہاتھوں کو

جس پر دانیال نے لب بھینچ کر نبال کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں قید کر لیا

انشااللہ سب ٹھیک ہو جائے گا" نبال کے ہاتھوں کو سہلاتے ہوئے کہا"

تو نبال کی آنکھیں پل میں لبالب پانیوں سے بھر گئی——گلابی لب بری طرح سے کپکپانے لگے

ہم نے کسی کے ساتھ برا نہیں کیا نا کسی کا برا چاہا تو پھر ہر بار ہم ہی "

کیوں——ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا تو دانیال نے اپنے لب بھنچے

اس معاشرے میں کسی عورت کو پسند کی شادی نہیں کرنی چاہیے——"

کیونکہ وہ تو اپنی زندگی جی لیتے ہیں لیکن ساری سزائیں تو اولاد کے لیے رہ جاتی ہیں

ناہمارے بابا ماما سے شادی کرتے ناہم اس حال میں ہوتی ـــــ دادی

پتا ہے کیا کہتی تھی ـــــ دانیال کا کالر ہاتھوں میں دبوچتے روندھی ہوئی

آواز میں کہا تو دانیال نے اپنی سرخ نظریں نبال کے چہرے پر ٹکا دی

وہ کہتی تھی ہم بھی اپنی ماں کی طرح بدکردار ہوگی ـــــ ان کی یہ باتیں

میری بہن کا بچپن کھا گئی ـــــ اس کی عمر سے پہلے ہی اسے سمجھدار بنا

گئی ـــــ پہلے ہمارے ماں باپ کا رشتہ ہمارے لیے سزا بنا اور پھر اس کے

بعد تم لوگوں سے جڑا رشتہ ہم لوگوں کے لیے عذاب بن گیا

ناہی ہمیں اپنے ماں باپ کا رشتہ راس آیا ناہی تم لوگوں سے جڑا اپنا رشتہ

دانیال کو پیچھے کو دھکا دے کر ہذیانی انداز میں چیختی اپنے بالوں کو نوچنے

لگی

جبکہ نبال کی باتوں پر ـــــ دانیال کی آنکھیں لہو چھلکانے جیسے ہوگئی

گردن کی رگیں تن کر واضح ہونے لگی

کہ تبھی نبال نے روتے ہوئے اپنے ماتھے پر لگی پٹی کو کھینچ کو اتار اتو پل میں چہرہ خون سے تر ہو گیا

واٹ دا ہیل "——دانیال ایک ہی جست میں نبال کے پاس پہنچا اور" اس کے زخم پر ہتھیلی رکھ کر خون روکنا چاہا

جبکہ نبال---دانیال کے حصار میں بری طرح سے پھڑ پھڑانے لگی

نبال کے دونوں ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لے کر اس کی پشت پر باندھ دیا

اور اس کے زخم پر اپنی ہتھیلی رکھ دی

کہ تبھی چیخوں کی آواز سن کر فاطین اپنے آفس میں داخل ہوا

مگر آگے کا منظر دیکھ اسے اپنے پاؤں تلے سے زمین نکلتی محسوس ہوئی

نبال کا رونا جب ہچکیوں میں بدلا تو دانیال نے نرمی سے اسے اپنے حصار میں لے لیا

پلیز چلے جاؤ یہاں سے ہم لوگوں کو ہمارے حال پر چھوڑ دو ۔۔۔ اپنی" بہنوں کو کھونے کا حوصلہ نہیں ہے ہم میں ۔۔۔ خدا کے واسطے چلے جاؤ ۔۔۔ ہچکیوں سے روتی وہ دانیال راجپوت کا دل لہولہان کر گئی

تبھی فاطین نے آگے بڑھ کر فرسٹ ایڈ باکس نکالا

جبکہ غنودگی میں جاتی نبال کو دانیال نے سختی سے خود میں بھینچ لیا

نبال کے بالوں میں اپنا چہرہ چھپایا تو نا جانے کتنے آنسو دانیال راجپوت کی آنکھوں سے بہہ کر نبال کے بالوں میں جذب ہو گئے

نرمی سے اسے خود سے پیچھے کر کہ صوفے پر لٹایا اور فاطین کو اس کی بینڈیج کرنے کا اشارہ کیا

ہر گزرتا پل حسام راجپوت کو بے جان کر رہا تھا

آئی سی یو کے دروازے سے سر ٹکائے ناجانے وہ کتنی ہی آنسوں بہا چکا تھا

کہ تبھی کچھ یاد آنے پر اپنے قدم پر ئیر روم کہ طرف بڑھائے

"اے میرے پاک پروردگار ——

تُو تو بڑا رحم کرنے والا ہے ——

اپنا زخموں سے چور اور لہولہان ہوا وجود لیے تیرے در پر آیا ہوں ——

مجھ پر رحم کر دے میرے اللہ —مرے حال پر رحم کر دے

تُو تو کن فیکون کا مالک ہے تُو چاہے تو کیا نہیں ممکن —— میں تو تیری رضا میں راضی ہوں مولا مگر یہ دل —— روتے ہوئے اپنا سر سجدے میں جھکا دیا

یہ دل اس کے ہجر میں بہت تڑپا ہے مولا —— اس کے بغیر یہ زندگی بس گزاری تھی میں نے —— اب اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں تیری دی ہوئی

اس نعمت کا ناشکرا بن جاؤں گا ــــ مجھے مانگنے کا سلیقہ نہیں ہے ــــ لیکن ــــ مانگنے تیرے ہی در تجھ سے ہی آتا ہوں

مجھ سے حیام کو مت چھیننا اللہ ــ میں نہیں جی سکوں گا ــــ ہچکیوں سے روتا وہ کہی سے بھی مغرور حسام راجپوت نہیں لگ رہا تھا

وہ جیسے ہی دعا مانگ کر آئی سی یو کی جانب آیا تو ڈاکٹر کو باہر آتا دیکھ ایک ہی جست میں اس کی جانب بڑھا

ڈا ــــ کٹر میری وائف کیسی ہے ــــ اپنی آواز پر قابو پا کر کہا تو ڈاکٹر نے مسکرا کر حسام کی طرف دیکھا

ــــ آپ اسے معجزہ کہہ لے یا کچھ بھی

آپ جلدی سے بتائیں کے ہوا کیا ہے ـــــ ڈاکٹر کی بات کاٹتے حسام نے دھاڑتے ہوئے کہا تو عنان نے اٹھ کر حسام کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے حوصلہ دینے کی کوشش کی

الحمدللہ سے ماں اور بچہ دونوں ٹھیک ہے ـــــ ڈاکٹر کے کہنے پر حسام کو ایسا لگا کہ کسی نے اس کے بے جان وجود میں روح پھونک دی ہو جبکہ آخری بات پر اس نے ٹھٹھک کر ڈاکٹر کی جانب دیکھا

بچ ـــــ چہ ٹوٹے ہوئے لفظ منہ سے ادا ہوئے تو ڈاکٹر نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا

جی بالکل مسٹر حسام یور وائف از ون ویک پریگننٹ ـــــ اور یہ ایک معجزہ ہی ہے کہ اتنا خون بہہ جانے کے باوجود ان کے بچے پر کوئی اثر نہیں پڑا ـــــ وہ کہتے ہیں نا پنجابی میں ـــــ جنوں اللہ رکھے او نو کون چکھے "

ڈاکٹر نے مسکرا کہا

جبکہ حسام ساکت سا بند دروازے کو دیکھ رہا تھا جبکہ عنان اور مائسہ کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا

انہیں روم میں شفٹ کرنے لگے ہیں ــــ ان کے ہوش میں آنے پر آپ ان سے مل سکتے ہیں ــــ ڈاکٹر نے عنان کی طرف دیکھ کر کہا اور آگے بڑھ گئی جبکہ حسام ابھی بھی اپنی جگہ پر ساکت کھڑا تھا

بھائی ــــ اپ پاپا بننے والے ہیں اور میں خالہ حسام کے گلے لگتے عنان نے روتے ہوئے کہا تو جیسے حسام کا سکتہ ٹوٹا

عنان کو پیچھے کر حسام راجپوت ہاسپٹل کے کوریڈور میں سجدہ ریز ہو گیا

مانا کہ حسام راجپوت کو اپنے رب سے مانگنے کا ڈھنگ نہیں تھا ــــ مگر "اس کا رب تو بے شمار نوازنے والا تھا نا"

حسام راجپوت نے جب جب اپنی ٹوٹی پھوٹی دعاؤں سے اپنے رب سے کچھ مانگا تھا تو اسے اس سے بڑھ کر نوازا گیا تھا

مائسہ اور عنان نے نم نظروں سے اپنے بھائی کو دیکھا

حیام اور ارحم کو روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا

عنان لوگ حیام سے مل کر اب ارحم کے روم میں تھیں

وہ چاہتی تھیں کہ اب حسام اس سے مل لے جو کب سے باہر بیٹھا تھا—

ہر بار دروازے کے پاس جا کر پلٹ جاتا

اور اب ہمت کر کہ حسام نے اپنے قدم اندر رکھے اپنے پیچھے دروازے

کو لاک کرتا وہ کھڑکیوں کی جانب آیا— کھڑکیوں کے شیشوں پر کرٹنز

کرتے اپنے قدم حیام کی جانب بڑھائے

آنکھیں نم تھی مگر ایک خوبصورت سی چمک لیے ہوئے تھی

حیام کے پاس آ کر اپنے دونوں ہاتھ اس کے اطراف میں رکھ کر اس کے

چہرے پر جھک آیا

ہونٹوں پر نا ختم ہونے والی مسکراہٹ تھی

جھک کر حیام کے ماتھے پر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑا دونوں گالوں کو چھو

کر نظر نیلے پڑتے ہونٹوں پر گئی

تو جھک کر انہیں نرمی سے چھوا

شکریہ زندگی —— نم لہجے میں کہتے نظریں حیام کے پیٹ پر مرکوز کی

اور ہاتھ ہٹا کر پیچھے ہوا اور حیام کے پاس ٹک گیا

اور پھر اس دن کی طرح بنا کسی چیز کی پرواہ کیے حیام کی شرٹ پیٹ سے

سرکائی

نرمی سے اپنے ہاتھ کی پشت پیٹ پر پھیرتے اس احساس کو محسوس کرنا

چاہا

جھک کر نرمی سے اپنے ہونٹ حیام کے پیٹ پر ثبت کر دیے

اپنے پیٹ پر دہکتا ہوا لمس محسوس کر کہ حیام نے اپنی آنکھیں واہ کی

کچھ دیر تو غائب دماغی سے وہ چھت کو گھورتی رہی پھر نظریں خود پر جھکے وجود پر گئی

تو ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر حسام کے بالوں میں الجھا دیا

جس پر حسام نے چہرہ اٹھا کر حیام کی طرف دیکھا

عنان لوگوں نے ابھی حیام کو اس بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا

وہ چاہتی تھی کہ یہ بات اسے حسام بتائیں

نرمی سے حیام کا ہاتھ تھام کر اس پر اپنے ہونٹ رکھے

اور مسکراتی نظروں سے حیام کو دیکھا

مجھے تو لگا تھا مجھ سے ناراض ہو گے مگر یہاں تو موصوف مسکرا رہے ہیں" حیام کے کہنے پر حسام کا دلکش قہقہہ گونجا

موصوف اپنی پیاری سی بیٹی کے آنے کی خوشی میں اس کی پیاری سے "ماما کو معاف کر رہے ہیں" حیام کی ناک دباتے ہوئے کہا تو حیام نے حیران نظروں سے حسام کی جانب دیکھا

آنکھیں پل میں لبالب پانیوں سے بھر گئی

حس۔۔۔۔سام آپ کی بی۔۔۔۔ٹی۔۔۔۔ٹوٹے پھوٹے لفظ منہ سے ادا ہوئے تو حسام نے حیرانگی سے حیام کی جانب دیکھا وہ صرف حسام کی بیٹی تو نہیں ہو گی

کک۔۔۔۔کس سے شا۔۔۔۔دی کی آپ نے۔۔۔۔اپنی بات کہہ کر چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

جس کے باعث سینے پر لگے سٹیچز پر کھینچاؤ پڑنے لگا مگر یہاں پرواہ کسے تھی

حیام کی بات پر حسام کا دل چاہا قہقہے لگائیں مگر اس کی کنڈیشن کے پیش نظر جلدی سے اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹائیں

ہماری بیٹی حیام ــــ تمہاری اور میری" حسام کی بات پر حیام نے اپنی نم پلکیں اٹھا کر حسام کی جانب بے یقینی سے دیکھا تو حسام نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا

تمہیں اپنا آپ ادھورا لگتا تھا نا دیکھو آج تم مکمل ہو گئی اور میں بھی""

حیام کے رخسار پر اپنا انگھوٹھا پھیرتے ہوئے کہا

اور جھک کر حیام کو اپنے حصار میں لے لیا

اب میں تمہارے منہ سے کوئی فضول بات نا سنو ــــ اور ان آنکھوں" میں آنسوں بھی نا دیکھو ــــ ورنہ بہت برا پیش آؤ گا میں تمہارے ساتھ ــــ حسام نے سخت لہجے میں کہا تو حیام نے مسکراتے ہوئے اس کے چہرے کی جانب دیکھا

جواب اٹھ کر حیام کو نرمی سے ایک سائیڈ پر کر کہ اس کے ساتھ نیم

دراز ہو گیا تھا

اپنا ایک ہاتھ حیام کے پیٹ پر رکھے جبکہ دوسرا اس کے سر کے نیچے

رکھے۔۔حیام کے چہرے کو دیکھنے میں محو تھا جو پھر سے غنودگی میں جا

رہی تھی

جھک کر اپنے لب شدت سے حیام کے گال پر ثبت کیے

اور اسے دیکھتے دیکھتے خود بھی نیند کی وادیوں میں گم ہو گیا

میں ٹھیک ہوں نبال تم جا کر ریسٹ کرو۔۔۔۔ارحم نے نبال کو دیکھ کر کہا

جس کی رنگت میں زردیاں گھلی ہوئی تھیں

ارحم کے کہنے پر مائسہ اور عنان نے بھی اس کی جانب دیکھا

جاؤ نبال فاطین کے آفس میں جا کر ریسٹ کر لو —— تھوڑی دیر تک مائسہ حیام اور ارحم بھائی کے کپڑے لینے جائے گی تو تم ساتھ چلی جانا —— عنان کے کہنے پر نبال نے اثبات میں سر ہلا یا

اور کمرے سے نکلتی چلی گئ

ابھی اسے آفس میں آئے کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ کھٹ پٹ کی آواز پر نبال نے آنکھیں کھولیں

تو نظریں اپنے سامنے سرخ انگارا آنکھیں لیے دانیال سے ٹکرائی جو ٹیبل پر کھانے کا سامان رکھ رہا تھا

"یہ کھانا لے کر آیا ہوں اسے کھالو —— اس کے بعد چلا جاؤں گا— مگر صرف آفس سے تمہاری زندگی سے نہیں —— پھر چاہے میرا ساتھ تمہارے لیے عذاب ہو یا سزا— سرد لہجے میں کہہ کر ٹرے نبال کی جانب بڑھائی

مجھے بھوک نہیں" تین لفظی جواب دے کر نبال نے رخ موڑ لیا"

جبکہ نبال کے لہجے پر دانیال نے سختی سے اپنے لب بھینچے اور ٹرے

تھامیں نبال کے سر پر کھڑا ہوا

بازو سے تھام کر نبال کو ایک ہی جھٹکے میں بٹھایا اور خود اس کی پشت پر

بیٹھ کر ٹرے نبال کی گود میں رکھی

میرا دماغ پہلے ہی تمہاری بکواس سن کر بہت گرم ہے ___ فضول کے "

نخرے چھوڑ کر پانچ منٹ میں اسے ختم کرو ___ ورنہ میں تمہیں ختم

کرنے میں پانچ منٹ بھی نہیں لگاؤ گا --- اور پھر تمہارا دور جانے کا

خواب بھی اچھے سے پورا ہو جائے گا ___ اپنے ہاتھ نبال کے پیٹ پر

باندھ کر تھوڑی اس کے کندھے پر ٹکا کر سرد لہجے میں ایک ایک لفظ چبا

کر ادا کیا

تو نبال کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی

دانیال کے ڈر سے نبال نے بنا چوں چرا کیے کھانا شروع کر دیا کیونکہ اس بات کا اسے بعد میں احساس ہوا کہ وہ اسے کیا کچھ کہہ چکی تھی

مانا کہ اس وقت وہ ہوش میں نہیں تھیں — لیکن ہر بار کہ طرح وہ اس سے دور جانے کا کہہ چکی تھی

نبال کو کھانا کھاتے دیکھ دانیال نے اس کے بال گردن سے ہٹا کر وہاں اپنا دہکتا لمس چھوڑا

جس پر نبال کے ہاتھ بری طرح سے کپکپائے

نبال کے پیٹ پر گرفت بڑھاتے اسے سختی سے خود میں بھینچ لیا

دا — نی اپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر پکارا

ڈونٹ یو ڈیئر مسسز دانیال راجپوت — اگر ایک بھی لفظ کہا تو میں" اس بات کا بھی لحاظ نہیں کروں گا کہ ہم اس وقت کہاں ہیں — نبال کے

کان کی لو کو دانتوں میں دبا کر چھوڑتے کہا تو نبال کو اپنے پورے وجود میں سرد لہر سرائیت کرتی محسوس ہوئی

نبال کی گود سے ٹرے پکڑ کر نیچے رکھی---اور ایک ہی جھٹکے میں نبال کو صوفے پر گرا کر اس پر جھک آیا

اپنے لب نبال کے لبوں پر رکھ کر پوری شدت سے اس کی سانسوں سے اپنی سانسیں الجھا دیں

دانیال کی شدت پر نبال نے اس کا کالر تھامنا چاہا تو دانیال نے ایسا نا کرنے دیا

نبال کے دونوں ہاتھ اپنی سخت گرفت میں لے کر سر کے اوپر لاک کر دیے

جبکہ ایک ہاتھ نبال کی کمر میں حائل کر کہ اسے خود میں بھینچ لیا

دانیال کی شدت پر نبال کو اپنے منہ میں خون کا ذائقہ محسوس ہوا

جبکہ دانیال بنا نبال کے بگڑتے تنفس کی پرواہ کیے اس کے ہونٹوں پر

شدت سے جھکا

رہا—قطرہ قطرہ نبال کی سانسوں کو خود میں انڈیلتے دل میں لگی آگ کو

پرسکون کرنا چاہا

حیام اور ارحم کے بارے میں جیسے ہی رضوان صاحب کو پتہ چلا تو وہ

فردوس بیگم اور اختر صاحب کے ساتھ پاکستان لوٹ آئیں

آکر انہوں نے رخصتی تب تک ڈیلے کردی جب تک حیام کی طبیعت

ٹھیک نہیں ہو جاتی

جبکہ فردوس بیگم نے - چاروں لڑکوں کے رخصتی تک گھر آنے پر پابندی

لگادی تھی

جس پر بسام اور فاطین نے رونی شکلیں بنا کر مائسہ اور عنان کو دیکھا

جبکہ دانیال سنجیدہ تاثرات چہرے پر سجائیں ان کی باتیں سنتا رہا

مگر حسام راجپوت کو کون روک سکتا تھا

بات صرف اس کی بیوی کی نہیں اس کے ہونے والے بچے کی بھی تھی

فردوس بیگم کی لاکھ گھوریوں کے باوجود وہ رضوان صاحب کو کہہ چکا تھا

کہ وہ روز حیام سے ملنے آیا کرے گا

اگر ان کو یا نانی کو کوئی مسئلہ ہے تو اس کی بیوی کو ابھی اس کے ساتھ

رخصت کر دے وہ بہت اچھے سے اس کا خیال رکھ لے گا

جس پر رضوان صاحب شش و پنج میں مبتلا ہو گئے

اور پھر اسے گھر آنے کی اجازت دے دی جبکہ فردوس بیگم کا بس نہیں

چل رہا تھا کہ حسام کی فراٹے بھرتی زبان کو کاٹ دیتی

عجیب بے شرم لڑکیں ہیں ــــــ میں تو کہہ رہی ہو رضوان اللہ نے چن "
چن کر ایسے منہ پھٹ اور بے شرم داماد تجھے دیے ہیں ــــــ ضرور تیرے
کسی گناہ کی سزا ہے " فردوس بیگم نے ہاتھ جھلاتے ہوئے کہا
تو رضوان صاحب نے تاسف سے سر ہلایا

آج سے پانچ سال پہلے اپنے پیٹ میں ہوتے شدید درد کی وجہ سے حیام
ہاسپٹل چیک اپ کے لیے گئی
اس حادثے کے بعد اکثر اس کے پیٹ میں درد رہتا تھا جو کبھی کبھی
شدت اختیار کر جاتا تھا
تو وہاں اس کی ملاقات ایک نئی ڈاکٹر سے ہوئی
ان کی عمر پچاس کے لگ بھگ تھی مگر وہ لگتی نہیں تھی

حیام سے ان کی کافی اچھی دوستی ہو گئی وہ پاکستان میں کافی سالوں بعد آئی تھی

جب حیام نے انہیں اپنا مسئلہ بتایا تو انہوں نے اس کے کچھ ٹیٹس کروائے

حیام کروانا تو نہیں چاہتی تھی —— بار بار وہ لوگوں کے منہ سے اپنی مرحومی کے بارے میں نہیں سن سکتی تھی

لیکن ان کے بار بار اصرار پر کروا لیے

جس کے بعد انہوں نے حیام کو سرجری کا بولا ان کا کہنا تھا سرجری ہونے کے بعد وہ ماں بن سکتی ہیں

مگر حیام کا سرجری کو دل نہیں مان رہا تھا تو پھر انہوں نے اس کا میڈیسن کا پروسیجر سٹارٹ کیا

اور پچھلے پانچ سال سے حیام بنا کسی کو بتائیں وہ میڈیسنز لے رہی تھی

ان میڈیسنز کو لینے کے دوران بھی انہوں نے حیام کے کچھ ٹیسٹ کروائے تھے جن میں امپرومنٹ شو ہوئی تھی اور چانسز ایٹی سے بڑھ چکے تھے

مگر حیام کو ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ ماں بننے والی ہے ابھی وہ انہیں خیالوں میں گم تھی کہ دروازا کھلنے کی آواز پر چونکی

جہاں سے حسام مسکراتے ہوئے داخل ہو رہا تھا

ہاتھ میں تھامیں بیگ کو ٹیبل پر رکھا

اور قدم حیام کی جانب بڑھائے جو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی تھی

سکون نہیں ہے نا تمہیں"——حیام کو پیچھے سے اپنے حصار میں لیتے" ہوئی مدھم سرگوشی کی تو حیام نے اپنی آنکھیں موند کر سر حسام کے سینے سے ٹکا دیا

میرا سکون تو آپ ہیں" حیام کے اتنے خوبصورت اظہار پر حسام کو"
اپنے رگ وپے میں سکون سرائیت کرتا محسوس ہوا
حیام کی گردن سے بال ہٹا کر نرمی سے اپنا لمس وہاں چھوڑا
اور اسے بانہوں میں بھر کر قدم بیڈ کی جانب بڑھائے
حیام کو نرمی سے بیڈ پر لٹا کر فرسٹ ایڈ باکس لے کر آیا جسے دیکھ حیام
نے منہ بسورا
میں کر چکی ہوں پٹی چینج حسام—حیام نے جھنجھلاتے ہوئے کہا تو
حسام نے گھور کر اسے دیکھا
تو پھر کیا ہوا میں دوبارا کر دیتا ہوں" کندھے آچکا کر حیام کی شرٹ"
کے بٹن کھول کر اسے کندھے سے ایک سائیڈ کو کھسکایا
اور جھک کر زخم پر اپنا دہکتا لمس رکھا
جب کی حیام نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ لیں

ڈریسنگ کرنے کے بعد اپنے ہاتھ کی پشت زخم کے ارد گرد پھیری تو حیام نے کپکپاتے ہاتھوں سے حسام کا ہاتھ تھام لیا جس پر حسام نے جھک کر اس کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا

فرسٹ ایڈ باکس رکھ کہ ہینڈ واش کر کہ حسام واپس آیا تو حیام اٹھ کر بیٹھ چکی تھی

جبکہ حسام ٹیبل پر پڑے بیگ کو اٹھا کر بیڈ پر حیام کے پاس آیا

اس میں کیا ہے — حیام نے تجسس سے پوچھا تو حسام کے شنگرفی لبوں پر دلکش مسکراہٹ آئی

حیام کھسک کر تھوڑی آگے ہوئی تو حسام اس کے ساتھ بیٹھ گیا اور بیگ کو کھولا

جیسے ہی بیگ کھلا تو حیام کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھی

کیونکہ بیگ طرح طرح کی چاکیلیٹس سے بھرا ہوا تھا پیزا اور چاکلیٹ آئیس کریم بھی تھی

حیام کے چہرے پر کھلی مسکراہٹ دیکھ حسام نے اسے اپنے حصار میں لے کر اس کے کندھے پر اپنی تھوڑی ٹکا دی

"تمہاری اس کھڑوس نانی کے ہوتے یہ سب اس کمرے تک لانا کسی محاظ کو سر کرنے سے کم نہیں تھا" حسام نے منہ بسور کر کہا

تو حیام نے گردن موڑ کر حسام کو دیکھا جس کی گرم سانسوں کی تپش حیام کو اپنی گردن پر محسوس ہو رہی تھی

اپنا بایاں ہاتھ حسام کے چہرے پر رکھا تو ہلکی بیرڈ کی چھبن محسوس کر کہ ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ رقص کرنے لگی

جبکہ حسام مخمور نگاہوں سے حیام کو دیکھنے میں محو تھا کہ تبھی حیام نے اپنے لب حسام کے لبوں پر رکھ دیے

ابھی وہ کچھ سمجھتا کہ میڈم کھانے کی طرف متوجہ ہو چکی تھی

حسام نے سر جھٹک کر سر تکیے پر ٹکایا اور حیام کو دیکھنے میں مصروف ہو گیا

جو پیزا کھاتے ہوئے اس کی ذات کو مکمل طور پر فراموش کر چکی تھی

آج کل حیام کا آئس کریم پیزا اور چاکلیٹس کھانے کو دل کرتا تھا جس پر

فردوس بیگم نے بری طرح سے اسے ڈانٹا تھا

مگر رات کو نیند سے اٹھ کر جب وہ ہچکیوں سے رونے لگی تو حسام کو اپنی

جان نکلتی محسوس ہوئی

سب پرہیزوں کو آگ میں جھونک کر وہ آج سب لے آیا

گولی لگنے کی وجہ سے ڈاکٹر نے کچھ پرہیز بتائیں تھے

جسے حسام خود سختی سے حیام کو فولو کروا رہا تھا

مگر وہ اسے کسی چیز کے لیے ترستا ہوا بھی نہیں دیکھ سکتا تھا

اور اب تو ویسے بھی بیس دن ہو گئے تھے

اسٹیپچز بھی کھل چکے تھے

تو پھر کیوں وہ اپنی بیوی اور ہونے والی بیٹی کو ان چیزوں کے لیے ترستا ہوا دیکھتا

حیام کو پیزا اچٹ کرنے کے بعد آئس کریم کھاتے دیکھ حسام نے

مسکراتے ہوئے سر جھٹکا بیگ کو پکڑ کر بیڈ سے نیچے رکھا

اور آئس کریم کھاتی ہوئی حیام کا بازو پکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچا تو وہ کٹی ہوئی ڈال کہ طرح حسام کی بانہوں میں آسمائی

چمچ میں بھری آئس کریم حسام کی شرٹ کو خراب کر گئی

تو حیام نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے حسام کو دیکھا

حیام کو پیچھے کر کہ شرٹ اتار کر صوفے پر اچھالی اور آئس کریم حیام سے زبردستی پکڑ کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی

جب کھانے ہی نہیں دینی تھی تو لانے والا احسان بھی کیوں کیا" گلابی"
پھولے ہوئے گالوں کو غصے سے لال کرتی حسام کو گھورتے ہوئے بولی تو
حسام کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئ

ماشاءاللہ سے بہت کھا چکی ہو تم حیام--- حسام نے گھورتے ہوئے کہا تو
حیام نے منہ بسور کر اسے دیکھا

تو حسام نے تاسف سے اپنا سر ہلایا

حیام کی کمر میں بازو حائل کر کہ اسے نرمی سے بیڈ پر لٹایا

کھاتے ہوئے معصوم شوہر کا تو بھولے سے بھی خیال نہیں آیا" حیام"
کے چہرے پر اپنے ہاتھ کی پشت پھیرتے ہوئے گھمبیر لہجے میں کہا

تو حیام کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی

گلابی گالوں میں پل میں گلال بکھرا تو حسام نے جھک کر شدت سے اپنے
لب حیام کے گالوں پر ثبت کیے

ہاتھ بڑھا کر آئس کریم کو اپنے انگلی پر لگایا تو حیام نے نے حیرانگی سے

حسام کی جانب دیکھا

جو شوخ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

ناؤ اٹس مائے ٹرن وائفی "آنکھ دبا کر کہتا وہ حیام کو کپکپانے پر مجبور کر"

گیا

ابھی حیام خود کو بچانے کے لیے کچھ کرتی کہ حسام نے اس کے ہونٹوں

پر آئس کریم رکھ کر ان پر جھک آیا

شدت سے حیام کے ہونٹوں کی نرمی کو محسوس کرتے۔حسام راجپوت

مدہوش ہونے لگا

حیام کے بگڑتے تنفس کو محسوس کر کہ اپنے منہ زور جزبات پر بندھ

باندھ کر پیچھے ہٹا اور سر حیام کے سر سے ٹکا دیا

دھونکنی کی مانند چلتی دونوں کی سانسیں ایک دوسرے سے الجھ رہی تھی

مسکراتی نظروں سے حیام کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا

اپنا ہونٹ دانتوں تلے دبا کر انگھوٹھے کو حیام کے نم ہونٹوں پر پھیرا تو

حیام نے سخت نظروں سے حسام کو گھورا

کیا" حیام کے گھورنے پر ابرو آچکا کر حسام نے اسے دیکھا"

اتنے دونوں سے تمہاری طبیعت کا خیال کر کہ دور ہی تھا نا ——اب اتنا"

حق تو بنتا ہے میرا —— کندھے آچکا کر کہا اور پھر حیام کو سمجھنے کا موقع

دیے بغیر اپنی نرم گرفت میں حیام کی کلائیاں تھام بیڈ پر سر کے اوپر پن

کی

اور اس کی گردن پر جھک آیا

حیام کی گردن پر گہری سانس بھر کر اس کی خوشبو کو اپنی روح میں

بسانے کی کوشش کی تو حیام کو اپنے وجود کا سارا خون اپنے چہرے پر سمٹتا

محسوس ہوا

اپنی گردن پر حسام کا شدت بھرا دہکتا لمس محسوس کر کہ حیام نے

کپکپاتے ہوئے اپنے ہاتھ آزاد کروا کر حسام کے کندھوں پر ٹکا دیے

جبکہ حسام نے اپنا ایک ہاتھ حیام کی کمر پر ٹکا کر دوسرا اس کے بالوں میں

الجھا کر نرمی سے انہیں سہلانے لگا

ایک دم سے کروٹ بدل کر حیام کو اپنے سینے پر کیا اور اپنا سر حیام کے

سر سے ٹکا دیا

اب سو جاؤ حیام ـــــ اور آئس کریم کی طرف دیکھنا بھی نہیں ـــــ پھر "

میں جس طرح سے کھلاؤں گا ـ تو پھر تمہیں ہی اعتراض ہو گا ـــــ

ذو معنی لہجے میں کہا تو حیام نے منہ بسور کر حسام کی گردن میں چہرہ چھپا

کر اپنا حصار اس کے گرد باندھ لیا

حسام نے ہاتھ بڑھا کر ٹیبل سے ریموٹ اٹھا کر لائٹس آف کی

پاؤں کی مدد سے کمفرٹر کھینچ کر اپنے اور حیام کے اوپر دے کر آنکھیں موند لی

حیام نے اندھیرے میں حسام کے چہرے کی طرف دیکھا--جو آنکھیں موندیں سو رہا تھا

اپنے دونوں ہاتھ حسام کے سینے پر رکھ کر اس کے چہرے پر جھکی

حسام کے ماتھے پر اپنے ہونٹ رکھے تو حسام نے اپنی گرفت حیام کی کمر پر مضبوط کر دی

حسام کے چہرے پر جا بجا اپنا لمس چھوڑتے اپنے ہونٹ حسام کے ہونٹوں پر رکھے

مگر حسام کو ہنوز آنکھیں بند کیے دیکھ حیام منہ بسور کر پیچھے ہٹی تو حسام نے دانتوں تلے اپنا لب دبایا

کہ تبھی تھوڑی دیر بعد حسام کو اپنی گردن پر حیام کے ہونٹوں کا لمس محسوس ہوا تو تاسف سے سر جھٹکا

"تم کیوں الٹی سیدھی حرکتیں کر کہ اپنی نازک جان کو مشکل میں ڈالنا چاہتی ہو" حسام کہ سرسراتی آواز کانوں میں گونجی تو حیام نے بری طرح سے اپنے لب کچل ڈالے

جبکہ کمر پر حسام کی رینگتی انگلیوں کے لمس کو محسوس کر کہ جان پر بن آئی

ہاتھ پیچھے کر کہ حسام کے ہاتھ تھامنے چاہے جس پر حسام نے اپنی گرفت سخت کر دی

"اب کیا مسئلہ ہے ــــ میں نے اعتراض کیا تھا تمہارے چھونے پر ــــ" سخت لہجے میں کہا تو حیام کی آنکھیں پل میں نم ہوئی

میں نے ایسے تو نہیں کیا تھا"۔۔۔۔۔ نم لہجے میں کہا تو حسام کے شنگرفی لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

تو پھر کیسے کیا تھا"شوخ لہجے میں کہہ کر ہونٹ دانتوں تلے دبالیا"

حسام پلیز سوئے نا مجھ سے باتیں کریں مجھے نیند نہیں آرہی" حسام کے شرٹ لیس سینے پر اپنی مخروطی انگلیوں کو پھیرتے نم لہجے میں فرمائش کی

لیکن جو میری نیند کا فائدہ اٹھا کر تم کر رہی تھی وہ باتیں تو نہیں تھی۔۔۔۔۔ ابرو آچکا کر کہا اور ہاتھ بڑھا کر سائیڈ لیمپ اون کیا

نظریں حیام کی گرے نم آنکھوں سے ٹکرائی تو حسام نے جھک کر ان پر اپنا لمس چھوڑا

بتاؤ کیا باتیں کرنی ہیں"۔۔۔۔۔ تنگ کرنے کا ارادا ملتوی کر کہ مسکراتے ہوئے کہا تو حیام کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھی

جنہیں دیکھ حسام راجپوت کو اپنے رگ و پے میں سکون سرائیت کرتا
محسوس ہوا

اور پھر ساری رات حیام کو اپنے حصار میں لیے حسام راجپوت اس کی
بے سرو پیر باتیں دلجمعی سے سنتا رہا

اس دوران حسام راجپوت کی منمانیاں بھی جاری تھی جس پر حیام
خاموش ہو جاتی اور گھور کر حسام کو دیکھتی

حسام کچھ دیر تو اس کی گھوریوں کو نظر انداز کرتا
لیکن جیسے ہی اس کی آنکھیں نم ہوتی —— حسام اپنے بے قابو ہوتے
جذبات پر بندھ باندھتا اس کی جانب متوجہ ہو جاتا

پھر صبح پانچ بجے کے قریب حیام تو سو گئی اسے نرمی سے تکیے پر لٹا کر
حسام وضو کرنے چلا گیا

نماز ادا کرنے کے بعد واپس بیڈ پر آگیا

موبائل پر الارم سیٹ کیا کیونکہ صبح آفس بھی جانا تھا اور پھر

حیام کو اپنے حصار میں لے کر آنکھیں موند لیں

حیام اور ارحم کو ہاسپٹل بھیجنے کے بعد بسام اور شاہ میر نے وہاں موجود

لڑکیوں کو شاہ میر کے سیکرٹ ہاسپٹل پہنچایا

جہاں وہ اپنے کسی کیس میں زخمی ہوئی لڑکیوں یا بچوں کو لاتا تھا

انہیں ہاسپٹل میں چھوڑنے کے

بعد وہ گینگ کے زخمی لوگوں کو لیے شاہ میر کے بیسمنٹ میں آئیں

جہاں ان سے یہ معلومات ملی کہ میٹینگ ہونے سے پہلے ان کی موبائل

پر ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں ہوتی تھی

میٹینگ کا ایک ٹائم مقرر رہے

اور ہر کوئی اس وقت اس دن وہاں موجود ہوتا تھا

اور ان کا صفیہ بیگم اور قیصر حیات سے بھی کوئی رابطہ نہیں تھا

وہ بس لوگوں کے کہنے پر لوگوں--دوسروں کا قتل یا اغوا کرتے تھے

لیکن وہ کس کا قتل کر رہے ہیں___کوئی کیوں کروا رہا ہے اس بات سے

انہیں کوئی سروکار نہیں ہوتا تھا

انہیں بس پیسوں سے مطلب ہوتا تھا

اتنے سالوں سے ساتھ کام کرنے کے باوجود وہ ایک دوسرے کی ذاتی

زندگی کے بارے میں نہیں جانتے تھے

قیصر حیات ایک بزنس مین ہے یہ بات تو عام لوگوں کو بھی پتا تھی تو

ہمیں بھی معلوم ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں

اتنے دن مصروفیت میں بسام کو مائسہ سے بات کرنے کا موقع ہی نہیں

ملا

اور جس دن وہ آیا اس دن فردوس بیگم نے نکال دیا

اب پائپ سے چڑھتے وہ مائسہ کے ٹیرس میں داخل ہوا

اور جیسے ہی کمرے میں آیا

اسے مائسہ کہی نا دکھی

لیکن واشروم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی جس سے بسام نے

اندازہ لگایا کہ شاید وہ شاور لے رہی ہو

دس منٹ—بیس منٹ اب تو آدھا گھنٹہ ہو گیا تھا مسلسل شاور کی آواز

آرہی تھی

مائسہ یار کتنا ٹائم اور لگاؤ گی" بسام نے جھنجھلاتے ہوئے دروازے پر"

دستک دے کر کہا

وہ اسے دیکھنے کے لیے تڑپ رہا تھا اور وہ میڈم باہر نکلنے کا نام تک نہیں

لے رہی تھی

پانچ منٹ میں تم باہر نا نکلی تو میں اندر آ رہا ہوں" بسام نے لہجے کو حتی الامکان سنجیدہ رکھتے ہوئے کہا کیونکہ مائسہ کو تنگ کرنے کا سوچ آنکھیں شوخی سے چمک رہی تھی

مگر پانچ منٹ گزرنے کے بعد بھی مائسہ کی کوئی آواز نہیں آئی تو بسام کو فکر لاحق ہوئی

پھر ایک بھی سیکنڈ ضائع کیے بغیر دروازے کے ہینڈل کو گھمایا تو اندازہ ہوا کہ دروازا لاک نہیں تھا

بسام جیسے ہی اندر داخل ہوا واشروم میں اندھیرا تھا جسے دیکھ بسام کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی

اس دن والا واقعہ یاد آیا تو اپنی غفلت پر خود کو شوٹ کرنے کا دل کیا بھوری آنکھیں پل میں لال انگارا ہوئی ہاتھوں سے ٹٹول کر لائٹ آن

کی—— نظریں جیسے ہی شاور کے نیچے بیٹھی ساکت سی مائسہ پر گئی تو بسام کو لگا کسی نے اس کا دل اپنے پاؤں تلے کچل دیا ہو

ایک ہی جست میں مائسہ کے قریب پہنچ کر ہاتھ مار کر شاور بند کیا اور مائسہ کو خود میں بھینچ لیا جو ٹھنڈ سے بری طرح سے کپکپا رہی تھی گلابی بھرے بھرے ہونٹ اس وقت نیلے پڑ گئے تھے

مائسہ کو بانہوں میں بھرے جلدی سے بیڈ پر لا کر لٹایا اور کبرڈ سے اس کے کپڑے اور ٹاول لے کر آیا

لائٹ آف کر کہ بنا کسی ہچکچاہٹ کے گیلے لباس کو مائسہ کے وجود سے جدا کر کہ اسے کپڑے پہنا کر لایٹ اون کی اور اس کے گیلے بالوں پر ٹاول لپیٹا

اس سب کے دوران ہونٹ سختی سے آپس میں پیوست تھے

کمرے سے باہر جا کر ارد گرد نگاہ دوڑائی جب کوئی نظر نہیں آیا تو جلدی

سے نیچے اتر کر کچن میں داخل ہوا

نیم گرم دودھ کر کہ اس میں مائسہ کا فیورٹ چاکلیٹ سیرپ ڈالا

اور فریج میں رکھا رشین سیلڈ بھی ٹرے میں رکھا

اور قدم کمرے کی جانب بڑھائے

جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا تو نظر مائسہ کے کپکپاتے وجود پر گئی

دروازا لاک کر کہ

مائسہ کے پاس آیا——سہارہ دے کر مائسہ کو بٹھایا اور خود اس کی پشت پر

بیٹھ کر مائسہ کی پشت کو اپنے سینے میں بھینچ لیا

دودھ کا گلاس زبردستی مائسہ کے لبوں پر لگایا جب تک اس نے ختم نہیں

کر دیا بسام نے سختی سے اسے ویسے ہی تھامیں رکھا

دودھ ختم ہونے پر بسام نے سیلڈ آگے کیا جس پر مائسہ نے کپکپاتے ہاتھوں سے اسے پیچھے کر کہ ــــ اپنا رخ بسام کی طرف کر کہ چہرہ بسام کے سینے میں چھپا لیا

بسام نے لب بھینچ کر سیلڈ ٹیبل پر رکھا اور مائسہ کو سختی سے خود میں بھینچ لیا

واٹ از دس نون سنس مائسہ" دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو مائسہ کی" ہچکی بندھ گئی

میرا دل تو چاہ رہا ہے تمہارا حشر بگاڑ دوں ــــ نرمی دکھانے کی بجائے" بسام نے آج سخت لہجہ اپنانے کا سوچا

جب تک وہ نرمی سے کام لیتا رہے گا شاید تب تک وہ اس حادثے سے کبھی نکل ہی نا پائیں

تمہارے ساتھ کچھ نہیں ہوا تھا ——— اللہ نے بسام راجپوت کو مائسہ کے "
اس غم سے بچالیا تھا ——— مجھے تمہارے سامنے شرمندہ ہونے سے بچالیا
تھا ——— کہ بسام راجپوت کبھی اس بات پر شرمندہ نہ ہو کہ وہ اپنی بیوی
کی حفاظت نہیں کر سکا

تو پھر تم خود کو تکلیف دے کر اس رب کی کیوں ناشکری کر رہی ہو ———
آزمائش میں ڈالا تھا تو عزت کے ساتھ نکال بھی تو دیا تھا نا ——— مائسہ کے
بال اپنی مٹھی میں بھر کر چہرہ اپنے چہرے کے روبرو کر کہ غرا کر کہا تو
مائسہ کی آنکھیں پل میں نم ہوئی

جبکہ مائسہ نے تڑپتے ہوئے بسام کے ہاتھ اپنے بالوں سے ہٹا کر چہرہ اس
کی گردن میں چھپالیا

میں ناشکری نہیں ہوں بسام "روتے ہوئے کہا تو بسام نے اپنی "
گرفت مائسہ کے گرد سخت کر دی

میں بابا سے ناراض تھی بسام ـــــ انہوں نے اپنی بیوی کو کھویا تھا تو ہم "
نے بھی تو اپنی ماں کو کھویا تھا ـــــ میں تو بہت چھوٹی تھی نا ـــــ کیا ہمارا غم
ان سے کم تھا ـــــ

ہم اپنے باپ کی زمہ داری تھی ـــــ ہماری حفاظت کرنا ان کا فرض
تھا ـــــ مگر انہوں نے گھر کے باہر کھڑے دو چوکیداروں پر ہماری
حفاظت چھوڑ کر خود کو کمرے میں بند کر لیا ـــــ

انہیں پتا تھا میں گھر میں اکیلی ہوتی ہوں ـــــ ایٹلیسٹ جب ٹیچر آتا تھا وہ
تب ہی روم سے نکل آتے ـــــ لیکن نہیں انہیں تو اپنے غم سے فرصت
نہیں تھی ـــــ "

اولاد کی عزت اور جان کی حفاظت ماں باپ کی زمہ داری ہوتی ہے نا "
کہ گھر کہ باہر کھڑے چوکیدار کی "

میں بہت کوشش کرتی ہوں بھولنے کی مگر نہیں بھلا پاتی بسام ——میرا دم گھٹنے لگتا ہے—— ہچکیوں سے روتی وہ بسام راجپوت کے دل کو تڑپا گئی

اپنے ہاتھوں میں مائسہ کا چہرہ بھر کر سامنے کیا

اور نرمی سے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے

لیکن آج کے بعد تمہیں وہ سب کبھی یاد نہیں آئے گا یہ وعدہ ہے بسام" راجپوت کا—— بسام راجپوت کی شدتیں اور تمہارے پور پور پر میرے لمس کی خوشبو تمہیں —— تمہاری سوچوں کو صرف مجھ تک قید کر دے گی —— نرمی سے مائسہ کو بیڈ پر لٹا کر اپنی شرٹ اتار کر تکیے کے پاس اچھالی اور اپنے ہاتھ مائسہ کے ارد گرد ٹکا دیے

بسام کے چوڑے مضبوط سینے تلے مائسہ کو اپنا آپ دبتا ہوا محسوس ہوا کہ تبھی بسام نے نرمی سے مائسہ کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھا کر سر کہ اوپر بیڈ پہ پن کر دی

اپنی مخمور ___ جزبات سے سرخ پڑتی نظریں مائسہ کے چہرے پر ٹکا دی

اپنے چہرے پر بسام کی دہکتی سانسوں اور تپش دیتی نظروں کو محسوس کر

کہ مائسہ نے اپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر انہیں تر کیا

پلکیں اٹھائیں ___ تو نظریں بسام کی نظروں سے ٹکرائی

جو آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا

مائسہ کے دیکھنے پر عنابی ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ آئی

اور پھر شدت سے مائسہ کے ہونٹوں پر جھک آیا

گلاب کی پنکھڑیوں کی مانند ہونٹوں کی نرماہٹ کو پوری شدت سے

محسوس کرتے بسام راجپوت پل میں بہکنے لگا

اپنے وجود پر جابجا بسام کے پر تپش ہاتھوں کا لمس محسوس کر کہ مائسہ کو

اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی

اپنے ہاتھ بسام کی پشت پر مضبوطی سے باندھ دیے

مائسہ کے نرم گرم لمس میں بسام راجپوت مکمل طور پر گم ہو چکا تھا

جب مائسہ کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گی تو بسام کی کمر پر مکے برسائے

جسے محسوس کر کہ بسام مسکراتے ہوئے پیچھے ہٹا

اور اپنا سر مائسہ کے سر سے ٹکا دیا

جو گہرے گہرے سانس لیتی اپنی بے ترتیب ہوئی سانسوں کو ہموار

کرنے کی کوشش کر رہی تھی

ابھی بسام پھر سے جھکتا مائسہ نے اپنی ہتھیلی اس کے ہونٹوں پر رکھ دی

جس پر بسام نے شدت سے اپنا لمس چھوڑ کر سوالیہ نظروں سے مائسہ کی

جانب دیکھا

"مجھے ڈر لگ رہا ہے بسام ــــ اپنے خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کر کہ کہا تو"

بسام نے جھک کر نرمی سے اس کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا

مجھ پر یقین ہے نازندگی ـــــ مائسہ کی تھوڑی تلے اپنی شہادت کی انگلی "

رکھ کر اس کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے کہا تو مائسہ نے سر اثبات میں ہلایا

تو بسام نے اس کی تھوڑی پر شدت سے اپنا لمس چھوڑا

تو پھر اس بات پر بھی یقین رکھو کہ بسام راجپوت کبھی بھی تمہیں "

تکلیف نہیں پہنچائے گا ـــــ مائسہ کی تیز چلتی سانسوں میں سانس بھر کر

کہا تو مائسہ کان کی لو سے گردن تک سرخ پر گئی

خود کو بسام کی جان لیوا قربت سے آزاد محسوس کر کہ مائسہ ایک جھٹکے

میں اٹھی تو نظریں بسام کی پشت سے ٹکرائی

جو کبرڈ سے مائسہ کا مفلر نکال رہا تھا

بسام کے ارادے جان کر مائسہ کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی ابھی وہ

فرار کا کوئی راستہ ڈھونڈتی کہ بسام مسکراتے ہوئے اس کے قریب آیا

بسام پل—— پلیز ایسے نا کریں" مائسہ نے منمناتے ہوئے کہا تو بسام"

نے اسے اپنے حصار میں لیا

تو مائسہ نے اپنے ہاتھ بسام کے سینے پر رکھ دیے

ٹھیک ہے ایسے نہیں کرتے—— تو خود سے بتا دو کہ کیسے کرے——"

شوخ نظریں مائسہ کے دلکش نقوش میں الجھا کر کہا تو مائسہ نے روہانسی

شکل بنا کر بسام کو دیکھا

آج تو فرار ناممکن ہے جانِ من—— آج بسام راجپوت تمہارے وجود"

کی گہرائیوں سے روح تک اترنے کا ارادہ رکھتا ہے—— اور تمہارے اس

بے وجہ کے ڈر کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کا—— مائسہ کی آنکھوں پر پٹی

باندھ کر اسے بیڈ پر دھکا دیا اور خود اس پر جھک گیا

مائسہ کے کندھے سے شرٹ ہٹا کر اپنا دہکتا لمس وہاں چھوڑا

مائسہ نے بسام کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کرنا چاہا تو بسام نے انہیں اپنی سخت گرفت میں لے کر سینے سے ہٹا کر اپنی پشت پر باندھ دیا مائسہ کی گردن پر جا بجا اپنا لمس چھوڑتے۔۔مائسہ کے وجود کی گہرائیوں میں ڈوبتے بسام راجپوت اس کے وجود کو تسخیر کرتا چلا گیا

کمرے کی معنی خیز خاموشی میں دونوں کی سانسوں کا رقص جاری تھا بسام راجپوت کی شدتوں پر کبھی مائسہ کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوتی اور کبھی دھونکنی کی مانند چلتی ہوئی۔۔۔۔جس پر بسام راجپوت اپنی سانسیں اس کی سانسوں سے الجھا کر اسے بے بس کر دیتا

ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھا کر ٹائم دیکھا تو صبح کے پانچ بج رہے تھے

موبائل واپس رکھ کر نظریں اپنے سینے پر گئی

جہاں اس کی کل کائنات اس کی شدتیں برداشت کر کہ اب نڈھال سی بکھری حالت میں بسام کے سینے میں سمٹ کر سو رہی تھی ـــــ چہرے پر بسام کہ قربت کے ان گنت رنگ بکھرے ہوئے تھے

مائسہ کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے بسام نے نرمی سے اس کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا اور مائسہ کو شدت سے خود میں بھینچ لیا

آج مائسہ راجپوت مکمل طور پر بسام راجپوت کی ہو کر اس کی خوشبو اور رنگ میں رنگ چکی تھی ـــــ اس بات کا اندازہ بسام راجپوت کی بھوری آنکھوں سے پھوٹتی خوشی اور چمک سے باآسانی لگایا جا سکتا تھا ـــــ آج تو شاید بسام راجپوت کو نیند آنا ناممکن ہی تھا ـــــ نظریں مسلسل اپنے حصار میں سو رہی اپنی بیوی کے معصوم چہرے پر مرکوز تھی ـــــ دل تھا اتنی قربت کے بعد بھی سیراب نہیں ہو رہا تھا ـــــ لب تھے کہ ابھی بھی تشنہ تھے"

گہری سانس بھر کر بسام نے مائسہ کو تکیے پر لٹایا اور خود اس کے سینے پر سر رکھ کر اسے خود میں بھینچتے آنکھیں موند کر سونے کی کوشش کی

ڈاکٹر فاطین کہا ہے ___ عنان آج اتنے دنوں بعد فاطین سے ملنے آئی تھی

گھر تو نانی ہٹلر بنی ہوئی تھی اور فارم ہاؤس جانے کا اسے وقت نہیں ملا مگر آج اس کا شو جلدی ختم ہو گیا تھا

اپنا ڈریس اس نے پہلے ہی گاڑی میں رکھا تھا ___ شو کے بعد سٹوڈیو میں ہی ڈریس چینج کر کہ وہ

ہاسپٹل فاطین سے ملنے آئی مگر وہ اپنے آفس میں نہیں تھا

پاس سے گزرتی نرس کو روک کر فاطین کے بارے میں استفسار کیا

میم ــــ ڈاکٹر فاطین تو ڈاکٹر کرن کے ساتھ راؤنڈ پر ہے ــــ نرس مسکرا کر جواب دے کر آگے بڑھ گئی

مگر ڈاکٹر کرن کا سن کر عنان کے تن بدن میں آگ سی لگ گئی

اس دن تو ٹینشن میں اسے پوچھنا یاد نہیں رہا ــــ مگر وہ اس ڈاکٹر کا اشارے سے فاطین کو جواب دینا ــــ فاطین کا ڈاکٹر کرن کو بلانا اسے اچھے سے یاد تھا

تن فن کرتی وہ وارڈ کی طرف بڑھی مگر اسے فاطین وہاں بھی کہی دکھائی نا دیا

آنکھوں میں جیسے مرچیں سی بھرنے لگی

شوہر کہاں ہے میرا" سامنے سے گزرتے ڈاکٹر کے آگے دیوار بن کر " کھڑی ہوتی دبے دبے لہجے میں غرائی تو بچارا ڈاکٹر گڑ بڑا گیا

جج ۔۔۔ جی مجھے کیسے پتا کہ آپ کا شوہر کون ہے اور کہا ہے ۔۔۔ ڈاکٹر نے گڑبڑا کر اپنے سامنے کھڑی پاگل عورت کو حیرت سے دیکھتے جواب دیا تو

عنان نے اپنے دانت پیسے

ڈاکٹر فاطین کہا ہے "ایک ایک لفظ چبا کر ادا کیا تو ڈاکٹر نے سکون کا" سانس لیا

اچھا ڈاکٹر فاطین ۔۔۔ وہ تو ڈاکٹر کرن کے ساتھ کینٹین گئے ہیں ابھی۔"

ڈاکٹر نے مسکرا کر کہا تو عنان نے اسے سائیڈ پر دھکا دیا

اور ڈاکٹر کو جب تک شوہر والی بات سمجھ آئی وہ جاتی ہوئی عنان کی پشت کو حیرت سے دیکھنے لگا

عنان جیسے ہی کینٹین میں داخل ہوئی تو اسے فاطین اپنی طرف پیٹھ کیے بیٹھا نظر آیا

اور سامنے ہی مسکراتی ہوئی وہ ڈاکٹر

عنان کا دل کیا یا تو اس ڈاکٹر کی آنکھیں پھوڑ دے ـــــ یا اپنے والے کا سر پھاڑ دے

اب تم مجھے بتاؤ میں کسے جلاؤ تمہیں یا اس چڑیل کو ـــــ اپنے دونوں" ہاتھ ٹیبل کے درمیان رکھ کر فاطین کی طرف چہرہ کیے دبے دبے لہجے میں کہا تو فاطین نے حیرت سے عنان کو دیکھا

جبکہ ڈاکٹر کرن اس افتاد پر حق دق سی عنان کی پیٹھ کو دیکھ رہی تھی کیونکہ عنان کے اس طرح سے جھکنے پر وہ فاطین کو نہیں دیکھ سکتی تھی

آن ـــــ اپنی حیرت پر قابو پا کر فاطین نے محبت سے چور لہجے میں پکارا" اور اس کے گال پر ہاتھ رکھنا چاہا

جسے عنان نے بری طرح سے جھٹک دیا—— سارا جنگلی پن ہوا——

انکھیں پل میں نم ہوئی اور ایک ہی جھٹکے میں وہاں سے پیچھے ہٹتی باہر نکلتی چلی گئ

جبکہ فاطین کچھ دیر تو ساکت سا بیٹھا رہا اور پھر اٹھ کر عنان کے پیچھے بھاگا

عنان جو دروازا کھول کر گاڑی میں بیٹھنے لگی تھی فاطین نے بازو سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا اور دروازا بند کر کہ عنان کی پشت اس سے ٹکا دی

کیا ہوا ہے—— کیوں رو رہی ہو" اپنا بایاں ہاتھ گاڑی پر ٹکا کر جبکہ " دایاں ہاتھ عنان کے چہرے اور گردن کے درمیان رکھتے ہوئے فکر مندی سے استفسار کیا

اب تک زندہ کیوں ہوں—— مر کیوں نہیں گئی اسی لیے رو رہی"
ہوں" پھاڑ کھانے والے انداز میں چلا کر کہا تو فاطین نے سخت نظروں
سے عنان کو گھورا

جب کہ آنکھوں سے بھل بھل آنسو بہہ رہے تھے

فاطین نے اپنے جبڑے بھینچ کر خود پر ضبط کیا—— ورنہ اس عورت کا بس
چلتا تو ایک دن میں ہی فاطین کو پاگل کر دیتی

نرمی سے عنان کے آنسو چہرے سے صاف کر کہ اسے اپنے حصار میں لیا

کیا ہوا ہے آن—— کیوں کرتی ہو ایسی حرکتیں۔ جن کی مجھے سمجھ ہی"
نہیں آتی—— فاطین کی بات تو عنان کے غصے کو ہوا دے گئی

ایک ہی جھٹکے میں اسے خود سے دور کیا جس پر فاطین نے مٹھیاں بھینچ
کر اپنا غصہ ضبط کیا

بالکل ـــــ اب میری حرکتیں بھی فضول لگے گی ـ کل کو میں بھی" فضول لگو گی ۔ اور میری باتیں میری محبت تو تمہیں کبھی سمجھ آئی ہی نہیں -- ناہی آنی ہے ـــــ کیا پتا تمہاری اس ڈاکٹر کرنںنن کی باتیں سمجھ آجائیں جو آنکھیں پٹپٹا کر تم سے باتیں کر رہی تھی ــــ روتے ہوئے چلا کر کہا اور آخر میں فاطین کی نکل اتار کر ڈاکٹر کرن کا نام کھینچ کر ادا کیا تو فاطین نے بامشکل اپنی مسکراہٹ روکی

فاطین کو مسکراہٹ چھپاتے دیکھ عنان جھٹکے سے پلٹ کر گاڑی میں بیٹھی ابھی وہ دروازا بند کرتی کہ فاطین نے عنان کو دوسری سیٹ پر کیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر سیٹ بیلٹ باندھی

اور گاڑی پارکنگ سے نکال کر روڈ پر ڈالی

نظریں گھما کر عنان کی طرف دیکھا جو سو سو کرنے میں مصروف تھی

ہاتھ بڑھا کر عنان کا ہاتھ تھامنا چاہا جسے اس نے جھٹک دیا جس پر فاطین نے زور سے اسٹیر نگ پر اپنا ہاتھ مارا

ایک ہی بار تمہیں میری بات کیوں سمجھ نہیں آتی آن—— کتنی بار منع" کیا ہے—لیکن تم ہر بار مجھے دھتکار دیتی ہو——شیر سی دھاڑ لیے غرا کر کہا تو عنان نے نم نظروں سے اس کی طرف دیکھا

جو لہو رنگ آنکھیں سڑک پر جمائے ہوئے تھا تیز تیز چلتی سانسیں اس کے شدید غصے کو واضح کر رہی تھی

کہ کچھ ہی پل بعد عنان نے فاطین کا ہاتھ ہٹا کر اس کی گود میں بیٹھ کر چہرہ اس کی گردن میں چھپا لیا

جبکہ یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ فاطین ساکت ہو گیا

اپنی گردن پر عنان کے نرم ہونٹوں کا لمس محسوس کر کہ فاطین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئ

فا--- محبت سے چور لہجے میں سرگوشی کی تو فاطین نے سر جھکا کر خود"
میں چھپتی اپنی بیوی کو دیکھا
نرمی سے عنان کے ماتھے پر لمس
جی جانِ فا--- گھمبیر لہجے میں سرگوشی کی تو عنان نے اپنی گرفت سخت
کردی
اس ڈاکٹر کو ہاسپٹل سے نکال دو--- عنان کی سرگوشی پر فاطین کا سارا"
خمار بھک ہوا
تاسف سے اپنی بیوی کو دیکھا
جواب اس کی شرٹ کے بٹنوں سے کھیلنے میں مصروف تھی
جو حکم فا کی جان مسکراتے ہوئے جواب دیا تو عنان کے ہونٹوں پر"
زندگی سے بھرپور مسکراہٹ آئی

"اگر فاطین راجپوت کی بیوی اس ڈاکٹر کو پسند نہیں کرتی اور نہیں چاہتی تھی کہ وہ اس کے شوہر کے ارد گرد دکھے تو فاطین راجپوت کیسے اس کے خلاف جا سکتا تھا ___ وہ کبھی بھی کسی تھرڈ پرسن کی وجہ سے اپنی بیوی کو بلاوجہ کی ٹینشن میں مبتلا نہیں کر سکتا تھا ___ اپنے رشتے کو بدگمانی کی نظر نہیں کر سکتا تھا --- اسی لیے بنا بحث کیے ہاں کر دی ___ ڈاکٹر کو تو وہ کسی اور ہاسپٹل میں بھی بھیج سکتا تھا ___ اس کے لیے مشکل نہیں تھا یہ کام"

فاطین کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ اوپر کو ہو کر فاطین کے ہونٹوں کو نرمی سے چھوا

افففف جان لینے کا ارادہ ہے کیا" گاڑی کو اٹومیٹک موڈ پر کر کہ اپنا حصار" عنان کے گرد تنگ کرتے ہوئے کہا تو عنان نے اپنی سرخ آنکھوں سے فاطین کی جانب دیکھا

ایک منٹ تم اتنی جلدی مان کیسے گئے___ کہی تم اس ڈکٹر کو کہی اور "

چھپا کر مجھے دھوکا تو نہیں دینے والے--- عنان کی بات پر فاطین کا دماغ

بھک سے اڑا اپھٹی پھٹی آنکھوں سے عنان کو دیکھا

وہ بھیجنے تو والا تھا مگر عنان کی سوچ___ فاطین نے اپنی سوچ پر لعنت

بھیجی

سوچ سمجھ کر بولا کرو آن___ ورنہ تمہاری اس فراٹے بھرتی زبان کو "

میں جیسے قابو کرو گا۔ پھر تم بولنے سے توبہ کرلو گی___ تنبیہ لہجے میں

کہہ کر ایک سائیڈ پر گاڑی روکی

میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ میری باتیں تو فضول لگنی___ ابھی عنان "

مزید گل فشانی کرتی کہ فاطین پوری شدت سے اس کے چہرے پر جھک

آیا

جس سے عنان کی فراٹے بھرتی زبان تالوں سے چپک گئی

اب بولو گی کچھ فضول "نرمی سے پیچھے ہو کر اپنا سر عنان کے سر سے "
ٹکا کر کہا

مجھے بھوک لگی ہے فا—— مجھے آج کل بہت بھوک لگ رہی ہے فا—— "
میرا پیٹ ہی نہیں بھرتا فا—— میں موٹی ہو جاؤ گی —— تمہیں پیاری نہیں لگوں گی—— تم مجھے باہوں میں نہیں اٹھاؤ گے—— میرا رونے کا دل کرتا ہے—— ہچکیوں سے روتی ایک ہی سانس میں کہتی وہ فاطین کو ساکت کر گئی

وہ موٹی ہو جائے گی اس بات کو لے کر اتنا انسکیور فیل کر رہی تھی "
فاطین کا دل کیا اپنا سر کسی دیوار میں مار کے

کیا ہوا آن طبیعت زیادہ خراب ہے کیا ___ فاطین نے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے عنان کو دیکھ کر فکر مندی سے استفسار کیا

جو اس کے کندھے پر سر ٹکائے رونے میں مصروف تھی

نہیں میں بور ہو رہی تھی اسی لیے رونا شروع کر دیا" --- دانت پیس کر جواب دیا تو فاطین نے اپنی مسکراہٹ چھپائی

کھانا تو تم نے کھا لیا ہے تو اب ہاسپٹل چلتے ہیں ___ تم اپنا چیک اپ بھی کروا لینا ___ اور میں تب تک دوسرے پیشنٹس کو دیکھ لوں گا- عنان "

کے کندھے کے گرد اپنا بازو پھیلاتے ہوئے کہا تو عنان نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلا دیا

کیونکہ اپنی طبیعت تو اسے بھی ٹھیک نہیں لگ رہی تھی ____اور اب تو بولنے کی بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی

تھوڑی دیر میں ہاسپٹل پہنچ کر فاطین نے گاڑی پارک کی اور عنان کا ہاتھ تھامیں اندر داخل ہوا

تم سب کو بتاؤ گے کہ میں تمہاری بیوی ہوں "فاطین کے کان میں " سرگوشی کی تو اس بچارے نے گہری سانس بھر کر اثبات میں سر ہلایا

یہ جو تم بنا چوں چرا کیے میری بات مان لیتے ہو____ثابت کیا کرنا چاہتے " ہو میں ظالم بیوی ہوں اور تم مظلوم شوہر____عنان نے آنکھیں گھما کر کہا تو فاطین کو تو سکتا ہی ہو گیا

تم آج کل سچ میں بہت فضول بول رہی ہو آن ـــــ فاطین نے رخ عنان کی طرف کر کہ گھور کر کہا تو عنان نے کندھے آچکائے

ڈاکٹر کر ـــــ آئی مین کسی فی میل ڈاکٹر کو میرے آفس بھیجے مجھے اپنی" مسسز کا چیک اپ کروانا ہے ـــــ روانی میں منہ سے نکلتے ڈاکٹر کرن کے نام کو دانتوں تلے زبان دبا کر روکا اور ایک چور نظر عنان پر ڈالی ـــــ جس کا سارا دیہان فاطین کے ہاتھ میں موجود اپنے ہاتھ پر تھا

شکر کا سانس لے کر پھر کسی ڈاکٹر کا نام نہیں لیا بلکہ فی میل کہہ دیا اگر وہ نام لے لیتا تو عنان اس کے پیچھے پڑ جاتی پھر ایک دن فاطین کا ہاسپٹل سپشل میل ہاسپٹل کے نام سے مشہور ہو جاتا" جہاں عنان میڈم نے کسی فی میل کو ٹکنے نہیں دینا تھا

جبکہ ریسپشن پر کھڑی نرس منہ کھولے اپنے سینیر ڈاکٹر اور اس کی بیوی کو دیکھ رہی تھی

اور اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا تو فاطین اس کی ہونکوں جیسی شکل دیکھ کر عنان کا ہاتھ تھامیں اپنے آفس داخل ہوا

تم یہاں بیٹھو آن ——— میں آتا ہوں ——— ڈاکٹر آئے تو اپنا چیک اپ کروا" لینا ——— عنان کے بالوں میں اپنی انگلیاں پھیرتے نرم لہجے میں کہا تو

عنان نے سر اثبات میں ہلا دیا

عنان کے اتنی شرافت سے بات مان جانے پر فاطین نے اپنی مسکراہٹ روکی ——— وہ عنان کو یہ بتا کر نیا محاذ نہیں کھڑا کرنا چاہتا تھا کہ وہ فاطین کی ہاں میں ہاں ملاتی ایک فرمانبردار معصوم بیوی لگ رہی ہے ——— ایک بھرپور استحقاق بھری نگاہ عنان کے خوبصورت چہرے پر ڈال کر باہر نکل گیا

اپنے آفس سے ڈاکٹر کرن کو نکلتے دیکھ فاطین کا دل کیا اپنا سر سچ میں کسی دیوار میں مار کے

کاش وہ نام لے کر ہی کسی اور ڈاکٹر کا کہہ دیتا

گہری سانس بھر کر ڈاکٹر کرن کو اگنور کرتا آفس میں داخل ہو گیا

یہ کافی روڈ تو لگا مگر رکتا تو عنان نے اس کا سر پھاڑ دینا تھا

فاطین جیسے ہی اندر داخل ہوا تو عنان کو خونخوار نظروں سے خود کو گھورتے ہوئے پایا

میں نے جان بوجھ کر نہیں بلایا تھا اس ڈاکٹر کو ـــــ فاطین نے اپنی" صفائی دیتے ہوئے کہا

جب عنان نے ٹیبل پر پڑی ہر چیز اپنے ہاتھ میں پکڑتے اس پر اچھالنی شروع کر دی

"—— تمہیں میں نہیں چھوڑو گی —— فا یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے

فاطین کے قریب آنے پر اس کے سینے پر مکے برساتے ہوئے کہا تو

فاطین نے زبردستی عنان کے ہاتھوں کو قابو کر کہ پشت پر لگا یا

"پھر میں —— تم مجھے پہلے میرا قصور بتا دیا کرو —— اب کیا کر دیا میں نے

خود ہی سزا کے لیے سر جھکا دیا کرو گا —— فاطین نے جھنجھلاتے ہوئے کہا

تو

عنان نے اپنا سر اس کے سینے سے ٹکا دیا

جس پر فاطین نے گہری سانس بھری

" چیخنے چلانے لڑنے کا اختتام ہمیشہ یہی ہوتا تھا —— شکر تھا اختتام گلے

لگنے پر ہوتا تھا دبانے پر نہیں " —— اپنا حصار عنان کے گرد باندھ کر

تھوڑی اس کے سر پر ٹکا دی

اب اگلے نوماہ تک بناچوں چراکیے میرے موڈ سونگز برداشت کرو"

گے میری بھوک اور نخرے سب کچھ ——اپنی تھوڑی فاطین کے سینے

پر ٹکاکر مسکراتی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہاتوفاطین نے خوشگوار

حیرت سے عنان کی طرف دیکھا

مطلب——آن کک——کیاسچی میں --خوشی سے فاطین کواپنا آپ"

ہواؤں میں محسوس ہورہاتھا

بناعنان کو سمجھنے کاموقع دیے اسے اپنے بانہوں میں بھر کر گھومنے لگا

جب کہ عنان کی خوبصورت ہنسی کی کھلکلاہٹ فاطین کواپنے دل میں

اترتی محسوس ہوئی

عنان کونیچے اتار کراپناایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر جبکہ دوسرااس

کے چہرے اور گردن کے درمیان رکھا

میرے پاس لفظ نہیں ہے آن جس میں اپنی خوشی کو بیان کر سکو۔۔۔۔" میرا دل بیک وقت ہسنے کا بھی کر رہا ہے کہ لوگوں کو خوشی سے چیخ چیخ کر بتاؤ کہ میں باپ بننے والا ہوں اور رونے کا بھی کر رہا ہے۔۔ایسا لگ رہا ہے جیسے میرا ادھورا بچپن پورا کرنے والا کوئی آرہا ہے۔۔۔۔ہم ہمیشہ ان کے ساتھ رہیں گے آن۔۔۔۔میں اللہ سے دعا کروں گا۔۔۔۔میں کبھی اپنی اولاد کو بابا ماما کی طرح جلدی چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔۔۔۔نہ تمہیں جانے دوں گا۔۔۔۔اپنا سر عنان کے سر سے ٹکا کر روندھے ہوئے لہجے میں کہتے وہ عنان کی آنکھیں بھی نم کر گیا

میں اب تھک گئی ہوں۔۔۔۔ایک تو تمہارے گھمانے سے ابھی تک چکر آرہے ہیں مجھے۔۔۔۔فاطین کا دیہان بٹانے کو کہا تو اس کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آگئی

نرمی سے جھک کر عنان کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا

اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھاما

محبت سے لبریز نظریں عنان کے چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں

جس پر عنان نے سرخ پڑتے اپنے چہرے کا رخ بدل لیا

"چلو اب تو نانی مجھے بھی نہیں روک سکے گی ——کچھ یاد آنے پر فاطین

نے قہقہہ لگا کر کہا تو عنان نے گھور کر اسے دیکھا

با مشکل خود کی ہنسی پر قابو پایا آنکھیں ابھی بھی مسکرا رہی تھی جس پر

عنان نے تاسف سے سر ہلایا

"چلو تمہیں گھر ڈراپ کر دوں ——کچھ کھا کر آرام کرنا۔ عنان کے

چہرے پر جھولتی آوارہ لٹ کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے کہا تو

عنان نے فاطین کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے جھکایا

جس پر فاطین نے مسکراتے ہوئے اپنا چہرہ عنان کی طرف جھکا دیا

فاطین کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑ کر مسکراتے ہوئے پیچھے ہٹی

کچھ کھا کر نہیں—— بھوک لگ گئی ہے مجھے ——راستے میں ہی کچھ کھا" کر جائیں گے "فاطین کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے کہا تو فاطین نے اثبات میں سر ہلایا

راستے میں عنان کو کھانا کھلا کر اور کچھ اس کے لیے پیک کروایا

اور پھر اسے راجپوت مینشن چھوڑ کر دانیال کے فارم ہاؤس کا رخ کیا

یہ کیا ہے"---دانیال نے حیرت سے اتنی مٹھائی دیکھ کر فاطین سے استفسار کیا

کچھ دن پہلے یہی ڈھیر مٹھائی اور کھانے کا حسام نے لگایا تھا

جسے بسام اور دانیال غریبوں میں بانٹ کر آئے ساتھ—— لیکن فاطین کیوں لایا اس کی سمجھ اسے نہیں آئی تھی

کوئی مشکل سرجری کامیاب ہوگئی ہوگی ڈاکٹر صاحب کی ــــ بسام نے"
مسکراتے ہوئے مٹھائی اپنی طرف کھسکاتے ہوئے کہا
توفاطین نے کینہ توز نظروں سے اسے گھورا
پروموشن ہوگیا ہے میرا" فاطین نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر آگے کو"
جھکتے ہوئے کہا تو دانیال نے آبرو آچکا کر اسے دیکھا
ہاتھ سے مٹھائی پیچھے کھسکائی اپنی دونوں ٹانگیں ٹیبل پر رکھ کر صوفے
سے کمر ٹکا کر سگریٹ سلگائی
پہلی دفعہ سن رہا ہوں ــــ ہاسپٹل کے اونر کا بھی پروموشن ہورہا وہ"
بھی اس کے اپنے ہاسپٹل میں ــــ دانیال نے طنزیہ لہجے میں کہا تو فاطین
نے دانت پیس کر اسے دیکھا

جاب کی بات میں نے کی ہی نہیں ــــ رشتے میں پروموشن کی بات کر" رہاہوں" فاطین نے دانت پیس کر کہااور دانیال کی ٹانگیں ٹیبل سے پٹکنے کے انداز میں نیچے کی اور خوداس کے سامنے بیٹھ گیا

یہ رشتوں میں پرموشن والالاء کب ایجاد ہواــــ آپ کوپتاہے کچھ " اس لاء کے بارے میں" بسام نے پہلے سوالیہ لہجے میں فاطین سے پوچھا اور پھر دانیال سے اس بارے میں استفسار کیاتودانیال نے نفی میں سر ہلایاــــ کر سگریٹ کاکش لے کر اپناسر صوفے کی پشت سے ٹکادیا

نبال کوپتہ ہوگاــــ بسام نے ڈرامائی انداز میں کہہ کر نبال کانمبر ملانا" چاہاتودانیال نے جھٹکے سے اٹھ کراس کاموبائل چھین کر سامنے صوفے پراچھالا

عمر میں چھوٹی ہے مگر رشتے میں تم سے بڑی ہے ـــــ آئندہ سے نبال" کو نام سے نہیں بھابھی کہہ کر بلاؤ گے ـــــ ورنہ قیمہ بنادوں گا میں تمہارا ـــــ" سرد لہجے میں کہا تو فاطین نے زور سے ٹیبل پر ہاتھ مارا وہ جو اپنی خوشی بتانے کو بے چین تھا ان کے ڈرامے ہی ختم نہیں ہو رہے

فکر مت کرو یہ لاء تم پر بھی اپلائے ہو جائے گا ـــــ لگ جائے گا پتہ کہ رشتوں میں پرموشن کیسے ہوتے ہیں ـــــ لیکن اس سے پہلے کمینوں مجھے گلے ملو تم لوگوں کا بھائی باپ بننے والا ہے" ـــــ فاطین کے خوشی سے چلانے پر پہلے تو وہ دونوں حیرت سے دیکھتے رہے اور پھر سمجھ آنے پر اس کے اوپر کود پڑے

جبکہ فاطین ٹیبل سے نیچے گرا تو وہ دونوں بھی اس کے ساتھ

یاہووووو——میں ایک اور بے بی کا چاچو بننے والا ہوں——بسام کے چلا کر کہنے پر دانیال نے اسے پرے دھکا دیا

حسام کے آگے میری چلتی نہیں مگر تمہارے بے بی کا نام میں رکھو "

گا——دانیال نے فاطین کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے کہا

توفاطین نے خوشی سے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا

کہ تبھی دانیال تالی بجاتے یہ بھول گیا کہ اس کے ہاتھوں کے درمیان فاطین کا چہرہ ہے

اپنے چہرے کے دونوں طرف ایک ساتھ پڑنے والے تھپڑ پر فاطین کو اپنے کان سن ہوتے محسوس ہوئے

ابے سالے——ابھی میں نے اپنے بچے کی قلقاریاں بھی نہیں " سنی——تُو ابھی سے مجھے بہرہ کرنے والا تھا" دانیال کو نیچے پٹک کر اس کے سینے پر بیٹھ کر ناک پر مکہ مارتے ہوئے کہا

تو بسام کا فلک شگاف قہقہہ گونجا

"بچے کی قلقاریاں نہیں--- عنان کی گالیاں —— میرے جاہل فا بچوں کے فیڈر کون بنائے گا —— میرے پھوہڑ فا بچوں کی نپی کون چینج کرے گا —— بسام نے صوفے پر لیٹتے قہقہے لگاتے ہوئے کہا تو دانیال کا بھی بے ساختہ قہقہہ گونجا

جس پر فاطین نے اسے پھر سے ایک مکہ جڑ دیا

"بکواس بند کرو دونوں"۔ فاطین نے دانت پیستے چلاتے ہوئے کہا تو وہ دونوں اور اونچی آواز میں قہقہے لگانے لگے

"فا میری کمر میں درد ہے بچوں کو آپ سلا دیں —— فا میرا اکھٹا کھانے کا دل چا رہا ہے گول گپے کھلا دے —— اب کی بار دانیال نے منہ کے ڈیزائن بناتے ہوئے کہا تو فاطین کا دل کیا کہ اپنے بال نوچ لے

"تم کیوں چاہ رہے ہو دانیال کہ میں تمہیں ـــــ تمہاری لال پری کا لال

پر ابنا دوں ـــــ فاطین نے آبرو آچکا کر طنزیہ لہجے میں کہا تو دانیال کی ہنسی

کو بریک لگی

جبکہ دانیال کی فق شکل دیکھ بسام کے قہقہے پھر سے ابل پڑیں

"اور تم کیوں چاہتے ہو بسام کہ میں جا کر نانی سے کہوں کہ وہ رات مائسہ

کے کمرے میں سویا کرے یا اس کے ٹیرس کے دروازے کو لاک کر

دیں ـــــ اپنی عزت افزائی کو بھول کر دانت پیس کر بسام کو کھا جانے

والی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا

تو پل میں بسام کے چہرے کا رنگ اڑا جس پر فاطین اور دانیال کے قہقہے

لاونج کی فضا میں گونجیں جس پر بسام اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا

کیا بات تھی عنان جو تم نے میری نیند خراب کی—نبال نے جمائی لیتے ہوئے عنان سے کہا جو

خود حیام کے گرد اپنا حصار باندھ کر اس کے کندھے پر سر ٹکا کر بیٹھی ہوئی تھی

عنان پہلے بلینکٹ اوپر کرو ٹھنڈ لگ رہی ہے مجھے——حیام نے ٹھنڈ" سے کپکپاتے ہوئے کہا تو عنان نے منہ بسور کر ان تینوں کو دیکھا

تو مائسہ کو بولیں کے ہیٹر اون کرے موبائل میں گھسی ہوئی ہے——

بلینکٹ حیام کے اور اپنے گرد لپیٹتے ہوئے کہا

تو نبال نے دانت پیس کر خونخوار نظروں سے اسے دیکھا

تم بتا رہی ہو یا میں جاؤ" نبال نے جھنجھلاتے ہوئے کہا ایک اس کا" کورٹ میں اتنا مشکل دن گزرا تھا——ابھی اسے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ عنان میڈم نے آ کر جگ دیا

پہلے تم ادھر آؤ" انگلی کے اشارے سے مائسہ کو اپنے قریب آنے کا کہا"

تو وہ چپ چاپ موبائل رکھ کر اس کے پاس آگئی

پاؤں کے پاس بیٹھو" عنان کی عجیب غریب باتوں پر ان تینوں کا دل"

چاہ رہا تھا کہ اسے دو لگا دے مگر صبر کے گھونٹ بھر کر مائسہ اس کے

پاؤں کے پاس بیٹھ گئی

تبھی عنان نے اپنا نازک سفید پاؤں اس کی گود میں رکھ دیا

ڈونٹ ٹیل می عنان کے اب تم کہنے والی ہو کہ میں تمہیں دباؤ"——"

مائسہ نے نیلی آنکھیں چھوٹی کر کہ کہا تو عنان نے نفی میں سر ہلایا

نہیں یار——بس چیک کر کہ بتاؤ کہ پاؤں بھاری فیل ہو رہا ہے"

کیا" عنان بات سن کر نبال کا دل کیا اس کا گلا دبا دیں

وہ کوئی ویٹ چیک کرنے والی مشین ہے جو بتا دے گی" نبال نے آگے"

بڑھتے ہوئے کہا

یار بتاؤ تو پھر ایک بہت اچھی بات بتاؤں گی خوش ہو جاؤ گی تم"

لوگ—عنان نے مسکراتے ہوئے کہا تو مائسہ نے تاسف سے سر ہلایا

نہیں ہے بھاری ہلکا سا ہی ہے"مائسہ نے عنان کا پاؤں تھامتے ہوئے"

کہا تو پل میں عنان کا رنگ فق ہوا

میرا بچہ کہا گیا پھر"حیرت سے منہ کھولے اپنے پیٹ پر دونوں ہاتھ"

رکھ کر کہا تو

ان تینوں نے تعجب سے اسے دیکھا

عنان میری طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں—یہ نوٹنکی صبح شروع"

کرتے ہیں—حیام نے پچکارتے ہوئے کہا تو عنان کی آنکھیں پل میں

لبالب پانیوں سے بھر گئی

جس پر ان تینوں کی جان پر بن آئیں

آن کیا ہوا سہی سے بتاؤ تو سہی ـــــ ان تینوں نے بیک وقت کہا تو عنان روتی ہوئی مائسہ کے گلے لگ گئی

میں ـــــ نے ـــ ایک - سیریل ـــــ میں ـــــ دیکھا ـــــ تھا ـــــ ماں---"
کہتی ـــ ہے اس کی ـــــ بیٹی کا پاؤں ـــــ بھاری ہے ـــــ اسی لیے آرام کر
رہی ہے ـــــ میں نے سرچ کیا تو ـــ پتہ لگا وہ ـــ پریگنٹ ہے ـــــ آج ہی تو
ڈاکٹر نے ـــــ بتایا تھا ـــ کہ میں پریگننٹ ہوں ـــــ تو مطلب ـــ میرا
پاؤں ـــ بھی بھاری ہے ـــــ تو میرا پاؤں کیوں بھاری محسوس نہیں
ہو رہا ـــــ میرا بچہ کہاں ـــــ گیا حیام ـــــ سسکیوں سے روتے ہوئے وہ
"ان کو ساکت کر گئی

جبکہ آخری بات پر حیام کا دل کیا اسے سچ میں دو لگا دیے

بچہ کہی نہیں گیا بس تمہاری عقل گھٹنوں میں چلی گئی ہے "عنان کے

سر پر ہلکی سے چپت مارتے ہوئے کہا تو عنان نے روتے ہوئے ان کی

جانب دیکھا

"پاگل ہو عنان—پاؤں بھاری ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ بیس کلو کا ہو

جائے——اور کوئی خوشی کی بات ایسے بتاتا ہے "عنان کو گلے لگاتے

ہوئے نبال نے کہا تو حیام اور مائسہ بھی مسکرا دی

"میں بھی کہوں آن میڈم آج مٹن کیوں کھا رہی تھی——پہلے سوچا

فاطین بھائی کی پسند کی وجہ سے——لیکن اب سمجھ آیا——کہ ہمارے

بے بی کو اپنے بابا کی طرح مٹن پسند ہے "مائسہ نے مسکراتے ہوئے کہا

تو حیام اور نبال کا مدھم قہقہہ گونجا

جبکہ عنان اب حیام کے گرد اپنے دونوں بازو باندھے اس کے سینے میں

چہرہ چھپا چکی تھی

حیام ماما ہوتی تو وہ ہم سے بھی زیادہ خوش ہوتی نا ـــــ عنان کے ایک دم "

" سے کہنے پر ان تینوں کی مسکراہٹ سمٹی

ہم کتنی محبت کرتے تھے پھپھو سے ـــــ ان کی اتنی تلخ باتوں کے "

باوجود بھی ہماری محبت میں کمی نا آئی ـــــ انہیں ہمارے رشتوں سے

مسئلہ تھا نا تو ـــــ وہ چاہے یہ شادیاں توڑوا دیتی لیکن ہم سے ہماری ماں تو

نا چھینتی ـــــ اپنے ٹوٹے ہوئے رشتوں پر تو صبر آجاتا ہے ـــــ ایک نا

ایک دن انسان کو آگے بڑھنا ہی پڑتا ہے ـــــ ہم بھی بڑھ جاتی ـــــ لیکن

ماں کے مرنے پر تو ساری عمر صبر نہیں آتا نا ـــــ ماں جہاں اپنی محبت

کے سائے تلے چھوڑ کر جاتی ہے نا ـــــ انسان پھر ساری عمر وہی رہ جاتا

ہے وہاں سے آگے تو کچھ بھی نہیں ہوتا ـــــ وہ بے لوث محبت بھرا لمس

پھر کبھی بھی نہیں ملتا ـــــ

جب چھوٹے ہوتے ہے تو لگتا ہے بڑے ہو جائیں گے تو ماں باپ کی ضرورت نہیں رہے گی—— مگر سچ تو یہ ہے بڑے ہونے کے ساتھ ساتھ——زندگی کے ہر نئے موڑ پر ماں کی سب سے زیادہ ضرورت محسوس ہوتی ہے—— نم لہجے میں کہتی وہ حیام کے سینے میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

جبکہ دروازے کہ باہر کھڑے رضوان صاحب شکستہ قدموں سے واپس لوٹ گئے

نبال جیسے ہی اپنے کمرے میں آئی تو کسی کی موجودگی محسوس کر کہ لائٹ آن کی تو نظریں سامنے صوفے پر بیٹھے دانیال پر گئی
جو سگریٹ سلگا رہا تھا

نبال نے گہری سانس لے کر لائٹ آف کر دی اور بیڈ کے پاس آ کر سائیڈ لیمپ اون کر دیا

ادھر آؤ" کمرے کی خاموش فضا میں دانیال کی بھاری گھمبیر آواز" گونجی تو نبال کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی

بری طرح سے اپنے لب کچل کر گردن موڑ کر پیچھے دیکھا تو دانیال اس کی جانب ہی متوجہ تھا

نبال نے سرعت سے نظریں پھیریں

خود آ رہی ہو یا میں اپنے طریقے سے لاؤں"—— دھمکی بھرے لہجے" میں کہا تو نبال ہمت کر کہ اٹھی

اور قدم دانیال کی جانب بڑھائے مگر اسے دیکھنے سے گریز ہی کیا

دانیال کے قریب جا کر نظریں اس کے ہاتھ میں تھامی سگریٹ پر ٹکا دی

جس پر دانیال نے غصے سے لب بھینچے اور اس سگریٹ کو اپنے سامنے

پھینک کر اپنے پاؤں تلے کچل ڈالا

دانیال کی اس حرکت پر نبال کا ارتکاز ٹوٹا

نظریں دانیال کے ہاتھ سے سرکتی ہوئی اس کے پاؤں تک گئی

جہاں اب سگریٹ کی راکھ پڑی تھی

ابھی وہ کچھ سمجھتی کہ دانیال نے کلائی سے کھینچ کر نبال کو اپنی گود میں

بٹھالیا

اس دن میری تکلیف کا جان کر میرے زخموں پر مرہم رکھنے آئی تھی"

تو میں نے اپنا دل تمہارے قدموں میں رکھ دیا نبال—— لیکن میری

ناراضگی محسوس کر کہ بھی تم نے پلٹ کر نہیں دیکھا——ایک بار بھی

مجھے منانے کی کوشش نہیں کی—— سرد لہجے میں کہتا وہ نبال کا حلق

خشک کر گیا

اپنی کمر پر دانیال کی رینگتی انگلیوں کا لمس محسوس کر کہ نبال کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی

تمہیں پتہ ہے حسام کیا کہتا ہے میرے بارے میں "—نبال کا چہرہ" اپنے ہاتھ میں دبوچ کر اپنے چہرے کہ قریب کیا

جس پر نبال نے سانس روک کر دانیال کی سرد آنکھوں میں دیکھا

حسام کہتا ہے دانیال کی محبت، دشمنی اور نفرت تینوں ہی جان لیوا ہے "—جب کسی سے محبت کرتا ہے تب اس شخص کو ساتویں آسمان تک پہنچا دیتا ہے—جب دشمنی کرتا ہے تو اگلے جہاں—اور جب ناراض ہوتا ہے تو اس شخص کو ہی بھلا دیتا ہے" دانیال نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو نبال نے حیران نظروں سے دانیال کی جانب دیکھا

پہلے جب کسی سے ناراض ہوتا تھا تو اسے بھلانے کی کوشش نہیں کرتا"

تھا وہ کبھی یاد ہی نہیں آیا—— مگر تمہیں بھلانے کے لیے بھی یاد کرنا پڑ

"رہا ہے یار—— سرد لہجے میں کہتے آخر میں لہجہ خود بخود گھمبیر ہو گیا

میں بہت ڈر گئی تھی دانی—— مجھے آپ کے غصے سے ڈر لگ رہا تھا——"

اور مجھ میں ہمت نہیں ہو رہی تھی- دانیال کی بڑھی ہوئی داڑھی پر ہاتھ

پھیرتے ہوئے کہا تو دانیال نے نرمی سے نبال کا ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹا

دیا

نبال کو خود سے اٹھا کر خود بھی اٹھ بیٹھا

اور قدم کبرڈ کی جانب بڑھائے—— جیسے ہی کبرڈ کھولا تو دانیال کی لائی

ہوئی تمام ریڈ ڈریسز وہاں ہینگ ہوئی پڑی تھیں

جنہیں دیکھ دانیال کہ ہونٹوں پر مبہم سی مسکراہٹ آئی جسے چھپا کر ریڈ

کلر کی ساڑھی پکڑ کر پلٹا

یو ہیو جسٹ ٹین منٹس "گھمبیر بوجھل لہجے میں نبال کو اپنے حصار"

میں لے کر اس کے کان میں سر گوشی کی تو نبال کو اپنا پورا وجود کپکپاتا ہوا

محسوس ہوا

نبال کی گردن میں گہرا سانس بھر کر اس کی خوشبو کو میں اتارا اور خود

میں بھینچ کر اسے ڈریسنگ روم کے دروازے پر چھوڑ دیا

بیس منٹ بعد نبال جب کمرے میں آئی تو نظریں بیڈ پر چت شرٹ

لیس لیٹے دانیال پر گئی جو سگریٹ کا دھواں ہوا کے سپرد کر رہا تھا

نبال کی موجودگی کو محسوس کر کہ بھی اس کی طرف نہیں دیکھا ــــ تو

نبال نے اپنی پسینے سے تر ہوتی ہتھیلیوں کو آپس میں مسلا اور قدم بیڈ کی

جانب بڑھائے

بیڈ کے قریب آ کر رکی تو نظریں دانیال کے وجیہہ چہرے کے خدو

خال میں الجھ گئی ــــ ماتھے پر بھورے بال بکھرے ہوئے تھے ---

گھنی مونچھوں تلے شنگرفی لب سختی سے بھنچے ہوئے تھے---نبال نے جھک کر نرمی سے اپنی انگلی دانیال کے ہونٹ پر پھیری جس پر دانیال نے اپنی سرخ ہوتی آنکھیں واہ کی جو نبال کہ شہد رنگ روشن آنکھوں سے ٹکرائی

دانیال کے چہرے کے سنجیدہ تاثرات دیکھ نبال نے مسکرانے کی ناممکن سی کوشش کی

تبھی دانیال نے بنا نبال کو سمجھنے کا موقع دیے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے بستر پر گرالیااور خود اس پر جھک آیا

اپنے دونوں ہاتھ نبال کے ارد گرد دیکھ کر چہرہ اس کے چہرے کے بے حد قریب کرلیا

اپنی بے باک نظروں سے نبال کو سر سے پاؤں تک دیکھتے اسے خود میں سمٹنے پر مجبور کر گیا

نبال کے ماتھے سے انگلی ٹریس کرتے ہوئے اس کے ہونٹوں کے پاس آ کر رکا تو نبال نے سختی سے شیٹ کو اپنے ہاتھوں میں دبوچ لیا

ہونٹوں سے سرکتی ہوئی انگلی گردن سے جیسے ہی آگے جانے لگی نبال نے تڑپ کر دانیال کی انگلی تھامی جس پر دانیال نے جزبات سے سرخ پڑتی اپنی آنکھیں نبال کی طرف اٹھائی

چند پل نبال کو اپنی سرخ آنکھوں سے دیکھنے کے بعد انگلی ہٹا کر وہاں اپنے لب رکھ دیے

اور چہرہ نبال کی گردن میں چھپا لیا

تمہیں پتا ہے یہ ڈریس پہننے کو کیوں کہا تمہیں "دانیال کی سرسراتی" ہوئی آواز سن کر نبال کا سارا خمار بھک ہوا

چہرہ موڑ کر دانیال کو دیکھنا چاہا تو اس نے نبال کا جبڑہ اپنے ہاتھ میں دبوچ کر اسے ایسے کرنے سے روک دیا

"اس دن جب تم یہ رنگ پہن کر میرے قریب آئی تو مجھے اپنا دل

کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا—— اس رنگ میں تمہیں خود کے لیے سجا

دیکھ—— اپنے منہ زور جزبات پر بندھ باندھنا میرے لیے ناممکن ہو گیا

تھا——

لیکن تمہاری بے رخی اتنے دن کی دوری—— میرے سب جزبات کو

سرد بنا گئی ہے—— تو اب میں چاہتا ہوں آج پھر تم اپنی قربت کی آنچ

سے ان سرد جذبات کو سلگاؤ" مدھم لہجے میں سرگوشیاں کرتا وہ نبال کی

جان لبوں پر لے آیا

نبال کے کپکپاتے وجود کو محسوس کر کہ دانیال سیدھا ہو کر بیٹھا نظریں

گہرے سانس لیتی نبال کے ہونٹوں سے سرکتی اس کے پلو سے الجھی

جس سے اس کی دودھیا کمر واضح ہو رہی تھی

ابھی دانیال جھکتا کہ نبال نے ایک دم سے کروٹ بدل دی جس پر

دانیال نے لب بھینچ کر نبال کی پشت کو دیکھا

اور پھر ایک ہی جھٹکے میں کمر پر لگی سب ڈوریوں کو کھینچ کر توڑ دیا——اور

ایک ہی جھٹکے میں نبال کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے کھینچا اور خود بیڈ پر

پیچھے کو نیم دراز ہو گیا

اس اچانک افتاد پر نبال ایک ہاتھ اپنی کمر اور دوسرا دانیال کے سینے پر

رکھے منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی جس پر دانیال نے کروٹ بدل کر

نبال کو بیڈ پر لٹایا اور خود اس پر جھک کر کندھے سے شرٹ کھسکائی اور بنا

نبال کے احتجاج کو کسی خاطر میں لائے اس کا پلو دور اچھال دیا

اور آبرو آچکا کر نبال کو دیکھا

جو تمام حشر سامانیوں سمیت اس کے سامنے موجود تھی پلو ہٹانے سے

وجود کی رعنائیاں واضح ہونے لگی تو نبال نے جلدی سے تکیہ پکڑ کر خود

پر رکھنا چاہا جسے دانیال نے پکڑ کر دور اچھال دیا

نبال کی کلائیاں اپنی سخت گرفت میں لے کر اس کی گردن پر پوری

شدت سے جھک گیا

دانیال کے شدت بھرے لمس پر نبال کو ایسے محسوس ہوا جیسے کسی نے

دہکتا ہوا کوئلہ اس کی گردن پر جا بجا رکھ دیا ہو

گھرے گھرے سانس لیتی نبال نے دانیال کے بالوں میں ہاتھ الجھا کر

اس کا چہرہ اپنے سامنے کیا

جس پر دانیال نے اپنی سرخ انگارا ہوتی آنکھوں سے نبال کو دیکھا

اپنا بازو نبال کی نازک کمر کے گرد لپیٹ کر اسے خود میں اتنی زور سے

بھینچا کہ نبال سسک پڑی

آئندہ مزاحمت مت کرنا نبال ورنہ بہت برا ہو گا۔۔۔۔نبال کی تیز"

سانسوں میں اپنی دھونکنی کی مانند چلتی سانسوں کو شامل کرتے ہوئے کہا

تو نبال کو اپنا آپ دانیال کی قربت میں بہکتا ہوا محسوس

ہوا

دانیال کچھ پل تو نبال کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھتا رہا پھر جھک کر اس کے نچلے

ہونٹ پر اپنے دانت گاڑھ دیے جس پر نبال نے تڑپ کر اسے دیکھا جبکہ

دانیال کی نظریں ابھی بھی نبال کی آنکھوں پر ٹکی ہوئی تھی

پیچھے ہٹ کر کمفرٹر کھول کر خود پر لیا اور کروٹ بدل کر لیٹ گیا

جبکہ نبال حق دق سی اس کی پشت کو دیکھ رہی تھی

آنکھوں میں جیسے مرچیں سی بڑھنے لگی

کمرے کی خاموشی میں نبال کی سسکی گونجی تو دانیال نے ضبط سے

آنکھیں میچی

بات کوئی اور ہوتی تو وہ بھول بھی جاتا ــــ مگر ہر بار جب بھی کچھ ہوا"

نبال نے اسے چھوڑنے کی ہی بات کی ---اور یہ بات دانیال راجپوت

مزید نہیں سن سکتا تھا ـــــ وہ اسے دیکھ اپنے دل اور جزبات پر قابو نہیں

رکھ پاتا تھا ـ مگر اب وہ نبال کو اپنے جذبات کی توہین کرنے بھی نہیں

"دینا چاہتا تھا

ابھی نبال روتے ہوئے اٹھ کر جاتی کہ دانیال نے ایک جھٹکے میں اسے

کھینچ کر کمفرٹر میں کیا تو نبال سسک پڑی- جس پر دانیال نے اس کی پشت

سہلائی

روںے کی بجائے مجھے کیسے منانا ہے یہ سوچو ـــــ اور مجھے صبح دس بجے "

اٹھا دینا- نبال کے بالوں میں ہاتھ الجھا کر اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتے

ہوئے نرم لہجے میں کہہ کر ـــ اس کے ہونٹ پر دیے زخم پر نرمی سے

اپنے ہونٹ رکھ کر نبال کی آنکھوں سے بہتے آنسو اپنے ہونٹوں سے

چننے لگا"

میں نہیں مناؤ گی" نبال نے روتے ہوئے کہا تو روم کی فضا میں دانیال"

کا دلکش قہقہہ گونجا

تو پھر روز میری جان لیوا قربت سہنے کے لیے خود کو تیار بھی رکھنا-"

نبال کی کمر پر اپنی انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا

تو شرم سے نبال کا چہرہ بالکل اپنی ساڑھی جیسا ہو گیا

دانیال کے حصار میں اپنا نازک وجود دبتا ہوا محسوس ہوا

تو اب بتاؤ کب منا رہی ہو مجھے یا میں اپنی مرضی کروں" مسلسل"

خاموشی محسوس کر کہ دانیال نے کہا تو نبال نے اپنی گرفت دانیال کی

شرٹ پر مضبوط کر دی

میں منالوں گی جلد ہی" نبال نے منمنا کر کہا تو دانیال نے بامشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا

"ٹھیک ہے میں انتظار کروگا اگر تم نا منا سکی تو اپنی مرضی کروں گا" دانیال نے کندھے آچکا کر کہا تو نبال نے اثبات میں سر ہلا دیا

دانیال نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ لیمپ بند کیا اور نبال کے گرد حصار تنگ کر کہ آنکھیں موند لیں

دیکھو فرح پھوپھو سے ہمارا جو بھی مسئلہ ہے وہ الگ بات ہے مگر تم دونوں ہماری بہنوں جیسی ہو

ہمارے خاندان کی عزت ہو ــــ ہمارا بچپن ساتھ میں گزرا ہے تو یہ ناراضگی چھوڑو اور باہر آکر کھانا کھاؤ ــــ دانیال نے نرمی سے دونوں بہنوں کو سمجھاتے ہوئے کہا

کیونکہ وہ ان لوگوں میں شامل نہیں تھے جو کسی کے گناہ کی سزا کسی اور کو

دیتے تھے

اگر ہم بہنوں جیسی ہی ہے تو ہمیں شادی کے بارے میں کیوں نہیں"

بتایا" ثناء کے کہنے پر فاطین نے گہری سانس بھری

دیکھو ثناء تم لوگ ہمیں عزیز ہو —— لیکن وہ بیویاں ہے ہماری ——

میری نظر میں ماں باپ ——اور میاں بیوی کے رشتے سے بڑھ کر کچھ

بھی نہیں

بتایا اس وجہ سے نہیں تاکہ تم لوگ بلاوجہ کا ڈرامہ کریٹ نا کرو

اور دوسری بات تم اور ثناء یہاں سے شفٹ ہو رہی ہو

چاہے تو یہاں وائٹ پیلس رہ لو یا پھر راجپوت مینشن کیونکہ اب تم

دونوں کا بھائی بھی یہاں نہیں تو تم دونوں کا ہمارے ساتھ رکنا مناسب

نہیں

اگر وائٹ پیلس رہنا ہے تو ہم مینشن میں شفٹ ہو جائیں گے یا فارم ہاؤس

اور بسام نے ویسے بھی ایک فلیٹ لیا ہے جب تک تم لوگ لندن نہیں چلی جاتی وہاں بھی شفٹ ہو سکتی ہو

فاطین نے دوٹوک لہجے میں کہا تو ان دونوں نے سر جھکا لیا

جبکہ دانیال نے فاطین کو اب بس کرنے کا اشارہ کیا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا

جو بھی تم دونوں کا فیصلہ ہو گا وہ بتا دینا

ہمیں شادی میں تو بلائیں گے نا" ثناء کے کہنے پر دانیال نے مسکراتے" ہوئے سر ہلایا

اور فاطین کو لیے باہر نکل گیا

مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے جنہیں چھوٹی بہنیں سمجھ کر سمجھا کر آئیں ہیں وہی ان کی پیٹھ پر وار کریں گی

دن کیسے گزرے کسی کو پتا ہی نا چلا رضوان صاحب نے ان کی رخصتی کی ڈیٹ فائنل کر دی تھی

حسام نے زیادہ لوگوں کو بلانے سے منع کیا تھا

بس اس کے اور حسام کے کچھ بزنس پارٹنر اور فاطین کے کولیگ

جبکہ دانیال نے کسی کو بھی نہیں بلایا تھا

ساری ارینجمنٹس وائٹ پیلس اور راجپوت مینشن میں ہی کی گئی تھی

رخصتی کا وقت جب آیا تو نبال اور عنان نے رونا شروع کر دیا کہ لوگوں کی بارات دور سے آتی ہے ہماری سامنے سے آئی تو اب پوری سوسائٹی کا

راؤنڈ لگا کر انہیں وائٹ پیلس لے جایا جائے جس پر دانیال اور فاطین

نے دانت پیسے

اور پھر پوری سوسائٹی کا چکر لگا کر وہ وائٹ پیلس واپس آئیں

سب دلہنوں کو کمرے میں بھیج کر وہ کچن میں داخل ہوئے

بھوک سے جان نکلنے والی ہے ——لوگوں کی شادیوں پر سب کام ان کے

بھائی کرتے ہیں —— یہاں میرے بھائی ساتھ دلہے بنے بیٹھے تھے ——

بسام کی دہائی پر ان تینوں نے سر جھٹکا

تمہارا ہو گیا تو پیچھے ہٹو —— اب مجھے کھانا گرم کرنے دو بسام کو سائڈ پر "

دھکا دے کر فاطین نے کہا تو دانیال اور حسام نے سر جھٹک کر قدم کچن

سے باہر کی جانب بڑھائے

یہ مٹن تم عنان کے لیے لے کر جا رہے ہو اسے تو یہ پسند نہیں "بسام "

نے حیرت سے کہا تو فاطین نے کندھے آچکائے

آج کل اس مٹن کے پیچھے پاگل کیا ہوا ہے مجھے "فاطین نے سر جھٹک "
کر کہا تو بسام نے قہقہہ لگایا

حسام جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تو نظریں سرخ گلابوں سے سجے بیڈ
کے بیچوں بیچ سوتی اپنی بیوی پر گئی
کمرے میں ہر طرف گلاب کے پھولوں کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی
جلتی ہوئی موم بتیاں روم کے ماحول کو رومانوی بنا رہی تھی
اپنے پیچھے دروازا بند کر کہ حسام نے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے
ہاتھ میں تھامی ٹرے سائڈ ٹیبل پر رکھی اور بلیک شیر وانی کے بٹن کھول
کر اسے صوفے پر اچھالا
سفید کرتے کے اوپری بٹن کھول کر واشروم کا رخ کیا
پانچ منٹ بعد فریش ہو کر آیا تو

حیام ابھی بھی سوئی ہوئی تھی

بیڈ پر اس کے قریب بیٹھ کر حیام کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھاما

جو تمام ہتھیاروں سے لیس حسام راجپوت کے دل پر بجلیاں گرا رہی تھی

سرخ اور گولڈن رنگ کے لہنگے میں پور پور سجی وہ حسام راجپوت کے حواسوں پر چھا رہی تھی

ہاتھ بڑھا کر نرمی سے حیام کی ناک سے نتھ اتار کر سائیڈ پر رکھی اور جھک کر نرمی سے اس کی سرخ پڑتی ناک کو چھوا

حیام کے ساتھ نیم دراز ہو کر اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود میں بھینچ لیا

جس سے حیام نے کسمکسا کر آنکھیں واہ کی

حیام کی نظریں—حسام کی جزبات کی آنچ لیے نظروں سے ٹکرائی تو پلکیں جھکادی

حسام کے شنگرفی لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

بھوک نہیں لگی کیا ابھی تک "حیام کا چہرہ اپنے ہاتھ میں تھامتے ہوئے"

کہاتو حیام نے معصومیت سے سر اثبات میں ہلایا تو حسام نے نرمی سے اسے پیچھے کیا

اور سائیڈ ٹیبل سے ٹرے پکڑ کر اپنے سامنے رکھی

حیام نے ٹرے پیچھے ہٹا کر حسام کے سینے سے اپنی پشت ٹکا کر ٹرے اپنے سامنے کی

حسام نے مسکراتے ہوئے—حیام کے دوپٹے سے پنز اتاری

دوپٹااور پنز سائیڈ پر رکھ کر حیام کے بالوں کی خوشبو کو خود میں اتارتے

حیام کو اپنے حصار میں قید کر لیا

تھوڑی حیام کے کندھے پر ٹکا کر اس کے کھانا ختم کرنے کا انتظار کرنے لگا

فاطین جیسے ہی روم میں داخل ہوا— سوتی ہوئی عنان کو دیکھ کر ماتھے پر بل نمودار ہوئے

ٹرے ٹیبل پر رکھ کر اپنی شیروانی کے بٹن کھولنا شروع کیے نظریں ہنوز عنان کے ہوش ربا سراپے پر ٹکی ہوئی تھیں

میرون کلر کے کامدار لہنگے میں ---- خوبصورتی سے کیے گئے میک کے ساتھ زیوارات سے پور پور سجی وہ فاطین راجپوت کو بن پیے بہکا رہی تھی

اپنی شیروانی اتار کر اسے عنان کے چہرے پر پھینکا تو عنان ہڑبڑا کر اٹھی شیروانی چہرے سے ہٹا کر سامنے دیکھا تو نظریں فاطین کے سنجیدہ چہرے سے ٹکرائیں

"جب میں نے تمہارے ایک بار کہنے پر پوری سوسائٹی کے بلاوجہ چکر لگائے تب نیند نہیں آئی ---- اور اب میری باری آئی تو میڈم سو رہی ہیں" طنزیہ لہجے میں عنان کی نیند پر چوٹ کی تو عنان نے منہ بسور کر فاطین کو دیکھا

پھر سر جھٹک کر آگے بڑھا اور ٹرے تھام کر اپنے اور عنان کے درمیان رکھی

چاولوں کا چمچ بڑھ کر عنان کی طرف بڑھایا تو اسے اپنی نتھ کے ساتھ الجھتے دیکھ فاطین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئ

ٹرے ایک طرف کر کہ اپنا بازو عنان کی کمر کے گرد لپیٹ کر اسے خود کی جانب کھینچا تو عنان کٹی ہوئی ڈالی کی طرح فاطین کے سینے سے آ ٹکرائی

جس پر دونوں کے دل ایک ہی لہ پر زوروں سے دھڑکیں

کمرے کی فسوں خیز فضا میں دونوں کی تیز چلتی سانسوں سے ارتعاش پیدا ہوا

گرے آنکھیں نیند کا خمار لیے سیاہ گہری آنکھوں میں ڈوبنے لگی

گلاب کے پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو حواسوں پر چھانے لگی

"تمہارا ہر نیا روپ مجھے تم سے ہر بار نئے عشق میں مبتلا کر دیتا ہے"

"میری یہ آنکھیں جتنی بار تمہیں دیکھتی ہے ـــــ ہر بار پہلے سے زیادہ
تمہاری اسیر ہو جاتی ہیں
اور یہ دل تمہیں دیکھتے ہی تمہاری قربت کے لیے مچلنے لگتا ہے ـــــ
تمہاری نفرت ہو یا محبت ـــــ قربت ہو یا بے رخی پوری طاقت سے
فاطین راجپوت کو اپنے سحر میں قید کر لیتی ہیں ـــــ کہ فاطین راجپوت
چاہ کر بھی اپنا دامن نہیں چھڑا پاتا"

"Every new look of yours makes me fall in love with you every time."

"Every time these eyes of mine see you – every time they become more captive than before

And this heart begins to ache for your closeness as soon as it sees you – be it hatred or love – closeness or regardlessness. Can’t save “

عنان کی گردن نیکلس سے آزاد کرتے وہاں اپنا دہکتا لمس چھوڑتے مدھم گھمبیر لہجے میں سرگوشیاں کرتا بہکنے لگا

عنان نے اپنے نازک مہندی سے پور پور رچے ہاتھوں میں فاطین کا کرتا مضبوطی سے پکڑا

عنان کی سانسیں تو تب خشک ہوئی جب ڈوپٹے کے نیچے فاطین کے ہاتھ اپنی کمر پر محسوس ہوئے

فا۔۔۔۔اپنے خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کر کہ سرگوشی میں فاطین کو" پکارا

عنان کی گردن پر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑ کر فاطین نے نظریں اٹھا کر ——گھرے گھرے سانس بھرتی عنان کو دیکھا

جس کا چہرہ خون چھلکانے کو تیار تھا

آنکھوں میں چند پل کی قربت کے باعث سرخ ڈورے بن چکے تھے

مخمور نظروں سے عنان کے دلکش نقوش کو دیکھتے فاطین نے اپنا ہاتھ عنان کے چہرے اور گردن کے درمیان رکھ کر انگھوٹھے سے گردن پر دیے گئے اپنے نشانوں کو سہلایا

خوبصورت تو تم مجھے ہمیشہ لگتی ہوں——لیکن اس وقت پور پور "

میرے لیے اس رنگ میں سجی——جان لیوا حد تک خوبصورت لگ رہی ہو——عنان کے ہونٹوں پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتے ہوئے کہا تو عنان نے اپنی سانس تک روک لی

اپنے لبوں پر فاطین کا شدت بھرا لمس محسوس کر کہ پورے جسم میں کپکپاہٹ طاری ہو گئی

اپنے منہ زور جزبات پر بندھ باندھ کر فاطین نے ٹرے عنان کی طرف بڑھائی

کیونکہ رخصتی کے ٹائم سے کہہ رہی تھی کہ اسے بھوک لگی ہے کھانا تو کچھ فاطین نے بھی نہیں تھا

چاروں بھائیوں کی شادی تھی اور پھر لڑکی والوں کی طرف سے بھی سب ذمہ داری ان پر ہی تھی۔۔۔ مگر وہاں کی ٹینشن تب ختم ہوئی جب انہیں پتہ چلا وہاں سب ارحم کر چکا ہے۔۔۔ مگر پھر بھی اتنے کام تھے کہ ملازموں کے ہوتے ہوئے بھی وہ گھن چکر بنے ہوئے تھے

عنان کے ساتھ تھوڑا سا کھانا خود کھا کر واشروم فریش ہونے چلا گیا

جب واپس آیا تو عنان میڈم نے دوپٹہ اور جیولری وغیرہ اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی ہوئی تھی اور خود سونے کے لیے لیٹ چکی تھی

لائٹ آف کی تو کمرے میں کینڈل لائیٹس کی مدھم روشنی ہر سو پھیل گئی

بیڈ پر نیم دراز ہو کر عنان کی کمر میں بازو حائل کر کہ اپنی جانب کیا تو عنان نے نیند میں کسمکسا کر کروٹ بدلنی چاہی

یہ بہت بڑا ظلم ہے آن ــــ میرے لیے پور پور سج کر ــــ میرے "معصوم دل پر اپنے اس ہوش ربا حسن سے بجلیاں گرا کر ــــ میرے ہوش اڑا کر ــــ خود سو رہی ہو --- عنان پر جھک کر اپنے دونوں ہاتھ اس کے اطراف میں رکھ کر بوجھل مگر شکوے بھرے لہجے میں کہا تو

عنان نے اپنی نیند سے لبریز آنکھیں واہ کر کہ فاطین کو دیکھا جو آنکھوں میں محبت کا جہاں بسائے اسے ہی دیکھ رہا تھا

تبھی عنان نے اپنے بازو فاطین کی گردن پر باندھ کر اسے خود پر جھکایا

یہ ظلم نہیں ہو گا کہ تم اپنی بیوی کی نیند خراب کرو گے۔جو کہ صبح"

سے تھکی ہوئی ہے___ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بلیک

میل کیا تو فاطین نے عنان کی مدھم چلتی سانسوں میں گھری سانس بھر

کر اپنے تشنہ لب اس کے لبوں سے الجھا دیے

فاطین کی شدت پر عنان اسے خود میں بھینچتے اس کی شدتوں میں

ساتھ دینے لگی

کمرے کی معنی خیز خاموشی دونوں کی دھڑکنوں کے رقص میں گم

ہونے لگی

اپنے ہونٹوں پر اپنی جنگلی بیوی کے دانتوں کے تشدد کو محسوس کر کہ

فاطین کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ آئی___ فاطین نے اپنی شدتوں

میں اضافہ کیا تو عنان کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا

اپنے وجود پر حرکت کرتے فاطین کے ہاتھوں کے بے باک لمس پر
عنان کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی

فاطین کے کندھے پر مکے برسائے تو وہ ڈھیٹوں کی طرح ہستے ہوئے
پیچھے ہٹا

جبکہ دونوں کی سانسیں دھونکنی کی مانند چل رہی تھی

جبکہ عنان گہرے گہرے سانس بھر کر اپنی اتھل پتھل ہوئی سانسوں
کو ہموار کر رہی تھی

جبکہ فاطین عنان کے چہرے پر کھلے اپنی محبت کے ان گنت رنگوں کو
دیکھ رہا تھا

مائے ڈئیر وائف اب آپ اس کنڈیشن میں نہیں ہے کہ مجھے چیلنج کر "
سکے ـــــ کیونکہ اس کے انجام میں آپ کی نازک سی جان ہلکان
ہو گی ـــــ میں تو سرور اور --- عنان کے سراپے کے دلکش خدوخال پر

اپنی نگاہیں دوڑاتے فقرہ ادھورا چھوڑا تو عنان نے سٹپٹا کر فاطین کی آنکھوں پر ہاتھ رکھے

تمہارے وجود کی گہرائیوں سے روح تک اتر جاؤں گا" عنان کی ہتھیلی آنکھوں سے ہٹا کر اس پر اپنا لمس چھوڑتے جزبات سے بھاری ہوتی آواز میں کہا تو عنان کو اپنا چہرہ دہکتا ہوا محسوس ہوا

مجھے سچی میں نین--- عنان ابھی جملہ پورا کرتی کہ فاطین نے اس" کے ہونٹوں پر انگلی رکھ دی

ہششش ___ چینج کر آؤ پھر سو جانا ___ مسکراتے ہوئے عنان کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑتے کہا تو عنان نے مسکرا فاطین کو دیکھا

اور پھر اپنا بھاری کامدار لہنگا اٹھا کر ڈریسنگ روم میں چلی گئی

بھاری کامدار لہنگے سے آزاد اور فریش ہو کر آدھے گھنٹے بعد واشروم سے باہر آئی

جہاں فاطین اپنے دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھے چت لیٹا ہوا تھا۔۔۔۔۔

عنان کو مسکرا کر دیکھا اور اپنا ہاتھ عنان کی جانب بڑھایا

جس پر عنان نے مسکرا کر اپنا ہاتھ رکھا تو فاطین نے نرمی سے اسے

کھینچ کر اپنے حصار میں لے لیا

جتنی تھکن اور نیند ہے آج اتار لو۔۔۔۔ کیونکہ کل میں اپنی تھکن"

تمہارے وجود پر ہی اتارنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔۔۔۔ کل نا کسی نیند کا نا

بھوک کا کائی بہانہ کام نہیں آئے گا" عنان کے کان کی لو کو دانتوں تلے

دباتے ہوئے کہا تو عنان نے سسکی بھر کر فاطین کو دیکھا

جو شوخ نظروں سے عنان کو ہی دیکھ رہا تھا جس پر عنان نے اپنا چہرہ

فاطین کے سینے میں چھپا کر اس کی معنی خیز نظروں سے بچنے کی کوشش

کی" تو عنان کی اس حرکت پر فاطین کے ہونٹوں پر ایک خوبصورت

مسکراہٹ اپنی چھب دکھا گئی

دانیال جیسے ہی روم میں آیا تو روم کا بگڑا نقشہ دیکھ ماتھے پر بے شمار بل پڑے

جبکہ نبال آرام دہ سوٹ پہنے ڈریسنگ کے سامنے بیٹھی ہاتھوں پر لوشن لگا رہی تھی

ایک نظر دانیال کو دیکھ کر دوبارا اپنے کام میں مصروف ہو گئ

کتنی بار دانیال کو منانے کی کوشش کی تھی ہر بار پور پور سج کر اس کے قریب گئ---اس کے بے جا فرمائشوں کو پورا کیا

جب وہ اس کی شدتوں کو اپنے نازک وجود پر جھیل کر نڈھال ہو کر اس کی پناہوں میں سمٹتی تھی تو لارڈ صاحب کو اپنی منمانیاں یاد کرنے کے بعد یاد آتا تھا کہ وہ ابھی بھی ناراض ہے---آج لپ اسٹک ٹھیک نہیں لگی تھی---آج لائنر ٹھیک نہیں تھا---اج ساڑھی کیوں پہنی---اج

میرا لہنگے میں دیکھنے کا دل تھا۔۔۔اج نائٹ پہننی تھی ۔۔۔اس رنگ کی کیوں نہیں پہنی۔۔۔جس پر نبال دانت کچکچا کر رہ جاتی

پھر جب ہمت کر کہ پوچھ لیتی کہ قریب کیوں آئے تو۔۔۔بالوں میں" ہاتھ پھیر کر معصومیت سے جواب دیا جاتا۔۔۔اپنی محبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر۔۔اور لارڈ صاحب اپنی بیوی کا دل نہیں توڑنا چاہتے۔۔۔اور ویسے بھی بیوی کو اس کا حق دینا شوہر کا فرض ہے۔۔۔جس پر نبال کا دل کرتا اپنا سر دیوار میں مار دے۔۔۔اتنے دنوں میں نا جانے کتنی بار وہ اپنی اس زبان کو کوس چکی تھی۔۔۔جو دانیال راجپوت کہ سامنے قینچی کی "۔۔۔طرح چلی تھی

اسی لیے نبال نے آج دانیال کے آنے سے پہلے ہی چینج کر لیا۔۔۔کیونکہ کہنا تو لارڈ صاحب نے وہی تھا

چیلنج کیسے کیا تم نے "نبال کو بازو سے پکڑ کر اپنے روبرو کرتے دبے

دبے لہجے میں غرا کر کہا تو نبال نے طنزیہ نظروں سے دانیال کو دیکھا

جیسے سبھی چیلنج کرتے ہیں ویسے ہی "نبال نے کندھے آچکا کر کہا تو"

دانیال نے دانت پیس کر اسے دیکھا

ایسی کی تیسی تمہارے سبھی کی ـــ ابھی جاؤاور پہن کر آؤ ـــ اور "

ویسے ہی ہونٹوں پر ریڈ لپ اسٹک لگاؤ ـــ اور وہ جو مکارا لگاتے ہے ـــ وہ

بھی لگاؤ "ـــ اپنے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کرتے نبال کو سخت

لہجے میں کہا تو نبال نے ہونکوں کی طرح منہ کھولے دانیال کو دیکھا

مکارا نہیں مسکارا ہوتا ہے وہ ـــ اور میں نہیں جا رہی "نبال نے ہاتھ "

جھلاتے ہوئے کہا اور اپنا رخ دوبارا شیشے کی جانب کر لیا

واٹ ایور ـــ لیکن مجھے تمہاری آنکھوں پر وہ چاہیے ـــ اور میں نے "

پوچھا نہیں بتایا ہے کہ تم جا رہی ہو ـــ بیس منٹ میں جلدی سے ریڈی

ہو کر واپس آؤ"۔۔۔۔اپنے دونوں ہاتھ نبال کے کندھوں پر رکھتے ہوئے کہا

وہ اسے کیسے بتاتا کہ نازک گلاب کی پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں پر جب وہ" ریڈ لپ اسٹک لگا کر دانیال کی طرف دیکھتی ہے تو اس کے ہونٹوں سے نظریں چرانا دانیال راجپوت کے لیے کتنا مشکل ہو جاتا ہے۔۔۔۔اور جب وہ اپنی لمبی گھنی پلکوں پر مسکارا لگاتی ہے تو خمدار پلکوں کی نوک پر دانیال راجپوت کو اپنا دل اٹکتا محسوس ہوتا ہے۔۔۔۔

وہ اسے کیسے بتاتا کہ جب وہ دلہن بنی اس کی طرف بڑھی رہی تھی تو دانیال راجپوت ساری دُنیا کو فراموش کیے اس کے دلکش سراپے میں کھو چکا تھا

رخصتی تک اپنے بے قابو دل اور دید کو ترستی نگاہوں کو اس کے چہرے سے دور رکھا۔۔۔۔ورنہ دل پر جبر کرنا محال ہو جاتا اور پھر دانیال راجپوت

شاید کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر اپنی بیوی کو اٹھا لے جاتا—— مگر اس کے
"انتظار کا یہ صلہ ملا کہ میڈم چینج کر چکی تھی

اس کی ضرورت نہیں دانی—— پھر آپ کو مجبور ہو کر میرا حق دینا"

پڑے گا—— آپ تو مجھ سے ناراض ہے میں اب خود کو بار بار آپ پر

مسلط نہیں کرنا چاہتی "معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے دکھی لہجے

میں کہا تو دانیال نے گہری سانس بھر کر نبال کو دیکھا

فضول مت بولو کوئی مسلط نہیں ہو رہی تم مجھ پہ—— اور جب مجھے حق "

دینے میں مسئلہ نہیں تو پھر—— اب جاؤ یار جلدی پہن کر آو—— اپنے

"دائیں ہاتھ سے ماتھے کو مسلتے ہوئے سخت لہجے میں کہا

اس بات کا کہاں گماں تھا کہ اپنا مزاق خود پر اس طرح سے بھاری پڑ

جائیں گا

نہیں دانی میں نے آج فیصلہ کر لیا ہے ــــ میں ایسے ہی آپ پر مسلط"
ہوتی رہی تو جلد یا بدیر آپ کا دل بھر جائیں گا مجھ سے "ــــ نبال نے
روانی میں منہ میں جو آیا کہہ تو دیا مگر اس بات سے دانیال کو اپنے دماغ کی
شریانیں پھٹتی ہوئیں محسوس ہوئی
یہ کیا بکواس تھی ــــ دوبارا ایسی گھٹیا بات سوچی بھی تو منہ توڑ دوں"
گا ــــ دل ان سے بھرتے ہے جو وقت گزاری کے لیے دل میں بستی
ہیں ــــ اور یہاں تو دل بھی تمہارا دل والا بھی اور دھڑکنیں بھی ــــ
تمہارے بعد تو صرف اپنی اولاد کی گنجائش بچتی ہے اس دل میں" نبال
کو اپنی سخت گرفت میں لیتے ہوئے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تو
نبال نے اپنی شہد رنگ آنکھوں سے دانیال کی گہری بولتی آنکھوں میں
دیکھا

اب محبت یاد آرہی ہے اور جو اتنے دن مجھے تنگ کیا—— کتنا ستایا ہے"

آپ نے مجھے دانی—— نم لہجے میں شکوہ کیا تو دانیال نے جھک کر اپنے

لب نبال کی آنکھوں پر رکھے

اور اسے سمجھنے کا موقع دیے بغیر بانہوں میں بھر کر قدم بیڈ کی جانب

بڑھائے

تم ویٹ کرو پھر آ کر بتاتا ہوں کہ کس نے کسے تنگ کیا" اپنی شیروانی"

اتارتے ہوئے نبال کو دیکھ کر آنکھ دبائی تو نبال کے چہرے پر پل میں

گلال بکھرا

ابھی دانیال پلٹتا کہ نبال نے جھٹ سے اٹھ کر اس کا ہاتھ تھام کر اپنی

جانب کھینچا جس پر دانیال اپنا توازن برقرار نا رکھ سکا اور نبال کے ساتھ

بیڈ پر گرا

اس اچانک افتاد پر نبال بھی حق دق رہ گئی مگر جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا

کیا ہوا پری "ابھی دانیال کچھ شوخ جملہ کستا مگر اس سے پہلے ہی نبال کی "نم آنکھیں دیکھ سنجیدہ ہوا

دانی مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے —— جیسے کچھ بہت غلط ہونے والا ہے —— "پلیز مجھ سے دور مت جائے — نبال نے روتے ہوئے کہا تو ایک پل کو دانیال بھی گڑ بڑا گیا

ہے نبال ادھر دیکھو جان کچھ نہیں ہوتا —— سب ٹھیک ہے —— میں "یہی ہوں تمہارے پاس —— نبال کو اپنے حصار میں لیتے نرم لہجے میں کہا تو نبال نے نم آنکھوں سے دانیال کو دیکھا جس پر دانیال نے جھک کر اپنا لمس چھوڑا

ہاتھ بڑھا کر لائٹ آف کی اور کھینچ کر کمفرٹر سے دونوں کے وجود کو ڈھانپہ

تمہاری آنکھوں میں آج کے بعد بلاوجہ کے ڈر کی وجہ سے آنسو نا"
دیکھو میں ـــــ نبال پر اپنی گرفت سخت کرتے تنبیہ لہجے میں کہا تو نبال
نے اپنا چہرہ دانیال کی گردن میں چھپا کر اپنی آنکھیں موند لی
اپنی گردن پر نمی محسوس کر کہ دانیال نے سختی سے لب بھینچے
"دانیال کی کسی بات کا نبال پر اثر ہو جائے ایسا ہو ہی نہیں سکتا"
نبال اگر تم نہیں چاہتی کہ یہ ڈر کہ وجہ سے بہنے والے آنسو میرے "
شدتوں پر نا بہنے لگے تو چپ چاپ سو جاؤ ـــ ورنہ پھر تمہارا رونہ بھی کام
نہیں آئے گا ـــــ سخت لہجے میں غرا کر کہا تو
نبال نے جلدی سے اپنے آنسو پونچھے ـــــ جس دانیال کی گھنی مونچھوں
تلے عنابی لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی
بسام کبھی معصوم شکل بنا کر مائسہ کو دیکھتا اور کبھی سامنے لیپ ٹاپ پر
چلتی مووی کو

کل وہ چھپ چھپا کر مائسہ کے روم میں پہنچنے میں کامیاب ہو ہی گیا تھا

مگر وہ اس وقت مووی دیکھ رہی تھی

جسے بسام نے یہ کہہ کر بند کروا دیا تھا

کہ وہ کل اسے مووی دیکھنے سے نہیں روکے گا

بلکہ اس کے ساتھ بیٹھ کر وہ بھی دیکھے گا

اور آج وہ اتنی محنت سے اپنی بیوی سے ملنے آیا ہے تو بیوی کو بھی چاہیئے

کہ وہ سب کچھ چھوڑ کر شوہر کی خدمت کریں

جس پر مائسہ نے گھور کر بسام کو دیکھا

مگر اس کی گھوریوں کو بنا کسی خاطر میں لائے

بسام راجپوت اپنی منمانیوں پر اتر آیا

اور آج اپنی بیوی کو مووی دیکھتا دیکھ

اپنی کل والی حرکت پر رہ رہ کر تپ چڑھ رہی تھی

"یار مائسہ کل دیکھ لینا"——اپنے ہاتھ مائسہ کی کمر کے گرد لپیٹ کر" تھوڑی مائسہ کے کندھے پر ٹکا کر رونی شکل بنا کر کہا

تو مائسہ نے سرد نظروں سے بسام کو دیکھا

اس مووی کے لیے میں نے اتنا ویٹ کیا——کب سے ریلیز ہوئی ہے" لیکن مجھے ٹائم ہی نہیں ملا دیکھنے کا اور اگر کل دیکھنے لگی تھی تو آپ ٹپک پڑے-مائسہ نے ہاتھ جھلاتے ہوئے کہا

تو بسام نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہونٹوں سے لگایا

کوئی رومینٹک مووی ہوتی تو میں بھی تمہارے ساتھ خوشی سے" دیکھتا——لیکن کیا اب اپنی ویڈنگ نائٹ پہ اپنی بیوی کے ساتھ یہ ایکشن مووی دیکھو"——بسام نے سکرین پر چلتی مار دھاڑ کو دیکھ کر کہا جسے مائسہ پوری دلجمعی سے دیکھنے میں مصروف تھی

یہی تو پتہ نہیں آپ کو بسام ـــــ یہ مار دھاڑ کرتے اتنا ڈیشنگ لگ رہا"

ہے تو رومینس کرتے کتنا پیارا لگے گا" ـــــ سکرین پر ہیرو کے چہرے پر

انگلی پھیرتے ہوئے کہا

تو بسام کو جلن سے اپنے رگ و پے میں شرارے پھوٹتے محسوس ہوئے

جبکہ مائسہ بے دیہانی میں شاید کچھ زیادہ ہی تعریف کر چکی تھی

جس کا اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا

ہیروں کی پھٹتی شرٹ اور مائسہ کی کھلی آنکھوں کو دیکھ بسام ایک ہی

جھٹکے میں بیڈ سے اٹھا

اور مائسہ کا بازو پکڑ کر رخ اپنی جانب کیا

جس پر مائسہ نا سمجھی سے بسام کو دیکھ رہی تھی

تمہارا ہیرو میں ہوں ـــــ مجھے تو ایسے کبھی نہیں دیکھا ـ جیسے پچھلے"

چالیس منٹ سے اس کمینے کو دیکھ رہی ہو ـــــ اور اس سے زیادہ بہادر

ہوں میں ——اور باڈی بھی اس سے اچھی ہے ——اپنا سفید کرتا اتار کر ماٸسہ کے چہرے پر پھینکتے ہوئے کہا تو ماٸسہ نے بامشکل اپنی مسکراہٹ چھپائی

اب مسکرا کیوں رہی ہو" ماٸسہ کے بال اپنی مٹھی میں بھرتے ہوئے" کہا تو ماٸسہ نے مدھم قہقہہ لگایا

اپنے ہیرو کو اپنے اس ہیرو سے جلتے ہوئے دیکھ ہنسی آ رہی ہے "——" ماٸسہ نے ایک نظر بسام کو دیکھ سکرین کی طرف اشارہ کیا

جسٹ شیٹ نا میں ہیرو ہوں نا یہ ——میں تمہارا شوہر ہوں —شوہر" مطلب تمہارا سب کچھ ——اب اگر تم نے اسے دیکھا تو مجھ سے برا کوئی ——"نہیں

ماٸسہ کے چہرے پر اپنی دہکتی سانسوں کو چھوڑتے ہوئے کہا تو ماٸسہ نے جلدی سے اثبات میں سر ہلا دیا

مائسہ کی من موہنی صورت سی نظریں ہٹا کر لیپ ٹاپ کو بند کیا اور اسے سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر مائسہ کی جانب متوجہ ہوا

جو آنکھوں میں محبت کے دیپ جلائے بسام کو ہی دیکھ رہی تھی

"زیادہ پیار الگ رہا ہوں کیا" مائسہ کی کمر میں بازو حائل کر کہ اسے خود میں بھینچتے ہوئے مسکرا کر کہا

تو مائسہ نے بنا پلک جھپکائے اثبات میں سر ہلا یا

"میرا دل چاہ رہا ہے کہ میں آپ کو ایسے محبت سے دیکھتی رہوں پھر پتا نہیں دیکھ سکوں یا نا—بسام کے چہرے پر اپنی مخروطی انگلیوں کو پھیرتے ہوئے کھوئے لہجے میں کہا

تو بسام کے ہونٹوں پر مبہم سی مسکراہٹ آئی

اور تمہارے ایسے دیکھنے سے جو میرے دل میں ہلچل ہو رہی ہے"

وہ"—— پیچھے کو بیڈ پر گرتے ہوئے کہا تو مائسہ نے سنجیدہ نظروں سے

بسام کے وجیہہ چہرے کو دیکھا

کشادہ پیشانی پر بکھرے بال، دمکتی رنگت، بھوری چمکتی آنکھیں جن کی

گہرائی سمندر کو مات دے سکتی تھیں۔۔ چوڑے مضبوط شانے کشادہ

سینہ—— مائسہ کا دل ایک دم سے دھڑکا

جبکہ بسام اپنے سینے پر جھکی آہنی بیوی کو آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھیں

مارتا سمندر لیے دیکھ رہا تھا—— جو پور پور اورنج اور گولڈن رنگ کے

لہنگے میں سجی—— بسام راجپوت کو چاروں خانے چت کر رہی تھی

اپنا حنائی ہاتھ بڑھا کر بسام کے چہرے پر پھیرا تو بسام کو اپنے رگ و پے

میں سکون سرائیت کرتا محسوس ہوا

جبکہ کمرے کی معنی خیز خاموشی میں مائسہ کی چوڑیوں کی کھنک سے

ارتعاش پیدا ہوا

جس سے بسام کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ رقص کرنے لگی

مائسہ نے بے ساختہ جھک کر اپنے لب بسام کی آنکھوں پر ثبت کیے تو

بسام نے اپنی گرفت مائسہ کی کمر پر سخت کر کہ اسے خود میں بھینچ لیا

اپنے چہرے پر جابجا مائسہ کے نرم ہونٹوں کا نرم لمس محسوس کرتے

بسام کو اپنی روح تک سرشاری محسوس ہوئی

اپنے چہرے پر مائسہ کی تیز چلتی سانسوں کو محسوس کر کہ بسام نے اپنی

آنکھیں کھولیں تو نظریں خود پر جھکی مائسہ کی بند آنکھوں سے ٹکرائی جو

اپنا سر بسام کے سر سے ٹکائے

گہرے سانس لے رہی تھی

بسام نے ہاتھ بڑھا کر لائٹ بند کی اور کروٹ بدل کر مائسہ پر جھک آیا

سرکتی رات کے ساتھ دونوں ایک دوسرے کی قربت میں بہکتے چلے گئے

کبھی مائسہ کی محبت اور دیوانگی بسام راجپوت کو حیران کرتی اور کبھی بسام کی شدتوں پر مائسہ کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوتی

وہ سب ایک دوسرے کی قربت میں دنیا بھلائے ہوئے تھے—— مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ دنیا والوں کی چالیں ہی انہیں پھر سر دور کرنے والی ہے - یہ قربتیں یہ محبتیں بس یہی تک تھی —— اب تو ہجر تھا—— قربتوں کے بعد یہ ہجر بہت جان لیوا ثابت ہونے والا تھا

انصار صاحب دروازا کھول کر جیسے ہی اندر داخل ہوئے تو گھپ اندھیرے نے ان کا استقبال کیا

ہاتھ بڑھا کر لائٹ اون کی تو نظریں بیڈ کے نیچے سر جھکائے بیٹھے اپنے بیٹے پر گئیں

تو انصار صاحب کو لگا کسی نے ان کا دل اپنی مٹھی میں دبوچ لیا ہو

اپنی تکلیف چھپا کر مضبوط قدم لیتے ارحم کے قریب جا کر بیٹھے

کب تک اس آگ میں جلتے رہو گے --- جو تمہیں تو جلا ہی رہی ہے ـــــ مگر اس کی تپش ہمیں بھی تکلیف دے رہی ہے" انصار صاحب کے کہنے پر ارحم نے اپنی سرخ انگارا ہوتی آنکھیں اٹھا کر ان کی طرف دیکھا

جسے دیکھ انصار صاحب نے سختی سے اپنے لب بھینچے

وہاں وہ بچاری بچیاں بھائی بھائی کر رہی تھی ـــــ اپنی شادی کی فکر چھوڑ" لہنگے سنبھالے تمہیں ڈھونڈ رہی تھیں ـــــ کتنی کالز کی ـــــ جب بھائی

بن ہی گئے تھے تو رخصتی کے وقت بھی وہاں رہتے —— انصار صاحب

نے بات بدلنے کو گرج کر کہا تو

ارحم کے ہونٹوں پر زخمی مسکراہٹ آئی

"یہی دیکھنا چاہتا تھا میں کہ جب وہ پور پور کسی اور کے لیے سجی ہو گی ——

کسی اور کا انتظار کر رہی ہو گی —— تو کیا اسے میری غیر موجودگی کا احساس

ہوا ہو گا —— لیکن جب وہ اپنے پہلو میں بیٹھے شوہر کو چھوڑ کر مجھے تلاش

کر رہی تھی —— تو مجھے لگا میری محبت چاہے کسی بھی روپ میں سہی مگر

اس کے دل میں موجود تو ہے نا"

ارحم نے زخمی مسکراہٹ سے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنا سر بیڈ کی پائنتی

سے ٹکا دیا

"اسے بھول جاؤ بیٹا —— اب بیوی بن گئی ہے وہ کسی کی —— کل کو ان کی

اپنی فیملی ہو گی" —— ایک نا ایک دن یہ اذیت بھی ختم ہو جائے گی

انصار صاحب کے کہنے پر ارحم نے آنکھیں مونددے نفی میں سر ہلایا

نہیں بھلائی جاتی۔ بھلائی ہی تو نہیں جاتی "گہری سانس بھر کر بے بسی"

سے بھرے لہجے میں کہا—— سرخ آنکھوں سے بے ساختہ آنسوں بہنے

لگے

جس دن سے معلوم ہوا تھا کہ وہ کسی اور سے منسوب ہے۔اس کا دل"

کسی اور کے لیے دھڑکتا ہے—— تب سے ارحم انصاری نے اسے

بھولنے کی دعائیں کی ہیں—— اتنی تو اسے پانے کے لیے نہیں کی

تھیں—— جتنی اس کی محبت کو اسے بھلانے کے لیے کی ہیں—— مگر وہ

"نہیں بھولتی

بہتے آنسوؤں کی پرواہ کیے بغیر نم لہجے میں سر جھکائے جواب دیا تو

انصاری صاحب نے زمین پر گرتے اپنے جوان بیٹے کے آنسوؤں کو

دیکھا

مگر وہ رخصت ہوئی تو دل میں عجیب سا سکون ہو گیا—اور یہی سکون مجھے مار بھی رہا ہے—مجھے تو تڑپنا چاہئے میری محبت اس وقت کسی اور کے— سختی سے لب بھینچ کر فقرہ ادھورا چھوڑا

مگر آپ کو ایک بات بتاؤ بابا- وہ جب آج حسام کے ساتھ کھڑی تھی تو" مجھے بس برا لگ رہا تھا کہ وہ میرے علاوہ کسی اور کے ساتھ کیوں ہے— لیکن تکلیف نہیں ہوئی نا جلن نا حسد—دل کو جیسے سکون مل رہا تھا- ایسا محسوس ہو رہا تھا-- حسام راجپوت اس کے مجھ تک آنے کا ایک راستہ ہے—جہاں سے اسے گزرنا ہی ہے—منزل تو اس کی میں ہی ہوں—

وہ جس بھی راستے سے گزر کر میرے پاس آئے—مجھے تو اس کے خود تک آنے سے عشق ہے جس راستے سے بھی گزر کر آئیں گی-- وہ راستہ مجھے اپنی جان سے بھی عزیز ہے--

جب وہ رخصت ہو کر اس گھر میں داخل ہوئی ـــــ تو میرے دل کی عجیب سی کیفیت تھی جیسے وہ حسام راجپوت کی دسترس میں نہیں گئی ـــــ بلکہ میری زندگی کے دائرے میں داخل ہونے والی ہے ـــــ میرا دل عجیب طرح سے دھڑک رہا تھا ـــــ مجھے خوشی محسوس ہو رہی تھی ـــــ جنونی لہجے میں کہتا وہ انصار صاحب کو ساکت کر گیا

وہ اسے سمجھانا چاہتے تھے ـــــ مگر زبان گنگ تھی ـــــ حواس جیسے ان" کا ساتھ چھوڑ رہے تھے --- ارحم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے تو نظریں بیڈ کے اوپر دیوار پر لگی

حیام کی مسکراتی ہوئی تصویر پر جا کر ایک بار پھر ساکت ہو گئی

وہ شاید ہستے ہوئے آگے بڑھ رہی تھی کہ کسی کی آواز پر مسکراتی ہوئی پلٹی تھی ہوا کی دوش پر لہراتے بال چہرے پر بکھرے ہوئے تھے

اور یہ تصویر جیسے اس کی لاعلمی میں بنائی گئی تھی

اپنے بے جان ہوتے وجود کو بامشکل گھسیٹتے ہوئے وہ باہر لائے

جبکہ ان کے جانے کے بعد ارحم نے بیڈ کے نیچے چھپائی حیام کی تصویر باہر نکالی

جہاں وہ دونوں بیٹھے پینٹنگ کر رہے تھے اور حیام کی مسکراتی نظریں ارحم کے چہرے پر تھیں جہاں حیام کی رنگی انگلیوں کے نشان تھے

جبکہ ارحم کے چہرے کے تاثرات جھنجھلائے ہوئے لگ رہے تھے

تصویر پر ہاتھ پھیرتے ارحم کے ہونٹوں پر مبہم سی زخمی مسکراہٹ آن ٹھہری

میری زندگی "——تم ہی بتاؤ زندگی کو بھلا کر زندگی کو بھلا کیسے جیا جا سکتا ہے" حیام کے نقوش کو انگلی کے پوروں سے چھوتے سرگوشی میں پوچھا

پلکوں کی بار توڑتے کئی آنسوں حیام کے مسکراتے چہرے پر گرے جنہیں ارحم نے جلدی سے اپنی شرٹ سے صاف کیا

آج ان کا ولیمہ تھا خوشیاں چار سو بکھری ہوئی تھی

حیام لوگوں کو پارلر سے لا کر باہر اسٹیج پر بٹھا دیا گیا تھا

جہاں حیام بے بی پنک کلر کی میکسی پہنے لائٹ سی ڈائمنڈ جیولری پہنیں ہوئے تھیں ۔۔۔ جبکہ عنان لائٹ پیچ کلر میں ۔۔۔ نبال سکائے بلیو کلر اور جبکہ مائسہ گرے کلر کی میسکی پہنے چہرے پر بسام کی قربتوں کے ہزاروں رنگ سجائے سر جھکائے بیٹھی تھی

مجال ہے جو اس شخص کو میری ذرا فکر ہو ۔۔۔ بھوک سے برا حال ہے " مگر نہیں ۔۔۔ اپنے اسٹاف سے فرصت ملے تو پھر ہی نا ۔۔۔ اور دلہے

آئے نہیں دلہنوں کو پہلے بٹھا دیا۔۔۔نانی بھی نا" عنان نے جھنجھلاتے

ہوئے کہا

تو مائسہ اور نبال نے اپنا سر جھٹکا

جبکہ حیام کی نظریں وہاں داخل ہوتے ارحم سے ٹکرائی

اور اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی جانب بڑھی

جو گرے کلر کے پینٹ کوٹ میں سنجیدہ تاثرات سجائے کسی بھی لڑکی کا

دل دھڑکا سکتا تھا

مگر جس دل کے لیے اس کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوتی تھی وہ دل تو"

"کسی اور کے نام کی مالا جپتا ہے

کہاں تھے تم ذرا بھی احساس ہے تمہیں ارحم کل ہم نے کتنا انتظار کیا"

تمہارا" بازو سے پکڑ کر ارحم کا رخ اپنی جانب کرتے ہوئے غصے سے کہا

تو اپنی بازو پر حیام کا نرم لمس محسوس کر کہ ___ حیام کے وجود سے اٹھتی

دلکش خوشبو کو اپنے اتنے قریب محسوس کر کہ ارحم نے بے ساختہ قدم

پیچھے لیے بے ترتیب ہوئی دھڑکنوں کو ڈپٹا

نظریں حیام کے چہرے سے ہٹا کر ارد گرد دوڑاتے ہوئے اپنے بالوں

میں ہاتھ پھیر کر مسکرایا

بس یار کل تھوڑی پی لی تھی تو کچھ ہوش نہیں رہا" بات بناتے ہوئے "

کہا تو حیام نے پھٹی آنکھوں سے ارحم کی جانب دیکھا

پی لی تھی" سرگوشی سے بھی کم آواز میں لفظ ادا ہوئے تو ارحم نے "

جبڑے بھینچ کر حیام کے نازک ہونٹوں کی جنبش کو دیکھا

خشک پڑتے حلق کو محسوس کر کہ کولڈ ڈرنک اٹھا کر اپنے لبوں سے

لگائی

"کم آن حیا۔۔۔اٹس ناٹ آ بیگ ڈیل عام ہے آج کل۔۔۔اپنے آپ کو لاپرواظاہر کرتے حیام کے دل کو زخمی کرتا چلا گیا

"یہ شخص حیام کا آئیڈیل تھا۔۔۔اس کی بہنوں کا ہیرو تھا۔۔۔اور وہ آج کہہ رہا تھا کہ یہ عام سی بات ہے۔۔۔حیام نے اپنے آنسو حلق میں اتار کر بامشکل اثبات میں سر ہلایا

"ٹھیک ہے عام سی بات ہے اگلی بار جب پیو تو مجھے بھی ساتھ پلانا۔۔۔جب ہر کام ساتھ کیا تو یہ بھی۔۔۔یا پھر میں کسی دن تمہیں ٹرائے کر کہ بتاؤ گی" حیام نے کندھے آچکا کر مسکراتے ہوئے کہا تو ارحم کے چہرے کا رنگ پل میں فق ہوا

پلٹتی ہوئی حیام کا بازو پکڑ کر بے ساختہ اسے اپنی جانب کھینچا جس پر حیام اپنا توازن نا برقرار رکھ سکی اور ارحم کے سینے سے ٹکرا گئی یہ حرکت بے ساختہ تھی ارحم نے تو ایسا سوچا بھی نہیں تھا

مگر اپنے سینے پر حیام کا نرم محسوس کر کہ ارحم کو اپنی دل میں ہلچل ہوتی محسوس ہوئی

بکواس کر رہا تھا میں —— نہیں پی تھی میں نے —— اور تمہیں بھی کچھ ٹرائے کرنے کی ضرورت نہیں آئی سمجھ" جھنجھلاتے ہوئے کہا تو حیام بھی کچھ دیر پہلے کی حرکت بھول کر مسکرا دی

"میری بہنیں اپنے لاڈلے اکلوتے بھائی کی راہ تک رہی ہیں اب جا کر انہیں اپنے رخِ روشن کا دیدار کروا دو" حیام نے خفگی بھرے لہجے میں کہا تو ارحم نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا کر قدم عنان لوگوں کی جانب بڑھائے

یہ بسام نہیں آیا ابھی تیار ہو کر مہمان آنا شروع ہو گئے

پھر کھانا بھی لگوانا ہے اور وہ دلہے میاں نظر ہی نہیں آرہے ـــــ

رضوان صاحب نے ان تینوں سے پوچھا

جو ایک ساتھ کھڑے انتظام دیکھ رہے تھے

وہ کہہ رہا تھا کہ اس کے سر میں درد ہے جب سٹیج پر جانا ہو تو اسے اٹھا"

دوں ـــــ ابھی میں جاتا ہوں اسے اٹھانے' دانیال نے بات بناتے ہوئے

کہا

اب انہیں کیا بتا کہ بے شرم انسان نے اپنے رتجگے کی رام لیلی سنا کر کہا

تھا کہ اسے کسی کام کے لیے نا اٹھایا جائے

تم رہنے دو میں خود دیکھ لیتا ہوں

تم بس دلہنوں کو اندر بھیج دو ـــــ ماں جی نے پتہ نہیں کیوں انہیں پہلے

باہر بٹھا دیا بچیاں بھی بیٹھ بیٹھ کر تھک گئی ہو گی

رضوان صاحب کی بات پر فاطین نے اثبات میں سر ہلایا

پانچ منٹ سے زیادہ کا وقت ہو گیا تھا رضوان صاحب کو دروازا ناک

کرتے مگر بسام تھا کہ دروازا ہی نہیں کھول رہا تھا

کیا ہوا بابا"مائسہ اور نبال جو فاطین کے کہنے پر اندر آئی تھی رضوان"

صاحب کی جانب بڑھی

بسام دروازا نہیں کھول رہا شاید تیار ہو رہا گا"رضوان صاحب نے"

مسکراتے ہوئے کہا تو مائسہ آگے بڑھی

تیار نہیں سو رہے ہو گے"مائسہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو رضوان"

صاحب نے مدھم قہقہہ لگایا

بسام دروازا کھولیں"مائسہ نے نرم آواز میں دروازا ناک کرتے ہوئے"

کہا

ابھی وہ دروازا دوبارا ناک کرتی کہ دروازا کھلتا چلا گیا

مائسہ کے خوبصورت ہونٹوں پر سجی دلکش مسکراہٹ تو تب سمٹی جب نظریں بیڈ پر اوندھے منہ شرٹ لیس لیٹے بسام پر گئی

تو دروازا کس نے کھولا

دھڑکتے دل کے ساتھ مائسہ اور اس کے پیچھے رضوان صاحب اور نبال جیسے ہی آگے بڑھنے لگے مگر دروازے کے پیچھے سے نمودار ہوتے فرح کے چہرے کو دیکھ ان کے پاؤں وہی زمین میں جکڑے گئے

یہ بات تو شاید وہ برداشت بھی کر جاتے مگر وہ بسام کی شرٹ پہنے جس کے اوپری دو بٹن کھلے ہونے کے باعث گردن کے نشان واضح ہو رہے تھے

ان کے پاؤں تلے سے زمین کھینچ لے گیا

مائسہ تو وہی گھٹنوں کے بل زمین پر گر گئی آنکھیں ساکت سی بسام کے وجود پر ٹکی ہوئی تھیں

تبھی پیچھے سے آتے حسام اور فاطین جو عنان کا ہاتھ تھامیں اندر آرہا تھا

ان سب کو دروازے کے باہر کھڑا دیکھ اس جانب بڑھے

مگر آگے کا منظر دیکھ انہیں لگا چھت اس نے سر پر آن گری ہو

جبکہ دانیال جو سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے نیچے آرہا تھا

وہ بھی انہیں دیکھ اسی طرف بڑھا

مگر اپنے سامنے فرح کو بسام کی شرٹ میں دیکھ شرمندگی سے اس کی نظریں جھک گئی

اور مائسہ کے پاس سے گزرتے ہوئے بسام کے پاس پہنچا اور اس ایک جھٹکے میں اٹھایا

بغیرت انسان یہ کیا حرکت کی ہے تم نے "بسام کے چہرے پر بے دریغ تھپڑ مارتے ہوئے چلا کر کہا

تو بسام نے نیند سے جاگ کر ایک دم سے دانیال کو دھکا دیا

اور نظریں جیسے ہی اپنے ارد گرد گھمائی تو کچھ سمجھ نہیں آیا

کہ تبھی ثناء وہاں آئی

اور فرح کے گلے لگ گئی

یہ سب کس نے کیا ہے فرح" ثناء نے روتے ہوئے کہا تو فرح بھی"

پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

جبکہ باقی سارے ساکت سے کھڑے تھے

ناحیام لوگوں میں ہمت تھی مائسہ کو اٹھا لیتی نا یہ کہ بسام کا گریبان پکڑ کر

سوال کرتی

میں بسام کو اٹھانے آئی تھی مگر اس نے زبردستی مجھے اندر کھینچ لیا"

میرے لاکھ احتجاج کے باوجود اس نے میرے ساتھ زبردستی کی——

جب میں نے اسے مائسہ کے بارے میں کہا تو کہنے لگا——اس کی غیرت

گوارا نہیں کرتی تھی اپنی منکوحہ کو چھوڑنے کی مگر وہ مجھ سے بھی شادی

کر لے گا میں نے پھر بھی —— پھوٹ پھوٹ کر روتی وہ مائسہ کا دل لہولہان کر گئی

بسام کے کچھ حواس بحال ہوئے تو خونخوار تیور لیے اس کی جانب بڑھا"

بکواس کر رہی ہے یہ مکار عورت میرا خدا گواہ ہے میں نے اسے چھوا"

تک نہیں —— یہ کب آئی مجھے کچھ نہیں پتا —— چال چل رہی ہے ——

بسام فرح کو جیسے ہی مارنے کو آگے بڑھا دانیال نے اس کھینچ کر پیچھے کیا

کوئی چال نہیں چل رہی میری بہن چال چلنی ہوتی تو حسام کے لیے چلتی جس سے پیار کرتی ہے تمہارے لیے کیوں چلتی ثناء کے چلا کر کہنے پر رضوان صاحب نے دروازے کو تھاما

کروائے میری بہن سے شادی اس دن تو بہت بہن بہن کر رہے تھے -"

--اج آپ کے بھائی نے میری بہن کی زندگی خراب کر دی ہے تو اب بن کے دکھائے بھائی

ثناء کے چلا کر کہنے پر حسام لوگوں نے اپنی مٹھیاں بھینچی اور دروازے کے بیچوں بیچ بیٹھی اپنی بہن کو دیکھا

جو ویران آنکھیں لیے زمین کو گھور رہی تھی

"مائسہ ادھر دیکھو یار ----- تمہیں لگتا ہے میں ----- میں تمہارا بسام ایسا کر سکتا ہے ----- بس ایک بار کہہ دو تمہیں مجھ پر یقین ہے ----- میں قسم سے اس لڑکی کو جان سے مار دوں گا ----- بس تم کہہ دو تمہیں مجھ پر یقین ہے"

گھٹنوں کے بل مائسہ کے سامنے بیٹھ کر اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے ہوئے کہا تو مائسہ نے بسام کے ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹا دیے چہرے پر اذیت سے بھری تلخ مسکراہٹ آئی

نکاح خواں کو بلاؤ ابھی نکاح ہو گا بسام اور فرح کا رضوان صاحب کی بات پر سب نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا

مہمانوں کو بھیج دیا گیا تھا اب لاونج میں ایک طرف حیام عنان نبال اور مائسہ بیٹھیں تھیں جبکہ دوسری جانب بسام دانیال فاطین اور حسام بیٹھے تھے

جبکہ دائیں جانب فرح اپنی بہن کے سینے لگی رونے میں مصروف تھی اور ایک طرف فردوس بیگم بیٹھی تھی جن کا بس نہیں چل رہا تھا کہ بسام کو جان سے مار دیتی

اتنے سال پہلے اس خاندان نے میری بیٹی کی زندگی تباہ کی اور آج" میری نواسیوں کی ــــ کہاں بھی تھا کہ طلاق کرواؤ ــــ دنیا میں لڑکے مر گئے تھے کیا

بس کرے ماں جی ــــ خاندان کی عزت کا سوال تھا" رضوان صاحب" نے جھنجھلاتے ہوئے کہا تو انہوں نے ہنکارہ بھرا

حیام لوگ مائسہ کی خاموشی کی وجہ سے چپ تھی

ایک بار یہاں جو وہ کر رہے تھے وہ چاہتی تھیں کر لے

اور جو وہ کرنے کا سوچ چکی تھیں ——وہ ان سب کو خون کے آنسوں رلانے والا تھا

حسام لوگوں نے نا جانے کیا بات کی تھیں کہ بسام نکاح کے لیے مان چکا تھا

اور پھر کچھ ہی پل میں فرح اس کی بیوی کے رتبے پر فائز ہو گئ

بسام کی سرخ بے تاب نظریں مائسہ کے چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں

جو اپنے ہاتھوں کو دیکھنے میں محو تھی

دل میں اس کی ناراضگی تکلیف کا سوچ کر آگ لگ رہی تھی

نبال بہن کا ہاتھ تھامو اور گھر چلو" رضوان صاحب کے کہنے پر نبال" نے اٹھ کر مائسہ کا ہاتھ تھاما

کہاں لے کر جا رہے ہیں میری بیوی کو" بسام اٹھ کر ایک ہی جست

میں رضوان صاحب کے سامنے کھڑا ہوا

برخوردار اب تمہاری بیوی وہ ہے ـــــ اب یہ صرف میری بیٹی"

ہے ـــــ اور اپنی بیٹی میں کسے بٹے ہوئے شخص کے حوالے نہیں کروں

گا" رضوان صاحب کے سخت لہجے پر بسام نے اپنے جبڑے بھینچے

نہیں ہے وہ میری بیوی ـــــ نہیں مانتا میں اس نکاح کو ـــــ بسام کے "

چلانے پر رضوان صاحب نے اسے تھپڑ مارا تو لاونج میں سناٹا سا چھا گیا

بیوی نہیں تھی تو میری بیٹی کی جگہ پر کیا کر رہی تھی ـــــ تمہارے گناہ"

کا پردہ رکھ لیا اس کا یہ مطلب نہیں اپنی بیٹی کو ملی تکلیف مجھے محسوس

نہیں ہو رہی ـــــ میرا ضبط مت آزماؤ یہ نا ہو تمہارے کیے کی سزا باقی

سب کو بھی ملے ـــــ رضوان صاحب گرجے تو حسام لوگوں نے ان کی

بات کا مطلب سمجھ کر تڑپ کر ان کی جانب دیکھا

چاچو پھر نبال کو کیوں لے جا رہے ہیں" دانیال نے بے بسی سے نبال" کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا تو انہوں نے جواب دیے بغیر قدم باہر کی جانب بڑھانا چاہے کہ تبھی داخلی دروازے سے ارحم تیز قدموں سے چلتا ہوا ان کی جانب آیا

مائسہ کی بکھری حالت سرخ آنکھیں دیکھ ارحم کو لگا کسی نے اس کے دل پر وار کیا ہو

حیام ہو نا ہو وہ اس کی بہنیں تھیں اس کی وحشتوں سے نکالنے والی ساتھی

مائسہ کو کندھوں سے تھام کر روکا تو تب سے رکے آنسو بھل بھل بہنے لگے

ہششش مائسہ مائے پرنسسز بھائی آگیا ہے ناسب ٹھیک کر دے گا آئی"

پرامس مائسہ کی پیٹھ سہلاتے ہوئے کہا اور اسے نرمی سے پیچھے کر کہ نبال

کو جانے کا اشارہ کیا

اور اپنے قدم فرح کی جانب بڑھائے جو صوفے پر ثناء سے لپٹی ہوئی تھی

بازو سے کھینچ کر اپنے سامنے کیا اور نا جانے کتنے ہی تھپڑ اس کے چہرے

پر رسید کیے

ثناء ہڑ بڑا کر اٹھی لیکن جیسے ہی ارحم کو روکنا چاہا تو ارحم نے اسے بھی رکھ

کر ایک تھپڑ رسید کیا

اتنے سالوں میں اپنی بہنوں کی آنکھوں میں کسی کی وجہ سے آنسو نہیں"

آنے دیے ـــــ اور جس کی وجہ سے آئیں اس وجہ کو ہی ختم کر دیا تھا ارحم

انصاری نے تو تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے بہن کے شوہر پر اپنی

گندی نگاہ ڈالنے کی فرح کی گردن ہاتھ میں دبوچتے ہوئے کہا

تو وہ مرنے کے قریب ہو گئی

"ارحم چھوڑ دو اسے پلیز ——جب مائسہ کا ہی بسام سے اب کوئی تعلق نہیں تو پھر جس کا بھی ہو ہمیں اس بات سے فرق نہیں پڑتا ——حیام نے نرمی سے ارحم کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا تو ارحم نے سمجھ کر اثبات میں سر ہلا یا

اور پھر حیام یا کسی کو بھی سمجھنے کا موقع دیے بغیر بسام پر ٹوٹ پڑا——

جس کے دوران خود بھی زخمی ہوا

سب نے مشکل سے جب چھڑایا

تو خونخوار نظروں سے بسام کو گھورا جو اپنے منہ سے نکلتا خون صاف کر رہا تھا

"یہ میری بہن کو دھوکا اور تکلیف دینے کے لیے——اب اگر تمہاری یہ منحوس شکل مجھے اپنی بہن کے ارد گرد بھی دکھی تو جان سے مار دوں

گا" عنان سے اپنا بازو جھٹکے سے چھڑواتے ہوئے قدم باہر کی جانب

بڑھائے

جبکہ دانیال لوگ وہی لاونج میں سر تھام کر بیٹھ گئے

لاونج میں اس وقت گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی

اس خاموشی کو عنان کے بیگ کی آواز نے توڑا جو لائٹ پیچ کلر کا لہنگا پہنے پور پور سجی سرخ متورم آنکھوں سے بیگ گھسیٹ کر وائٹ پیلس سے باہر جانے والی تھی

کہ تبھی فاطین ایک ہی جست میں اس تک پہنچا اور ہاتھ پکڑ کر عنان کو روکا

کہاں جا رہی ہو—— سخت لہجے حیرت سے استفسار کیا تو عنان نے آبرو آچکا کر فاطین کو دیکھا اور ایک ہی جھٹکے میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالا

اپنے گھر جا رہی ہوں——اور تمہیں بتانا ضروری نہیں سمجھتی"---"

عنان کے حد درجہ گستاخ لہجے پر فاطین نے مٹھیاں بھینچ کر اپنے اشتعال کو قابو کرنا چاہا

کس کی اجازت سے جارہی ہو"۔۔۔۔۔اب کی بار دبے دبے لہجے میں غرا"

کر کہا تو عنان نے بے ساختہ قدم پیچھے

لیے

اپنی مرضی سے اب ہٹو راستے سے "عنان نے دوبدو جواب دیا اور"

ہاتھ سے فاطین کو پیچھے ہٹنے کا بولا

تو فاطین نے وہی ہاتھ پکڑ کر عنان کی کمر سے لگا دیا

جس کے باعث عنان کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکلی

جبکہ لاؤنج کے صوفے پر سر گرائے بیٹھے دانیال اور حسام نے نظریں

اٹھا کر انہیں دیکھا اور تاسف سے سر ہلایا

اب تم صرف میری بیوی ہی نہیں ہونے والے بچے کی ماں بھی"

ہوں۔۔۔۔۔اور میں تمہیں بالکل اجازت نہیں دوں گا کہ تم میرے بچے کو

مجھ سے دور کرو ـــــ چہرے پر پتھریلے تاثرات سجائے سپاٹ لہجے میں

کہا تو عنان نے نم آنکھوں سے فاطین کی طرف دیکھا

جسے عنان کی نم آنکھیں دیکھ اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا

ابھی وہ عنان کے آنسوں صاف کرتا کے عنان نے ایک دھکے سے اسے

خود سے دور کیا

مجھے بھی کوئی شوق نہیں تمہاری اولاد کو اپنے پاس رکھنے کا جیسے ہی "

اس دنیا میں آگئی لے جانا ـــــ اگر پھر بھی اتنا انتظار مشکل ہے تو اپنی

ڈاکٹری لڑا کر خود پیدا کر لو ـــ عنان کے چلا کر کہنے پر دانیال اور حسام نے

فاطین کا ہونکو کی طرح کھلا منہ دیکھا جو اپنی بیوی کی گل افشانیوں پر اسے

کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا

کوئی اور وقت ہوتا تو شاید وہ اس بات پر فاطین کا ریکارڈ لگاتے مگر اس

وقت وہ خاموشی سے سر جھکا گئے

مگر عنان کی اگلی بات پر انہیں اپنے پاؤں سے زمین نکلتی محسوس ہوئی

اور اگر مسئلہ صرف اسی اولاد کا ہے تو میں اسے ہی ختم کر"---ابھی

عنان جملہ مکمل کرتی کہ فاطین کا ہاتھ بے ساختہ اٹھا اور عنان کے گال پر

اپنا نشان چھوڑتا چلا گیا

ابھی فاطین دوبارا اسے ہاتھ اٹھاتا کہ دانیال اور حسام ایک ہی جست

میں اس تک پہنچے

جبکہ عنان گال پر ہاتھ رکھے آنکھوں میں بے یقینی لیے فاطین کو دیکھ

رہی تھی

پاگل ہوگئے ہو ہاتھ کیوں اٹھایا" دانیال نے عنان کو اپنے حصار میں "

لیتے ہوئے دبے دبے لہجے میں غرا کر فاطین کو کہا

جو چہرے پر خونخوار تاثرات سجائے عنان کو دیکھ رہا تھا

کہ تبھی حسام نے آگے بڑھتے فاطین کو تھپڑ مار کر پیچھے دھکا دیا

صرف تمہاری بیوی ہی نہیں ——بہن بھی ہے ہماری ——دوبارا ہاتھ "
لگایا ——تو ہاتھ توڑ دوں گا تمہارا میں فاطین "آنکھوں میں آگ سی تپش
لیے فاطین کو وارن کیا تو اس نے سر جھٹکا
——"دانیال عنان کو اوپر اس کے روم میں چھوڑ کر آؤ"
حسام کے کہنے پر دانیال عنان کو تھامیں اوپر لے جانے لگا
جبکہ فاطین اپنے لال انگارا آنکھوں سے عنان کی پشت کو دیکھ رہا تھا
میرا ہاتھ اٹھانا نظر آگیا— مگر اس نے جو بکواس کی --تب کیا بہرے "
ہو گئے تھے سب -- ٹیبل کو ٹھوکر مارتے چلا کر کہا تو سیڑھیاں چڑھتی
عنان کو اپنے جسم میں سنسناہٹ سی ہوئی
پورا وجود فاطین کی دھاڑ پر کپکپا اٹھا

اگر اس نے میرے بچے کو ذرا سا بھی نقصان پہنچایا تو اپنے ہاتھوں "

سے اسے شوٹ کروں گا" کھا جانے والی نظروں سے عنان کو گھورتے

ہوئے کہا اور تن فن کرتا باہر نکلتا چلا گیا

کھڑکی سے کود کر ایک وجود کمرے میں داخل ہوا

جس کی آہٹ پر فرح ڈر کر اٹھ بیٹھی

اندھیرے میں صرف ہیولہ سا نظر آرہا تھا جو ہاتھ میں کچھ تھامیں اپنی

طرف بڑھتا ہوا دکھا

کک—کون ہو تم—بیڈ سے اتر کر اپنے قدم دروازے کی جانب

بڑھاتے ہوئے کہا

تو وہ وجود ایک ہی جست میں فرح تک پہنچا اور اسے بازو سے پکڑ کر بیڈ پر

دھکا دیا

اور کمرے کی لائٹس اون کی

کہ تبھی فرح نے پلٹ کر دیکھا اور اپنے سامنے خونخوار تیور لیے کھڑی

مائسہ کو دیکھ اپنا حلق خشک ہوتا محسوس ہوا

وہی جس کی ملکیت کو آج تم نے اپنے نام کیا ہے "اپنا پاؤں بیڈ کی"

پائنتی پر رکھتے ہوئے فرح کے چہرے پر سرد لہجے میں غرا کر کہا تو فرح

نے پیچھے کو کھسکنے کی کوشش کی

جسے مائسہ نے ناکام بنادیا

اور ایک ہی جھٹکے میں فرح کے ہاتھ اپنے قابو میں کر کہ اس کے منہ پر

ٹیپ لگائی اور کمر کے پیچھے ہاتھ باندھ کر نیچے زمین پر پٹکا

اپنی جیکٹ کی جیب سے آئل نکال کر ساتھ لائے ہوئے ڈنڈے پر لگانا

شروع کر دیا جسے دیکھ فرح کی دبی دبی چیخیں گونجی

پولیس والی کہ بہن ہونے کا یہ فائدہ ضرور ہے کہ آپ کو وہ زخم دینے "

آجاتے ہیں جو نظر تو نہیں آتے مگر ساری عمران کی اذیت اور تکلیف

محسوس ہوتی ہے "فرح کو دیکھ کر طنزیہ لہجے میں کہا

اور پھر بنا فرح کی سسکیوں اور رونے کی پرواہ کیے مائسہ نے اسے دھنک

کہ رکھ دیا

اگر کل تم مجھے اس کمرے میں دکھی تو جان سے ماردوں گی تمہیں---"

اور اندازہ تو ہو گیا ہو گا—— تمہیں جان سے مارنا میرے لیے کتنا آسان

ہے—— قانون——سچ کو بلند کرنے والی آواز اور عدالت کا انصاف

"تینوں میرے پاس میری بہنوں کے روپ میں موجود ہیں

ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا اور ایک ٹھوکر فرح کے گھٹنے پر مار کر

کھڑکی سے باہر آئی

ابھی مائسہ آگے بڑھتی کہ بسام نے بازو سے پکڑ کر دیوار کے ساتھ پن کیا اور اپنے دونوں ہاتھ مائسہ کے اطراف میں رکھے

وہ جو اس وقت کا نکلا تھوڑی دیر پہلے لوٹا تھا

تو راجپوت مینشن جانے لگا مگر مائسہ کو وہاں سے نکلتے ہوئے دیکھ دیوار کی اوٹ میں ہو گیا اور جب اسے کھڑکی پھلانگتے دیکھا

تو گہری سانس بھر کر اس کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگا

بھوری گہری آنکھوں کو نیلی جھیل سی آنکھوں میں گاڑھ کر اپنے دائیں ہاتھ سے مائسہ کا بایاں ہاتھ تھاما

"مجھے چھوڑ کر کیوں گئی مائسہ" نظریں اپنے ہاتھ میں موجود مائسہ کے ہاتھ پر ٹکاتے ہوئے سرد لہجے میں استفسار کیا تو مائسہ نے نم آنکھوں سے بسام کے جھکے سر کو دیکھا

میری جگہ کسی اور کیوں دی بسام "نم لہجے میں کہا تو بسام نے تڑپ کر" سر اٹھایا

میرے دل اور میری زندگی میں کوئی تمہاری جگہ نہیں لے سکتا"

مائسہ "مائسہ کے ہاتھ پر گرفت سخت کرتے ——اپنا سر مائسہ کے سر سے ٹکاتے --مائسہ کے چہرے پر اپنی آگ سی تپش لیے سانسوں کو چھوڑتے جذبات سے چور لہجے میں سر گوشی کی

بالکل اسی وجہ سے تو وہ پورے حق سے میرے کمرے میں بسی ہوئی" ہے "بسام کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے کہا

جس پر بسام نے ایک جھٹکا دے کر مائسہ کو اپنے قریب کیا اور مائسہ کے دونوں ہاتھوں کو اپنی پیٹھ پر باندھ کر اسے اپنے حصار میں لیا

تمہیں بھی لگ رہا ہے کہ میں نے اسے کمرے میں بلایا- یا جو بھی اس"
نے بکواس کی وہ تمہیں سچ لگ رہی ہے"اپنے ایک ایک لفظ پر زور دے
کر بسام نے پوچھا تو مائسہ کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ آئی
بسام کا حصار توڑ کر دو قدم کے فاصلے پر کھڑی ہوئی
وہ تمہارے کمرے میں—— تمہاری شرٹ پہنے کھڑی تھی تو اس کی"
سزا دے چکی ہوں میں اسے——اب بھاڑ میں جائیں وہ میری بلا سے مگر
مجھے صرف اس بات کا جواب دو---وہ تمہارے نکاح میں کیا کر رہی
ہے—— تم پر تمہارے وجود پر-- تمہاری آتی جاتی سانسوں پر اور
تمہارے نام تک پر صرف اور صرف میرا حق تھا تو اسے کیوں دیا——
بسام کا گریبان پکڑ کر روتے ہوئے چلا کر کہا تو بسام نے بے بسی سے
مائسہ کو دیکھا

میرا نصیب ــــــ میری محبت اٹھا کر اس کی جھولی میں ڈال دی اور مجھ "

سے پوچھ رہے ہو کہ مجھے کیا سچ لگ رہا ہے کیا جھوٹ ــــــ کیا کروں میں

اس یقین کا ــــــ یہ یقین کیا تمہیں مکمل میرا بنا دے گا ــ نہیں نا ــــــ اب

تو تم اس کے بھی ہو ــــــ اب تو وہ بھی تمہاری حقدار بن گئی بسام ــــــ

میں کیا کروں ــــــ میری محبت میرا امان سب خاک ہو گیا ــــــ دیوار

سے ٹیک لگائے سسکتے ہوئے نیچے بیٹھتی چلی گئی

بسام نے اپنی نم ہوتی آنکھوں کو پونچھ کر مائسہ کے بلکتے وجود کو دیکھا

جواب گھٹنوں میں چہرہ چھپائے رو رہی تھی

میں نے کوئی حق نہیں دیا اسے ــــــ میں آج بھی اور مرتے دم تک "

اس بات پر قائم رہو گا کہ مجھ پر صرف اور صرف مائسہ راجپوت کا حق

ہے " زبردستی مائسہ کے ہاتھ گھٹنوں سے ہٹا کر اسے اپنے حصار میں قید

کرتے ہوئے کہا جبکہ بسام کے سینے سے لگتے ہی مائسہ بلک بلک کر رونے لگی

اپنی گردن پر مائسہ کے آنسوؤں سے نمی محسوس کر کہ بسام نے سختی سے لب بھینچے اور نرمی سے اس کی پیٹھ سہلانے لگا

میں اس تکلیف کو سہتے سہتے مر جاؤں گی بسام—— سسکتے ہوئے کہا تو بسام "نے تڑپ کر مائسہ کے چہرہ اپنے روبرو کیے

سوجھے ہوئے پپوٹے رو رو کر سرخ ہوئی نیلی آنکھیں—— بسام نے جھک کر نرمی سے ان پر اپنے لب رکھے

اور تمہیں اس طرح سے دیکھ کر تمہارا بسام مر جائیں گا"—— سرد لہجے "میں ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو مائسہ نے مسکراتی نظروں سے بسام کو دیکھا

تمہیں لگ رہا ہے میں بس ایسے ہی کہہ رہی ہوں "مائسہ کے سنجیدہ" لہجے میں کہنے پر بسام نے خاموش نظروں سے مائسہ کی طرف دیکھا

لیکن میں تمہیں بتاؤ بسام راجپوت اگر میرا ضبط جواب دے گیا نا——"

یا تو میں تمہاری نئی نویلی دلہن کو موت کے گھاٹ اتار دوں گی یا تمہیں

اور خود کو آگ لگا لوں گی"——سرد سپاٹ لہجے میں کہا تو بسام نے گہری

سانس بھر کر اثبات میں سر ہلایا

اپنی گردن پر نمی محسوس کر کہ بسام نے حیرت سے مائسہ کی طرف دیکھا

جس نے اپنے بازو بسام کی گردن پر باندھے ہوئے تھے

بسام نے نفی میں سر ہلاتے ایک جھٹکے میں مائسہ کے بازو اپنی گردن سے

نکال کر سامنے کیے

جہاں کٹی ہوئی کلائی سے پانی کی مانند خون بہہ رہا تھا جسے دیکھ بسام کو اپنی

جان نکلتی محسوس ہوئی

تڑپ کر مائسہ کے چہرے کو دیکھا جو ہاتھ میں تھاما چھوٹا سا چاقو بند کر کہ

اپنی پاکٹ میں رکھ رہی تھی

ایک ہی جھٹکے میں مائسہ کو بانہوں میں بھر کر باہر اپنی گاڑی کی جانب دوڑ لگائی

مائسہ کو گاڑی میں بٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھا اور زن سے گاڑی بھگائی

نم نگاہیں بار بار مائسہ کے سراپے پر جا کر ٹھہر جاتی جو ریلکس سے انداز میں بہتے خون کو دیکھ رہی تھی

بسام نے بے بسی سے اسٹیرنگ پر مکے برسائے

آپ بروقت انہیں لے آئے اب وہ ٹھیک ہے آپ مل سکتے ہیں اور تھوڑی دیر تک انہیں ڈسچارج بھی کر دیا جائے گا—— ڈاکٹر کی بات سن بسام نے اثبات میں سر ہلایا اور اس قدم اندر کی جانب بڑھائے

مائسہ کی کلائی کو پکڑ کر اس پر اپنے ہونٹ رکھے اور ضبط سے سرخ ہوتی آنکھوں کو بند کر کہ کچھ سکون حاصل کرنا چاہا

تمہیں یہ معمولی سی تکلیف نظر آرہی ہے مگر جو تم نے خود دی اس کا" کیا" بسام سے اپنی کلائی چھڑواتے ہوئے چلا کر کہا تو بسام نے اپنی انگارا ہوتی آنکھوں سے مائسہ کو گھورا

میں ایک شادی کر و یاد س وہ میرا ذاتی مسئلہ ہے لیکن مت بھولو تم اب " بھی میری بیوی ہو—اگر اب خود کو ذرا سا بھی نقصان پہنچایا تو سزا کی زمہ دار تم خود ہو گی" مائسہ کے بالوں کو اپنی سخت گرفت میں لیتے ہوئے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو مائسہ نے اپنا رخ بدلنا چاہا تو بسام نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھ میں دبوچ لیا

میری طرف دیکھو مائسہ "سخت لہجے میں کہا تو مائسہ نے چہرہ جھکا لیا"

یہ بھی اپنی دس بیویوں کو کہہ دینا نا" خفگی بھرے لہجے میں کہا تو بسام" نے گھور کر دیکھا

اور مائسہ کا ہاتھ تھامیں باہر کی جانب قدم بڑھائے

گاڑی میں نرمی سے بٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھا

جبکہ مائسہ میڈیسنز اور انجیکشنز کی وجہ سے گنودگی میں جارہی تھی

گاڑی وائٹ پیلس کے پورچ میں کھڑی کر کہ مائسہ کو بانہوں میں بھرا

وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اسے اپنے گھر لے کر جائیں اور مائسہ وہاں فرح کو دیکھ پھر کچھ کرے

وہ تو پہلے ہی ایک ان دیکھی آگ میں جل رہا تھا مگر مائسہ کی اس حرکت نے دوھڑی اذیت میں مبتلا کر دیا تھا

مائسہ کو بستر پر لٹا کر نظریں اس کی زردیاں گھلے چہرے پر ٹکا دی جھک کر نرمی سے مائسہ کے ماتھے پر اپنے ہونٹ ثبت کیے

اور پیچھے ہٹ کر دروازے کی جانب قدم بڑھائے

اففف اب اگر ادھر گیا تو سمجھے گی نئی بیوی کے پاس گیا ہوں" بسام نے"

اپنے بال نوچتے ہوئے پلٹ کر مائسہ کو دیکھا

اور واشروم کا رخ کیا

واشروم آکر اپنی جیکٹ اتاری تو نظریں گردن پر مائسہ کے خون پر گئی

تو بھوری آنکھیں پل میں نم ہوئی

اپنی انگلیوں کے پوروں سے اس خون کو چھو کر دیکھا

وہ مائسہ کو نہیں بتا پایا کہ اس کی حرکت سے بسام راجپوت کس قدر ڈر"

چکا تھا ــــ اپنے سامنے موت دیکھنا کسے کہتے ہے مائسہ کی حرکت سے

بسام راجپوت باخوبی اس بات سے واقف ہو گیا

اپنی جلتی آنکھوں پر پانی ڈال کر ٹاول سے چہرہ خشک کیا اور باہر کا رخ کیا

کمرے کی لائٹس بند کر کہ مائسہ کے ساتھ نیم دراز ہو گیا رخ بدل کر

مائسہ کو دیکھا جس کے چہرے پر تکلیف کے آثار نظر آرہے تھے

ہاتھ بڑھا کر مائسہ کو اپنے حصار میں لیا۔۔کہ مائسہ کی بڑبڑاہٹ پر بسام

نے چونک کر دیکھا

آئی لو یو بام۔۔۔۔لو یو سو مچ" مائسہ کی بڑبڑاہٹ پر بسام کے ہونٹوں پر"

مسکراہٹ رینگ گئی

جلتے دل پر مائسہ کے الفاظ نے ٹھنڈی پھوار کا کام کیا

مائسہ کو سختی سے خود میں بھینچتے اپنے لب اس کے سر پر ٹکا دیے

بام کی جان بام آلسو لو یو آلاٹ" مدھم سرگوشی میں کہتے آنکھیں موند"

لی

فاطین جیسے ہی پائپ کی مدد سے ٹیرس پر پہنچا تو گہری سانس لی

آج یہ دن بھی دیکھنا تھا کہ اپنے ہی جلاد بھائیوں سے بچ کر اپنے روم میں اس طرح آنا پڑا

ریلنگ پر ہاتھ رکھ کر نیچے دیکھا

اور سر جھٹکتے قدم روم کی جانب بڑھائے

جیسے ہی فاطین کمرے میں داخل ہوا تو دبی سسکیوں کی آواز کانوں سے ٹکرائی

کمرے کی لائٹس اون کی تو نظریں بیڈ پر سسکتی ہوئی اپنی بیوی پر گئی

کچھ گھنٹوں پہلے کہی گئی عنان کی باتیں یاد کر کہ غصہ ایک بار پھر سے عود آیا

اپنا کوٹ اتار کر صوفے پر پھینکا جبکہ سرد نگاہیں ابھی بھی عنان کے سسکتے سراپے پر تھی

یہ رونا دھونا بند کرو ــــ ورنہ ایک ہی بار میں جان نکال دوں گا" ــــ "

بازو سے جھٹکا دے کر عنان کو اپنے روبرو کیا

جو اس اچانک افتاد پر بھونچکارہ گئی اور نم آنکھوں میں بے یقینی لیے

فاطین کو دیکھ رہی تھی

فاطین کی نظریں جیسے ہی عنان کے گال پر اپنے ہاتھ کے نشان پر گئی تو

دل میں ملال بڑھنے لگا

چھوڑو فا --- مجھ سے بات مت کرو" عنان کی نم آواز پر فاطین ہوش "

میں آیا اور اس کے بازو پر گرفت نرم کی مگر چھوڑا نہیں

کیوں رو رہی ہو اب ــــ تھپڑ تو مجھے بھی لگا تھا اور تمہارے والے سے "

زیادہ زور سے لگا تھا" عنان کو زبردستی اپنے حصار میں لیتے ہوئے کہا جو

مسلسل خود کو آزاد کروا رہی تھی

اور پھر تھک کر اپنا سر فاطین کے کشادہ سینے پر ٹکا دیا

آئندہ ہماری جتنی بھی بڑی لڑائی ہو جائے آن۔۔ تم ہمارے بچوں کو" درمیان میں نہیں لاؤ گی۔۔ آج تو میں برداشت کر گیا۔۔۔ مگر ہر بار کر جاؤ ایسا ممکن نہیں" سرد لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تو عنان نے سختی سے اپنی آنکھیں میچی

اور جو تم لوگوں نے کیا ہے۔۔۔ اپنے بھائی کی شادی کروادی۔۔ تم" ۔۔۔لوگوں کو ذرا میری بہن پر ترس نہیں آیا فا

یہ بسام اور مائسہ کا پرسنل میٹر ہے تم اس میں ناہی پڑو تو بہتر ہے"" عنان کو نرمی سے الگ کرتے ہوئے کہا تو عنان نے گھور کر فاطین کو دیکھا

اگر پرسنل میٹر تھا تو تم کیوں درمیان میں کودے۔۔۔ اور کیوں" کروائی شادی" عنان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ فاطین کا گلا ہی دبادے

عنان کی بات پر فاطین نے گہری سانس بھری اور قدم ڈریسنگ روم کی جانب بڑھائے

اور دس منٹ بعد جب واپس آیا تو عنان ویسے ہی کھڑی تھی جسے دیکھ فاطین کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے

آج سارا دن کھڑی رہ رہ کر تھکی نہیں جواب پھر سے کھڑی ہو""

فاطین نے غصے سے کہا تو عنان نے سٹپٹا کر فاطین کو دیکھا

میں بس جا ہی رہی تھی" عنان نے جلدی سے اپنے قدم ڈریسنگ روم" کی جانب بڑھائے اور بیس منٹ تک باہر آئی تو

تب تک فاطین نے ملازمہ سے کھانا روم میں منگوالیا تھا جسے دیکھ عنان کی آنکھیں چمکی مگر فاطین کو شو نہیں ہونے دیا

جلدی سے کھانا فنش کرو پھر سونا بھی ہے "عنان کا ہاتھ تھام کر اسے "

اپنے سامنے بٹھاتے ہوئے کہا تو عنان نے منہ بسور کر فاطین کو دیکھا

جس نے عنان کی حرکت پر اسے گھورا

اور نوالہ بنا کر عنان کی جانب بڑھایا جسے عنان نے اگنور کر کہ خود بنا کر

کھانے لگی

جس پر فاطین پہلے تو کچھ دیر عنان کو گھورتا رہا پھر سر جھٹک کر خود

کھانے لگا

کھانا کھانے کے بعد برتن اٹھا کر ٹیبل پر رکھے تب تک ملازمہ چائے

لے آئی تو فاطین نے اسے برتن واپس لے جانے کا کہا

اور ٹرے پکڑ کر بیڈ پر آیا جہاں عنان فاطین کا موبائل پکڑے بیٹھی تھی

عنان کے ساتھ بیڈ پر بیٹھ کر کمفرٹر کھول کر دونوں پر لیا اور نظریں گھما

کر عنان کے ہاتھ میں تھامیں اپنے موبائل کو دیکھا

جہاں واٹس ایپ کھولے عنان ہر فی میل ڈاکٹر کی چیٹ اوپن کر کہ پڑھ رہی تھی

"یہ سب بعد میں بھی ہو جائے گا یہ دودھ پیو اور سو جاؤ" فاطین نے موبائل پکڑنا چاہا تو عنان نے سائیڈ پر کر دیا جس پر فاطین نے گھور کر عنان کو دودھ کا گلاس تھمایا اور خود چائے پینے لگا

"تمہارا کیا پتہ بھائی کی شادی کروا سکتے ہو کل کو خود بھی کر کہ بیٹھ جاؤ گے"—— عنان نے دودھ پیتے ہوئے کہا جس پر فاطین نے تاسف سے سر ہلایا

دودھ کا خالی گلاس فاطین کو پکڑایا تو بچارے نے گہری سانس بھر کر پکڑ کر سائیڈ پر رکھا مگر عنان کی اگلی حرکت پر کینہ توڑ نظروں سے اسے دیکھا جو اس کا چائے کا کپ چھین کر ہونٹوں سے لگا چکی تھی

تمہارے لیے اتنی چائے ٹھیک نہیں ہے فاطین نے نرم لہجے میں کہا تو"

عنان نے کندھے اچکائے

مجھے خود زہر لگتی ہے یہ چائے—— مگر یہ تمہاری نالائق اولاد ہی"

تمہارے جیسی ہے—— آج کل مجھے وہ سب کھانا پڑ رہا ہے جسے میں نے

کبھی دیکھا بھی نہیں تھا" عنان نے منہ بسور کر کہا تو فاطین نے

مسکراتے ہوئے سر جھٹکا

مگر عنان کی اگلی بات پر چہرے کے تاثرات سپاٹ ہوئے

میں سوچ رہی تھی—— اپنے خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کر کہ فاطین کی"

طرف دیکھا

اگر مائسہ اور بسام الگ ہو گئے تو پھر کیا ہمارا رشتہ بھی ٹوٹ جائے"

گا" عنان نے بری طرح اپنے لب کچلتے سر جھکائے کہا

"واٹ دا ــــ ابھی فاطین عنان کی طرف پلٹتا کہ عنان نے کپ فاطین پر اچھال کر جلدی سے خود کے گرد کمفرٹر لپیٹ کر اپنے وجود کو اس میں چھپالیا

"باہر نکلو آن ــــ تمہارے اس دماغ کا علاج کروں ذرا میں ــــ عنان سے کمفرٹر ہٹانے کی کوشش کرتے ہوئے دانت پیس کر کہا

"وہ ڈاکٹر تھا مگر اب اسے لگتا تھا کہ اس کی بیوی اسے ضرور ہارٹ پیشنٹ بنائے گی

"اب بتاؤ تمہارے دماغ میں ایسی باتیں آتی کہا سے ہیں" ــــ کمفرٹر میں گھس کر عنان کو اپنے شکنجے میں لیتے ہوئے اسے کے سر پر دو انگلیاں بجاتے ہوئے کہا تو عنان نے کسمکسا کر باہر نکلنے کی کوشش کی کیونکہ فاطین اپنی ٹانگوں سے عنان کی ٹانگیں دبوچے اپنی بانہوں کے حصار میں اسے قید کیے اس پر جھکا ہوا تھا

مم ـــ میں نے تو ایسے ہی پوچھا" اپنی نظریں فاطین کے گلے کی ہڈی" پر ٹکاتے ہوئے منمنا کر کہا تو فاطین نے اپنی گرفت عنان کی کمر پر سخت کی

تمہارے دماغ میں ایسی ویسی ہی باتیں کیوں آتی ہیں کوئی ڈھنگ کی" بات نہیں آسکتی" عنان کے چہرے پر جھکتے ہوئے مدھم لہجے میں کہا تو عنان نے پیچھے کو کھسکنے کی کوشش کی

ایسے ہی ہوتا ہے میں نے دیکھا ہے" عنان نے جلدی سے کہہ کر اپنی" آنکھیں میچ لی" کیونکہ فاطین کی لو دیتی نظریں اور دہکتی سانسوں سے اپنی چہرہ تپتا ہوا محسوس ہو رہا تھا

اور اپنی کمر پر فاطین کی جان لیوا انگلیوں کے لمس سے حلق تک خشک پر گیا تھا

کیا ہوتا ہے اور کہاں دیکھا ہے "عنان کی گردن پر اپنی ناک ٹریس کرتے "
ہوئے بوجھل لہجے میں کہا

عنان کے وجود سے اٹھتی محسور کن خوشبو فاطین کو اپنے حواسوں پر
چھاتی محسوس ہو رہی تھی عنان کی باتوں کو نظر انداز کیے وہ اس کے
وجود میں کھوئے جا رہا تھا

گہری سانس بھر کر عنان کی خوشبو کو اپنی روح میں اتارا

یہی کہ جب ایک لڑکا اپنی بیوی کو چھوڑتا ہے تو دوسرا اپنی بہن کا بدلہ "
لینے کے لیے اپنی بیوی کو- یونو نا کراس میرج وغیرہ- اسی لیے اگر
تمہارے بھائی نے میری بہن کو چھوڑا تو میں بھی تمہیں—— ابھی عنان
اپنی بات مکمل کرتی—— فاطین جو اس کی باتوں پر سنجیدہ ہو کر اسے دیکھ
رہا تھا عنان کی بات کا مطلب سمجھ کر پوری ہونے سے پہلے ہی اس کے
الفاظ کو اپنے ہونٹوں میں دبا دیا

عنان کی مزاحمت کی پرواہ کیے بغیر اپنی شدتوں میں اضافہ کرتا اسے بے بس کر گیا

تھوڑی دیر بعد اپنے ہونٹ نرمی سے عنان کے ہونٹوں سے جدا کیے تو اس کا سرخ چہرہ دیکھ ہاتھ بڑھا کر ٹیبل سے ریموٹ پکڑ کر لائٹ آف کی اور گہرے گہرے سانس بھرتی عنان کو اپنی بانہوں میں قید کیا

پہلی بات تو ایسا کچھ نہیں ہونے والا ان کے درمیان اور دوسری ویسے " تو میں ساری زندگی تمہیں چھوڑنے والا نہیں تو اسی لیے تم میرے مرنے کی دعائیں کر لو یا ایک ہی بار اپنے ہاتھوں سے مار دو مجھے ــــــ مگر روز روز یہ بات کر کہ مجھے جیتے جی مت مارو آن ــــــ دبے دبے لہجے میں غراتے ہوئے کہا تو عنان نے بری طرح سے اپنے لب کچلے

تم نے بھی تو مجھے تھپڑ مارا تھا نا ــــــ اور کچھ تو سوجھا نا تو فاطین کو اس کی " غلطی یاد کروانی چاہی

اپنے الفاظ یاد ہے جو تم نے بنا کسی خوف کہ ہماری اولاد کے بارے میں " کہے تھے "لیمپ کی مدھم روشنی میں عنان کے چہرے کو اپنی نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے کہا

وہ تو میں نے غصے میں کہا تھا —— تمہیں لگتا ہے کہ میں ایسا کر سکتی " تھی —— فاطین کے سینے پر اپنا نام لکھتے ہوئے کہا تو فاطین نے جھک کر اپنے لب عنان کے ماتھے پر رکھے

آئندہ غصہ ہو تو مجھ سے لڑ جھگڑ لینا مگر ایسی بات غصے میں بھی دوبارا نا" کرنا "نرمی سے عنان کی کمر سہلاتے ہوئے کہا تو عنان نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلا کر اپنے لب فاطین کے گلے کی ہڈی پر رکھ دیے

اور پھر کیا تم لڑتے ہوئے مجھے تھپڑ بھی مارو گے —— نظریں فاطین کی " بند آنکھوں پر ٹکا کر کہا تو فاطین نے اپنی آنکھیں کھول کر اپنے سینے پر جھکی اپنی بیوی کو دیکھا

جو سب کچھ بھلا سکتی تھی مگر فاطین کی غلطی نہیں اب ناجانے کتنے سال

وہ اسے اس بات کے طعنے دینے والی تھی

عنان کے بالوں میں ہاتھ الجھا کر اس کی کمر کو مضبوطی سے تھام کر عنان

کا چہرہ اوپر کیا اور گال پر اپنے تھپڑ کے نشان پر شدت سے اپنے لب ثبت

کیے

اور پیچھے ہوتے ہوئے اسی گال پر اپنے دانت گاڑھ دیے جس پر عنان

نے غصے میں اپنے ناخن فاطین کی گردن پر گاڑھے تو ہستے ہوئے فاطین

نے کروٹ بدل کر عنان پر جھک آیا

میری جنگلی بیوی" عنان کے لبوں کو ہولے سے چھو کر اس کے سینے پر "

سر رکھ کر آنکھیں موند لی

باقی کی لڑائی صبح کو نمٹینیوں کریں گے" ابھی سوتے ہیں فاطین کے "

کہنے پر عنان اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی

جسے محسوس کر کہ فاطین کو اپنے رگ و پے میں سکون سرائیت کرتا محسوس ہوا اور کچھ ہی دیر میں دونوں نیند کی وادیوں میں گم ہو گئے

حسام جیسے ہی روم میں داخل ہوا تو نظریں موبائل پر بات کرتی حیام پر گئی جو صوفے پر ٹانگیں سمیٹ کر بیٹھی سامنے لیپ ٹاپ رکھے اس پر کچھ ٹائپ کر رہی تھی

ایک نظر حسام کو دیکھ کر دوبارا اپنے کام میں مصروف ہو گئی

تو حسام بھی اپنے کپڑے لیے واشروم میں گھس گیا

تھوڑی دیر بعد حسام باہر آیا تب بھی حیام کو لیپ ٹاپ پر مصروف دیکھ اس کی پشت پر بیٹھ کر حیام کو اپنے حصار میں لے لیا

اور تھوڑی حیام کے کندھے پر ٹکا کر نظریں سکرین پر جمائی جہاں کسی کی لوکیشن شو ہو رہی تھی

حیام کی گردن سے بال ہٹا کر اپنے لب وہاں رکھے تو لیپ ٹاپ پر ٹائپ کرتی حیام کے پورے وجود میں کپکپاہٹ طاری ہوئی

کسمکسا کر حسام کے حصار سے نکلنا چاہا تو حسام نے اپنی گرفت حیام کے گرد سخت کر کہ اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا

جبکہ حیام کی گردن پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتے حسام مدہوش ہونے لگا

ہاں —— ٹھیک ابھی وہ بات کر رہی تھی کہ حسام کی انگلیاں اپنی" شرٹ کی زپ پر محسوس کر کہ کانپ گئی

نہیں —— حسام کو روکنا کے لیے کہا تو ارحم اور کال پر موجود دوسرے انسپکٹر نے حیرانگی سے موبائل کو دیکھا

جی میم —— انسپکٹر کی آواز سن کر حیام نے التجائیہ نظروں سے حسام کو دیکھا جو مخمور —— جزبات سے چور نظروں سے حیام کو ہی دیکھ رہا تھا حیام کے دیکھنے پر آنکھ دبائی

نہیں میرا مطلب آپ اپنے یقین کے قابل لوگوں کو لگا دے ان کے "
پیچھے باقی کی باتیں صبح ڈسکس کرتے ہیں ـــــ حیام نے جلدی سے کہہ کر
فون کٹ کیا

توحسام نے کمر سے تھام کر حیام کا رخ اپنی جانب کیا تو حیام نے خفگی
بھری نظروں سے حسام کو دیکھا تو حسام نے آبرو اچکائی

آپ کو یہ جھوٹے نکاح کا ڈرامہ نہیں کرنا چاہیے تھا ـــــ دو لگانی تھی "
انہیں سب سچ بتا دینا تھا انہوں نے ـــــ حسام کے ہونٹوں کے گرد انگلی
پھیرتے ہوئے سر جھکائے کہا تو حسام نے گہری سانس فضا کہ سپرد کی

یہ نا کرتے تو اس کے پیچھے جو ماسٹر مائنڈ ہے وہ الرٹ ہو جاتا ـــــ اور "
شاید تم میں سے کسی کو نقصان پہنچاتا --- اور تمہاری ذات پر اب میں
کوئی رسک نہیں لے سکتا ـــــ حسام نے نرم لہجے میں کہہ کر حیام کی
تھوڑی پر ہونٹ ثبت کیے

تو ایٹلیسٹ مائسہ لوگوں کو تو بتادے "حیام نے نظریں اٹھا کر کہا تو"

حسام نے اٹھ کر حیام کو اپنی بانہوں میں بھرا اور بیڈ کا رخ کیا

حیام کو نرمی سے بیڈ پر بٹھا کر لائٹس آف کی اور سائڈ لیمپ اون کر کہ

حیام کو اپنے حصار میں لیا

اور تم چاہتی ہو کہ مائسہ پھر اس کا قتل "

کر دے ــــ حسام نے مسکراتے ہوئے کہا تو حیام نے مدھم قہقہہ لگایا

اور مجھے یقین ہے ابھی تک وہ اس کے ہوش ضرور ٹھکانے لگا گئی "

ہو گی "حسام کے چہرے پر اپنی مخروطی انگلیوں کو پھیرتے ہوئے کہا تو

حسام نے حیام کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے ہونٹوں سے لگا کر سینے پر دل کے

مقام پر رکھ دیا

اور اپنے بھائی سے کہہ کر جو بسام کی بینڈ بجوائی وہ" حسام نے آبرو"

آچکا کر حیام کو دیکھا تو حیام نے مسکراتے ہوئے اپنے لب حسام کی

تھوڑی پر رکھے

اب وہ اپنے شوہر کو خود مارتے ہوئے اچھی لگتی بھلا" حیام نے آنکھیں"

پٹپٹاتے ہوئے معصومیت سے کہا تو حسام نے تاسف سے سر جھٹکا

اور آپ کو کیسے پتا کہ ارحم نے مائسہ کے کہنے پر بسام کو مارا تھا" حسام"

کے کروٹ بدل کر خود پر حاوی ہونے پر حیام نے پوچھا تو حسام نے اس

کے گلے سے مفلر نکال کر سائڈ پر رکھا اور اپنے دہکتے ہونٹ حیام کی

بیوٹی بون پر ثبت کیے

کیونکہ جعلی نکاح خواں وہی لایا تھا" حسام کے کہنے پر حیام نے اپنے"

بازو اس کی گردن میں باندھ دیے جو حیام کہ گردن میں چہرہ چھپائے

حیام کی خوشبو کو خود میں اتار رہا تھا

تم نے کھانا کھایا تھا" یاد آنے پر حسام نے سر اٹھا کر حیام کو دیکھا تو حیام "
نے اپنے ہونٹ دانتوں تلے دبا کر نفی میں سر ہلایا تو حسام نے گھور کر
اسے دیکھا

میں لے کر آتا ہوں" حسام نے اٹھتے ہوئے کہا تو حیام نے ہاتھ پکڑ کر "
روکا اور حسام کے سینے پر سر ٹکا دیا

مجھے بھوک نہیں حسام بس سونا ہے" حیام کی نیند سے بوجھل آواز سن "
کر حسام نے سائیڈ لیمپ بھی آف کیا اور حیام کو خود میں بھینچتے آنکھیں
موند لی

فاطین کے زبردستی اٹھانے پر اب عنان کچن میں حیام کے ساتھ کھانا بنا
رہی تھی

اگر میری ساس آج زندہ ہوتی تو اپنی اتنی پیاری معصوم بہو کو شادی" کے دوسرے دن کچن میں نہ آنے دیتی" عنان نے منہ بسورتے ہوئے کہا تو حیام نے تاسف سے سر جھٹکا

مگر تمہارا یہ ہینڈسم شوہر تمہاری ساس کے ہوتے ہوئے بھی تمہیں" کچن کے درشن ضرور کرواتا" نک سک سا تیار ہوئے فاطین کچن میں داخل ہوا تو فاطین کی خوشبو اپنے ارد گرد محسوس کر کہ عنان کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ رقص کرنے لگی

مصنوعی غصے سے فاطین کو گھورا جو حیام کی موجودگی کی پرواہ کیے بغیر عنان کو اپنے حصار میں لے کر اس کے ماتھے پر اپنے ہونٹ ثبت کر چکا تھا

بھائی آپ کیا لے گے میں بنا ہی رہی ہوں آپ کے لیے بھی بنا دوں"
گی" حیام کے کہنے پر عنان کی آنکھیں چمکی جبکہ فاطین کے نفی میں سر
ہلانے پر عنان نے منہ بسور کر فاطین کو دیکھا
نہیں حیام تم صرف حسام بھائی کا بناؤ——میری بیوی میرے لیے"
بنائیں گی اپنے ہاتھوں سے——اور دانیال لوگوں کے لیے ملازمہ ہے
نا——فاطین نے نرمی سے کہا تو حیام نے مسکرا کر اسے دیکھا
ہم گھر پر بھی خود کوکنگ کر لیتی تھی اور اب جب ہم ہیں تو ملازمہ"
کیوں بنا کر دے گی انہیں میں بنا رہی ہوں نا" حیام کے کہنے پر فاطین
نے عنان کے کندھے پر تھوڑی ٹکا کر اثبات میں سر ہلایا
اپنی ماں کی وفات کے بعد انہوں نے کبھی گھر کا کھانا نہیں کھایا تھا صفیہ
بیگم نے بھی کبھی خود سے کچن کا کوئی کام نہیں کیا تھا ملازمہ ہی بناتی تھی

لندن میں ان کے گھر بہترین شیف تھے مگر اپنی ماں بہن اور بیوی کے کھانے کی تو بات الگ ہی ہوتی ہے وہ محبت بھرا ذائقہ تو کسی شیف کے کھانے میں نہیں ملتا نا

بناؤ تمہارا گھر ہے جیسے مرضی کرو —— مگر میرے لیے تو آن ہی بنائے گی" فاطین کی سوئی خود پر اٹکے دیکھ عنان نے اس کا حصار توڑا

بنا رہی ہوں میں —— ورنہ سارا دن اس بات کے طعنے سننے کو ملے گے" کہ میں نے بنا کر نہیں دیا" --- عنان نے فریج سے انڈے اور دوسرا سامان نکالتے ہوئے کہا

تو فاطین نے مسکراہٹ چھپائی

سارا دن نہیں ساری زندگی —— میں تو اپنے بچوں کو بھی بتاتا کہ میں" نے اتنی محبت اتنی چاہت سے اپنی بیوی سے فرمائش کی مگر اس نے

صاف انکار کر دیا"——فاطین نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے

ہوئے کہا تو حیام نے قہقہہ لگایا جبکہ عنان نے گھور کر فاطین کو دیکھا

تم باہر جارہے ہو یا میں آملیٹ کی جگہ تمہیں فرائے کر دوں---عنان"

کے دانت پیس کر کہنے پر پیچھے سے آتے دانیال نے قہقہہ لگایا تو فاطین

نے عنان کو آنکھیں دکھائی جبکہ دانیال کو بھی گھور کر دیکھا

تم کدھر نکلو باہر وہ باہر ہی کھانا لا رہی ہیں"دانیال کی گردن میں بازو"

ڈال بنا اس کی ارے ارے کی پرواہ کیے فاطین اسے کھینچ کر باہر ڈائننگ

ٹیبل پر آگیا

جہاں سر براہی کرسی پر حسام بیٹھا نیوز پیپر دیکھ رہا تھا

جبکہ بسام کو اسی طرف آتے دیکھ دانیال نے گھور کر اسے دیکھا

یہ تم باہر کدھر سے آرہے ہو"دانیال کے پوچھنے پر بسام نے ٹیبل پر"

دونوں بازو رکھ کر ان پر اپنا سر ٹکا دیا

اپنی بیوی کے پاس سے "بسام نے ڈھٹائی سے مسکراتے ہوئے کہا تو"

دانیال نے دانت پیس کر اسے دیکھا

ایک سے مل کر آئے ہو ایک کمرے میں یہاں بٹھائی ہوئی ہے---"

اور میری جو ایک تھی وہ تمہارے چکر میں میکے بیٹھی ہے "دانیال کے

دانت پیس کر کہنے پر بسام نے قہقہہ لگایا

مل کر خاک—بلیک میل ہو کر آیا ہوں "بسام نے سنجیدہ ہو کر سر"

جھٹکتے ہوئے کہا تو فاطین اور حسام نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا

جہاں صاف پریشانی ظاہر ہے ہو رہی تھی

ایسا بھی کیا کہہ دیا مائسہ نے تمہیں "فاطین نے پوچھا تو بسام نے گہری"

سانس بھر کر کرسی سے ٹیک لگائی

مجھے کہہ دیتی تو اتنا مسئلہ بھی نا ہوتا بٹ——بسام نے رات والا واقع"

بتایا تو وہ تینوں بھی سنجیدہ ہو گئے

ابھی وہ کچھ کہتے کہ حیام اور عنان ناشتے کی ٹرالی لے کر اسی طرف آ رہی تھی تو حسام نے بعد میں بات کرنے کا اشارہ کیا

"عنان پہلے ہی تم پر غصہ ہے ــــ اب مائسہ والی بات مت بتانا اس کی طبیعت خراب نا ہو جائے" فاطین نے جلدی سے آگے کو جھک کر کہا تو بسام نے دانت پیس کر اس زن مرید کو دیکھا جسے باقی سب چھوڑ اپنی بیوی کی طبیعت کی فکر تھی

"ٹینشن نا لو میں کچھ بھی عنان کو نہیں بتاؤ گا" بسام نے بلند آواز میں ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے کہا تو فاطین نے دانت پیس کر اسے دیکھا جب کہ اپنے ذکر پر عنان کے بھی کان کھڑے ہو چکے تھے

حیام کو ٹیبل پر کھانا لگاتے دیکھ حسام اپنی کرسی سے اٹھا اور اس کی ہیلپ کرنے لگا

فا--- کیا چھپا رہے ہو مجھ سے ـــــ عنان نے فاطین کو کالر سے کھینچ کر "

اس کا چہرہ اپنی طرف کرتے ہوئے پوچھا

کیونکہ بسام سے تو وہ ناراض تھی کیونکہ اس کی نظر میں تو وہ اس کی بہن

کہ سر پر سوتن لایا تھا اسی لیے بسام کو بلانا ضروری نہیں سمجھا

کچھ بھی نہیں فا کی جان تنگ کر رہا ہے تمہیں ـــــ بیٹھ کر ناشتہ کرو "

تم ـــــ بسام کو خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے عنان کا ہاتھ تھام کر

اسے اپنے پاس بٹھاتے ہوئے کہا

جبکہ حیام نے دانیال اور بسام کو ناشتہ دے کر حسام کے ساتھ والی کرسی

سنبھالی

بتا کیوں نہیں رہے فاطین اگر عنان پوچھ رہی ہے "اس بار دانیال نے "

بھی اسے تنگ کرتے ہوئے کہا تو فاطین نے دانت پیس کر دونوں کو

دیکھا

جبکہ حسام نے آنکھوں سے اشارہ کر کہ حیام کو ان کے تنگ کرنے کا بتا دیا

"فا بھائی دانی بھی تو کہہ رہے ہیں ـــــ کیا چھپا رہے ہو ـــــ کہی تم نے بھی بسام کی طرح شادی تو نہیں کی ہوئی --- عنان کی نم آواز سن کر فاطین نے اپنے سامنے پڑے پراٹھے اور آملیٹ کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا اور گہری سانس بھر کر عنان کو

جبکہ دانیال اور بسام آرام سے کھانا کھا رہے تھے

"ایسا کچھ نہیں تمہیں مجھ پر یقین نہیں ہے جو ان کی باتوں میں آ رہی ہو" فاطین نے سخت لہجے میں کہا تو عنان نے گھور کر اسے دیکھا اور ناشتہ کرنے لگی

"یہ لو حیام اور عنان تم لوگوں کا انعام" بسام اور دانیال نے پیسے نکالتے ہوئے ان کی طرف کیا تو ان دونوں نے حیرانگی سے دیکھا

"یار سب ریسرچ کر رکھی ہے ہم نے ۔ لڑکی جب کچھ بناتی ہے تو ساس سسر پیسے دیتے ہیں ناں ہی" دانیال کے کہنے پر فاطین اور حسام نے بھی اپنے والٹ نکالے تو فاطین نے حیام کو اور حسام نے عنان کو پیسے دیے

"ویسے قسم سے آج گھر گھر والی فیلنگ آرہی ہے" بسام نے ارد گرد اور ٹیبل پر نگاہ دوڑاتے ہوئے کہا تو عنان نے ناک سکیڑ کر اسے دیکھا

"آپ کو تو جنت جیسے آرہی ہو گی ۔۔۔۔ دو دو بیویاں جو مل گئی" عنان کے جلے کٹے انداز پر سب نے اپنی مسکراہٹ چھپائی

جبکہ حسام نے اٹھ کر حیام کو اشارہ کیا تو وہ اس کے پیچھے باہر تک آئی جہاں حسام نے اپنا بیگ گاڑی میں رکھ کر رخ حیام کی جانب کیا

"بریک فاسٹ سچ میں بہت اچھا تھا ۔۔۔۔ یا شاید اپنی ماں کے گزرنے کے اتنے سالوں بعد اپنی بیوی کے ہاتھ کا بنا ہوا کچھ کھایا تو وہ زیادہ ٹیسٹی لگ

رہا تھا" حیام کے ہاتھوں کو ہونٹوں سے چھوتے ہوئے کہا تو حیام نے مسکرا کر حسام کو دیکھا

کچھ ضروری کام ہے وہ دیکھ کر جلدی آ جاؤ گا—حیام کو اپنے حصار " میں لیتے ہوئے کہا تو حیام نے سکون سے آنکھیں موند کر اپنا سر حسام کے سینے سے ٹکا دیا

اپنا خیال رکھنا—حسام کی گھمبیر آواز پر حیام کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئ

میں انتظار کروں گی" حیام نے مسکراتے ہوئے سر اٹھا کر کہا تو حسام " نے نرمی سے اس کے ہونٹوں کو چھوا

جس پر حیام کے چہرے پر پل میں گلال بکھرا

تو حسام ہستے ہوئے گاڑی میں بیٹھا

مگر اندر سے آتی آوازوں پر حیام نے ہڑ بڑا کر اندر کی جانب دوڑ لگائی

"دیکھو عنان بے شک تم مجھ سے ناراض ہو مگر میں تمہیں سچ میں اپنی بہن مانتا ہوں اسی لیے کہہ رہا ہوں اپنے شوہر پر نظر رکھو"۔۔۔بسام نے اٹھتے ہوئے معصوم لہجے میں کہا تو فاطین اور عنان نے الجھن بھری نظروں سے اسے دیکھا

"کیا مطلب ہے آپ کی اس بات کا۔۔۔عنان نے ترخ کر پوچھا مگر فاطین خونخوار نظروں سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا

"یہی کہ جب تمہارے شوہر کا ہاسپٹل اپنا ہے۔۔۔اور شادی کا دن بھی دوسرا ہے تو پھر یہ کیوں ہاسپٹل جا رہا ہے۔۔۔اس سے کونسا کسی نے نا آنے پر سوال کرنا ہے"بسام اور دانیال نے کہہ کر قدم باہر کی جانب بڑھا دیے مگر عنان اب خونخوار نظروں سے فاطین کو دیکھ رہی تھی

اور فاطین کی قسمت بری کہ ڈاکٹر کرن کی کال اسی وقت آئی

فاطین نے آنکھیں بند کر کہ ٹیبل پر پڑے اپنے موبائل کو دیکھا اور پھر گہری سانس بھر کر عنان کو

اور پھر جو عنان کے ہاتھوں میں آیا وہ فاطین راجپوت کے کپڑوں اور سر کا نشانہ بنا جبکہ بسام اور دانیال فاصلے پر کھڑے قہقے لگاتے فاطین کی ویڈیو بنا رہے تھے

آن رکھوا سے یار ــــ عنان کو خود کی جانب جیم کی بوتل لے کر بڑھتے " دیکھ فاطین نے ہاتھ سے روکا مگر عنان نے اس کا ڈھکن ہٹا کر فاطین کی جانب پھینکی

تبھی حیام وہاں داخل ہوئی اور گھر کا بدلہ نقشہ دیکھ ہونکو کی طرح منہ کھولے کبھی عنان کو دیکھتی جواب فاطین کے بازو پر اپنے دانت گاڑھ رہی تھی اور فاطین خود کو چھڑوا رہا تھا

جبکہ بسام اور دانیال قہقہے لگا کر انہیں دیکھ رہی تھے

نہیں بس پہلے یہ ہو جائے پھر اس بارے میں سوچتے ہیں——حیام نے فائل بند کرتے ہوئے کہا

وہ تو شکر تھا کہ اس دن جانے سے پہلے اصغر حیات اور پھپھو پہ میں نے ٹریکنگ چیپ لگادی تھی ——ورنہ ان تک پہنچنا مشکل ہوتا—لیپ ٹاپ سکرین پر شو ہوتی لوکیشن کو دیکھ کر کہا تو ارحم نے اثبات میں سر ہلایا

اور جو چیپ میں نے تمہیں بسام کو دینے کے لیے دی تھی اس کا کیا—— اس چیپ کی لوکیشن ابھی تک ایکٹیوٹ نہیں ہوئی ——ارحم نے سوالیہ لہجے میں پوچھا

میں نے کل رات ہی دی تھی بسام کو——اور کہا تھا کیسے بھی کر کہ فرح میں وہ چیپ انسٹال کر دے——شاید ابھی تک وہ کر نا سکا ہوں——حیام نے کندھے آچکا کر کہا تو ارحم نے گہری سانس لے کر فائلز سمیٹی اور اٹھ کھڑا ہوا

تم پوچھ لو بسام سے ورنہ پھر میں کچھ کرتا ہوں——ارحم کے کہنے پر حیام نے اثبات میں سر ہلایا

—— نہیں فکر مت کرو وہ کر لے گا —— اگر نا کر سکا تو میں مینج کر لوں گی

حیام کے کہنے پر ارحم نے اثبات میں سر ہلایا اور قدم باہر کی جانب

بڑھائے

کبرڈ سے بسام کی لائی ہوئی ڈریسسز میں سے ایک وائٹ فراک جس کا

دوپٹہ اورنج کلر کا تھا

اور پیچھے سے گلا کافی ڈیپ تھا نکال کر شاور لینے چلی گئ

بسام روز آتا تھا مگر مائسہ اس سے ناراض ہی تھی

مگر حیام کے سمجھانے پر کہ سب ٹھیک ہو جائے گا تو اس نے

آج بسام سے بات کرنے کا سوچا

اتنے دنوں سے تو وہ ذہنی دباؤ کا شکار تھی

یہ بات وہ کبھی برداشت نہیں کر سکتی تھی کہ بسام کی زندگی میں کوئی اور

ہو

مائسہ جتنی بھی مضبوط کیوں نا ہو مگر اپنی جگہ بسام کی بیوی کے روپ میں

کسی اور کو دیکھنا اس کے لیے کافی تکلیف دا تھا

آج وہ دل سے بسام کے لیے تیار ہونا چاہتی تھی

وہ جانتی تھی کہ بسام بھی اتنے دنوں سے شدید پریشانی میں مبتلا ہے

لائٹ سا میک اپ کر کہ ہاتھوں میں کانچ کی چوڑیاں پہنی

چاکلیٹ براؤن بالوں کو پشت پر کھلا چھوڑ کر پرفیوم سپرے کیا

خود کا تنقیدی جائزہ لے کر ٹیرس کے دروازے کی جانب دیکھا جہاں

ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی ہئیر برش ٹیبل سے اٹھا کر بالوں میں

پھیرا اور

قدم وائٹ پیلس کی جانب بڑھائے

کیونکہ عنان سے فون پر بات کرتے ہوئے پتا چلا تھا کہ بسام گھر پر ہی ہے

بسام جیسے ہی شاور لے کر باہر آیا تو روم میں فرح کو دیکھ ماتھے پر بے شمار بل نمودار ہوئے

مائسہ کی اس دن کی حرکت کے بعد سے فرح واپس سے اپنے کمرے میں چلی گئی تھی

مگر آج وہ پھر اپنے سامان سمیت بسام کے بیڈ روم میں تھی

حیام کی بات یاد آنے پر بسام نے کچھ کہنے کی بجائے کبرڈ سے وہ چیپ نکالی

اور روم میں آیا

یہاں کیا کر رہی ہو تم" بسام نے سخت لہجے میں کہا تو فرح نے قدم اس" کی جانب بڑھائے

اپنے شوہر کے کمرے میں کیا کرتے ہیں" بسام کے نم بالوں میں ہاتھ" پھیرتے ہوئے کہا تو بسام نے خونخوار نظروں سے فرح کو گھورا

بہت جلد نہیں خیال آگیا شوہر کے کمرے کا" بسام نے طنزیہ لہجے میں" کہا تو فرح نے دانت پیس کر اسے دیکھا

اس دن لوگوں کو تو میری محبت کی نشانیاں دکھا رہی تھی—— مگر مجھے" تو دیکھنا ہی نصیب نہیں ہوئی—— فرح کی گردن پر انگلی ٹریس کرتے ہوئے کہا تو فرح بدک کر پیچھے ہوئی تو بسام نے آبرو آچکا کر اسے دیکھا

کیا شوہر ہوں نا تمہارا تو پھر یہ ڈرامہ کس بات کا—— ویسے بھی کونسا" پہلی بار قریب آرہا ہوں تمہارے—— بسام نے غرا کر کہا تو فرح نے اپنا

خشک پڑتا حلق تر کر کہ بسام کو دیکھا جس کے چہرے کے تاثرات سپاٹ تھے

نہیں ایسی کوئی بات نہیں میں تو بس ـــــ فرح نے اپنے بازو بسام کی" گردن میں حائل کرتے ہوئے شرما کر کہا تو بسام نے کوفت سے اس بلا کو دیکھا

اگر چیپ لگانا ضروری نا ہوتا تو وہ اس کے بازو کاٹ دیتا

فرح کے بال مٹھی میں دبوچ کر اس کی کمر میں بازو حائل کر کہ اس کا رخ بدلا

اور گردن سے بال ہٹا کر اپنے دانت وہاں گاڑھے یہ حرکت بسام نے اس لیے کی تا کہ فرح کو چیپ محسوس نا ہو تو تکلیف سے فرح نے سسک کر بسام کو روکنا چاہا

جواب گردن پر چیپ لگا رہا تھا

جبکہ فرح بسام کی سخت گرفت میں تڑپ کر رہ گئی

کہ تبھی روم کا دروازا کھلا تو بسام نے فرح کی گردن سے سر اٹھا کر بائیں جانب دیکھا

جہاں مائسہ آنکھوں میں بے یقینی لیے بسام کو دیکھ رہی تھی

مائسہ کو روم میں دیکھ فرح نے مسکراتے ہوئے رخ بدل کر بسام کے سینے میں چہرہ چھپا لیا

جبکہ بسام فق چہرے سے کبھی مائسہ کو دیکھتا جو نیلی آنکھوں میں آنسوں بھرے ـــــ بے یقینی لیے بسام کو دیکھ رہی تھی ---اور کبھی خود کے گلے لگی فرح کو

مائسہ نے ہاتھ میں تھامے گلاب کے پھول کو زور سے مٹھی میں مسلہ تو قطرہ قطرہ خون زمیں پر گرنے لگا

اور پھول کو بسام کی طرف اچھالتے ہوئے ــــــ روتے ہوئے باہر کی جانب قدم بڑھائے

جبکہ بسام نے کسی اچھوت کی طرح فرح کو خود سے پڑے دھکیلا اور باہر کی جانب دوڑ لگائی

مائسہ بات سنو میری ـــــ ائیڈ سیڈ سٹاپ اٹ رائٹ ناؤ" بسام نے" چلاتے ہوئے کہا

جبکہ مائسہ کے قدموں میں تیزی آتی جارہی تھی اپنے آنسوں پونچھتے وہ جیسے ہی سڑک کے درمیان میں آئی تو بسام نے مائسہ کا دوپٹہ کھینچ کر اتارا

جس پر مائسہ تڑپ کر پلٹی

جبکہ بسام نے اس دوپٹے کے دونوں سروں کو تھام کر مائسہ کے سر سے گزار کر اپنے اور مائسے کے وجود کو اس میں چھپایا

مائسہ ابھی کچھ سمجھتی کہ بسام نے کمر میں ہاتھ ڈال کر مائسہ کو خود میں بھینچا اور مائسہ کے نرم لبوں کو اپنی سخت گرفت میں لیا

جبکہ بسام کے جان لیوا لمس پر مائسہ نے تڑپ کر خود کو آزاد کروانا چاہا پر " اپنی کمر پر اور ہونٹوں پر لمحہ بہ لمحہ بڑھتی بسام کی شدتوں سے اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی

مائسہ کی سانسوں کو پوری شدت سے خود میں انڈیلتے بسام مائسہ کی خوشبو میں بہکنے لگا

مائسہ کی بے ترتیب ہوئی سانسوں کو محسوس کر کہ نرمی سے پیچھا ہٹا تو مائسہ نے گہرے گہرے بھرتے بسام کو خود سے دور دھکیلا

جس پر بسام نے خونخوار نظروں سے مائسہ کو دیکھا

اور اس کا زخمی ہاتھ اپنی ہاتھ میں دبوچ کر سامنے کیا

ہتھیلی پر چوٹ کے نشان دیکھ کر بسام نے سختی سے اپنے لب بھینچے

جبکہ بارش کی بوندیں ہتھیلی پر گر کر خون کو صاف کر رہی تھی

ہاتھ چھوڑو---ابھی اس بیوی سے دل نہیں بھرا جو اپنی ضرورت کو"

پورا کرنے کے لیے میرا استعمال کر رہے ہیں"بسام سے اپنا ہاتھ

چھڑواتے ہوئے چلا کر کہا

جب جب وہ منظر آنکھوں کے سامنے آتا تھا مائسہ کو لگتا تھا کہ کسی نے"

"مرچیں اس کی آنکھوں میں بھر دی ہو

اسے بسام کے کردار پر کبھی شک نہیں تھا---بس نکاح پر دکھ تھا---"

مگر آج جو اپنی نظروں سے دیکھا وہ مائسہ کو بری طرح سے توڑ گیا تھا

جبکہ مائسہ کی بات پر بسام نے اپنی لال انگارا ہوتی آنکھوں سے اسے

گھورا

ہاں نہیں بھرا دل میرا---اور آج میں تمہیں بتاؤ گا کہ جب کسی کو"

ضرورت کے لیے استعمال کرتے ہیں تو ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے

ہیں۔۔۔۔مائسہ کے جبڑے کو ہاتھ میں دبوچتے ہوئے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا

اور قدم اپنی کار کی جانب بڑھائے

مائسہ کو زبردستی کار میں بٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھا

ہاتھ چھوڑو میرا جنگلی انسان نہیں جانا مجھے تمہارے ساتھ۔۔۔۔بسام کی سخت گرفت سے مائسہ نے خود کو چھڑواتے ہوئے کہا

جبکہ اس دوران مائسہ کا دوپٹہ زمین بوس ہوا تو

بسام نے جھک کر دوپٹہ اٹھا کر اپنے ہاتھ پر لپیٹا اور فلیٹ کا دروازا کھول کر اندر داخل ہوا

مائسہ کو لا کر بیڈ پر پٹکا اور بیڈ روم کا دروازا بند کیا

دوسری بیوی ہے تو سہی اسے لے آئیں مگر مجھے جانے دیں یہاں"

سے ——مائسہ نے چلاتے ہوئے کہا اور دروازا کھولنے کی کوشش کی جو

کہ کھلنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا

جبکہ بسام دیوار سے ٹیک لگائے جبڑے بھینچے مائسہ کو دیکھ رہا تھا

——ماتھے کی رگیں پھولی ہوئی تھی

لیکن تم نے ہی تو کہا تھا کہ ایک سے دل نہیں بھرا میرا" مائسہ کی"

گردن پر اپنی دہکتی سانسیں چھوڑتے ہوئے کہا تو مائسہ کے ہاتھ ایک دم

سے ساکت ہوئے

جبکہ کمر سے سرکتی ہوئی بسام کی انگلیوں کا لمس اپنے پیٹ پر محسوس کر

کہ مائسہ نے اپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیری

کچھ دیر قبل تم نے ہی تو کہا تھا کہ اپنی ضرورت کے لیے تمہیں "
استعمال کر رہا ہوں "بسام کے سرد لہجے پر مائسہ کے رونگھٹے کھڑے ہو گئے

کپکپاتے ہاتھوں سے دروازے کے ہینڈل کو زور سے پکڑا

کہ روم کی فضا میں ایک دم سے مائسہ کی چیخ گونجی جب بسام نے مائسہ کو باہوں میں بھر کر بیڈ پر پٹکا

اور اپنی جیکٹ اتار کر مائسہ کے چہرے پر پھینکی

جس پر مائسہ نے تڑپ کر بسام کو دیکھا

بب ــــ سام ــــ میں بات نہیں کروگی ــــ اپنے وجود کو پیچھے کو "
گھسیٹتے ہوئے کہا

تو بسام نے پاؤں سے پکڑ کر مائسہ کو اپنی جانب کھینچا اور اپنے دونوں ہاتھ مائسہ کے اطراف میں رکھے

اور کون کمبخت بات کرنے میں وقت برباد کرنا چاہتا ہے" بوجھل لہجے میں مائسہ کی گردن پر انگلی ٹریس کرتے ہوئے کہا تو مائسہ کی آنکھیں پل میں نم ہوئی

"تمہیں شرم نہیں آرہی بسام ــــ کچھ دیر پہلے تم اپنی دوسری بیوی کو بانہوں میں بھرے کھڑے تھے ــــ اور اب ــ مائسہ نے روتے ہوئے کہا اور پلٹ کر تکیے میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

بسام نے ایک تاسف بھری نگاہ مائسہ کے بلکتے وجود پر ڈالی اور گہری سانس بھر کر پیچھے ہوا

"ہم معصوم شوہروں کی کمزوری بھی رب نے چن کر ان بیویوں کے آنسوؤں میں رکھی ہے ــ اچھے بھلے بندے کو بے بس کر دیتی ہیں ــــ پتہ جو ہے کچھ اور تو کر نہیں سکتی ــــ بس دو آنسو اور شوہر کا کام تمام"

بسام نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور ایک بھرپور نگاہ

مائسہ کے وجود پر ڈالی

جس کے بال ایک سائیڈ پر ہونے کے باعث دودھیا گردن اور کمر واضح

ہو رہی تھی

اور دائیں کندھے سے تھوڑا نیچے تل پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا

جسے دیکھ بسام کو اپنے گلے میں کانٹے چبھتے محسوس ہوئے

اپنے منہ زور جزبات پر بندھ باندھ کر باہر کا رخ کیا

اور موبائل نکال کر حیام کو چیپ لگانے کا بتایا

اور واپس روم میں آیا تو مائسہ ابھی بھی رونے میں مصروف تھی

ڈرا سے زخموں پر لگانے والی ٹیوب نکالی اور بیڈ پر مائسہ کے قریب بیٹھ کر

اس کے ہلکولے لیتے وجود کو دیکھا

دونوں جانب سے مائسہ کی کمر کو اپنے ہاتھوں میں تھام کر اس کی کمر پر

اپنے آگ کی مانند دہکتے ہونٹ رکھ دیے

جبکہ بسام کے شدت بھرے لمس پر مائسہ نے کسمکسا کر خود کو آزاد کروانا

چاہا تو بسام نے اپنے ہاتھ کمر سے سرکاتے ہوئے مائسہ کے پیٹ پر باندھ

دیے

جبکہ کمر پر جا بجا اپنا لمس چھوڑنے لگا

کمرے کی معنی خیز خاموشی میں دونوں کی بھاری ہوتی سانسوں کا شور

برپا تھا

مائسہ پر گرفت سخت کر کہ اس کا رخ اپنی جانب کیا اور اس کے ہاتھ کو

اپنے ہاتھ میں تھاما

جبکہ مائسہ گہرے گہرے سانس لیتی سرخ ڈوروں سے مزین آنکھوں سے

بسام کو دیکھنے میں محو تھی

جس کی جذبات سے سرخ پڑتی آنکھیں اس وقت مائسہ کی ہتھیلی پر

مرکوز تھی نرمی سے مائسہ کے ہاتھ پر ٹیوب لگا کر اپنے ہونٹوں سے چھو

کر مائسہ کی جانب دیکھا

آئندہ خود کو تکلیف مت دینا"—— سرد لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور"

دے کر کہا تو مائسہ نے اپنا ہاتھ بسام کے ہاتھ سے چھڑوا کر اپنے سامنے

کیا

جہاں اب زخم پر ٹیوب لگی ہوئی تھی

آپ سے کس نے کہا کہ میں نے خود کو یہ تکلیف دی ہے "بسام کی"

بھوری سرخ آنکھوں میں اپنی نیلی آنکھیں گاڑھتے ہوئے طنزیہ لہجے

میں کہا تو بسام نے جبڑے بھینچ کر مائسہ کو دیکھا

اور اپنا ہاتھ مائسہ کی کمر میں لپیٹ کر اسے خود میں بھینچا

مجھے اذیت دینے کا یہ نیا طریقہ ڈھونڈا ہے تم نے "مائسہ کی کمر کو سہلاتے ہوئے کہا تو مائسہ نے اپنا چہرہ بسام کی گردن میں چھپا لیا

آپ کو پھر بھی محسوس نہیں ہو رہی نا" شکوہ کن لہجے میں کہا تو بسام" نے تڑپ کر اپنی گرفت سخت کی

تمہیں ملی تکلیف ہر بار مجھے موت کے نئے روپ سے روشناس کرواتی" ہے مائسہ ——میرا بس چلے تو تمہیں ساری دنیا سے چھپا کر خود میں قید کر لوں —— زمانے کی سرد و گرم ہوا کو تمہیں چھونے بھی نا دوں میرا خدا گواہ ہے مائسہ میری ابھی بھی وہی کوشش ہے ——بس تھوڑا سا صبر کر لو ——اور خود کو تکلیف دینا بند کرو ——مائسہ کی گردن سے بال ہٹا کر وہاں اپنا دہکتا ہوا لمس چھوڑتے گھمبیر بوجھل لہجے میں سرگوشی کی تو مائسہ نے سمٹتے ہوئے بسام کی شرٹ پر اپنی گرفت سخت کر دی

Your presence makes me live

I want to smell every moment of my life with the fragrance of you body.
I want to live every moment of my life with you.

بسام کی سرگوشیوں پر مائسہ کو اپنا رواں رواں کانپتا محسوس ہوا

--دل کی دھڑکنیں بے ساختہ ہی بڑھنے لگی

جب بسام کی جان لیوا قربت میں سانس لینا محال ہو گیا تو کپکپاتے ہاتھوں سے بسام کو خود سے دور کیا اور جھٹکے سے بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی

جبکہ بسام لودیتی گہری نظروں سے مائسہ کی کمر پر جھولتے چاکلیٹ براؤن بالوں کو دیکھ رہا تھا

جبکہ مائسہ اپنے دل پر ہاتھ رکھے اپنی بے ترتیب ہوئی دھڑکنوں کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی

جب بسام نے پیچھے سے مائسہ کو اپنے حصار میں لے کر تھوڑی مائسہ کے

کندھے پر ٹکا کر مائسہ کی زخمی کلائی سامنے کی جس پر پٹی بندھی ہوئی تھی

اپنے انگھوٹھے سے کلائی کو سہلایا تو مائسہ نے تڑپ کر خود کر چھڑوانا چاہا

تو بسام نے ایک ہی جھٹکے میں مائسہ کا رخ اپنی جانب کر کہ

اس کے کپکپاتے ہونٹوں کو اپنی سخت گرفت میں لیا

جب کہ مائسہ بن پانی کی مچھلی کی طرح بسام کہ سخت سے سخت ہوتی

گرفت میں پھڑپھڑا کر رہ گئی

تم جانتی ہو کہ تمہاری سانسیں میری طلب ہیں اور ہر گزرتے لمحے "

کے ساتھ میری طلب شدت اختیار کرتی جا رہی ہے جب تک تمہاری

سانسوں کی مہک میری سانسوں کو معتر نہ کر دے میری دھڑکنیں سینے

میں سر پٹخنے لگتی ہیں تمہارا تو پتا نہیں پر میں تمہاری ہر اس سانس کا عادی

ہوں جو تم لیتی ہو جی چاہتا ہے سمیٹ لوں تمہاری سانسوں کو خود میں

اس طرح مدغم کردوں کہ واپسی کا راستہ نہ بچے۔میری طلب میرا اقرار میری راحت صرف تمہاری سانسیں ہیں۔۔۔بکھرنے کا جواز تمہاری دوری ہے"——مائسہ کے سر سے اپنا سر ٹکائے اس کے بھیگے ہونٹوں پر اپنا انگھوٹھا پھیرتے ہوئے گھمبیر لہجے میں سرگوشی کی تو مائسہ کان کی لو سے گردن تک سرخ پر گئی

بسام کی بے باک سرگوشیوں اور چہرے پر پڑتی بسام کی گرم جھلسا دینے والی سانسوں کی تپش سے مائسہ کو اپنے چہرے کی جلد جھلستی ہوئی محسوس ہو رہی تھی

بس——ام مجھے بھو——ک لگی ہے"——مائسہ نے اپنے خشک پڑتے" ہونٹوں کو تر کر کہ کہا تو بسام نے جھک کر نرمی سے اس کے ہونٹوں کو چھوا اور دو قدم کے فاصلے پر کھڑا ہوا

اپنے بے لگام ہوتے جذباتوں پر بامشکل بندھ باندھ کر گہری سانس فضا

کے سپرد کی—— خمار آلود نظروں سے مائسہ کے کپکپاتے وجود—— اور

مائسہ کے چہرے پر اپنی قربت کے ان گنت خوبصورت رنگوں کو

استحقاق بھری نظروں سے دیکھا

چلو دیکھتے ہیں کچن میں کیا ہے کھانے کو ورنہ آڈر کر لیتے ہیں—— اپنی

جزبات سے بوجھل ہوتی آواز پر قابو پا کر سنجیدہ لہجے میں کہا تو—بسام

کے کہنے پر مائسہ نے اثبات میں سر ہلا کر قدم باہر کی جانب بڑھانے

چاہے تو بسام نے کلائی سے پکڑ کر مائسہ کو روکا تو

مائسہ نے سوالیہ نظروں سے بسام کو دیکھا

ایک تو تم لڑکیوں کی سمجھ نہیں آتی— ٹھنڈ سے ویسے جان جاتی"

ہے—— مگر جب ایسے کپڑے پہن لیتی ہو تو پتہ نہیں ٹھنڈ کہار فو چکر ہو

جاتی ہے ---- اپنی جیکٹ بیڈ سے اٹھا کر مائسہ کو پہناتے ہوئے تاسف سے کہا تو مائسہ کے ہونٹوں پر مدھم سی مسکراہٹ رینگ گئی

اور اتنی محنت ہم اپنے شوہروں کے لیے ہی کرتی ہیں ---- مگر شوہروں کو کہاں پرواہ ---- مائسہ نے منہ بنا کر کہا تو بسام نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا

"بیوی کے دکھ سکھ اس کی ضرورتوں اور بیوی کی ذات سے جڑی ہر چیز کی پرواہ صرف اس کے شوہر کو ہی ہوتی ہے" مائسہ کے ہاتھ کو مضبوطی سے اپنے ہاتھ میں تھامتے ہوئے کہا تو مائسہ نے آنکھیں گھما کر بسام کو دیکھا اور اپنا ہاتھ چھڑوا کر فریج کھولی

فروزن کباب اور رولز نکال کر چائے بننے کے لیے رکھی

جبکہ بسام نے اپنا حصار مائسہ کے گرد باندھ کر تھوڑی اس کے کندھے پر ٹکا دی

اب اتنا پیار جتانے کی ضرورت نہیں۔۔بھولی نہیں ہوں میں کہ کچھ "

دیر پہلے کسی اور کو بانہوں میں بھرے کھڑے تھے "۔۔۔۔مائسہ نے

دانت پیس کر کہا تو بسام نے اپنی مسکراہٹ چھپائی

تو دیکھ لو تمہارے شوہر کا کتنا بڑا دل ہے۔۔۔۔دونوں بیویوں کو برابر پیار "

کر رہا ہے "اپنی بات کہہ کر بسام نے ہونٹ دانتوں تلے دبالیا

جبکہ مائسہ نے اپنی کہنی زور سے بسام کے پیٹ میں ماری تو وہ کراہ کر رہ

گیا

زہر لگتی ہے وہ مجھے۔۔۔۔اور اب تو اس سے بھی بری "مائسہ نے دانت "

پیس کر کہا تو بسام نے بامشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا

لیکن تم تو مجھے شہد جیسی میٹھی لگتی ہو۔۔۔بسام کی سرگوشی پر مائسہ نے "

پلٹ کر اسے گھور کر دیکھا

بات پلٹنے کی ضرورت نہیں ہے ـــــ آپ بھی کہے کہ آپ کو وہ بری "
لگتی ہے "مائسہ کے جل کر کہنے پر بسام نے اسے مسکراتی نظروں سے
دیکھا اور پھر اس کا رخ بدل کر اس کے بالوں کو جوڑے میں لپیٹنے لگا
اس کا ہونا یا نا ہونا میرے لیے کوئی معنی نہیں رکھتا ـــــ پھر کیوں سوچو "
" ـــــ کہ وہ مجھے اچھی لگتی ہے یا بری

مائسہ کے بالوں کا جوڑا بنا کر اس کی دودھیا شفاف گردن پر اپنے لب
رکھے تو مائسہ نے بے ساختہ جھرجھری لی جس پر بسام نے مسکراتے
ہوئے کیبنٹ کا رخ کیا کپ نکال کر مائسہ کو دیے

اور پھر مائسہ کو حصار میں لے کر نظریں اس کے دودھیاں ہاتھوں پر ٹکا
دی

تمہیں یہ پوچھنا چاہیے کہ تم کب مجھے اچھی لگتی ہو اور کب بری ـــــ "
کیونکہ تم بیوی ہو میری ـــــ تمہیں دیکھنا تمہیں سوچنا میرا حق ہے --

تمہاری جو حرکت جو عمل مجھے پسند آتا ہے تو میں پہروں اسے سوچتا ہوں—— کبھی کبھی کام کے دوران تمہاری کوئی بات یا حرکت یاد آتی ہے تو میرے ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ آجاتی ہے جس سے کبھی کبھی میں خود انجان ہوتا ہوں --

اور کچھ باتیں جو تمہاری مجھے بری لگتی ہیں ان کے یاد آنے پر میں بے حد خوشی میں بھی اداس ہو جاتا ہوں—تب میرا دل کرتا ہے کہ میں ساری دنیا کو تہس نہس کردوں——اور تمہارے دماغ پر اس طرح سے حاوی ہو جاؤ کہ تم میرے علاوہ ایسا کچھ سوچ بھی نا سکو——تمہارے لبوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں قید کرلو کہ تم ایسے لفظ کبھی ادا ہی نا کرسکو جو مجھے انگاروں پر گھسیٹ لیتے ہیں" مائسہ کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے سلیپ پر بٹھاتے ہوئے بوجھل گھمبیر لہجے میں اپنے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تو مائسہ کو

اپنے رونگھٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے

اپنی لرزتی پلکوں کی بار کو جھکا دیا جبکہ اپنے کپکپاتے ہاتھوں کو بسام کے ہاتھوں میں قید دیکھ کر اتنی ٹھنڈ میں بھی مائسہ کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے

"کک-کونسی بات بری لگتی ہے "اپنے خشک پڑتے ہونٹوں کو تر کر کہ بسام سے پوچھا جو اس کے ہاتھوں پر نظریں جمائے کھڑا تھا

مائسہ کے پوچھنے پر اپنی بھوری گہری آنکھوں کو اٹھا کر مائسہ کی جانب دیکھا

"جب تم مجھ سے دور جانے کی بات کرتی ہو —— جب تم خود کو تکلیف پہنچاتی ہو —— جب تم ناراض ہو کر مجھے اپنی قربت سے دور کر دیتی ہو —— یہ سبھی باتیں میرے سینے میں آگ لگا دیتی ہیں —— تم صرف میری بیوی ہوتی — محبت نا ہوتی تو شاید میں یہ کبھی برداشت نا کر پاتا ——

تمہاری ان حرکتوں پر شاید بہت برا پیش آتا ـــــ مگر حقیقت تو یہ ہے کہ تم صرف بیوی ہی نہیں محبوب بیوی ہو ـــــ جس کی سانسوں کو اپنے ـــــ سینے میں محسوس کر کہ میرا دل دھڑکتا ہے

تمہارا ہونا میرے لیے آکسیجن کا کام کرتا ہے ـــــ جینے کے لیے تم پر ڈیپینڈ کرتا ہوں یار ـــــ اسی لیے برداشت کر جاتا ہوں ـــــ مائسہ کے چہرے اور گردن کے درمیان اپنا ہاتھ رکھ کر انگھوٹھے کو مائسہ کے ہونٹوں کے قریب پھیرتے ہوئے مسکراتے لہجے میں

کہا تو مائسہ کو بسام کا ایک ایک لفظ اپنے دل میں اترتا ہوا محسوس ہوا

بسام کی محبت اس کے الفاظ مائسہ کو سرشار کر رہے تھے

آنکھیں بے ساختہ ہی نم ہوئی

بس یہ تم بیویوں کے ہتھیار ـــــ تھوڑی ناراضگی دکھائیں تو تب بھی یہ " آنسو بہنے کو تیار ـــــ پیار کرو تب بھی ـــــ بندہ کرے تو کرے کیا ـــــ

بسام کے جھنجھلا کر کہنے پر مائسہ کی خوبصورت ہنسی کچن کی فضا میں گونجی

توبسام نے سر جھٹک کر کباب پلیٹ میں نکالیں

اور چائے کپوں میں ڈال کر ٹرے میں رکھی

اپنے چہرے پر مائسہ کی نظریں محسوس کر کہ بسام نے آبرو آچکا کر مائسہ

کو دیکھا

جو آنکھوں میں محبت کے دیپ جلائے مسکراتے ہوئے بسام کو ہی دیکھ

رہی تھی

بسام کے دیکھنے پر ہستے ہوئے قدم بسام کی جانب بڑھائے اور بسام کے

کندھوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر پاؤں بسام کے پاؤں پر رکھ کر اس کے

ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا تو بسام کے ہونٹوں پر زندگی سے بھرپور

مسکراہٹ رینگ گئی

Thank you for loving me so much

Thanks for making me feel so special. Thank you for coming into my life and filling it with the colors of your love.

Thank you so much for loving me unconditionally.

مائسہ کے خوبصورت اظہار پر بسام نے اس کے ماتھے کو اپنے ہونٹوں سے چھوا

بس اتنا ہی "بسام نے آبرو آچکا کر کہا تو مائسہ نے نفی میں سر ہلایا"

میری سانسوں میں اپنی سانسیں شامل کر کہ مجھے زندگی دینے کے لیے بھی اور

میری ہر غلطی کو نظر انداز کر کہ مجھے شدت سے چاہنے کے لیے بھی شکریہ۔

مائسہ نے نظریں جھکا کر کہا تو بسام نے مائسہ کے چہرے پر جھولتی آوارہ لٹ کو کان کے پیچھے اڑسا

جان لینے کا ارادہ ہے کیا" بسام کے کہنے پر مائسہ نے اس کے سینے پر " دونوں ہاتھ رکھ کر پیچھے کیا

بیویوں کی آنکھوں میں تو آنسو آتے ہیں ــــ مگر بیویوں کے اظہار پر " شوہروں کو جان جانے کی فکر لاحق ہو جاتی ہے" مائسہ کے منہ بسور کر کہنے پر بسام کا دلکش قہقہہ گونجا

بیویوں کا اظہار ہوتا ہی بڑا جان لیوا ہے ــــ تو معصوم شوہر کیا کریں"""

بسام نے قدم باہر لاؤنج کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو مائسہ نے دانت پیس کر جاتے ہوئے بسام کو دیکھا

ان کے پاس اتنے ثبوت بھی نہیں تھے اور مجھے ان کا کیس بھی کافی ہلکا لگ رہا تھا۔۔۔جیتنے کے کوئی چانسسز ہی نہیں تھے--- مگر آپ کو یہ کیس جیتتا دیکھ خوشی بھی محسوس ہو رہی ہے۔۔۔نبال کے ساتھ کمرہ عدالت سے نکلتے وکیل نے کہا تو نبال نے مسکرا کر سر جھٹکا

"ویسے بھی وہ میری فیس افورڈ نہیں کر سکتے تھے اور اتنے کم معاوضے پر آپ بھی کیسے راضی ہو گئی کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔۔وکیل نے حیرانگی سے استفسار کیا تو نبال نے رک کر اس کی جانب رخ کیا

"مجھے معاوضے سے زیادہ جیتنے سے فرق پڑتا ہے۔۔۔کسی کیس یا کسی کام سے ہمیں کتنا معاوضہ حاصل ہوا یہ تو شاید ہم کبھی بھول جائیں۔۔۔مگر اپنی جیت انسان کبھی نہیں بھولتا۔۔۔اور جہاں بات حق اور سچ کے لیے لڑنے کی ہو تو وہاں نبال راجپوت معاوضہ کیا اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں

کرتی ــــ معاوضہ ملے نا ملے اپنی جان دے کر بھی جیتنا پڑے تو میں پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں ــــ ہارنا مجھے پسند نہیں --- اور سچ کے لیے لڑنے سے میں پیچھے نہیں ہٹتی" سنجیدہ لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تو اس وکیل نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا

پہلے تو میں آپ کی بڑی بہن عنان راجپوت کا فین تھا آج تو آپ کا بھی" ہو گیا ــــ آج تو ہار کر بھی خوشی محسوس ہو رہی ہے ــــ کیا آپ اپنی سسٹر سے ملوا سکتی ہیں ــــ میں ان سے آٹو گراف لینا چاہتا ہوں ــــ میڈیا کی دنیا میں صرف ان کا فین ہوں میں" وکیل کی بات پر نبال نے جبرا مسکراتے ہوئے قدم آگے بڑھائے

یہی بات اس کے معصوم زن مرید شوہر کو پتا لگ جائے نا ــــ اپنی" بیوی کے فین بننے پر تمہیں ہی چھت کا فین بنا کر بنا بجلی کے گھما دے

گا" نبال نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا تو ساتھ چلتے وکیل نے نا سمجھی سے نبال کو دیکھا

آپ سے مل کر خوشی ہوئی ـــــ جلد دوبارا ملاقات ہوگی" ـــــ وکیل" نے اپنا ہاتھ نبال کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا تو نبال نے گہری سانس بھر کر رخ اس کی جانب کیا

نظریں غیر ارادی طور پر سامنے پلر کی جانب اٹھی تو جان ہوا ہوتی محسوس ہوئی

کیونکہ سامنے دانیال راجپوت آنکھوں سے سن گلاسز اتارتے ہوئے نبال کے ساتھ کھڑے وکیل کو خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا

جبکہ نبال کبھی اپنی طرف بڑھتے دانیال کو دیکھتی اور کبھی اس وکیل کو

ایم سوری مسٹر ابھی مجھے جانا ہوگا" ـــــ نبال نے اس وکیل کے ہاتھ کو" نظر انداز کر کہ جلدی سے قدم دانیال کی جانب بڑھائے

ابھی دانیال آگے بڑھتا کہ نبال نے اپنے ہاتھوں میں دانیال کی بازو جکڑ کر اسے روکا خاموش آنکھوں سے رکنے کی التجا کی تو دانیال نے خونخوار نظروں سے نبال کو دیکھا

جس سے نبال کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی

لیکن ہمت کر کہ دانیال کے بازو پر اپنی گرفت سخت کی

جبکہ دانیال نے نبال کے ہاتھوں کو اپنے بازو سے ہٹا کر اپنے ہاتھ میں قید کیا اور باہر کی جانب قدم بڑھائے

نبال کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھا

اپنے بیڈ روم میں لا کر نبال کا ہاتھ چھوڑا اور بیڈ پر دھڑام سے گر کر آنکھیں موند لیں

جبکہ نبال نے اپنی فائل ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی اور کبرڈ سے اپنا ڈریس

لے کر واشروم کا رخ کیا

تھوڑی دیر بعد فریش ہو کر باہر آئی تو دانیال کو سگریٹ سلگاتے دیکھ

نبال نے تاسف سے سر جھٹکا

گھر میں کوئی نہیں ہے کیا"-آئینے سے نظریں دانیال کے وجود پر"

ٹکاتے ہوئے کہا تو دانیال نے سر اٹھا کر نبال کو دیکھا

جو اپنے بالوں کو خشک کر رہی تھی

دانیال کے اس طرح سے دیکھنے پر سٹپٹا کر نظریں چرائی

حسام اور فاطین اپنے کام پر ہے ـــــ بسام اپنی بیگم کے ساتھ ـــــ حیام"

پولیس اسٹیشن ـــ جبکہ عنان فاطین کے پیچھے گئی تھی اس پر نظر رکھنے

اب پتہ نہیں کہا ہے" دانیال کے تفصیلی جواب پر نبال کے ہونٹوں پر

مسکراہٹ رینگ گئی

آپ کچھ کھائیے گے دانی ---- میں کچن میں جارہی ہوں" نبال نے

اپنے بال کیچر میں جکڑتے ہوئے دانیال سے کہا تو

دانیال نے اپنی خمار آلود نظروں سے نبال کو دیکھا

صرف کچھ نہیں ---- میرا تو بہت کچھ کھانے کا دل کر رہا ہے ---- مگر"

پہلے تم کھالو ---- اپنی بھوک کا علاج میں خود کرلوں گا" ---- نظریں نبال

کے دلکش سراپے پر گاڑھتے ہوئے ز و معنی لہجے میں کہا تو نبال نے سٹپٹا

کر دانیال کو دیکھا اور جھٹ سے کمرے سے باہر نکل گئی

جبکہ اپنے پیچھے دانیال کے دلکش قہقہے سے چہرے پر شرمیگی مسکراہٹ

دوڑ گئی

نبال جیسے ہی کچن میں آئی تو ثناء اور فرح کو ملازمہ پر حکم چلاتے دیکھ نبال

نے اپنی نظریں پھیر کر انہیں اگنور کیا

کیا گفٹ دیا پھر بسام نے تمہیں "نبال کو کچن میں دیکھ ثناء نے دلچسپی "

سے فرح سے استفسار کیا تو نبال نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی

ڈائمنڈ نیکلس اور ساؤتھ کوریا لے جانے کا وعدہ کیا ہے "فرح کے شرما "

کہ کہنے پر نبال کا ضبط جواب دے گیا

اپنی بہن کی جگہ وہ کہاں کسی اور کو دیکھ سکتی تھی

اور وہ دونوں بھی شاید نبال کو ہلکے میں لے رہی تھی انہیں لگا شاید وہ

چپ چاپ سن لے گی مگران کی یہ غلط فہمی تو تب ہوا ہوئی

جب کاؤنٹر پر رکھی تیز دھاڑ چھڑی اٹھا کر نبال نے اپنا رخ فرح کی جانب

کیا

جہاں وہ دونوں ایک دوسرے سے سر ٹکائے باتیں کرنے میں مصروف

تھی

اگر اسی ڈائمنڈ کے نیکلس کو تمہارے گلے کا پھندا اور ساؤتھ کوریا کے "

راستے کو تمہارے لیے جہنم کا راستہ نا بنا دیا تو میرا نام بھی نبال راجپوت

نہیں "—— فرح کو بالوں سے پکڑ کر پیچھے کرتے اس کے گلے پر چھری

رکھتے ہوئے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو ثناء کی چیخیں گونج اٹھی

جس پر نبال نے پلٹ کر اس کے چہرے پر تھپڑ رسید کیا

آواز نا آئے مجھے تمہاری " غرا کر کہا تو ثناء نے اپنے قدم بے ساختہ "

پیچھے لیے

جبکہ فرح فق چہرے سے کبھی نبال کو دیکھتی اور کبھی اپنی گردن پر رکھی

چھری کو

کہ تبھی چیخ کی آواز سن کر دانیال بھاگ کر کچن میں داخل ہوا اور سامنے

کا منظر دیکھ اپنے بال نوچنے کا دل کیا

یار نبال ہٹاؤ اسے "نبال کے ہاتھ سے زبردستی چھری پکڑ کر سائیڈ پر "

پھینکتے ہوئے کہا تو نبال نے خود کو دانیال کی گرفت سے آزاد کروانا چاہا

ہٹیں آپ دانی ــــ مجھے بھیجنے دے اسے ہنی مون کے لیے ساؤتھ "

کوریا ــــ اسے سیر کروا کر آتی ہوں میں "دانیال کے حصار میں

پھرپھراتے ہوئے کہا تو دانیال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئ

ابھی دانیال کچھ سمجھتا کہ ثناء نے وہی چھری اٹھا کر نبال کی طرف کی جو

نبال کے بازو کو لہولہان کرتی چلی گئ

یہ سب اتنی جلدی ہوا کہ کسی کو کچھ سمجھ نہیں آیا

جبکہ دانیال نے تڑپ کر نبال کی خون سے تر ہوتی آستیں دیکھی اور پھر

آگے بھر کر ثناء کے چہرے پر تھپڑ رسید کرنا چاہا مگر ضبط سے مٹھیاں

بھینچ لی

عورت پر ہاتھ اٹھانے کا قائل نہیں ہوں۔ مگر اپنی بیوی کو ملنے والی تکلیف کے لیے چھوڑوں گا بھی نہیں" دبے دبے لہجے میں شیر سی دھاڑ لیے غرا کر کہا اور پلٹ کر نبال کو اپنی بانہوں میں بھر کر کمرے کا رخ کیا

دل تو میرا چاہ رہا ہے دو تمہیں بھی لگاؤ۔۔۔ کیا ضرورت تھی ان کے منہ لگنے کی۔۔۔ اب تو مجھے بھی ٹھیک لگ رہا ہے کہ چاچو نے اچھا کیا تمہیں ساتھ لے گئے۔۔۔ ورنہ اس گھر کو تو میدان جنگ بنا دینا تھا تم نے"۔۔۔ نبال کی پٹی کرتے ہوئے دانیال نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو نبال نے نم آنکھوں سے دانیال کے جھکے سر کو دیکھا

اور وہ جو میری بہن کے شوہر کے ساتھ ہنی مون جانے کی پلیننگ کر رہی تھی"۔۔۔ نبال کے نم لہجے پر دانیال نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا

دانیال کے ایسے دیکھنے پر نبال نے اپنا بازو دانیال کی گرفت سے آزاد کر

وایااور کمفرٹر کھول کر خود کو اس میں گم کر لیا

فرسٹ ایڈ باکس کو ڈرا میں رکھ کر دانیال نے ہینڈ واش کیے

اور کچن سے جا کر نبال کے لیے کھانا لایا

اٹھو نبال —— پہلے کھانا کھاؤ پھر سونا" —— دانیال کے سنجیدہ لہجے میں "

کہنے پر نبال نے چہرے سے کمفرٹر ہٹایا

اور اپنی متورم نم آنکھوں سے دانیال کو دیکھا۔ جس پر دانیال نے سختی

سے اپنے ہونٹ بھینچ لیے

جبکہ نبال نے ٹرے پکڑ کر کھانا کھایا اور کھانے کے بعد ٹرے پیچھے کھسکا

کر پھر سے کمفرٹر اوڑھ لیا

جبکہ دانیال نے تاسف سے سر ہلا کر ٹرے ٹیبل پر رکھی اور لائٹس آف

کی

نبال کے ساتھ نیم دراز ہو کر نبال کی پشت کو دیکھا

اور ہاتھ بڑھا کر نبال کو اپنی جانب کھینچ کر خود میں بھینچ لیا

آپ بہت ان رومینٹک ہے دانی ــــ سڑیل بھی ــــ کھڑوس بھی ــ"

اور مجھ سے محبت بھی نہیں کرتے "ــــ دانیال کے سینے پر مکے برساتے

ہوئے کہا تو دانیال نے مسکرا کر روتی ہوئی نبال کو دیکھا

کچھ دن پہلے تو میں بے شرم اور بے باک تھا ــــ اور آج ان رومینٹک"

سڑیل اور کھڑوس ہو گیا" دانیال نے آبرو آچکا کر کہا تو نبال نے اپنی

ناک دانیال کی شرٹ سے صاف کرتے ہوئے نفی میں سر ہلا یا

مجھے چوٹ لگی آپ کو چاہئے تھا کہ پیار سے پٹی کرتے مگر آپ تو جلاد"

بن کر ڈانٹ رہے تھے --- میری چوٹ سے زیادہ گھر کے میدان جنگ

بننے کی فکر تھی "- پر شکوہ لہجے میں کہا تو دانیال کروٹ بدل کر نبال پر

حاوی ہوا

"میری جان ـــــ تمہیں چوٹ لگے گی تو میں رومینٹک نہیں ہو سکتا تکلیف میں ہو اور تم چاہتی ہو کہ میں اس کی تکلیف پر رومینٹک ہو کر مرہم پٹی کرو تو سوری میں یہ نہیں کر سکتا ـــــ تمہیں اندازہ بھی ہے تمہاری معمولی سی تکلیف پر میری جان پر بن جاتی ہے ـــــ اور ان سے بازپرس کرنے سے اس لیے منع نہیں کیا کہ مجھے پسند نہیں ـــــ اس لیے منع کیا ہے کیونکہ میں نہیں چاہتا تم پر کوئی مصیبت آئے ـــــ تمہارے اس زخم کو دیکھ کر میں نے کیسے خود پر ضبط کیا ہے یہ صرف میرا دل جانتا ہے ـــ اگر میں وہاں نا آتا اور تمہیں اور نقصان پہنچتا یہ سوچ ہی سوہان روح ہے" ـــــ نبال کے چہرے پر اپنی انگلیوں کو پھیرتے ہوئے گھمبیر لہجے میں کہا تو نبال نے اپنے بازو دانیال کی گردن میں حائل کر دیے

جس پر دانیال نے جھک کر نرمی سے نبال کے ہونٹوں کو چھوا

منع بھی کیا تھا کہ کورٹ مت جانا کچھ دن پھر کیوں گئی "——دانیال "
نے خفگی بھرے لہجے میں کہا تو نبال نے اپنے ہونٹ دانیال کے گال پر
ثبت کیے

جس پر دانیال نے مسکراتے ہوئے سر تکیے پر رکھ کر نبال کو اپنے حصار
میں قید کر لیا

ایک مجبور آدمی کا کیس تھا——ناجاتی تو بچارے کی زمین ہاتھ سے چلی "
" جاتی——بس اسی لیے

ٹھیک ہے مگر اب تم کچھ دن تک نہیں جاؤ گی جب تک یہ پرابلم سولو
نہیں ہو جاتی "-دانیال کے سنجیدہ لہجے پر نبال نے اثبات میں سر ہلا کر
آنکھیں موند لیں

جبکہ دانیال نبال کے بالوں میں انگلیاں پھیرتا ثناء کے ہوش ٹھکانے
لگانے کے بارے میں سوچ رہا تھا

"ڈاکٹر فاطین اس وقت کہاں ہو گے"

میم سر تو آپریشن تھیٹر میں ہیں ــــ جیسے ہی سرجری سے فری ہو گے "

باہر آجائیں گے" ــــ نرس نے عنان کے پوچھنے پر نرمی سے بتایا تو عنان

نے اثبات میں سر ہلا کر

آپریشن تھیٹر کا رخ کیا

اتنا تو مریض کے گھر والوں کو ڈاکٹر کے باہر آنے کا انتظار نہیں تھا

جتنا عنان میڈم کو تھا

تھوڑی ہی دیر گزری تھی جب فاطین اپنی ٹیم کے ساتھ آپریشن تھیٹر

سے باہر آیا

جسے دیکھ عنان کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ رینگ گئی

مگر فاطین کے پیچھے ڈاکٹر کرن کو دیکھ منہ کے زاویے پل میں بدلے

جبکہ فاطین ہاتھوں سے گلوز اتارتا پیشنٹ کی فیملی سے بات کر رہا تھا

ایک غیر ارادی نظر اپنے بائیں جانب اٹھی اور وہاں عنان کو دیکھ حیرت

ہوئی

جبکہ آنکھیں خوشی سے چمک اٹھی مگر ڈاکٹر کرن کا خیال آتے ہی گہری

سانس بھر کر اپنی بات جاری رکھی

کہ تبھی عنان تیز قدم لیتی فاطین کی جانب بڑھی

السلام و علیکم کیسے ہیں آپ سب ۔۔۔ فاطین کو اگنور کر کہ ساتھ کھڑے

ڈاکٹر کو سلام کیا

تو اس کی بیتیسی ہی نکل آئی

و علیکم السلام مس عنان کیسی ہے آپ "۔ خوش دلی سے ہاتھ عنان کی

جانب بڑھاتے ہوئے کہا تو عنان نے تھام کر جواب دیا

جبکہ اس دوران فاطین سخت نظروں سے عنان کو گھور رہا تھا

"اوکے ڈاکٹرز بعد میں ملتے ہیں۔۔۔ابھی مجھے اپنی وائف کے ساتھ شاپنگ پہ جانا ہے"۔۔۔عنان کی کمر میں بازو حائل کر کہ بنا کسی کے جواب کو سنے چینجنگ روم کی جانب قدم بڑھائے

چینجنگ روم میں آکر عنان کو چیئر پر بٹھایا اور خود آپریشن کا گرین لباس سکرب اتار کر اپنی شرٹ پکڑ کر عنان کی جانب رخ کیا

"پہناؤ" عنان کے ہاتھ شرٹ پکڑاتے ہوئے کہا تو عنان نے اٹھ کر شرٹ پکڑی اور فاطین کو پہنانے لگی

"میں کب سے آئی ہوئی ہوں۔۔۔اور اپنے ہاتھوں سے کھانا بنا کر بھی لائی تھی"۔۔۔فاطین کی شرٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے منہ بنا کر کہا تو فاطین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

"کہاں ہے کھانا۔۔۔ابھی کھا لیتے ہیں" عنان کے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے محبت سے کہا تو عنان نے دانتوں تلے اپنا لب دبایا

وہ تو میں کھا چکی "معصومیت سے ہونٹ باہر نکال کر آنکھیں پٹپٹاتے "
ہوئے اپنے پیٹ کی جانب اشارہ کر کہ کہا تو فاطین کا دلکش قہقہہ گونجا
جھک کر نرمی سے عنان کے پیٹ کو اپنے ہونٹوں سے چھوا
تم نے کھایا میں نے کھایا ایک ہی بات ہے "فاطین نے مسکراتے "
ہوئے کہا اور لاکر کو لاک کیا
تو عنان نے مسکرا کر اس کی پیٹھ کو دیکھا
" یہ تو تم کہہ رہے ہو نا —— میں تو یہ نہیں کہہ سکتی تم نے کھایا یا میں نے
کھایا ایک ہی بات ہے —— مجھے تو کھانا ہی پڑے گا" —— عنان نے منہ
بسور کر کہا تو فاطین نے سر جھٹکتے اس کا ہاتھ تھام کر اپنے ہونٹوں سے
لگایا
ہم سچ میں شاپنگ پر جا رہے ہیں --- عنان نے اشتیاق سے پوچھا تو
فاطین نے اثبات میں سر ہلایا

کیا ضرورت تھی اس ڈاکٹر سے فری ہونے کی "فاطین نے آنکھیں دکھاتے ہوئے شکوہ کن لہجے میں کہا تو عنان نے گھور کر فاطین کو دیکھا خود کے بارے میں کیا خیال ہے مجھے کہا تھا نکال دوں گا اور وہ ابھی تک یہی ہے "عنان نے منہ بسور کر کہا تو فاطین نے نرمی سے اسے گاڑی میں بٹھایا اور ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھا

وہ ایک لڑکی ہے آن بلاوجہ اسے نکال دوں گا تو سو باتیں بنانے والے ہوگے کہ پتہ نہیں باس نے کیوں نکال دیا۔۔۔۔اس کے کریکٹر اور ریپوٹیشن کی بات ہے۔۔۔۔میں نے اپنے فرینڈ سے بولا ہے کچھ دنوں تک چلی جائے گی۔۔۔۔ویسے بھی وہ انٹرن ہے دو ماہ یہاں ہو گئے ہے۔تو یہ کمپلیٹ ہو جانے دو۔۔۔۔فاطین کے نرمی سے سمجھانے پر عنان نے سر جھٹک کر سر اس کے کندھے پر رکھ دیا

بس کچھ دن اور اس کے بعد نہیں "انگلی اٹھا کر وارن کرنے والے "
انداز میں کہا تو فاطین نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا یا

مجھے ہیل ہی لینی ہے "عنان نے دانت پیس کر کہا تو فاطین نے گھور کر "
اسے دیکھا
تمہاری کنڈیشن ایسی نہیں کہ تم ہیل پہنو ـــــ اسی لیے چپ چاپ یہ "
فلیٹ جوتے لو "عنان کے آگے اپنی پسند کے جوتے رکھتے ہوئے کہا تو
عنان کی آنکھیں پل میں لبالب پانیوں سے بھر گئی
جسے دیکھ فاطین نے گہری سانس بھری اور عنان کو گھورتے ہوئے
ساتھ کھڑے لڑکے کو آف وائٹ اینڈ گولڈن کامبینیشن کی ہیل کی
طرف اشارہ کیا

وہ لڑکا جوتا لے کر ابھی عنان کو پہناتا کہ فاطین نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور سرد آنکھوں سے اسے جانے کو بولا تو وہ بچارا اگڑ بڑا کر وہاں سے غائب ہوا

جبکہ عنان نے فاطین کے ہاتھوں میں ہیل دیکھ کر پاؤں کرسی کے نیچے کر لیے جس پر فاطین نے دانت کچکچا کر اپنی ضدی بیوی کو دیکھا

"اب لے کر دے تو رہا ہوں——تو اب کیا مسئلہ ہے"

پہلے کیوں منع کیا---عنان نے روٹھے ہوئے لہجے میں ارد گرد نگاہ" دوڑاتے ہوئے کہا

تو فاطین نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عنان کا پاؤں زبردستی چیئر کے نیچے سے نکال کر سامنے کیا

پہلے سے پہنے شوز اتار کر سائیڈ پر کیے

جبکہ عنان کو اپنا پاؤں چھڑواتے دیکھ فاطین نے جھک کر اپنے لب عنان

کے پاؤں پر رکھے تو عنان ساکت نظروں سے فاطین کو دیکھنے لگی جو

مسکراتی نظروں سے عنان کو ہی دیکھ رہا تھا

ہیل پہنا کر عنان کے دونوں ہاتھ تھام کر اسے کھڑا کیا

چل کر دیکھو فٹ ہے "—فاطین کے بولنے پر عنان ہوش میں آئی "

اور اپنے پاؤں کی طرف دیکھا

جہاں اس کی دودھیاں پاؤں میں وہ ہیل کافی جچ رہی تھی

عنان کی آنکھیں بے ساختہ ہی نم ہوئی

یہ نمی جوتے کی وجہ سے نہیں جوتے پہنانے والے کی محبت کی وجہ سے

تھی

جبکہ فاطین نے عنان کو چیئر پر بٹھا کر وہ ہیل اتاری اور پھر اسی سائز کے

کچھ اور جوتے لے کر کاؤنٹر پر گیا

جبکہ عنان ابھی بھی ساکت سی وہاں ہی بیٹھی تھی

کیا ہوا—طبیعت تو ٹھیک ہے آن——فکر مندی سے عنان کے آگے "

گھٹنوں کے بل بیٹھتے اس کے ہاتھ کو نرمی سے تھامتے ہوئے کہا تو

عنان کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو بہنے لگے

جنہیں دیکھ پل کو فاطین بھی گڑبڑا گیا

کیا ہوا——کسی نے کچھ کہا ہے کیا"——فاطین کے سرد لہجے پر عنان "

نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا

اور ارد گرد نگاہ دوڑا کر سب کو دیکھا کسی کو اپنی جانب متوجہ نا پا کر فاطین

کو دیکھا

جو پریشانی سے عنان کو ہی دیکھ رہا تھا

اور پھر جھک کر نرمی سے فاطین کے ہونٹوں کو چھو کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی جبکہ فاطین پہلے تو حیرانی اور سمجھ آنے پر مسکراتے ہوئے عنان کو دیکھنے لگا

گھر چلتے ہیں مجھے کچھ اور نہیں لینا"---عنان کے کہنے پر فاطین نے" گھور کر اسے دیکھا

ناجانے کپڑوں کے کتنے ہی بیگ وہ گاڑی میں رکھ کر آیا تھا

جس میں حیام نبال مائسہ —— دانیال حسام بسام اور عنان نے اپنے بے بی کے لیے شاپنگ کی تھی

اگر نہیں کی تھی تو وہ تھا معصوم شوہر اور اپنے لیے بھی صرف جوتے ہی لیے

فاطین نے جیسے ہی گاڑی روڈ پر ڈالی تو عنان نے اس کا ہاتھ اسٹیرنگ سے ہٹا کر اس کی گود میں بیٹھ کر اپنے دونوں بازو فاطین کی گردن میں حائل کر کہ

چہرہ فاطین کی گردن میں چھپالیا

میں بہت تنگ کرتی ہوں نافا--- عنان کی سرگوشی پر فاطین نے"

نظریں جھکا کر اس کے سر کو دیکھا

بہت زیادہ" فاطین نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو عنان نے"

اپنے دانت فاطین کی گردن پر گاڑھ دیے

افف جنگلی بلی" اپنا ہاتھ اسٹیرنگ سے ہٹا کر عنان کے بالوں میں الجھا" کر اس کا چہرہ سامنے کرتے دانت کچکچا کر کہا تو عنان کی خوبصورت ہنسی گونجی

بیوی کے ایسے سوال کا مطلب ہوتا ہے شوہر کا ہر بات سے انکار کر کہ " اس کا دل رکھنا نا کہ بے شرموں کی طرح اثبات میں سر ہلانا"——

عنان کے منہ بسور کر کہنے پر فاطین نے نرمی سے عنان کے ہونٹوں کو چھو کر نظریں سڑک پر مرکوز کر دی

سمجھ گیا میں——اب سے تم جو بھی بات کہو گی اس سے انکار کرنا ہے""""

فاطین نے سمجھنے والے انداز میں زو معنی لہجے میں کہا

جسے سمجھے بغیر عنان نے اثبات میں سر ہلا کر آنکھیں موند لیں

جبکہ فاطین نے گاڑی کے بلیک مرر ہونے پر شکر ادا کیا ورنہ اپنی بیوی کی بے وقت کی محبت جاگنے پر گھر کے علاوہ پورے شہر میں بھی فاطین نے "زن مرید مشہور ہو جانا تھا

ثناء اور فرح کو ریسٹورنٹ سے نکلتے دیکھ حیام نے اپنی گاڑی سٹارٹ کی

اور جیسے ہی ان کی گاڑی آگے بڑھی تو ان کا پیچھا شروع کر دیا

اپنے موبائل سے حسام کو اور اپنی ٹیم کو میسج کر دیا

کیونکہ وہ دونوں شہر سے دور کہی جا رہی تھی

اور آج حیام کسی کے انتظار میں ہی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتی تھی

میسج کرنے کے فوراً بعد ہی حسام کی کال آنے لگی لیکن حیام نے جیسے ہی اٹینڈ کی نیٹ ورک کے باعث کال کٹ گئ

ایک دو بار ٹرائے کر کہ حیام نے موبائل سائیڈ پر رکھا

اور گاڑی فرح لوگوں سے کچھ فاصلے پر روکی

جو ایک سنسان سی جگہ میں داخل ہو رہی تھی

اپنی گن نکال کر لوڈ کی اور گاڑی سے باہر نکل آئی

آپ لوگوں کے کہنے پر میں نے اس بسام سے نکاح کیا

ان کا رشتہ تو ٹوٹا نہیں —— مگر آپ کی ان بھتیجیوں نے میری جان سولی

پر لٹکا دی ہے

کبھی ایک بہن کا دل کرتا ہے آکر مارنے لگتی —— کبھی دوسری

میں یہ سب اور برداشت نہیں کر سکتی مام کچھ کریں —— کیونکہ میں

وہاں مزید نہیں ٹھہر سکتی

فرح کے چلا کر کہنے پر صفیہ بیگم نے اپنی پیشانی مسلی

یہی تو بات تو میں کر رہا ہوں —— کہ ان میں پھوٹ ڈلوانے سے اچھا ہے سب کو ایک ساتھ ہی ختم کر دو مگر نہیں —— اصغر حیات نے چلا کر کہا تو صفیہ بیگم نے گھور کر اسے دیکھا

مارنا آسان ہے انہیں کیا وہ تینوں بہنوں کا میڈیا سے لنک ہے کون نہیں جانتا —— ان کے مرنے پر تو جیسے میڈیا سو یا رہے گا نا

پھر نا صرف ان کے قاتل پکڑے جائیں گے اس گینگ کے بھی سارے راز میڈیا دنیا کو دیکھا دے گا —— صفیہ سے کے کہنے پر ان سب نے پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھا

اب اس گینگ کا بچا ہی کیا ہے اسے تو وہ میجر اور پولیس والا ختم کر چکا ہے —— بہت جلد وہ ہم تک بھی پہنچ جائیں گے —— صفیہ بیگم کے ساتھ بیٹھے ان کی ہی عمر کے شخص نے کہا

سب غلطی مام کی ہے جب ڈیڈ کے مرنے کے بعد سب سے چھپ کر

ان سے شادی کر ہی لی تھی تو یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی——

اگر آپ نے یہ سب نا کیا ہوتا تو آج حیام میری ہوتی——فہد نے دانت

کچکچا کر صفیہ بیگم کے ساتھ بیٹھے شخص کی طرف اشارہ کر کہ کہا

بکواس بند کرو تمہاری ماں کو مجھ سے چھینا گیا تھا بلاوجہ کی شرط رکھ

کر——میں تمہارے اس ماموں کی وجہ سے دور ہوا اپنی محبت سے——

ساتھ بیٹھے شخص نے چلا کر کہا تو فہد طنزیہ لہجے میں ہنسا

میری ماں کو دھوکا دیا تھا آپ نے——پہلے سے منگنی شدہ تھے آپ——

لیکن پھر بھی میری ماں سے محبت کا ناٹک کیا

اور جب ماموں شادی کے لیے مان گئے اور شرط رکھی تو آپ کو فرار کا

موقع مل گیا

کیونکہ شادی تو اپ کرنا ہی نہیں چاہتے تھے

اور آپ کیا سمجھتے ہیں میں نہیں جانتا کہ کس سے منگنی ہوئی تھی ---- فہد نے طنزیہ لہجے میں آبرو آچکا کر کہا تو صفیہ بیگم نے فق چہرے سے اپنے بیٹے کو دیکھا

جبکہ سامنے بیٹھا شخص بری طرح سے گڑ بڑا گیا

آپ اب تک یہ سمجھتی رہی کہ یہ شخص آپ سے دور جانے کا بدلہ لے رہا تھا ---- مگر حقیقت تو یہ تھی کہ یہ شخص اپنی منگنی ٹوٹنے کا بدلہ لے رہا تھا ---- کیونکہ اس کی منگنی رخسار مامی سے ہوئی تھی

اور وہ ان کے بارے میں بہت کچھ جان چکی تھی ---- کیونکہ ان کا بہت سی لڑکیوں کے ساتھ افیئر تھا ---- اسی لیے انہوں نے منگنی توڑ کر ماموں کا پرپوزل ایکسپٹ کیا

اور جب انہیں پتا چلا کہ رخسار مامی نے آپ کے بھائی سے شادی کی ہے تو یہ شخص واپس آپکی زندگی میں آگیا

یہ آپ کا نہیں اپنا بدلہ لے رہا تھا ان سب سے —— لیکن آپ کا استعمال کرتے ہوئے —— فہد کے چلانے پر وہاں موت سا سناٹا چھا گیا

جبکہ کامران مرزا اتنے سال بعد اپنے پول کھلنے پر شعلہ بار نگاہوں سے فہد کو گھور رہا تھا

آپ جانتی ہے جب قیصر حیات نے اپنے آفس میں حیام کے ساتھ وہ سب کرنا چاہا تب اس وقت بھی یہ شخص وہی موجود تھا

مگر پولیس کے آنے پر آفس میں بنے سیکرٹ روم سے باہر نکل گیا

جب آپ سے محبت تھی تو وہاں کیا کر رہا تھا —— فہد نے ٹیبل کو ٹھوکر مارتے ہوئے کہا

تو کامران مرزا بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا

منگیتر تھی میری۔بچپن کی منگ تھی ۔۔۔۔ مگر اس شخص نے چھین لیا مجھ سے ۔۔۔۔ میرا بس چلتا تو اس شخص کو کتے کی موت مارتا مگر اس کی بیٹیاں ہر بار بیچ میں آ جاتی

اپنے باپ کو گھر میں محفوظ کر دیا

ہر جگہ جہاں میں اسے مار سکتا تھا وہاں وہ حیام آ جاتی

کتنی پارٹیز کتنی ہی میٹنگز پر جب اس کے باپ نے جانا ہوتا وہاں وہ آ جاتی

میرے رستے کی سب سے بڑی رکاوٹ وہ بنی

تو کیسے چھوڑ دیتا اسے ۔۔۔۔ کامران مرزا کے چلا کر کہنے پر صفیہ بیگم ساکت نظروں سے اس شخص کو دیکھ رہی تھی

جس کے لیے انہوں نے اپنے ہی خونی رشتوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا

مگر اس شخص کو تو ان سے محبت ہی نہیں تھی وہ تو اپنا بدلہ پورا کر رہا تھا

اپنی ساری زندگی ایک فلم کی طرح آنکھوں کے آگے گھومنے لگی کتنی محبت کرتے تھے ان کے بھائی۔۔اور بھتیجے بھتیجیاں بھی ان کے برے سلوک کے باوجود کتنی محبت اور عزت کرتے تھے

ایک جھوٹے شخص کی جھوٹی محبت کی خاطر کتنی مخلص محبتوں کو کھو چکی تھی وہ

اور آج ان کی اولاد بھی ان کے نقش قدم پر تھی

مم۔۔۔مطلب تم نے ہمیں دھوکہ دیا۔۔۔صفیہ بیگم کے کہنے پر کامران مرزا ہوش میں آیا

کوئی دھوکہ نہیں دیا۔۔۔اپنا بدلہ لیا مگر تم سے محبت سچی تھی میری۔۔۔

کامران مرزا کر کہنے پر وہ خاموش ہو گئی

جبکہ باہر یہ سب سنتی حیام جیسے ہی اندر جانے لگی کسی نے ایک ہاتھ حیام کی کمر جبکہ دوسرا حیام کے منہ پر رکھ کر پیچھے کو کھینچا

جس پر حیام لڑکھڑا کر سامنے والے کے سینے سے ٹکرائی

اپنے فون پر مسلسل ہوتی رنگ پر فاطین نے آنکھیں مسلتے ہوئے

ارد گرد نگاہ دوڑائی

اپنے سینے پر پھیل کر سو رہی عنان کو دیکھ کر ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ

گئی

ہاتھ بڑھا کر ٹیبل سے موبائل اٹھایا

حسام کی سنجیدہ آواز سن کر فاطین نے جلدی سے کال کٹ کی اور واٹس

ایپ کو اوپن کیا

اور میسج دیکھا

جہاں کسی جگہ کی لوکیشن شو ہو رہی تھی

عنان کا سر نرمی سے اپنے سینے سے ہٹا کر تکیے پر رکھا

اور شرٹ کے لیے نگاہ دوڑائی تو نظریں عنان کے وجود پر ٹھہر گئی

جو اس کی شرٹ پہنے سو رہی تھی

آنکھوں کے پردے پر گزری رات کی قربت کے دلکش منظر گھومیں تو

بالوں میں ہاتھ پھیر کر ڈریسنگ روم کا رخ کیا

پانچ منٹ بعد باہر آیا اور دبے قدموں ٹیبل کے پاس پہنچ کر اپنا والٹ

گاڑی کی چابیاں اور موبائل اٹھایا

دروازے کے قریب جاتے کچھ سوچ کر قدم رکے اور جلدی سے پلٹ

کر عنان کی طرف آیا جو ہلکے سے ہونٹ کھولے گہری نیند سو رہی تھی

عنان کے ہونٹوں کو اپنی نرم گرفت میں لے کر پیچھا ہٹا

پل میں ہی آنکھوں میں خمار کی سرخی دوڑ گئی

عنان کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑ کر قدم باہر کی جانب بڑھائے

اپنے سامنے حسام کو دیکھ ایک سکون کی لہر حیام کو اپنے رگ و پے میں
سرایت کرتی محسوس ہوئی

کیا ضرورت تھی اکیلے آنے کی___حیام کے ہونٹوں سے اپنا ہاتھ ہٹا"
کر سنجیدہ لہجے میں کہا تو حیام نے مسکراتی ہوئی نظروں سے حسام کو دیکھا

جس پر حسام نے آبرو آچکائی

مجھے پتا تھا کہ آپ آجائیں گے___حسام کی ہلکی بڑھی بیئرڈ پر اپنے"
ہونٹ رکھتے ہوئے کہا

تو حسام کے دل نے ایک بیٹ مس کی

حیام کی کمر پر اپنی گرفت سخت کر کہ اسے خود میں بھینچا

تم سے دور رہ ہی نہیں سکتا" بوجھل گھمبیر لہجے میں سرگوشی کی تو حیام"
نے مسکراتی نظروں سے حسام کو دیکھا

فاطین لوگوں کو میسج کر دیا ہے کچھ ہی دیر میں پہنچنے والے ہو گے وہ لوگ تب تک ہمیں یہی انتظار کرنا ہو گا۔۔۔۔۔ حسام نے ارد گرد نگاہ دوڑاتے ہوئے کہا تو حیام نے اثبات میں سر ہلایا

کب سے کھڑی ہو بیٹھ جاؤ۔۔۔۔۔ پاؤں میں درد ناشروع ہو جائیں۔۔۔۔۔"

اور جیسے ہی فاطین لوگ آئیں گے تم یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔۔۔۔ اندر جانے کی ضرورت نہیں ہے"۔۔۔۔ پہلے سنجیدہ اور بعد میں تنبیہہ لہجے میں کہا تو حیام نے آنکھیں گھما کر حسام کو دیکھا

منہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے حیام۔۔۔۔۔ جب ایک بار کہہ دیا تو" مطلب نہیں جاؤ گی۔۔۔۔۔ حیام کی کمر پر گرفت بڑھاتے ہوئے آہستہ آواز میں کہا تو حیام نے اپنے بازو حسام کی گردن کے گرد لپیٹ کر سر حسام کے سینے پر رکھ دیا

کچھ نہیں ہوتا حسام ــــ آئی پرامس میں خود کی حفاظت کروگی ــــ "

مجھے جانے دے نا" ــــ آہستہ آواز میں کہا تو حسام نے ــــ حیام کے

بال جو کہ ٹیل پونی میں قید تھے --- انہیں مٹھی میں بھر کر حیام کا چہرہ

اپنے روبرو کیا

اپنی سانسوں میں حسام کی گرم سانسوں کی تپش محسوس کر کہ حیام کو

اپنا حلق خشک ہوتا محسوس ہوا

نظریں اٹھا کر حسام کی آنکھوں میں دیکھا جو سنجیدہ نظروں سے حیام کو

ہی دیکھ رہا تھا

حیام کے گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی

" اگر تم پر یا میرے بچے پر تھوڑی سی بھی آنچ آئی تو میرا ابھی وعدہ ہے

مسسز حسام راجپوت کہ تم۔ میری شکل دیکھنے کے لیے بھی ترس جاؤ

گی ــــ سرد لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تو حیام نے زور سے

اپنی آنکھیں میچ کر اثبات میں سر ہلایا

حسام کچھ دیر تو حیام کی بند آنکھوں کو دیکھتا رہا اور پھر جھک کر شدت

بھرا لمس حیام کے ہونٹوں پر چھوڑ کر پیچھے ہوا

اپنے پیچھے آہٹ محسوس کر کہ حسام نے اپنی جیکٹ سے گن نکالی اور

حیام کو اپنے پیچھے کر کہ رخ بدلا

تو فاطین دانیال بسام اور ارحم ــ حیام کی ٹیم کے کچھ لوگ اسی جانب

آرہے تھے

تم لوگ بیک سائیڈ سے جاؤ ــــ اپنی طرف آتے فاطین کو حسام نے کہا

تو وہ

کچھ پولیس والوں اور دانیال کے ساتھ بیک سائیڈ کی جانب بڑھا

جبکہ حسام نے اندر کی جانب قدم بڑھائے

وہ لوگ جیسے ہی بیک سائیڈ میں داخل ہوئے تو وہاں موجود لوگوں نے اندھا دھند فائرنگ سٹارٹ کر دی

جس پر فاطین اور دانیال لوگ پلرز کے پیچھے چھپ گئے

کہ تبھی دروازے کی جانب سے آہٹ محسوس کر کہ ابھی وہ وار شروع کرتے کہ اپنے سامنے عنان اور مائسہ کو دیکھ فاطین اور دانیال کے ماتھے کی رگیں تن گئی

جبکہ عنان نے فاطین کو دیکھ کر آنکھ ونک کی

اور ہاتھ میں تھامی ہوئی گیس سے پن ہٹا کر اندر اچھالی

جس کے باعث فاطین لوگوں نے جلدی سے اپنی سانس روکی

جبکہ اندر پل میں ہی ہر ادھواں پھیل گیا

"تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی یہاں آنے کی آن"—— مضبوط قدم لیتے فاطین ایک ہی جست میں عنان تک پہنچا اور اسے بازو سے پکڑ کر دیوار سے لگایا

"ویسے ہی جیسے تمہاری ہوئی" عنان کے آنکھیں گھما کر جواب دینے پر فاطین نے دانت کچکچا کر عنان کو دیکھا

"آن میری اچھی بیوی ہونا—— واپس جاؤ—— میں گھر آکر تم سے بات کرتا ہوں"--- عنان کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتے ہوئے نرم لہجے میں کہا اور جھک کر عنان کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا

"بالکل— میں اچھی بیوی ہوں—— اسی لیے اپنے شوہر کو اس مصیبت میں اکیلا نہیں چھوڑ سکتی"--- عنان کے مسکرا کر کہنے پر فاطین نے سخت نظروں سے اسے گھورا

جبکہ دانیال لوگوں نے قدم اندر کی جانب بڑھائے تو عنان بھی فاطین کو چکما دے کر وہاں سے اندر کی جانب بھاگی

جہاں گیس کی سمیل کی وجہ سے کچھ لوگ بیہوش پڑے تھے جنہیں مائسہ ختم کرتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی

میں تمہیں کہہ رہا ہوں بعض آجاؤ عنان "——فاطین اپنے سامنے " آرہے آدمی کو گراتے ہوئے کہا

تو عنان نے فاطین کو فلائنگ کس پاس کی تو فاطین نے غصے سے اپنے سامنے آرہے آدمی کی گردن پر فائر کیا

جبکہ عنان کی اگلی حرکت پر فاطین کو لگا اس کا دل بند ہو جائے گا

کیونکہ عنان میڈم دونوں ہاتھوں میں گن تھامیں بھاگتے ہوئے ایک پاؤں کرسی دوسرا پاؤں ٹیبل پر رکھ کر باہر آنے والوں پر فائر کر رہی تھی

اور پھر ایک کلا بازی کھا کر نیچے اتری تو فاطین کی جان میں جان آئی جبکہ دانیال نے اندر جا کر دروازا بند کر دیا تا کہ عنان میڈم اندر نا اسکے فاطین اپنے دھڑکتے دل کو سنبھالتے خونخوار تیور لیے عنان کی جانب بڑھا

"یہ کیا حرکت تھی عنان ــــ کیوں خود کی اور میرے بچے کی جان کی دشمن بنی ہوئی ہو" ــــ غصے کی زیادتی سے تیز تیز سانس لیتے فاطین دھاڑا تو عنان نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے اسے دیکھا

"خود ہی تو کہا تھا ــــ چلنا پھرنا میرے لیے ٹھیک ہے" معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا تو فاطین نے دانت کچکچا کر عنان کو دیکھا

"چلنے پھرنے کو کہا تھا ــــ ٹارزن کی طرح چھلانگیں لگانے کو نہیں ــــ دنیا گھما دی ہو گی تم نے میرے معصوم بچوں کی" ــــ فاطین کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس آفت کی پرکالہ کے دو لگا دے

تمہیں اب مجھ سے زیادہ اپنی اولاد عزیز ہے "رونی شکل بنا کر افسردہ
لہجے میں کہا تو فاطین نے عنان کے دونوں بازو کو اپنی سخت گرفت میں
لے کر عنان کو خود کے قریب کیا

یہ پہلی اور آخری بار تھا —— آئندہ میرے فرشتوں کی بھی توبہ —— "
بس اب جو آرہے ہیں انہیں خیریت سے آنے دو —— لہجے سے بے بسی
سموئے کہا تو عنان نے اپنے دونوں ہاتھ فاطین کی جیکٹ پر رکھ دیے
مطلب تم مجھ سے دور رہو گے "عنان کے کہنے پر فاطین نے گہری
سانس بھر کر اسے دیکھا

تم سے دور تو میں شاید مر کر بھی نہ رہ سکو "عنان کے ہونٹوں کو نرمی "
سے چھو کر کہا

تو عنان نے مسکراتے ہوئے فاطین کو دیکھا

بس مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ میری بیوی میں ٹارزن کی روح ہے—"

اور مجھے انسان کے بچے ہی چاہیے"—فاطین نے قہقہہ لگاتے ہوئے

کہا تو عنان نے گھور کر فاطین کو دیکھا

حسام لوگ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اندر کا منظر دیکھ رہے تھے

کیونکہ وہ جب اندر آئے تو صفیہ بیگم نے فہد کی گن چھین کر کامران

مرزا پر گولی چلانی چاہی جس پر وہ تو سائیڈ پر ہو گیا مگر فہد کو دھکا ان کی

جانب دے دیا

تو گولی فہد کا سینا چیرتے ہوئے گزر گئی

اپنے بیٹے کو اپنے سامنے خون میں لت پت دیکھ

صفیہ بیگم نے خود کو شوٹ کر لیا

یہ سب اتنی اچانک ہوا ــــ کہ وہ جو سب اندر داخل ہو رہے تھے جہاں تھے وہی رک گئے

جبکہ ثناء اور فرح کی چیخیں گونج اٹھیں

جبکہ اصغر حیات پر جیسے ہی بسام کی نظر پڑی تو وہ اس کی جانب بڑھا

اور پھر کچھ ہی دیر میں بسام اور حسام نے ان دونوں کو دھنک کے رکھ دیا

جبکہ ارحم نے جلدی سے صفیہ بیگم اور فہد کی نبض چیک کی جو کہ رک چکی تھی

ارحم نے ایک تاسف بھری نگاہ ان دونوں کے وجود پر ڈالی

اور اٹھ کھڑا ہوا

یہ سب تم لوگوں کی وجہ سے ہوا ہے نا چھوڑوں گی نہیں میں تم لوگوں کو ــــ فرح کے چلا کر کہنے پر بسام لوگ سرعت سے پلٹے

فرح کے ہاتھ میں پسٹل دیکھ بسام نے سختی سے اپنے لب بھینچے

فرح گن نیچے کرو—حسام نے دھاڑتے ہوئے کہا تو فرح نے طنزیہ نظروں سے حسام کو دیکھا

اور فائر کر دیا

گولی بسام کے بازو کو چیرتے ہوئے گزری تو بسام ایک پل کو لڑکھڑا گیا

جبکہ حسام لوگوں کو فرح سے یہ امید نہیں تھی

ارحم نے پیچھے سے بڑھ کر فرح کو زبردستی اپنی گرفت میں لے کر پسٹل اس سے چھین کر پھینکی

اور فرح کا رخ اپنی طرف کر کہ اسے ایک تھپڑ رسید کیا تو فرح منہ کے بل نیچے گری

تو میری ماں کو ختم کرنے والے تم تھے—حیام کی سرد آواز پر کامران مرزا نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا

تمہاری ماں بہت خوبصورت تھی ــــ اس سے بہت محبت تھی ــــ"

مگر اس نے مجھے چھوڑ دیا ــــ تو میں نے اس سے دنیا ہی چھین لی ــــ

کامران مرزا کے مکروہ قہقہے پر حیام نے سرد نظروں سے اسے گھورا

یہ لو" ارحم کے کچھ پکڑانے پر حیام نے اثبات میں سر ہلا کر اس چیز کو"

اپنے ہاتھ میں تھاما

جبکہ ارحم کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا

اور اب میں تم سے تمہاری پہچان چھین لوں گی ــــ حیام نے طنزیہ"

مسکراتے ہوئے بوتل کا ڈھکن ہٹایا

تو کامران مرزا نے حیران نظروں سے حیام کو دیکھا

مگر جب حیام نے بوتل میں موجود محلول کو کامران مرزا پر پھینکا تو اس

کی دردناک چیخیں گونج اٹھی

جبکہ حیام سپاٹ نظروں سے اسے دیکھ رہے تھی

جو درد سے بلبلاتے ہوئے بیہوش ہو چکا تھا

کامران مرزا کے جلھسے ہوئے وجود کو حقارت سے دیکھ کر حیام نے

قدم باہر کی جانب بڑھائے

یہ تم دونوں کے پاسپورٹ اور ٹکٹس

آج کی فلائٹ سے لندن واپس جا رہی ہو تم دونوں

حسام نے سنجیدہ تاثرات سجائے سپاٹ لہجے میں کہا تو ثناء نے اپنا منہ پھیر لیا

تم لوگوں سے دشمنی نہیں ہماری اور جو تم لوگوں نے کیا ہے اس کے بعد

جیل جانے سے تم دونوں کو کوئی نہیں روک سکتا

مگر ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے خاندان کی عزت جیلوں میں دھکے کھائے

اسی لیے جو ہو گیا سو ہو گیا اب واپس چلی جاؤ

یہاں رہنا ہے تو جیل جانا ہو گا

اور ابھی بسام کے ہوش میں آنے سے پہلے چلی جاؤ

کیونکہ میں تو معاف کر رہا ہوں

مائسہ تم دونوں کی جان لینے کے بعد شاید معاف کرے

حسام نے سرد سپاٹ لہجے میں کہہ کر قدم باہر کی جانب بڑھا دیے

اور فاطین کے ڈرائیور کو ان دونوں کو ائیر پورٹ چھوڑنے کا کہہ کر

ہاسپٹل کی جانب اپنی گاڑی بڑھائی

اگر یہ نا گئی——فاطین کے پوچھنے پر حسام نے گہری سانس بھری

آدمی نظر رکھ رہے ہیں ہوشیاری کی تو جان سے ہی جائیں گی——حسام

کے کندھے آ چکا کر کہنے پر فاطین نے اپنا سر سیٹ سے ٹکا کر آنکھیں

موند لیں

کچھ ماہ بعد

دروازا کھلنے کی آواز پر حسام نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو سامنے حیام کو چادر سے اپنا ابھرا ابھرا وجود چھپائے اور ہاتھ میں لنچ باکس تھامیں دیکھ ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ رینگ گئ

فائل کو بند کرنے کی بھی زحمت کیے بغیر اپنی جگہ سے اٹھ کر قدم حیام کی جانب بڑھائے

میرا دل تمہیں ہی دیکھنے کے لیے بے چین ہو رہا تھا" حیام کو نرمی سے" اپنے حصار میں لیتے ہوئے کہا تو حیام کے ہونٹوں پر شرمیگی مسکراہٹ رینگ گئ

طبیعت کیسی ہے ___ اور میری بیٹی نے تنگ تو نہیں کیا" حیام کو" بانہوں میں بھر کر آفس میں موجود اپنے پرائیویٹ روم کی جانب قدم بڑھائے

حیام کو نرمی سے صوفے پر لٹا کر اس کے ہاتھ سے لنچ باکس پکڑ کر ٹیبل پر رکھا

آپ کی بیٹی بھی آپ جیسی ہی ہے ـــــ ہر وقت تنگ کرتی ہے" حیام نے منہ بسور کر کہا تو حسام کا دلکش قہقہہ گونجا

لنچ ٹائم تھا تو میں نے سوچا ساتھ ہی کرتے ہیں ـــــ آپ نے کر تو نہیں لیا" ـــــ اپنے اوپر جھکے حسام کے چہرے پر اپنی مخروطی انگلیوں کو پھیرتے ہوئے محبت سے کہا

تو حسام نے صوفے سے ہاتھ ہٹا کر حیام کی انگلیوں کو تھام کر اپنے ہونٹوں سے لگایا

بھوک تو لگی ہے مگر اس کھانے کی نہیں ـ بلکہ ـــــ حیام کو مخمور" نظروں سے دیکھتے اس کے ہونٹوں پر اپنے انگھوٹھے کو پھیرتے ہوئے فقرہ ادھورا چھوڑا

تو حیام نے سٹپٹا کر حسام کے ہاتھ کو تھاما

جبکہ حسام نے بنا حیام کو سمجھنے کا موقع دیے

چادر کو اس کے وجود سے ہٹا کر ٹیبل پر رکھا تو حیام کا چہرہ خون چھلکانے جیسے ہو گیا

حسام نے مبہوت ہو کر یہ منظر دیکھا اور جھک کر شدت بھرا لمس حیام کے گال پر چھوڑا

حس۔۔۔۔سام" اپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر ٹوٹے" پھوٹے لفظوں میں حسام کو پکارا تو حسام نے جزبے لٹاتی نظروں سے حیام کے وجود کو دیکھا

جس پر حیام نے خود میں سمٹنا چاہا

حسام نے کھڑے ہو کر اپنا کوٹ اتار کر ٹیبل پر پھینکا اور ٹائی کہ ناٹ ڈھیلی کی تو حیام نے اٹھ کر وہاں سے بھاگنا

چاہا----اسے نہیں معلوم تھا کہ لنچ لانا اتنا بھاری پڑنے والا تھا

حیام جو ٹیبل سے اپنی شال اٹھا رہی تھی----ایک ہی جست میں حسام

----نے آگے بڑھ کر حیام کی کلائی پکڑی

حسام کی سخت گرفت پر حیام نے زور سے آنکھیں میچ لیں

بیوی آئی آپ اپنی مرضی سے تھی----مگر جائیں گی میری اجازت

سے" حیام کو اپنے حصار میں بھر کر کان میں سرگوشی کی تو حیام کو اپنی

جان نکلتی محسوس ہوئی

کپکپاتے ہاتھوں سے اپنے پیٹ پر رکھے حسام کے ہاتھوں کو تھام کر اپنا

رخ حسام کی جانب کیا

جبکہ حسام نے اپنے ہاتھ حیام کے بالوں میں الجھا کر انہیں پشت پر بکھیر

دیا

حیام کے سر کو پیچھے کو جھکا کر پوری شدت سے اس کی گردن پر جھک آیا

جبکہ حیام نے تڑپ کر حسام کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچا

اپنی گردن پر جابجا حسام کا جان لیوا لمس محسوس کر کہ حیام کی سانسیں بھاری ہونے لگی

فسوں خیز خاموشی میں حیام کی بھاری ہوتی سانسیں حسام کو مدہوش کر رہی تھی

حیام کے وجود کی مسحور کن خوشبو میں بہکتے وہ سب کچھ فراموش کر چکا تھا

شرٹ پر کھیچاؤ محسوس کر کہ پیچھا ہٹا تو نظریں حیام کی
گردن پر دیے گئے اپنے نشانوں پر گئی

جبکہ حیام اپنے بگڑے تنفس کو بحال کرتی سر حسام کے سینے سے ٹکا چکی تھی

اپنے سینے پر حیام کی بے ترتیب ہوئی دھڑکنوں کے شور کو محسوس کر کہ حسام کے شنگرفی لبوں پر مسکراہٹ رقص کرنے لگی

حیام کو اپنی بانہوں میں بھر کر صوفے پر بیٹھ کر حیام کہ پشت سہلائی

"بہت برے ہیں آپ حسام"——حسام کے کندھے پر مکے برساتے ہوئے کہا تو حسام کا دلکش قہقہہ روم کی فضا میں گونجا

حیام کے مکے برساتے ہاتھ کو تھام کر ہونٹوں سے لگایا

حیام کی بند مٹھی کو کھول کر ہاتھ کی پشت کو اپنے انگھوٹھے سے سہلانے گا

نظریں حیام کے پھولے پھولے روئی جیسے ہاتھوں سے ہوتی ہوئی پاؤں پر گئی——پاؤں پر سویلنگ دیکھ حسام نے اپنا ہاتھ بڑھا کر نرمی سے انہیں چھوا

جس پر حیام نے تڑپ کر اپنا سر حسام کے سینے سے اٹھا کر اپنے پاؤں کی جانب دیکھا جسے حسام اپنے ہاتھ سے سہلا رہا تھا

حیام کے سر اٹھانے پر ابرو آچکا کر اسے دیکھا

"اب دیکھو ــــ میرے ساتھ لنچ کرنے کا دل کر رہا تھا تو مجھے گھر بلا لیتی ہاتھوں اور پاؤں پر کس قدر سویلنگ ہو رہی ہے" اپنے تشنہ لب حیام کے ماتھے پر رکھتے ہوئے فکر مندی سے کہا

"اسی لیے ــــ میرے بلانے پر آپ نے ریش ڈرائیونگ کر کہ آنا تھا خود آگئی" ــــ نا محسوس انداز میں اپنی چادر کو اپنے وجود پر پھیلاتے ہوئے نظریں جھکا کر کہا

تو حیام کی اس حرکت پر حسام نے بامشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا

حسام کھانا کھائیں نا۔۔۔۔مجھے بھی بھوک لگ رہی ہے "حسام کی لو دیتی"

نظروں کو اپنے وجود کے آر پار ہوتے محسوس کر کہ حیام نے منت

بھرے لہجے میں کہا تو حسام نے اثبات میں سر ہلا کر

حیام کو یونہی باہوں میں بھرے لنچ باکس کو اپنی جانب کھسکایا

حسام مجھے تو بٹھا دے میں نکالتی ہوں۔۔۔۔حیام نے جھنجھلاتے ہوئے کہا

مگر حسام نے بنا کوئی جواب دیے

کھانا لنچ باکس سے باہر نکال کر پلیٹوں میں ڈالا

ایسے کیا مسئلہ ہے خاموشی سے بیٹھی رہو۔۔۔۔حسام کے سخت لہجے پر حیام

نے گہری سانس بھر کر اپنا سر حسام کے کندھے سے ٹکا دیا

بولنے کی اس میں ہمت نہیں تھی

حیام کی پریگننسی کا لاسٹ منتھ تھا۔تھوڑا سا بولنے پر بھی اس کی

سانسیں پھول جاتی تھی

اور حسام کے آگے بولنا اسے ہمیشہ بھاری پڑ جاتا تھا

جس سے نا صرف اس کی سانسیں پھولتی بلکہ دھڑکنیں بھی بے ترتیب ہو جاتی

اب بھی کھانا کھاتے ہوئے حسام کی بے باکیاں عروج پر تھی

جس سے حیام بوکھلائی اس کی گرفت میں کسمکسا کر رہ جاتی

میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی فاہاتھ چھوڑو میرے۔۔۔۔عنان نے پھولی ہوئی سانسوں سمیت دھاڑتے ہوئے فاطین سے کہا

جو عنان کی دونوں کلائیوں کو بیڈ سے لگائے

اس پر جھکا مسکراتے ہوئے عنان کو دیکھ رہا تھا

حیام کی نسبت عنان کا وجود زیادہ بھاری تھا

عنان کا آٹھواں مہینہ تھا جس پر اس نے سب کو تگنی کا ناچ نچایا ہوا تھا

مگر جب وہ فاطین کے ساتھ اکیلی ہوتی تو فاطین گن گن کر عنان سے بدلے لیتا

کیونکہ عنان کی سانس جلدی پھول جاتی تھی

اپنے بھرے بھرے وجود کے باعث وہ فاطین کو اس کی منمانیوں سے بھی روک نہیں پاتی

جس کا فاطین بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے عنان کو پل میں بے بس کر کہ رکھ دیتا

جس پر کبھی وہ رونے لگتی اور کبھی خونخوار تاثرات چہرے پر سجائے فاطین کو گھورنے لگتی

آج بھی فاطین اتنے دنوں بعد ہاسپٹل سے فری ہوا تھا

اور اب سوئی ہوئی عنان کو دیکھ کر اس کی رگ شرارت پھڑک اٹھی تھی

تبھی سوئی ہوئی عنان کو اپنے حصار میں لے کر اپنی منمانیاں شروع کی جس پر عنان کی نیند ٹوٹی تو وہ فاطین پر چڑھ دوڑی

قسم سے جب تم جنگلی بلی سے بھیگی بلی بنتی ہو نا—— تو یہاں—— سیدھا" دل پر لگتی ہو"—— عنان کے ہونٹوں پر بے باک سی شرارت کرتے آنکھ دبا کر کہا

تو عنان نے منہ بنا کر فاطین کو دیکھا

فا یہ بہت غلط بات—— کسی کی بے بسی کا فائدہ نہیں اٹھاتے—— اور کسی" کمزور انسان پر اپنا بلڈوزر جیسا وجود لے کر نہیں چڑھ جاتے "عنان نے نم لہجے میں کہا تو فاطین نے جھک کر نرمی سے اپنے لب عنان کی آنکھوں پر رکھے

یہ غلط نہیں -- بلکہ سب سے درست بات ہے—— اور تم کسی نہیں" بیوی ہو میری -- جس کا جب چاہے جیسے چاہے میں فائدہ اٹھا سکتا

ہوں ــــ اور رہی بات کمزور کی ــــ آنکھوں میں شوخی لیے استحقاق بھری نظروں سے عنان کو دیکھتے آخر میں فقرہ ادھورا چھوڑا تو عنان نے خونخوار نظروں سے فاطین کو دیکھا

جواب اس کا کمفرٹر ہٹا کر لوفروں کی طرح اسے تاڑ رہا تھا

کمزور تو نہیں ــــ البتہ کسی پہلوان کی صحت کا گمان ہوتا ہے اب تمہیں" دیکھ کر ــــ یہ دیکھو اپنا ہاتھ ــــ ایسے لگ رہا ہے جیسے سنی دیول کا فی میل ورزن ایپ ڈیٹ ہوا ہے" ــــ فاطین کے قہقہ لگا کر کہنے پر عنان کی آنکھیں پل میں لبالب پانیوں سے بھر گئی

جنہیں دیکھ فاطین کی ہنسی کو بریک لگا

مم ــــ میں کبھی بات نہیں کک ــــ کروں گی ــ تم سے ــــ پھوٹ" پھوٹ کر روتے ہوئے کہا تو فاطین گڑبڑا کر عنان سے پیچھے ہٹا

آن—۔میری جان—آئی واز جسٹ کیڈنگ "عنان کے چہرے"

کو اپنے ہاتھوں میں بھر کر محبت سے چور لہجے میں کہا تو عنان نے فاطین

کے ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹائے

اور اٹھ کر بیٹھی تو فاطین نے عنان کو سہارا

دیا مگر جان تو تب ہوا ہوئی

جب عنان نے فاطین کے بالوں کو پیچھے سے پکڑ کر چہرہ اپنے سامنے کیا

اور پوری شدت سے اپنے دانت فاطین کی گال پر گاڑھ دیے

آن—میری جان چھوڑو---فاطین نے درد برداشت کرتے ہوئے"

نرمی سے عنان کی کمر کو تھامتے ہوئے کہا—کیونکہ اگر وہ جھٹکا دیتا تو

عنان پیچھے کو گر جاتی

کہ تبھی عنان نے اپنے دانت ہٹا کر فاطین کو بستر پر گرایا اور اس پر جھک

آئی

جس پر فاطین آنکھیں پھاڑے عنان کو دیکھ رہا تھا

آن مذاق کر رہا تھا میں "—— عنان کے خطرناک تاثرات دیکھ کر"

فاطین نے نرمی سے اسے بازوؤں سے تھامتے ہوئے کہا

جسے اگنور کر کہ عنان نے اپنے ہونٹ فاطین کے ہونٹوں پر رکھ کر اپنے

دانت فاطین کے ہونٹوں پر گاڑھ دیے

جس پر پہلے تو فاطین نے زور سے آنکھیں بند کی پھر عنان کی طبیعت کا

سوچ کر مسکراتے ہوئے اس تشدد کو برداشت کرنے لگا

ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ عنان نے پیچھے ہونا چاہا مگر فاطین نے

اپنے دونوں ہاتھ عنان کی کمر پر باندھ کر اپنی شدتوں میں اضافہ کر دیا

جس پر عنان بری طرح سے فاطین کی گرفت میں پھڑپھڑا کر رہ گئ

جبکہ عنان کو فاطین کے ہاتھ اپنی کمر سے سرکتے ہوئے پیٹ پر محسوس ہوئے—تو عنان کو اپنے پورے وجود میں سرد لہر سرائیت کرتی محسوس ہوئی

مگر جب فاطین نے نرمی سے پلٹ کر عنان کو بستر پر لٹا کر اسے گدگدایا

تو عنان کی خوبصورت ہنسی روم کی فضا میں گونجی

جس میں فاطین کے دلکش قہقہے بھی شامل تھے

ہاہاہا—فا—چھ—چھوڑوں—ہستے ہوئے فاطین کو روکنے کی" کوشش کی تو فاطین نے قہقہہ لگاتے ہوئے نفی میں سر ہلایا

جب عنان کی بکھرتی حالت کو غیر ہوتے دیکھا تو نرمی سے عنان کو اپنے حصار میں لے کر چت لیٹ گیا

اب جنگلی بلیوں کی طرح مجھ پر اٹیک کرو گی"—مصنوعی غصے سے" عنان کو گھورتے ہوئے استفسار کیا

تو عنان نے اپنے سرخ چہرے کو فاطین کی طرف کر کہ نم نگاہوں سے اسے گھورا

میری موٹی بلڈوزر آن "—— فاطین نے محبت سے چور لہجے میں کہتے " اپنے لب عنان کے گال پر رکھے تو عنان نے آنکھیں موند کر سر فاطین کے سینے سے ٹکا دیا

بابا مان جائیں نا --- ہمیں کوئی پرابلم نہیں —— نبال نے منت بھرے لہجے میں کہا تو رضوان صاحب نے گھور کر اسے دیکھا

اے لڑکی تم لوگ رہو اپنے گھر ہم۔ اپنا خیال رکھ سکتے ہیں "فردوس" بیگم نے نبال کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا تو نبال نے ایک ناراض نظر رضوان صاحب پر ڈالی

نبال اور حیام لوگوں کا کہنا تھا کہ رضوان صاحب ان کے ساتھ سامنے

وائٹ پیلس میں شفٹ ہو جائے

مگر رضوان صاحب سے پہلے ہی فردوس بیگم نے اس بات سے صاف

انکار کر دیا تھا

ان کا کہنا تھا کہ یہ سامنے ہی تو گھر ہے

کونسا دور ہے——وہ روزان سے ملنے چلے جایا کریں گے

مگر وہ رہ نہیں سکتے——جس پر رضوان صاحب نے بھی اتفاق کیا

تو ٹھیک ہے بابا آپ وہاں نہیں آ سکتے تو پھر ہم چاروں میں سے دو ادھر

آپ لوگوں کے پاس شفٹ ہو جاتی ہیں

کیونکہ بے شک گھر سامنے ہے مگر ایک ساتھ رہنے میں بہت فرق ہے

اب جوتے نا کھا لینا کر دی ہے نا شادی اب رہو ادھر اور ہم لوگوں کو بھی سکون سے رہنے فردوس بیگم کے سخت لہجے پر نبال نے شکوہ کناں نظروں سے رضوان صاحب کو دیکھا

اچھا اب موڈ مت خراب کرو سوچ لیتے ہیں اس بارے میں بھی۔

رضوان صاحب کے کہنے پر نبال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی جبکہ

فردوس بیگم نے گھور کر باپ بیٹی کو دیکھا

عجیب شخص ہو تم ___ اب بیٹیوں کو گھر میں بٹھاؤ گے --- کس بات کی کمی ہے ہمیں اور سنبھال سکتے ہیں خود کو ___ ان کو بسنے دو اپنے گھروں میں۔فردوس بیگم نے پھر سے لتاڑا تو نبال ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی

نانی کر دیا ناپر ایا ہمیں — لیکن میں پھر بھی کہہ رہی ہوں ہم چاروں میں

سے پندرہ پندرہ دن ایک اس گھر میں آپ لوگوں کے ساتھ رہے

گی — نہیں بیٹھتی ہم آپ کے گھر — نبال کے منہ بسور کر کہنے پر

فردوس بیگم نے ہاتھ کے اشارے سے نبال کی بات کو رفع دفع کیا جس

پر نبال دانت کچکچا کر رہ گئی

اور اپنے قدم سیڑھیوں کی جانب بڑھائے

کہا بھی تھا حیام سے کہ خود یا عنان کو بات کرنے کا کہے — پتہ بھی "

ہے میرے ساتھ کتنی بنتی ہے — اور مجھے ہی شیر کی کچھار میں بھیج

دیا" — نبال نے دانت کچکچا کر بڑبڑاتے ہوئے کہا

پیج پہ جو ایپی پوسٹ ہوئی ہے اس میں کچھ سین ایڈ کیے گئے ہیں۔

یوٹیوب ریڈرز پھر سے پڑھ لیں۔اور معذرت ذاتی وجوہات کی وجہ سے

ایپی لیٹ ہو گئی--ایپی کافی لانگ ہے پتہ نہیں لائٹ ایف بی یوز کرنے

والوں کو کہاتک شو ہو--اسی لیے لاسٹ پہ ہارٹ ایموجیز بنا دیے ہیں

❤️❤️ایپی وہاں اینڈ ہو رہی ہے۔۔ پیج پہ ریو سیکشن پر پلیز ریو بھی دیجئے گا

وہ سب اس وقت ہاسپٹل کے کوریڈور میں کھڑے تھے

کیونکہ آج عنان میڈم اپنے ٹوئنز کو دنیا میں لانے والی تھی

تھی تو نارمل ڈیلیوری مگر فاطین راجپوت کی جان لبوں پر آئی ہوئی تھی

مگر حیام اس وقت راجپوت مینشن میں اپنی ڈیڑھ ماہ کی بیٹی کے ساتھ رکی ہوئی تھی

حیام نے بہت کہا کہ وہ بھی ساتھ آتی ہے مگر حسام نے اسے گھر پر ہی رکنے کو مجبور کیا

ڈاکٹر کہ باہر آنے پر فاطین ایک ہی جست میں لیڈی ڈاکٹر تک پہنچا

کیا ہوا ڈاکٹر میری وائف ٹھیک ہے نا" لہجے میں دنیا جہان کی فکر مندی" سموئے فاطین نے استفسار کیا تو ڈاکٹر نے سنجیدہ نظروں سے فاطین کو دیکھا

ڈاکٹر فاطین آپ کی وائف بہت پینک کر رہی ہے ہمارے لیے انہیں" سنبھالنا بہت مشکل ہو رہا ہے

آپ سے کہا بھی تھا کہ ڈاکٹر سعد کو ہمارے ساتھ آنے دے ـــــ ابھی

ڈاکٹر اپنی بات مکمل کرتی کہ فاطین نے چینجنگ روم کی طرف دوڑ لگا

دی

بسام اور دانیال ہونکوں کی طرح منہ کھولے جو اس وقت سوچ رہے

تھے ---ان کی دعا تھی کہ ویسا کچھ نا ہی ہو

ورنہ ان کے بھائی نے تو ان کی بیویوں کی نظروں میں بیسٹ ہیز بنڈ کا

ایوارڈ لے جانا تھا

ابھی وہ انہیں سوچو میں گم تھے کہ فاطین کو گرین سکرب میں دیکھ کر

ان دونوں نے دانت کچکچا کر اسے دیکھا

جو تیز تیز قدم لیتا آئی سی یو میں داخل ہو چکا تھا

مگر فاطین جیسے ہی اندر داخل ہوا نرس کے ہاتھ سفید و گلابی روئی جیسے

بچے کو دیکھ آنکھیں پل میں نم ہوئی

اور ایک بچہ ڈاکٹر کے ہاتھ میں تھا

ڈاکٹر جیسے ہی بچہ فاطین کے قریب لائی تو فاطین کی نظریں اپنی آن پر گئی جو آنکھیں موندیں نڈھال سی لیٹی ہوئی تھی

آپ بچوں کو ان کی خالہ اور چاچو لوگوں سے ملوائیں —— میں تب تک "

اپنی وائف کو مل لوں "نم لہجے میں بچوں کو نہارتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر اور نرس نے قدم باہر کی جانب بڑھائے

تو فاطین نے پلٹ کر دروازا لوک کیا

اور عنان کے پاس آیا

جس کے بال پسینے کے باعث اس کے ماتھے سے چپکے ہوئے تھے

جھک کر نرمی سے عنان کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا

تو لاکھ روکنے کے باوجود ایک آنسو عنان کی آنکھ سے پھسلتا ہوا رخسار پر بہہ گیا

اپنی نم آنکھوں کو واہ کر کہ فاطین کو دیکھا جو آنکھوں میں دنیا جہاں کی محبت سموئے عنان کو ہی دیکھ رہا تھا

"ایک تمہیں نہیں چھوڑو گی میں ----- ہوا ہے سے وجہ تمہاری سب یہ دم سے فاطین کے بال اپنی مٹھی میں دبوچتے --روتے ہوئے کہا تو

فاطین کا دلکش قہقہہ آئی سی یو میں گونجا

"میری جنگلی بلی سوچ سمجھ کر بولو ---- اگر چھوڑو گی نہیں تو ایسا تو پھر کئی بار ہو سکتا ہے" عنان کے ہونٹوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لے کر آنکھ دبا کر ذو معنی لہجے میں کہا تو عنان نے منہ بسور کر چہرے کا رخ بدل لیا

فاطین نے محبت پاش نظروں سے عنان کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا نرمی سے عنان کے قریب بیٹھ کر عنان کے سو جھن ذدہ ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھاما

تھینک یو سو مچ آن ـــ مجھے اتنی محبت کرنے کے لیے ـــ مجھے اتنے "
خوبصورت تحفے دے کر مجھے مکمل کرنے کے لیے ـــ اپنے اتنے
خوبصورت ساتھ کے لیے" عنان کے ہاتھ کی پشت پر اپنا شدت بھرا
لمس چھوڑتے بوجھل گھمبیر لہجے میں کہا تو عنان نے رخ بدل کر فاطین
کی

سیاہ گہری آنکھوں میں دیکھا
جس میں عنان کو صرف اپنا عکس نظر آ رہا تھا
گلابی بھرے بھرے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ رینگ گئی تو فاطین
نے ہاتھ بڑھا کر عنان کے بال گردن سے ہٹا کر وہاں اپنا دہکتا ہوا لمس
چھوڑا

لوگ کہتے ہیں محبت لفظوں کی محتاج نہیں ـــ مگر میرا دل چاہتا ہے "
دنیا کہ ہر لفظ کو محبت میں ڈھال کر میں تم سے روز اظہار محبت کروں ـــ

روز تمہیں اپنی محبت کی بارش میں پور پور بھگو کر خود میں قید کر لو۔۔۔۔

اور جب تم مجھ سے اظہارِ محبت کرتی ہو تو تمہارا اظہار محبت مجھے ہر بار تم سے عشق میں مبتلا کر دیتا ہے آن "عنان کی گردن میں چہرہ چھپاتے اس کی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارتے خمار آلود لہجے میں کہا

تو عنان نے ہاتھ بڑھا کر فاطین کے بالوں میں اپنا ہاتھ الجھا دیا

میں اتنی مشکل سے تمہاری اولاد کو دنیا میں لائی ہوں۔۔۔۔اور تم انہیں " دیکھنے کی بجائے یہاں میرے ساتھ بیٹھے عشق و عاشقی بھگاڑ رہے ہو۔۔ شرم ہے تم میں فا۔۔۔۔یا نہیں "۔۔۔۔فاطین جو خمار آلود نظروں سے عنان کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا

عنان کے چلا کر کہنے پر ہوش میں آیا اور ہڑ بڑا کر اٹھا

اووو۔۔۔۔ہاں بچے۔۔۔۔ہمارے بچے۔۔۔۔ابھی لاتا ہوں آن۔۔۔۔غصہ "
مت کرو۔۔۔۔بلڈ پریشر بڑھ جائے گا" باہر کی جانب جاتے ایک دم سے
پلٹتے ہوئے عنان کو کہا

اور عنان کی غصہ کے باعث سرخ پڑتی ناک پر اپنے لب رکھ کر باہر کی
جانب دوڑ لگائی

عنان نے ہٹکنے کے انداز میں اپنا سر تکیے پر رکھ کر گہری سانس لی
فاطین کی محبت کو سوچ کر ہونٹوں پر شرمیگی مسکراہٹ رقص کرنے
لگی

بسام کتنی پیاری ہے نا۔۔۔۔مائسہ نے گول مٹول سی بچی کو چومتے ہوئے
کہا تو بسام کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ رینگ گئی

اپنے چاچو پر جو گئی ہے تو خوبصورت تو ہو گی "بچی کہ چھوٹی سے انگلیوں کو اپنے لبوں سے چھوتے ہوئے محبت سے کہا تو مائسہ نے گھور کر بسام کو دیکھا

یہ تو آپ نے حیا کو دیکھ کر بھی کہا تھا— مگر یہ میرے جیسی ہے—" مائسہ نے بچی کو خود میں بھینچتے ہوئے کہا تو بسام نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا

وہ چاروں اس وقت فاطین کے آفس میں بیٹھے ہوئے تھے
انہیں اپنے بھائی کا تو یقین تھا کہ اب وہ جلدی باہر نہیں آنے والا
تو ان لوگوں نے انتظار کرنا ضروری نہیں سمجھا
اور فاطین کے آفس میں آکر بیٹھ گئے

دانی یہ کتنا ہنڈسم ہے نا" نبال نے اپنے ہاتھ میں تھامیں عنان کے بیٹے کو محبت سے دیکھتے ہوئے کہا

تو دانیال نے گھور کر نبال کو دیکھا

اور اس کے ہاتھ سے بچے کو لے کر خود تھام لیا

یہ ابھی بچہ ہے اور بچے ہنڈ سم نہیں ہوتے ــــ اور اگر کبھی یہ ہنڈ سم" ہو بھی گیا تو تم اسے ہنڈ سم نہیں کہو گی سمجھی" ــــ نبال کو گھورتے ہوئے ایک ایک لفظ چبا کر کہا تو نبال نے ہونکوں کی طرح منہ کھولے دانیال کو دیکھا

کیا ــــ اب ایسے کیوں دیکھ رہی ہو" ــــ ابرو آچکا کر سوالیہ لہجے میں" کہا

تو نبال نے نفی میں سر ہلایا

تو دانیال نے ایک نظر بسام اور مائسہ کی جانب دیکھا

جو بچی کے ساتھ مصروف تھے اور ایک نظر نبال کو جواب منہ پھلائے بچے کو دیکھ رہی تھی

پھر آہستہ سے اپنا ہاتھ نبال کی کمر کے گرد لپیٹ کر اسے خود کی طرف

کھسکایا

نبال اپنی کمر پر دانیال کی رینگتی انگلیوں کے لمس کو محسوس کر کہ

روح تک کانپ گئی

نظریں اٹھا کر مائسہ اور بسام کو دیکھا

اور خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر دانیال کو دیکھا

جو بچے کے ساتھ باتیں کرنے میں مصروف تھا

دا۔۔۔۔نی۔۔۔۔پلیز نا کریں" مدھم آواز میں نبال نے منمناتے ہوئے"

کہا

تو دانیال نے سنجیدہ تاثرات سجائے نبال کو دیکھا

کیا کر رہا ہوں میں" سپاٹ لہجے میں استفسار کیا تو نبال کی شکل رونے"

جیسے ہو گئی

دانیال کی بے باک انگلیوں کے لمس کو اپنی کمر پر جا بجا محسوس کر کہ نبال کو اپنا رواں رواں کانپتا محسوس ہوا

اپنے دائیں ہاتھ کو پیچھے لے جا کر دانیال کے ہاتھ کو روکنا چاہا

جس پر دانیال نے زبردستی نبال کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھا کر مضبوطی سے اس کے ہاتھ کو تھام لیا

جبکہ نبال حق دق سی کبھی دانیال کو دیکھتی اور کبھی سامنے مائسہ اور بسام کو

اگر کوئی دیکھ لیتا تو پھر ــــ ان بھائیوں نے تو بے شرمی میں پی ایچ ڈی کی ہوئی تھیں ــــ نبال نے سوچ کر دانت کچکچائے

کیا خیال ہے ہمیں بھی بچوں کے لیے کوشش شروع کر دینی" چاہیے" نبال کے کان میں سرگوشی کر کہ اپنے لبوں میں نبال کے کان کو دبا کر پیچھے ہوا

تو دانیال کے ذو معنی سرگوشی اور لمس پر نبال کان کی لو تک سرخ پڑ گئی

ابھی نبال کچھ کہتی کہ دروازا کھول کر فاطین اندر داخل ہوا جس پر نبال نے سکون کا سانس لیا

فاطین کو دیکھ کر دانیال نے نبال کے ہاتھ پر گرفت بڑھا کر اسے چھوڑ دیا

تم لوگ یہاں ہو میں کب سے باہر ڈھونڈ رہا ہوں "——فاطین نے " ان چاروں کو گھورتے ہوئے کہا تو ان چاروں نے ڈبل گھوری سے اسے نوازا جسے فاطین نے نظر انداز کر کہ

مائسہ کے ہاتھ سے اپنی بیٹی کو تھاما

حسام کدھر ہے "فاطین نے اپنی بیٹی کو پیار کرتے ہوئے پوچھا"

بچوں کو دیکھ کر گھر گیا ہے —— حیام سو رہی تھی تو حیا نانی کے پاس"
تھی —— اسی لیے نواب صاحب چلے گئے" دانیال نے کندھے آچکا کر
کہا تو نبال اور بسام نے اسے گھورا

نام کیا رکھنا ہے بچے کا" —— مائسہ نے اشتیاق سے پوچھا تو بسام نے بچی
سمیت مائسہ کو اپنے حصار میں لے کر تھوڑی مائسہ کے کندھے پر ٹکا کر
بچی کے گالوں کو چھوا

اس وقت وہ سب عنان کے پاس ہاسپٹل روم میں بیٹھے ہوئے تھے

فرشتے —— فرشتے فاطین راجپوت" —— بسام کے نام بتانے پر ان"
سب نے اثبات میں سر ہلایا

اور ہمارے چیمپ کا نام امن راجپوت ہے ــــ امن فاطین راجپوت"

دانیال نے محبت سے چھوٹے سے بچے کو چٹاچٹ چومتے ہوئے کہا تو

فاطین نے مسکرا کر اپنی خوبصورت فیملی کو دیکھا

اور اپنے ہاتھ میں قید عنان کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کر دی

فا ــــ مجھے گھر جانا ہے ــــ یہاں میرا دم گھٹ رہا ہے"عنان نے منہ"

بسور کر کہا تو

فاطین نے اس کے ہاتھ کی پشت پر اپنے لب رکھے

کچھ دیر تک چلتے ہیں"نرمی سے عنان کے بالوں کو کان کے پیچھے"

اڑستے ہوئے کہا تو

دانیال نے دانت پیس کر اسے دیکھا

حیام نے آنکھیں کھول کر نگاہ ارد گرد دوڑائی تو حیا کو ساتھ نا پا کر اٹھ بیٹھی

پھر نانی کا خیال آیا تو سر جھٹک کر قدم بیڈ سے نیچے رکھے

ارادہ تو واشروم جانے کا تھا

مگر قدم خود بخود ڈریسنگ روم کی طرف بڑھنے لگے

کبرڈ میں موجود ڈرا کھولا

تو نظریں سامنے موجود کارڈ پر گئی

آنکھیں پل میں لبالب پانیوں سے بھر گئی

گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی

کپکپاتے ہاتھوں سے اس سفید کارڈ کو پکڑا

تو کچھ ماہ پہلے کے مناظر آنکھوں کے سامنے گھوم گئے

وائٹ پیلس میں اس وقت کوئی موجود نہیں تھا

حیام گھر کا کام کروا کر راجپوت مینشن آگئی تھی

رضوان صاحب کے ساتھ کچھ وقت گزار کر وہ لان میں آکر پودوں کو

پانی دینے لگی

کہ تبھی ارحم کا ملازم ایک کارڈ لیے اس کی جانب آیا

السلام و علیکم بی بی جی—یہ کارڈ ارحم صاحب نے دیا ہے" ملازم کے "

کارڈ پکڑانے پر حیام نے حیرانگی سے ملازم کو دیکھا

اور اس کے سلام کا جواب دے کر قدم اندر کی جانب بڑھائے

دل کی دھڑکنیں بے ساختہ ہی بڑھ گئیں

بیڈ پر بیٹھ کر کانپتے ہاتھوں سے کارڈ کھولا

کارڈ پر مٹے مٹے لفظوں کو دیکھ کر لگ رہا تھا جیسے کوئی لکھنے کے بعد کافی

دیر رویا ہو---اور اس کے آنسوؤں سے الفاظ دھندلا گئے ہو

حیام کی آنکھوں میں مرچیں سی بھرنے لگی

سمجھ نہیں آرہا کہاں سے شروع کرو۔۔۔۔وہاں سے شروع کرو جب میں" تم سے محبت میں مبتلا ہوا۔۔۔۔یا وہاں سے جب مجھے پتا لگا تم میری نہیں۔۔۔۔اور تمہارا میرا نا ہونا مجھے عشق میں مبتلا کر گیا

تمہارا چھوڑو میں لوگوں کا بتاتا ہوں حیام۔۔۔۔لوگوں کو اگر پتہ چلے کہ قانون کا رکھوالا۔۔۔۔ایک شریف باپ کی اولاد ایک شادی شدہ عورت سے عشق کرتا ہے تو لوگ مجھ جیسے شخص کو سنگسار کر دے۔۔۔۔لیکن میں کیا بتاؤں حیام۔۔۔۔

مجھے تو تم سے محبت تب ہوئی تھی جب میں خود کو بھی نہیں جانتا تھا۔۔۔۔ میں ارحم انصاری تو اندھیروں کی دنیا میں ایک گم شدہ بچہ تھا۔۔۔۔نا جسے رشتوں کا پتہ تھا۔۔۔۔نا اپنی ذات کا۔۔۔۔ان روشنیوں کی دنیا میں سب سے پہلے تمہیں جانا تھا۔۔۔۔اور جیسا تمہیں جانا ویسا ہی ارحم انصاری خود بنتا چلا گیا۔۔۔۔

کہتے ہیں عورت مرد کے رنگ میں رنگ کر اس جیسی ہو جاتی ہے——
اور میں تو تمہیں دیکھتے ہی تمہارے رنگوں میں رنگتا چلا گیا——میں ارحم انصاری دشمنوں کے حواسوں کو اپنے قابو میں کرنا والا——اپنا دل قابو میں نا کر سکا——حیام کو لگا اس نے یہ بات لکھتے ہوئے جیسے قہقہہ لگایا ہو وہاں لکھتے ہوئے ارحم انصاری کے آنسو بہہ رہے تھے اور یہاں ایک ایک لفظ پر لڑیوں کی مانند حیام کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے

اسے کسی سے محبت ہے اور وہ میں نہیں ہوں

یہ بات مجھ سے زیادہ اسے رلاتی ہے

شعر پڑھ کر حیام کے ہاتھ کپکپا اٹھے اگر وہ دعوا کرتا تھا کہ وہ حیام راجپوت کے رنگوں میں رنگا تھا تو بالکل صحیح کرتا تھا

وہ جانتا تھا اس کی تکلیف پر—اور ایک ایک لفظ پر حیام راجپوت تڑپ جائے گی

اور سچ ہی تو تھا وہ اس شخص کی تکلیف پر دل و جان سے تڑپ گئی تھی

جب مجھے پتا چلا تم کسی اور کا نصیب ہو ـــــ تمہارے دل میں کوئی اور "

ہے تو مجھے خود سے گھن محسوس ہوئی حیام ـــــ میں خود سے نظریں نہیں

ـــــ ملا پاتا تھا

میرا عکس مجھ پر ہستا تھا حیام ـــــ مجھے ایک ایسی لڑکی سے محبت ہوئی جو

پہلے سے ہی کسی کے نکاح میں تھی ـــــ یہ بات کسی تازیانے کی طرح

ـــــ میری روح پر لگتی تھی

بہت کوشش کی تم سے دور جانے کی ـــــ تمہیں بھولنے کی ـــــ مگر دل

ڈگمگا جاتا تھا ـــــ یقین رکھتا تھا معجزوں پر کہ تم مل ہی جاؤ گی خود غرض

ـــــ بن جاتا تھا تمہارے معاملے میں

ـــــ مگر میں بھول گیا تھا حیام ـــــ محبت ارحم انصاری کا نصیب نہیں ہے

تم سے کہہ نہیں پاتا تھا — ادھورے لفظ تمہاری دہلیز پر چھوڑ آتا تھا — کہہ دیتا تو شاید کچھ ہو جاتا — مگر وقت گزر گیا — اور اب جو وقت گزر گیا تو اندازہ ہوا ہے کہ — آدھے ادھورے لفظ — اظہار — وعدے اور باتیں ایک جیتے جاگتے پورے انسان کو کھا جاتے ہیں — میرا وجود کھوکھلا ہو گیا ہے حیام — مجھے یہ ادھورا پن نگل رہا ہے —

آنکھوں سے گرنے والے نا جانے کتنے ہی آنسوں کارڈ کو بھگو چکے تھے سسکتے ہوئے حیام بیڈ سے نیچے بیٹھتی چلی گئی

تمہیں چھوڑ کر جا رہا ہوں تو یہ مت سمجھنا کہ ارحم انصاری حسد کرتا ہے — حسد نہیں کرتا یار — تم قسم لے لو — عاشق سو بار محبوب کے لیے مر سکتا ہے — مگر سو بار مر کر بھی محبوب کو کسی اور کے ساتھ دیکھنے کا حوصلہ خود میں پیدا نہیں کر سکتا — بہت ضبط کیا ہے خود پر —

اب اگر جو تمہیں اس کے ساتھ دیکھو گا تو پھوٹ پھوٹ کر رو دو گا—— پھر لوگ کہے گے دیکھو اے ایس پی کو کیسے بچوں کی طرح دھاڑیں مار مار کر رو رہا ہے—— کیا پتا بات رونے سے بھی بڑھ جائے---اور مجھے " اگلی سانس کی مہلت ہی نا ملے

کارڈ حیام کے ہاتھوں سے چھوٹتا چلا گیا

اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر کی جانب دوڑ لگادی

میں تمہاری نظروں کے سامنے نہیں آتی ارحم—— مگر اپنی بہنوں اور باپ کے لیے مت جاؤ تمہیں تمہارے خدا کا واسطہ—— ریش

ڈرائیونگ کرتے حیام کے لب ہلے

مجھے پتہ ہے تم کہو گی کہ اپنی بہنوں اور باپ کے لیے رک جاؤ—— لیکن نہیں رک سکتا یار—— ان بہنوں کو دیکھو گا تو اپنے زخم یاد آئے گے--- اور شاید ان پر غصہ بھی—— کاش وہ کبھی ہمارے لان میں نا آتی—— اگر

آتی تو مجھ سے دوستی نا کرتی ـــــ اگر کر بھی لیتی تو مجھے اجازت نا دیتی

اپنے گھر آنے کی ـــــ اگر وہ یہ سب نا کرتی تو شاید میں وہی ارحم انصاری

رہتا

جسے دنیا کی خبر ہی نہیں تھی ـــــ جسے یہ نہیں پتا تھا کہ اس کے کمرے کی

دیوار کے ساتھ ایک لڑکی رہتی ہے ـــــ جس سے اسے عشق بھی ہو سکتا

ہے ـــــ تم اپنی دنیا میں گم رہتی اور میں اس چار دیواری میں تمہاری

ـــــ خوشبو اور وجود سے انجان اپنی زندگی گزار دیتا

تمہیں ایک بات بتاؤ ـــــ نفرت مت کرنا مجھ سے یار ـــــ مگر بتائیں بغیر

گزارا ممکن نہیں ـــــ اج کہنے لگا ہوں تو دل چاہ رہا ہے دل کھول کر رکھ

دوں تمہارے سامنے ـــــ شاید پھر کبھی موقع ملے یا نا -- ایک وقت تھا

کہ میں کسی بھی وجہ سے تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا تھا ـــــ

اور آج مجھے معلوم ہے تم زندگی میں سب سے زیادہ میری وجہ سے ہی

رو رہی ہو گی ۔۔۔۔ بات یہ تھی کہ ۔۔۔۔ جا تو رہا ہوں ۔۔۔۔ مگر خود غرض بن کر ۔۔۔۔ اس سالے دل میں آج بھی امید باقی ہے ۔۔۔۔ دھڑکنیں ساتھ چھوڑ دے تو شاید اس کی بھی عقل ٹھکانے آجائے " ۔۔۔۔ نم لہجے میں لگایا گیا قہقہہ

حیام کو اپنے کانوں میں گونجتا محسوس ہوا

ائیر پورٹ پر ارد گرد نگاہ دوڑائی تو وہ کہی نظر نا آیا

وہ تو شکر تھا کہ گاڑی میں اس کا بیگ تھا اور کارڈ موجود تھا اور اسے اندر جانے دیا گیا

ننگے پاؤں ٹھنڈے فرش پر پاؤں رکھتی وہ دیوانہ وار لوگوں کے ہجوم میں ارحم انصاری کو ڈھونڈ رہی تھی

اس شخص نے ساری عمر اظہار نہیں کیا تھا اور اب جب کیا تھا تو اس کا اظہار حیام کو زندہ در گور کر رہا تھا ۔۔۔۔

بھاگتے ہوئے نظریں سامنے اٹھی تو پلٹنا ہی بھول گئی

وہ دیوار سے ٹیک لگائے سر جھکائے کھڑا تھا

جیسے اسے یقین ہو وہ آئے گی

حیام کی نظریں ارحم کے جھکے سر سے ہوتی اس کے سینے تک آئی

تو لگا کسی نے پیرو تلے سے زمین کھینچ لی ہو

بلیک جیکٹ جس کی زپ کھلی ہوئی تھی

اس کے نیچے وہی اتنے سال پرانی شرٹ جس پر حیام کے رنگے ہوئے

ہاتھوں کے نشان موجود تھے

وہ جا تو رہا تھا —— مگر اکیلے نہیں —— حیام کے لمس کو اپنے سینے میں

بسائے جا رہا تھا —— اور اب تو حیام کو بھی لگ رہا تھا —— کہ وہ حیام کا کچھ

-- حصہ اپنے ساتھ لے جا رہا ہے

حیام کو ساکت کھڑا دیکھ

ارحم نے ٹیک ہٹا کر نظریں اٹھائی

حیام کو لگا وہ کبھی قدم ہی نہیں اٹھا سکے گی

ارحم نے مسکراتے ہوئے حیام کی طرف دیکھا

تیرا شہر جو پیچھے چھوٹ رہا

کچھ اندر اندر ٹوٹ رہا

حیران ہے میرے دو نیناں

یہ جھرنا کہا سے پھوٹ رہا

اور لاکھ کوشش کے باوجود وہ بھی رو پڑا

آنسو لڑیوں کی مانند ارحم انصاری کی آنکھوں سے بہتے اس کے رخسار کو بھگونے لگے

ایک آخری نظر حیام کو دیکھ کر قدم اندر کی جانب بڑھا دیے

جیسے رکنے کا مقصد پورا ہو گیا ہو

جب جب چاہا تُو نے رج کے رلایا

جب جب چاہا تُو نے کھل کہ ہسایا

جب جب چاہا تُو نے خود میں ملایا

اک تُو ہی ___ تُو ہی تُو ہی

اک تُو ہی تُو ہی تُو ہی

حیام گھٹنوں کے بل زمین پر گری

ہاتھ میں پہنائی ہوئی حسام کی چوڑیاں ٹوٹ کر جا بجا بکھر گئی

جبکہ ارحم انصاری کو لگ رہا تھا

کہ وہ کوئی پل صراط پار کر رہا ہو

اپنی جیکٹ کی آستینوں سے آنسو صاف کرتے

پلٹ کر ایک بار اپنی بے قرار دھڑکنوں اور نظروں کو سکون پہنچانا چاہا

مگر حیام کو نیچے گرے دیکھ

ارحم انصاری کو لگا جیسے کسی نے اس کا دل اپنے پاؤں تلے کچل دیا ہو

ابھی وہ پلٹتا کہ حیام کی جانب بھاگتے ہوئے آرہے حسام کو دیکھ اپنی جگہ منجمد ہو گیا

میںنڈا تو ہے رب کھو گیا

میںنڈا تو ہے ہائے سب کھو گیا

تیریاں محبتاں نے لٹی پٹی سائیاں

تیریاں محبتاں نے سچیاں ستایاں

حیام—— لہجے میں تڑپ لیے حسام نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر حیام کو اپنے حصار میں لیا

وہ گھر گیا تھا اور وہاں گرا ہوا کارڈ پڑھ کر

اسے اپنے پاؤں تلے سے زمین نکلتی محسوس ہوئی

اگر حیام کو کچھ ہو جاتا

کارڈ پر موجود آنسوؤں کے نشان اس کے بے تحاشہ رونے کا بتا رہے

تھے

حسام راجپوت کو یہاں آنے تک اپنی سانسیں سینے میں اٹکتی ہوئی

محسوس ہوئی

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ارحم سامنے ہو اور وہ اسے جان سے مار

دے

ہمت بھی کیسے ہوئی اس کی —— کہ وہ حسام راجپوت کی بیوی کو خط لکھے

حسام کا کندھا پا کر حیام پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی حسام کی نظریں

سامنے اٹھی تو ارحم انصاری زخمی سا مسکراتے ہوئے آگے بڑھ گیا

جسے دیکھ حسام نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچ کر اپنے اشتعال پر قابو پایا

حسام نے کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر

حیام کو اپنی بانہوں میں بھر کر قدم پارکنگ کی جانب بڑھائے

خالی ہاتھ موڑی ناتُو

میں خالی ہاتھ آیا

مینڈا تو ہے رب کھو گیا

مینڈا تو ہے ہائے سب کھو گیا

مجھ سے دوستی کرو گی

ارحم نے اپنا ہاتھ حیام کے چھوٹے نازک سے ہاتھ کی طرف بڑھاتے

ہوئے کہا

جس پر اس نے منہ بنا کر نظریں پھیر لیں

اور پینٹنگ کرنی لگی

ارحم نے خجل سا ہو کر ارد گرد نبال لوگوں کی طرف دیکھا

کیا تم مجھ سے دوستی نہیں کرنا چاہتی ارحم نے پھر سے کوشش کی

جس پر حیام نے جھٹ ہاں میں سر ہلا یا

تو پھر کس سے کرو گی

حسام سے وہی میرے بیسٹ فرینڈ ہیں ان کے علاوہ کسی سے نہیں حیام نے اپنے موٹے موٹے گال پھلا کر کہا

تو ارحم کو ایک دم سے اس حسام نام کی بلا سے حسد ہوئی

مجھ سے بھی کرلو۔۔۔۔دیکھو عنان لوگوں نے مجھے بھائی بنایا ہے

اور جب میں ان کا بھائی بن گیا ہوں تو

I promise.. I will always protect them like a good brother..

تو پھر میں بھائی بنالوں مجھے بھی پروٹیکٹ کرنا حیام نے معصومیت سے اپنے دونوں ہاتھ گالوں پر رکھ کر ارحم کی طرف دیکھ کر کہا

نن۔۔۔۔نہیں بہنیں تو بن گئی تم فرینڈ بن جاؤ

فرینڈ بننے سے کیا ہو گا پروٹیکٹ تو تم انہیں کرو گے حیام نے منہ بسور کر کہا تو ارحم نے مسکرا کر اسے دیکھا

فرینڈ بن کر تمہارے سارے درد میں لے لوں گا، تمہاری ہر بات بن کہے سمجھ لوں گا، ہمیشہ تمہارا سایہ بن کہ رہوں گا اب فرینڈ حیام کا ہاتھ زبردستی تھامتے ہوئے کہا

جو اس کی باتیں سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی

جہاز کی سیٹ سے سر ٹکائے چہرے کو کیپ سے چھپا کر اپنے بہتے آنسوؤں کو لوگوں سے چھپانے کی کوشش کی

کانچ پہ چلنا —— آنچ میں جلنا

جتنے بھی درد ہیں مائیں سہہ نا سکے یہ جدری

زہر کو پی کہ سولی پہ جی کر

نکلے جو دم کبھی تو ان

دردوں سے چھوٹے یہ جدری

میں تمہارا دوست ہوں حیام ——اور دوست سے بڑھ کر کوئی رازدار" نہیں ہوتا —— میں تمہیں کبھی رسوا نہیں ہونے دوں گا —— یہ وعدہ ہے میرا —— ارحم انصاری کی مان بھری آواز کانوں میں گونجی تو حیام کو اپنی -- سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئی

حسام کے سینے میں چہرہ چھپائے وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی —ارحم انصاری اس کا دوست تھا اور وہ کبھی اسے بتا نہیں سکی کہ وہ اسے اپنی جان سے بھی عزیز ہے —— وہ اس کا محافظ بنا تھا --- اور عورت تو عزت دینے والے کو نہیں بھولتی —— وہ تو اس کی عزت کا محافظ تھا —— اگر اس احسان کے بدلے وہ حیام راجپوت کو اپنا غلام بھی بنا لیتا تو وہ اُف نا کرتی —— لیکن وہ کبھی اسے بتا نا سکی —— صرف اس لیے کہ وہ اسے غلط نا سمجھ لے

جس آگ میں حیام خود جل رہی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ ارحم انصاری بھی اس آگ میں جلے____وہ نہیں چاہتی تھی کہ ارحم انصاری ان راستوں کا مسافر بنے جن کی کوئی منزل نہیں____مگر آج حیام کو لگا ارحم انصاری تو کسی منزل کا مسافر ہی نہیں تھا اور نا اسے منزل کی پرواہ تھی____حسام کے سینے میں سسکیاں بھرتی وہ حسام راجپوت کو انگاروں پر گھسیٹ چکی تھی

حسام اسے لیے دانیال کے فارم ہاؤس آیا تھا

حیام کہ بگڑتی طبیعت کو دیکھ حسام کو اپنی جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی اور وہ حسام کے چپ کروانے پر اس کے سینے میں چہرہ چھپائے اور رونے لگتی

اٹس انف____سٹاپ کرائنگ رائٹ ناؤ____ورنہ تمہارے آنسوؤں" کے بدلے میں اس شخص کی جان لے لوں گا"____حیام کا چہرہ اپنے

سامنے کرتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تو حیام کو اپنی سانس تک

روک لی

حیام کی سرخ متورم نم آنکھیں اور گلابی نازک پھنکڑیوں جیسے لبوں کو

کپکپاتے دیکھ

حسام پوری شدت سے ان پر جھک آیا

قطرہ قطرہ حیام کی سانسوں کو خود میں اتارتے اسے اپنی ذات میں گم کرتا

چلا گیا

یو وقت کٹے ——— میری جان گھٹے ——— ارمان سبھی

ٹکروں میں بٹے

تیریاں جدائیاں آگے دکھ سارے چھوٹے

تیریاں جدائیاں آگے سکھ سارے کھوٹے

پل پل ہوتے میرے دل کے ٹوٹے

میں تو اپنوں سے ڈسی گئی ہوں ارحم ــــ اگر تم نے بھی مجھے دغا دے" دیا ــــ جس طرح ان سب نے میری عزت پر وار کرنا چاہا ــــ کبھی جو تم بھی مجھے رسوا کرنے پر آ گئے تو ــــ اپنے دل میں چھپے اندیشوں کو زبان دیتے بے بسی سے ارحم سے استفسار کیا

کیونکہ حیام ان حادثوں کے بعد کسی پر بھی یقین کرنے پر گھبرا رہی تھی ارحم کا ساتھ تھا ــــ مگر دل میں ڈر کنڈی مار کر بیٹھ گیا تھا

کانوں میں اتنے سال پہلے حیام کا کیا گیا سوال گونجا تو ارحم کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ رینگ گئی

نگاہ پیرس کے ائیر پورٹ پر گھمائی تو سینے میں افسردگی سی چھا گئی

سب خوبصورت منظروں سے وحشت ہونے لگی

کرلاتے ــ پاؤں پڑتے دل کو پاؤں تلے روندتے قدم آگے بڑھائے

دل کی گاگر سے سات ساغر سے

چھلکے ہے تو کیو یہ پانچو دریا بھی حیران ہو گئے

ساز تن من کے سونے سے کھنکے

ساتھ میرے تھا جب تیرا

اب تو یہ ویران ہو گئے

ارحم انصاری اپنی چلتی سانسوں اور دھڑکتی دھڑکنوں کو تو دغا دے" سکتا ہے—— مگر مر کر بھی حیام راجپوت کو دھوکا نہیں دے سکتا—— اسے رسوا کرنا تو دور وہ تو اس پر آنچ بھی نا آنے دے"——آگ سی تپش لیے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا

اور قدم کمرے سے باہر بڑھائے

جبکہ حیام خود سے دور جاتے ہوئے ارحم کی پشت کو سپاٹ نظروں سے دیکھ رہی تھی

سوچا تھا تم سے دور آجاؤ گا—–تو تمہاری خوشبوؤں سے تمہاری یادوں "
سے چھٹکارا مل جائیں گا—–مگر یار—–یہ تو سانپ بن کر ڈسنے لگی
ہیں—–اب تو نس نس میں تمہاری یادیں زہر کی مانند گھل گئی ہیں—–
بیڈ پر اوندھے منہ گر کہ بے بسی سے چلاتے ہوئے کہا تو آواز کمرے کی
چار دیواری میں گونج کر دم توڑ گئی

تیرے غم کو مٹاواں—–کیسے تجھ کو بھلاوا
کیسے لگیاں نبھاواں—–کیسے بچھڑے کو پاواں
تیریاں محبتاں نے حق بھی دیے ہیں
تیریاں محبتاں نے دکھ بھی دیے ہیں
تیرے بنا لاکھ واری مر کہ جئیے ہیں

کمرے کے باہر آہٹ محسوس کر کہ حیام نے جلدی سے کارڈ ڈرا میں رکھ کر واشروم کا رخ کیا

اپنی جلتی آنکھوں پر پانی کے چھینٹیں مار کر ان کی جلن کو کچھ کم کرنا چاہا اور گہری سانس لے کر باہر کا رخ کیا

جہاں سے حسام کی اپنی بیٹی سے باتیں کرنے کی آوازیں آرہی تھیں

کچھ عرصہ بعد

چاروں اوڑھ درختوں سے گھری جگہ ـــــ اور انہیں درختوں کے درمیان چھوٹی سی جھیل تھی ـــــ ٹھنڈی پرسکون ہواؤں اور جھیل کی لہروں کا مدھم سا شور ایک خوبصورت دھن پیدا کر رہا تھا

بسام نے اپنے دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر تھوڑا اٹھ کر اپنے سینے پر لیٹی مائسہ کو دیکھا

جو آنکھیں موندیں شاید سو چکی تھی

وہ دو پہر سے یہاں گھوم رہے تھے

اور پھر باتیں کرتے کرتے کب آنکھ لگی پتہ ہی نہیں چلا

اور اب تو شام ہر سو اپنے پر پھیلا چکی تھی

بسام نے اپنے بازو مائسہ کی کمر کے گرد لپیٹ کر کروٹ بدل کر مائسہ پر

جھک آیا

اپنے دونوں ہاتھ اطراف میں ٹھنڈی مٹی پر رکھے

اور خمار آلود نظروں سے مائسہ کو دیکھنے لگا

ہاتھ بڑھا کر مائسہ کی جکیٹ کی زپ کھولی

نظریں مسلسل مائسہ کے پر سکون چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں

جیکٹ کی زپ جیسے ہی کھلی بسام کی نظریں مائسہ کی دودھیا شفاف

گردن پر اٹک سی گئی

جہاں اس کی شدتوں کے نشان واضح تھے

لائٹ پنک شارٹ سلیولیس فراک جس پر چھوٹے چھوٹے رنگ برنگے

پھول بنے ہوئے تھے ——اور دونوں کندھوں پر ایک ایک ڈوری کی

مدد سے فراک کو کیری کیا گیا تھا

بسام نے ایک نظر مائسہ کے چہرے کو دیکھا اور پھر پوری شدت سے اس

کی گردن پر جھک آیا

اپنے دونوں ہاتھوں سے مائسہ کی کمر تھام کر اسے خود میں بھینچ لیا

مائسہ جو کہ گہری نیند میں تھی اپنی گردن پر چھبن اور آگ سا دہکتا لمس

محسوس کر کہ کسمکسا کر آنکھیں واہ کی

اپنے اوپر بوجھ محسوس کر کہ مائسہ کو اپنی سانس رکتی محسوس ہوئی

کچھ دیر تو غائب دماغی سے آسمان کو دیکھتی رہی

اور جیسے ہی ہوش میں آئی--اور خود پر جھکے بسام کو دیکھ بری طرح سے بسام کی سخت گرفت میں پھڑپھڑا اٹھی

بس ــــ سام ــــ افففف ہٹے بھی" مائسہ نے جھنجھلاتے ہوئے بسام کو" کندھوں سے تھامتے ہوئے کہا تو بسام نے اپنی خمار آلود نظروں سے مائسہ کی جانب دیکھا

تو مائسہ کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی

بسام کی لودیتی نظروں سے گھبرا کر نظریں جھکادی تو بسام کے شنگرفی لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

مائسہ کے ہاتھوں کو اپنے کندھے سے ہٹا کر زبردستی ان میں اپنی انگلیاں الجھا کر زمین پر ٹکادیا

مائسہ اپنے دھک دھک کرتے دل کے ساتھ بسام کی جان لیوا قربت پر زور سے آنکھیں میچ گئی

اپنے ہونٹوں پر آگ سا دہکتا لمس محسوس کر کہ مائسہ کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی

مائسہ کی سانسوں سے اپنی سانسیں الجھا کر ــــ بسام پوری شدت سے مائسہ کی سانسوں کو خود میں انڈیل رہا تھا

بسام کے وجود سے اٹھتی محسور کن خوشبو مائسہ کو اپنے حواسوں پر چھاتی محسوس ہوئی

اپنی سرخ ڈوروں سے مزین آنکھیں کھول کر بسام کو دیکھنا چاہا جو آنکھیں بند کیے مدہوش سا مائسہ کے لمس کو محسوس کر رہا تھا

مائسہ نے مسکراتی نظروں سے بسام کو دیکھا اور اپنے ہاتھ بسام کی گرفت سے آزاد کروا کی ہاتھ میں مٹی بھری

ایک نظر بسام کو دیکھ — ہاتھ میں بھری مٹی بسام پر اچھال دی اور دوسری ہاتھ میں بھری مٹی بسام کے چہرے پر لگائی تو بسام ایک جھٹکے میں مائسہ سے دور ہوا

ہاہاہا —— یو آر لوکنگ سو فنی بام" مائسہ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا تو

بسام نے گھور کر مائسہ کو دیکھا

اوو —— اگر میں فنی لگ رہا ہوں تو میری بیوی کو بھی میرے جیسے لگنا چاہئے نا" خمار آلود نظروں سے مائسہ کے بھیگے ہونٹوں کو دیکھ کر کہا تو

مائسہ کی ہنسی تھمی

اس سے پہلے بسام مٹی مائسہ کے چہرے پر لگاتا -- مائسہ نے بسام کو دھکا دے کر وہاں سے بھاگنا شروع کر دیا

بالکل نہیں —— بیوی کو فنی نہیں خوبصورت لگنا چاہیے اور وہ میں آل ریڈی لگ رہی ہوں —— بس آپ ہنڈسم کی جگہ فنی لگ رہے ہیں" مائسہ

نے بھاگتے ہوئے کھلکھلا کر کہا تو بسام کے شنگرفی ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ رقص کرنے لگی

مگر اپنی مسکراہٹ کو چھپا کر سخت نظروں سے اپنے آگے بھاگتی ہوئی مائسہ کو دیکھا

ہاتھ آجاؤ میرے پھر بتاتا ہوں —— فنی لگ رہا ہوں یا جلاد "مائسہ کو" پکڑنے کی نیت سے اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے کہا

تو مائسہ کی خوبصورت ہنسی فضا میں گونجی

ایک ہی جست میں مائسہ کے قریب پہنچ کر اسے پشت سے اپنے حصار میں لے کر گھما ڈالا

مائسہ اپنے پیٹ پر بندھے ہاتھوں اور خود کو زمین سے اوپر دیکھ ڈر سے آنکھیں میچ کر چلانے لگی

بسامممم ۔۔مجھے اتارے نیچے۔۔۔۔۔ماما۔۔۔۔۔میں گر جاؤں گی"مائسہ کے"

چلانے پر بسام کے دلکش قہقہے فضا میں گونجتے

تو مائسہ کی چیخوں میں اضافہ ہوتا

بسامم میں بات نہیں کروں گی پلیز مجھے اتار دیں"مائسہ نے روتے"

ہوئے چلا کر کہا

تو بسام نے ایک دم سے رک کر بنا مائسہ کو سمجھنے کا موقع دیے اس کا رخ

اپنی جانب کر کہ

مائسہ کی بکھری اتھل پتھل ہوئی سانسوں میں اپنی سانسیں الجھا دیں

پانی کی لہروں اور ٹھنڈی ہواؤں میں دونوں کی دھونکنی کی مانند چلتی

سانسیں مل کر ماحول کو فسوں خیز بنا رہی تھیں

مائسہ نے ایک ہی جھٹکے میں بسام کو خود سے دور کر کہ اپنا چہرہ بسام کے

سینے میں چھپا لیا

آپ بہت برے ہے بسام—اب میں آپ کے ساتھ کبھی نہیں آؤ"

گی "نم لہجے میں شکوہ کیا تو بسام نے اپنی گرفت مائسہ کے گرد سخت کر

کہ اسے خود میں بھینچ لیا

ٹھیک ہے تم نا آنا میں تمہارے ساتھ آجاؤ گا "بسام نے کندھے آچکا

کر کہا

تو مائسہ نے گھور کر بسام کو دیکھا

اور اپنے قدم ہٹ کی جانب بڑھائے

آپ کے ساتھ بھی میں خود کو نہیں آنے دوں گی "اپنی جیکٹ کی زپ"

بند کرتے پلٹ کر بسام کو دیکھ کر کہا

جو اپنی جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالیں مخمور نظروں سے مائسہ کو ہی

دیکھ رہا تھا

مائسہ کے پلٹنے پر اور اس کی بات پر دلکش قہقہہ لگایا اور مائسہ کو دیکھ کر

فلائنگ کس پاس کی تو

مائسہ نے گڑبڑا کر اپنا رخ سامنے کیا اور تیز قدموں سے چلتی ہٹ میں

داخل ہو گئی

بسام نے اپنے ماتھے پر بکھرے بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کیا

اور ارد گرد نگاہ دوڑائی ——جہاں اب ہلکا ہلکا اندھیرا بڑھ رہا تھا

وہ دونوں ابھی تک کہی گھومنے نہیں جا سکے تھے

کچھ دن پہلے حسام نے ان دونوں کی ساؤتھ کوریا کی ٹکٹس کروا کر انہیں

سرپرائز دیا تھا

مگر جیسے ہی مائسہ کو پتا چلا کہ وہ فرح یہاں جانا چاہتی تھی تو مائسہ نے

جانے سے انکار کر دیا

تو بسام مائسہ کو زبردستی اپنی پسند کی جگہ لے آیا

جگہ کیا تھی ۔۔۔۔۔ مائسہ کو تو ہر طرف جنگل ہی جنگل دکھتا تھا جو کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا تھا

اور درمیان میں بسام کا ہٹ تھا

اگر مائسہ ہوش میں ہوتی تو یہاں کبھی نا آتی ۔۔۔۔۔ یہ تو بسام صاحب اسے بیہوش کر کہ یہاں اٹھا لائے تھے

بسام نے ہٹ میں داخل ہو کر دروازا بند کیا

تو نظریں کچن میں کھانا بناتی مائسہ پر گئی

جو منہ پھلائے کچھ بنانے میں مصروف تھی

مائسہ کو دیکھ بسام نے کمرے کا رخ کیا

بسام کپڑے چینج کر کہ باہر آیا تو مائسہ ٹیبل پر سینڈوچ اور کافی رکھ رہی تھی

بسام کی طرف ابھی بھی نہیں دیکھا تھا

بسام کے بیٹھنے پر مائسہ بھی تھوڑے فاصلے پر بیٹھی تو بسام نے آبرو آچکا کر مائسہ کو دیکھا

جسے نظر انداز کر کہ مائسہ نے سینڈوچ کھانا شروع کیا

بسام نے سینڈوچ کھا کر ہاتھ میں کافی کا مگ تھام کر صوفے سے اپنی پشت ٹکا کر ایک گہری نگاہ مائسہ پر ڈالی

جو منہ پھلائے ابھی بھی سینڈوچ کو کھا کم گھور زیادہ رہی تھی

کیا ہوا ہے مائسہ "——اپنا مگ ٹیبل پر رکھ کر مائسہ کو اپنے حصار میں" لیتے ہوئے کہا

تو مائسہ نے سینڈوچ پلیٹ میں رکھ کر رخ بسام کی جانب کیا

میرا دل نہیں لگ رہا بسام——مجھے گھر جانا ہے "نیلی آنکھوں میں" آنسوں لیے نم لہجے میں کہا تو بسام نے جھک کر ان پر اپنا لمس چھوڑا

میں تو یہاں ہوں تمہارے پاس تو دل کیوں نہیں لگ رہا" مائسہ کے "

آنسوں صاف کرتے ہوئے محبت سے چور لہجے میں کہا تو مائسہ نے اپنا

چہرہ بسام کی گردن میں چھپالیا

مجھے فرشتے کی حیا کی اور امن کی یاد آرہی ہے بسام "—بسام کی "

گردن میں چہرہ چھپائے سرگوشی کی تو

حیا کو چھوڑ کر امن اور فرشتے کے ذکر پر بسام نے بری طرح سے دانت

کچکچائے

دل کیا فاطین سامنے ہو اور اس کا گلا دبا دے

نواب صاحب سے اپنے بچے بیوی سنبھالے نہیں جاتے تو رات کو فرشتے

بسام کو پکڑا جاتا جس کے ساتھ مائسہ ساری رات کھیلتی اور امن دانیال کو

پکڑا جاتا

اور خود اپنی بیوی کو سنبھالتا

اور اب مائسہ اور نبال کو ان بچوں کی عادت ہو گئی تھی جب تک رات کو وہ خود انہیں اپنے ساتھ سلا نا لیتی انہیں نیند نا آتی جب کہ دانیال اور بسام کی ساری رات

فاطین کو کوستے گزرتی

یہاں آئے انہیں چار دن ہو چلے تھے اور ان چار دنوں میں مائسہ نے ہر وقت حیا اور فرشتے کو یاد کرتے گزارا تھا

انہیں چھوڑو ہم اپنے بچوں کی پلیننگ کرتے ہیں ــــ پھر جہاں بھی" جائیں گے وہ ہمارے ساتھ ہو گے اور تمہیں انہیں یاد بھی نہیں کرنا پڑے گا" ــــ مائسہ کے کان میں سر گوشی کرتے اپنی ناک مائسہ کی گردن پر ٹریس کی

توبسام کہ حرکت پر مائسہ نے بے ساختہ جھر جھری لی

لا تو ہم انہیں بھی سکتے تھے ۔۔۔ مگر آپ جان بوجھ کر نہیں "

لائے " ۔۔۔ مائسہ نے منہ بسور کر کہا

تو بسام نے گہری سانس بھری

اور مائسہ کو اپنی بانہوں میں بھر کر کمرے کا رخ کیا

ٹھیک ہے ہم جلد ہی واپس چلے گے ۔۔۔ مگر اپنے بچوں کی پلیننگ "

کرنے کے بعد " ۔۔۔ مائسہ کو بیڈ پر لٹاتے معنی خیز لہجے میں کہا تو مائسہ نے

گڑبڑا کر بسام کو دیکھا

جو شوخ نظروں سے مائسہ کو ہی دیکھ رہا تھا

بسام نے رخ موڑ کر کھڑکی پر پردے گرائے اور لائٹر سے موم بتی جلا

کر بیڈ کا رخ کیا

جہاں مائسہ بیٹھی اپنے ہاتھوں کو مسل رہی تھی

مائسہ کو اپنی نظروں کے حصار میں لیے بسام نے اپنی جیکٹ اتار کر بیڈ پر پھینکی اور شرٹ کے بٹن کھولتے مائسہ کے قریب بیٹھا۔ تو مائسہ نے اپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر بسام کی جانب دیکھا

جو مسرور مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے بے باک نظروں سے مائسہ کو ہی دیکھ رہا تھا

شرٹ کے بٹن کھولتے ہاتھوں کو روک کر مائسہ کی کمر میں بازو حائل کر کہ ایک ہی جھٹکے میں مائسہ کو اپنے حصار میں لیا

مائسہ کے ہاتھ اپنی شرٹ کے بٹنوں پر رکھ کر اپنے تشنہ لب مائسہ کے گال پر شدت سے ثبت کر دیے

ہم کک —— کب جائیں گے "بسام کے ہونٹوں کو اپنی گال سے "سرکتے گردن پر محسوس کر کہ مائسہ نے کپکپاتی آواز میں کہا

تو بسام نے چہرہ اٹھا کر مائسہ کی جانب دیکھا

جس کے گلابی بھرے بھرے لب بسام کی قربت میں کپکپا رہے تھے——گلابی گال اتنی سی قربت پر خون چھلکانے جیسے ہو گئے تھے نیلی آنکھیں اس وقت جھکی ہوئی تھیں

مائسہ کی تیز دھڑکنیں بسام کو اپنے سینے پر محسوس ہو رہی تھی

مائسہ کے سر سے اپنا سر ٹکا کر مائسہ کی مدھم چلتی سانسوں میں گہری سانس بھری تو مائسہ نے کپکپاتے ہاتھوں سے بسام کے کندھوں کو تھاما

"میرا دل تو چاہ رہا ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہی رہ جاؤ——جہاں ہر رات تمہاری قربت میں گزرے اور جب میں صبح اٹھوں تو نظریں اپنے سینے پر جائیں جہاں تم میری شدتوں سے نڈھال سمٹ کر سو رہی ہو——اور پھر میں تمہیں نظروں کے رستے دل میں اتارتا رہوں——مائسہ کی گردن پر اپنا دہکتا لمس چھوڑتے مدھم سرگوشیوں سے مائسہ کو بھی اپنی جان لیوا قربت میں گم کر گیا

اور جہاں آپ کو کسی فاظین کے آجانے کا ڈر نا ہو "خود پر جھکے بسام کے "

بالوں میں انگلیاں چلاتے مائسہ نے سرگوشی کی تو بسام نے خونخوار

نظروں سے مائسہ کو گھورا

جس پر مائسہ کی مسحور کن ہنسی گونجی

تو بسام نے کمفرٹر اوڑھ کر مائسہ پر اپنی گرفت مضبوط کر دی

ایسی کی تیسی اس ڈاکٹر کی "دانت کچکچا کر کہا اور شدت سے مائسہ کے "

نرم ہونٹوں پر جھک آیا

کمرے کی معنی خیز خاموشی میں مائسہ کی بکھرتی سانسوں اور بسام کی

مدھم سرگوشیوں کا شور رقص کرنے لگا

گزرتی رات کے ساتھ بسام کی جان لیوا قربت کی آنچ میں پگھلتی مائسہ

اپنے آپ میں سمٹنے لگیں جس پر بسام نے اپنی انگلیاں مائسہ کی انگلیوں

سے الجھا کر بیڈ پر سر کہ اوپر پن کر دی

جیسے جیسے رات گزر رہی تھی ویسے ہی بسام کی شدتوں میں اضافہ ہو رہا تھا جس پر کبھی مائسہ کی سانسیں رکنے لگتی تو بسام ان میں اپنی سانسیں الجھا کر مائسہ کو بے بس کر دیتا

کھانا کھاتے ہوئے نبال کو خود پر مسلسل مانی کی گھوریاں محسوس ہو رہی تھی

اور یہی تو ہوتا تھا جب وہ ان کے پاس رہنے آتی تھی

. .

اور وجہ اس کا رہنا نہیں دانیال کا بھی اس کے ساتھ آجانا تھا

ابھی بھی نبال سر جھکائے بامشکل کھانا کھا رہی تھی

ایک طرف دانیال کی لو دیتی نظریں اور دوسری جانب نانی کی گھوریاں ـــــ دل میں حیام اور عنان کو گالیوں سے نوازتے نبال نے چند نوالے زہر مار کیے

گھر کب جانا ہے تم نے ـــــ نانی کی سپاٹ آواز پر نبال نے زور سے " آنکھیں میچ کر انہیں دیکھا

جب تک مائسہ نہیں آجاتی میں یہی ہوں نانی"۔۔۔۔۔پانی کا گلاس"
ہونٹوں سے لگاتے مسکراتے ہوئے کہا

تو رضوان صاحب نے ایک نظر ساس اور ایک نظر اپنی بیٹی کو دیکھا

خود کے رہنے کا تو بتایا تھا۔۔۔۔۔یہ تو بتانا بھول گئی کہ شوہر بھی ساتھ ہی"
آئے گا"۔۔۔۔۔فردوس بیگم نے دانیال اور نبال کو گھورتے ہوئے کہا تو
نبال نے ان کی بات پر سر جھٹکا

جبکہ دانیال نے اپنی مسکراہٹ چھپائی

بابا آپ کی میڈیسن کا ٹائم ہو گیا ہے ــــ آپ روم میں چلیں میں" دودھ لے کر آتی ہوں ــــ نبال کے کہنے پر رضوان صاحب نے اثبات میں سر ہلایا

آجاؤ دانیال کچھ باتیں کرنی ہیں تم سے" ــــ فردوس بیگم کی گھوریوں" سے بچانے کے لیے دانیال سے کہا تو وہ بھی اپنی جگہ سے کھڑا ہو کر

ان کے پیچھے ہی چل پڑا

اے لڑکی ــــ یہ آخری بار تھا ــــ آئندہ ادھر نا دیکھو ــــ اپنا گھر بساؤ" جب ضرورت ہوئی تو خود بلا لے گے ھم" ــــ نبال کو کچن سے نکلتا دیکھ فردوس بیگم نے کہا

تو نبال تن فن کرتی ان کی طرف آئی

"جب حیام۔۔عنان یا مائسہ آتی ہیں تب بھی آپ ایسے ہی کرتی ہیں۔۔۔۔
یا میرے ساتھ ہی دشمنی ہے آپ کی"۔۔۔۔نبال کے کہنے پر فردوس بیگم
نے

گھور کر اسے دیکھا

"جاؤ باپ کی خدمت کرو۔۔۔۔وکیلوں کے منہ نہیں لگتی میں "فردوس
بیگم نے ہاتھ جھلاتے ہوئے کہا تو نبال نے تاسف سے سر جھٹکا

دانیال کچھ دیر بعد کمرے میں آیا تو نبال کو پینٹنگ کرتا دیکھ ماتھے پر بل نمودار ہوئے

اور تن فن کرتا نبال کے سر پر آکر کھڑا ہوا اور نبال کے ہاتھ سے برش پکڑ کر ٹیبل پر پٹکا

جبکہ نبال حق دق سی کبھی برش کو دیکھتی اور کبھی دانیال کو

جو خونخوار تاثرات چہرے پر سجائے

نبال کو ہی گھور رہا تھا

کیا ہوا دانی"۔۔۔۔نبال نے ناسمجھی سے دانیال کو دیکھ کر کہا"

تو دانیال نے طنزیہ نظروں سے نبال کو دیکھا

واؤ اب یہ بھی میں بتاؤ کہ کیا ہوا"۔۔۔۔دانیال نے ایک ایک لفظ چبا کر"
کہا تو نبال نے دماغ پر زور ڈالا کہ شاید اسے کچھ بھول رہا ہو

مگر کچھ یاد نا آنے پر معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے دانیال کو
دیکھا

جو ابھی بھی نبال کو گھور رہا تھا

نبال کی بازوؤں کو اپنی آہنی گرفت میں لے کر ایک ہی جھٹکے میں نبال کو اپنے روبرو کھڑا کیا

کیا بولا تھا تم نے جب امن کو لے کر آئی تھی کل رات روم میں """ دانیال نے دانت پیستے ہوئے کہا تو

نبال کے دماغ میں جھما کا سا ہوا

کل عنان کا رات میں شو تھا تو اسی لیے فرشتے حیام کے پاس تھی

اسی لیے نبال امن کو اپنے پاس لے آئی

اور دانیال جو اتنے دنوں کے بعد فری ہوا تھا اور نبال کے ساتھ لانگ ڈرائیو پر جانے کا ارادہ تھا مگر جب روم میں آیا تو

نبال کو گہری نیند میں سوتے ہوئے پایا

جبکہ امن صاحب اپنے بازو اور ٹانگیں پھیلائے نبال پر اور آدھا بیڈ پر لیٹا ہوا تھا

اور جب دانیال نے نبال کو اٹھانے کی کوشش کی تو نبال نے کہا

وہ کل چلی جائے گی اگر ابھی اٹھی تو امن بھی اٹھ جائے گا

اور ساری رات سوئے گا نہیں

تو دانیال گہری سانس بھر کر ایک نظر دونوں کو دیکھنے کے بعد خود بھی سو گیا

اور اب میڈم پھر سے سب کچھ بھلائے پینٹنگ کرنے میں مصروف تھی

میں دو منٹ میں چینج کر کہ آتی ہوں" دانیال کے گالوں کو کھینچ کر" بھاگنے کے انداز میں ڈریسنگ روم میں گئی

کیونکہ دانیال کی ناراضگی وہ افورڈ نہیں کر سکتی تھی

کیونکہ دانیال کی ناراضگی کے ساتھ اس کی بے باک منمانیاں بھی چلتی تھیں

جو نبال کی سانسیں خشک کیے رکھتی تھیں

نبال دس منٹ بعد چینج کر کہ آئی تو دانیال کو ہاتھ میں ہلمنٹ تھامیں دیکھ حیرانگی سے دانیال کو دیکھا

"ہم کار پر نہیں جا رہے کیا"

نہیں اب میرا بائیک پر جانے کا دل کر رہا ہے" دانیال نے کندھے "
آچکا کر کہا

اور ایک بھرپور استحقاق بھری نگاہ نبال پر ڈالی

جو بلیک پینٹ کے ساتھ وائٹ شرٹ پہنے اور بلیک ہی جیکٹ میں سیدھا
دانیال کے دل میں اتر رہی تھی

بالوں کی ٹیل پونی بنائے اور کچھ لٹیں چہرے پر آزاد چھوڑی ہوئی تھی

دانیال کی لو دیتی نظروں سے بچنے کے لیے نبال نے ڈریسنگ ٹیبل کا رخ
کیا

جس پر دانیال نے سر جھٹک کر آگے بڑھ کر نبال کی کمر میں بازو لپیٹ کر

باہر کی جانب قدم بڑھائے

سنسان سڑک پر دانیال کی بائیک ہوا سے باتیں کرتی آگے بڑھ رہی تھی

نبال اپنے دونوں ہاتھ دانیال کے سینے پر باندھیں چہرہ دانیال کی پشت سے ٹکائیں آنکھیں موندیں——دانیال کے خوشبو کو محسوس کر رہی تھی

بائیک رکنے پر نبال نے اپنی آنکھیں کھولی تو حیران رہ گئی

نیچے اتر کرارد گرد نگاہ دوڑائی تو نبال کو اپنے بیک سائیڈ پر تھوڑی دور مونال ریسٹورنٹ نظر آیا

جبکہ اپنے سامنے اتنی اونچائی سے روشنیوں میں بسا پورا شہر —رات کے اس پہر یہ منظر جان لیوا حد تک خوبصورت لگ رہا تھا

نبال کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں

جبکہ دانیال نے ہیلمنٹ اتار کر ماتھے پر بکھرے بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کیا

اور خود سے دور جاتی نبال کو کلائی سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا

تو نبال لڑکھڑا کر دانیال کی جانب آئی جس پر دانیال نے نبال کی کمر میں ہاتھ لپیٹ کر اسے بائیک پر اپنے سامنے بٹھا یا

اور خود کی جانب کھسکھا کر اپنا ایک ہاتھ نبال کی کمر

اور دوسرے ہاتھ سے نبال کے پونی ٹیل میں بندھے بالوں کو پشت پر بکھیر دیا

اپنے دونوں ہاتھ نبال کی کمر کے گرد لپیٹ کر اسے خود میں بھینچ لیا

اتنے دن دور رہنے کی بتاؤ کیا سزا دوں "——نبال کی گردن میں چہرہ" چھپا کر اس کی خوشبو کو خود میں اتارتے بوجھل لہجے میں سرگوشی کی

تو نبال نے اپنے ہاتھ دانیال کی گردن کے گرد لپیٹ لیے

اپنی گردن پر دانیال کی گرم سانسوں کی تپش سے روح میں سکون اترتا محسوس ہوا

اور اتنے دن بزی رہ کر مجھے اگنور کرنے کی بتائیں میں کیا سزا دوں"""
نبال نے شکوہ کناں لہجے میں کہا تو دانیال نے چہرہ اٹھا کر نبال کی شہد رنگ آنکھوں میں اپنی گہری آنکھیں گاڑھ دیں

نبال کے بالوں میں اپنی گرفت سخت کر کہ اپنا چہرہ نبال کے چہرے کے قریب کر کہ اپنی سانسوں کو نبال کی سانسوں سے الجھادیا

اپنے چہرے پر دانیال کی آگ کی مانند دہکتی سانسوں کو محسوس کر کہ نبال کو اپنا چہرہ جھلستا ہوا محسوس ہوا

"جو بھی سزا دو——مگر میرے قریب رہ کر——مجھے خود میں گم کر کہ دو——بندہ اف بھی نہیں کریں گا"——نبال کے کان کی لو کو اپنے دانتوں میں دباتے ہوئے مدھم سرگوشی کی تو نبال کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی

میرا ایسی کوئی سزا دینے کا ارادہ نہیں" اپنا چہرہ پیچھے کر کہ نبال نے منہ "
بسور کر کہا تو دانیال کا مدھم دلکش قہقہہ فضا میں گونجا

تو نبال کو اپنی دھڑکنیں بے ترتیب ہوتی محسوس ہوئی

رخ بدل کر اپنی کمر دانیال کے سینے سے ٹکا کر آنکھیں سامنے نظر آتے
خوبصورت منظر پر ٹکا دی

نبال کے کندھے پر اپنی تھوڑی ٹکا کر اپنی گرفت نبال کے گرد مضبوط
کر کہ دانیال نے آنکھیں موند لیں

یہ سب کتنا خوبصورت ہے نادانی ـــــ نبال نے گردن موڑ کر دانیال "
سے کہا جو آنکھیں موندیں نبال کی قربت کو محسوس کر رہا تھا

نبال کے سانسیں اپنے ہونٹوں پر محسوس کر کہ آنکھیں واہ کی

تو دانیال کی جزبات سے سرخ پڑتی آنکھیں دیکھ نبال کو اپنا حلق خشک
ہوتا محسوس ہوا

ابھی وہ رخ بدلتی اس سے پہلے دانیال نے اپنی شدت بھری گرفت میں
نبال کے ہونٹوں کو لیا

اور بے خود ہوتا نبال کی سانسوں کو قطرہ قطرہ خود میں انڈیلنے لگا

دانیال کی شدتوں میں ساتھ دیتی نبال جب نڈھال ہوئی تو دانیال کو نرمی سے خود سے پیچھے کر کہ چہرہ دانیال کے سینے پر ٹکا دیا

نبال کی اتھل پتھل ہوئی سانسوں کو محسوس کر کہ دانیال نے اس کی پیٹھ سہلاتے خود میں بھینچ لیا

"تمہارے ہونے سے ہی مجھے زندگی محسوس ہوتی ہے ___ تمہارے ہونے سے ہی مجھے کوئی منظر دلکش لگتا ___ تمہارا میرے قریب ہونا ہی میری دھڑکنوں کا باعث ہے _ تمہارے بغیر دانیال راجپوت کا کوئی وجود نہیں ہے _ اس دنیا کی خوبصورتی _ سانسوں کے چلنے کی وجہ ___ ان دھڑکنوں کے دھڑکنے کی وجہ _ میرے لیے صرف مسسز دانیال

راجپوت ہے—مجھے دنیا کی ساری خوبصورتی تمہارے چہرے اور ہمارے رشتے میں نظر آتی ہے

نبال کی گردن میں چہرہ چھپائے مسرور لہجے میں مدھم سرگوشیاں کرتے—وہ نبال کو خود میں سمٹنے پر مجبور کر رہا تھا

دانیال فریش ہو کر باہر آیا تو نظریں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی نبال پر گئی

جو ہاتھوں پر لوشن لگا رہی تھی

وہ گھر کی بجائے فارم ہاؤس آئے تھے

کیونکہ رات کافی ہو گئی تھی اور گھر کی نسبت فارم ہاؤس نزدیک تھا

اور نبال بھی تھک چکی تھی

تو دانیال نے گھر جانے کا ارادہ ترک کر کہ فارم ہاؤس آنے کو ترجیح دی

خود پر نظروں کی تپش محسوس کر کہ نبال نے مر کر دیکھا تو نظریں
خود کو تکتے دانیال کی نظروں سے ٹکرائی

جو والہانہ نظروں سے نبال کو ہی دیکھ رہا تھا

چھوٹے مگر مضبوط قدم لیتے مسلسل نبال پر نظریں ٹکائے دانیال اس کی جانب بڑھا

جاگنے کا ارادہ ہے "گھمبیر لہجے میں اپنے دونوں ہاتھ نبال کے کندھوں" پر رکھتے ہوئے جھک کر کہا تو نبال ایک جھٹکے میں ہڑبڑا کر اٹھی

نن ـــــ نہیں میں سس - سونے ہی جا رہی تھی "دانیال کو جواب" دے کر ایک ہی جست میں بیڈ پر پہنچ کر چہرے تک کمفرٹر اوڑھ لیا

جبکہ نبال کی سپیڈ پر دانیال نے بامشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا

اور روم کی لائٹ اوف کر کہ قدم بیڈ کی جانب بڑھائے

اپنے دھک دھک کرتے دل پر ہاتھ رکھے نبال نے اپنی آنکھیں زور سے میچ لیں

دانیال کے لیٹنے کے بعد جب کوئی حرکت محسوس نا کی تو تھوڑے فاصلے پر ہو کر چہرے سے کمفرٹر ہٹا کر گہری سانس لی

اور سکون سے آنکھیں موند لیں

ہر گزرتے دن کے ساتھ دانیال کی شدتوں میں اضافہ ہی ہوا تھا

نبال جو پہلے خود اس کی طرف بڑھتی تھی اب دانیال کی شدتوں پر
بوکھلائی اس سے دور بھاگتی تھی

مگر دانیال راجپوت کی جان لیوا قربت سے رہائی تو ناممکن ہی ثابت ہوتی
تھی نبال کے لیے

اپنی پنڈلیوں پر دانیال کے پاؤں کا لمس محسوس کر کہ نبال کی آنکھیں
ایک دم سے واہ ہوئی

خشک پڑتے حلق کو تر کر کہ اپنے پاؤں سمیٹنے چاہے جس پر دانیال نے
اپنی ٹانگوں میں نبال کی ٹانگیں قید کر لی

تو نبال نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ کر کھولیں اور تھوڑا سا رخ موڑ کر دانیال کو دیکھا

جو آنکھیں موندیں سو رہا تھا

نبال نے رخ بدل کر سکون سے آنکھیں موند لیں

مگر اگلے ہی لمحے روم کی خاموش فضا میں نبال کی چیخ گونجی

جس کا گلا دانیال نے اپنی ہتھیلی نبال کے ہونٹوں پر رکھ کر گھونٹا

جبکہ نبال پھٹی پھٹی آنکھوں سے خود پر جھکے دانیال کو دیکھ رہی تھی

جو آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر لیے والہانہ نظروں سے نبال کو دیکھ رہا تھا

بیوی میں نے پوچھا نہیں بتایا تھا کہ میرا جاگنے کا ارادہ ہے—— لیکن تم" تو سنتے ہی سوتی بنی" نبال کے ہونٹوں پر بے باک جسارت کر کہ گھمبیر لہجے میں کہا

تو نبال نے منہ بسور کر دانیال کو دیکھا

دانی میں تھک گئی ہوں نا"۔۔۔۔۔دانیال کی گردن پر انگلی پھیرتے"
نظریں جھکائے کہا

تو دانیال نے نبال کے ہاتھ کو تھام کر بیڈ سے لگا کر اس کی بیوٹی بون پر اپنے دہکتے ہوئے لب رکھے

ساتھ جاگتے ہیں۔۔۔۔۔کچھ میں اپنی تھکن تم پر اتار دیتا ہوں۔۔۔۔۔اور کچھ" اپنی تھکن تم مجھ پر اتار دو۔۔۔۔۔اور جب تھکن اتر جائیں تو میرے ہی سینے پر سر رکھ کر سو جانا۔۔۔۔۔اور میں تمہاری پاگل دھڑکنوں کے شور کو سنتے۔۔۔۔۔تمہاری قربت کے نشے میں اپنی باقی کی تھکن اتار دوں گا۔۔۔۔۔ اور تمہاری تھکن کو بھی قطرہ قطرہ خود میں سمالوں گا"۔۔۔۔۔بے باک لہجے میں سرگوشیاں کرتے وہ نبال کو خود میں سمٹنے پر مجبور کر گیا

اپنے چہرے پر دانیال کے دہکتے ہونٹوں کا لمس جا بجا محسوس کر کہ نبال نے اپنے ہاتھ دانیال کے سینے پر رکھے

مگر دانیال کے شرٹ لیس سینے کو محسوس کر کہ ہٹانے چاہے تو دانیال نے نبال کے ہاتھوں کو تھام کر اپنی گردن میں حائل کر دیا

اور چہرے سے گردن کا سفر پل میں طے کر کہ نبال کو سسکنے پر مجبور کر دیا

دا۔۔۔۔نی۔۔۔۔پلیز "اپنے سینے پر دل کے مقام پر دانیال کے ہونٹوں کا" لمس محسوس کرکہ نبال نے تڑپتے ہوئے دانیال کو پکارا تو دانیال نے اپنی خمار آلود نظروں سے نبال کو دیکھا

جو شہد رنگ آنکھوں میں دانیال کی قربت کی سرخی لیے کپکپاتے ہونٹوں کو اپنے دانتوں تلے دبائے

بے بسی سے دانیال کو ہی دیکھ رہی تھی

دانیال نے جھک کر اپنے لب نبال کے ماتھے پر رکھ کر اس کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھا کر

بیڈ پر سر کہ اوپر پن کر دی

اور پوری شدت سے نبال کے ہونٹوں پر جھک آیا

دانیال کی شدتوں پر بے حال ہوتی نبال نے اپنا آپ دانیال کے رحم و
کرم پر چھوڑ دیا

جو اپنی محبت کی بارش میں نبال کو پور پور بھگوتے خود بھی سب کچھ
فراموش کر بیٹھا تھا

خود پر حسام کی لو دیتی نظریں محسوس کر کہ حیام نے گہری سانس بھری

اور اپنا دیہان اپنے کلائنٹ کی پریزنٹیشن پر لگایا

حسام ایک ہفتے کے لیے آؤٹ آف کنڑی گیا تھا

ایک میٹینگ کے سلسلے میں

اور آج واپسی پر ڈائریکٹ آفس ہی آیا تھا

اور تب سے اپنی والہانہ نظریں حیام پر ٹکائے بیٹھا تھا

آپ کی پریزینٹیشن بہت اچھی تھی ـــــ اور یہ پراجیکٹ ہم اسی منتھ " سٹارٹ کریں گے ـــــ باقی جو بھی ڈیٹیلز ہے ـــ وہ کل لنچ ٹائم پر ڈسکس کر لے گے " ـــــ حیام نے فائلز پر سائن کرتے ہوئے کہا

کہ تبھی حسام اٹھ کر اس کی جانب بڑھا اور بنا کسی کی پرواہ کیے

حیام کو بازو سے پکڑ کر اٹھا کر اپنی حصار میں لیا

ـــــ " اوکے گائز تو کل ملتے ہیں ـــــ سو اللہ حافظ "

حیام کا بازو تھامیں باہر کی جانب قدم بڑھائے

آپ نے آنا تھا اور مجھے بتایا بھی نہیں"——حسام کی گرفت میں اپنی" بازو دیکھ کر منمناتے ہوئے کہا

جس کا جواب دیے بغیر حسام نے پرائیویٹ لفٹ میں قدم رکھے

لفٹ کے بند ہونے پر حیام کو لفٹ کی دیوار سے لگائے

اپنے دونوں ہاتھ اس کے اطراف میں رکھے

اپنے چہرے پر حسام کی تیز آگ سی تپش لیے سانسوں کو محسوس کر کہ حیام نے اپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیر

کر نظریں اٹھا کر حسام کو دیکھا

جو لو دیتی نظروں سے حیام کو ہی دیکھ رہا تھا

آئی مسڈ یو سو مچ" حیام کی گردن پر ہاتھ رکھے اپنے انگھوٹھے سے اس"
کی شہ رگ کو سہلاتے بوجھل گھمبیر لہجے میں سرگوشی

کی اور پوری شدت سے حیام کے ہونٹوں پر جھک آیا

حیام کو لگا کسی نے دہکتا ہوا کوئلہ اس کے ہونٹوں پر رکھ دیا

حسام کے لمس میں شدت اور جنون محسوس کر کہ حیام نے کپکپاتے ہاتھوں سے حسام کا کالر جکڑنا چاہا

جس پر حسام نے حیام کی کلائیاں اپنی آہنی گرفت میں لے کر دیوار سے ٹکا دی

لفٹ کہ رکنے پر حسام پیچھے ہوا اور بنا حیام کو سنبھلنے کا موقع دیے اپنی بانہوں میں بھر کر اپنے پرائیویٹ روم کا رخ کیا

جبکہ حیام اپنی اتھل پتھل ہوئی سانسوں کو سنبھالتی سر حسام کے سینے سے ٹکا چکی تھی

حیام کو صوفے پر لٹا کر روم کا ڈور لاک کیا

اور خمار آلود نظروں سے حیام کو دیکھا جو گہرے سانس لیتی شکوہ کناں نظروں سے حسام کو دیکھ رہی تھی

حسام کو اپنی جانب بڑھتے دیکھ ہڑ بڑا کر اٹھی

حسام ہم آفس میں ہیں ـــــ مجھے ابھی کچھ فائلز بھی دیکھنی ہیں "ـــــ" حسام کو کوٹ ٹیبل پر پھینکتے اور شرٹ کے بٹن کھولتے دیکھ حیام نے جلدی جلدی سے کہا

جس پر حسام کا مدھم دلکش قہقہہ گونجا

اپنی شرٹ کو کہنیوں تک فولڈ کر کہ اوپری بٹن کھول کر ایک ہی جست میں حیام تک پہنچ کر

حیام کو اپنی سخت گرفت میں لے کر خود میں بھینچ لیا

مجھے صرف اس بات سے مطلب ہے کہ تم میرے پاس ہو—— میری" بانہوں میں موجود وجود میری ملکیت ہے—— جگہ سے مجھے کوئی سروکار نہیں—— اور اب تم بھی چپ چاپ خود کو میرے سپرد کر دو—— کیونکہ اتنے دنوں کی تشنگی ہے—— جو تمہیں دیکھتے ہی بڑھنے لگی ہے—— اب تمہاری کوئی مزاحمت کام نہیں آنے والی"—— حیام کی کان کی لو کو اپنے دانتوں تلے دبا کر اس کی گردن میں گہرے سانس بھرتے ہوئے

خمار آلود لہجے میں کہا

تو حیام کو اپنے رگ و پے میں سرد لہر سرائیت کرتی محسوس ہوئی

حس ــــــ سام ــ گھر بھی جانا ــ حیا تنگ کر رہی ہو گی نانی کو" ــــ حسام" کے کالر کو تھام کر مدھم لہجے میں کہا تو حسام نے پوری شدت سے اپنے دانت حیام کی گال پر گاڑھ دیے

اور تم مجھے تنگ کر رہی ہو" حیام کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر اس کے" کوٹ کو اتار کر نیچے پھینکا

اور حیام کو صوفے پر دھکا دے کر اپنے دونوں ہاتھ اس کے اطراف میں رکھے

حیام حق دق سی ہونکو کی طرح منہ کھولے خود پر جھکے حسام کو دیکھ رہی تھی

مجھے مس کیا"——حیام کے بالوں کی لٹ کو اپنی انگلی پر لپیٹتے ہوئے" خمار آلود لہجے میں سرگوشی کی

تو حیام کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

ایکچولی میں بہت بزی تھی ــــ گھر ـــــ حیا اور اتنی ہیٹینگز تو آپ کو"
مس کرنے کا ٹائم ہی نہیں ملا" شرٹ کے کھلے بٹنوں سے نظر آتے
حسام کے کشادا سینے سے نظریں چراتے ہوئے کہا

تو پل میں حسام کے چہرے کے تاثرات بدلے

حیام کی کمر میں بازو حائل کر کہ اسے صوفے پر لٹا کر خود اس پر جھک آیا

تمہارے پاس لوگوں کے لیے وقت تھا مگر شوہر کو یاد کرنے کا وقت "
نہیں تھا" ـــــ حیام کے جبڑے کو اپنے ہاتھ میں دبوچتے ہوئے دبے
دبے لہجے میں غرا کر کہا

توحیام کو اپنا حلق خشک ہوتا محسوس ہوا

"بب - بتا۔۔۔۔تو رہی"۔۔۔۔حیام نے منمناتے ہوئے کہنا چاہا

"میرے لیے سب سے پہلے تم ہو۔۔۔۔ہر وقت ہر لمحے میری سوچوں پر تم سوار رہتی ہو۔۔۔۔میرے دل کے ہر خیال میں تم ہوں۔۔۔۔مگر تمہیں مجھے یاد کرنے کی بھی فرصت نہیں"۔۔۔۔حیام کے ہونٹ پر اپنے دانت گاڑھتے ہوئے چلا کر کہا

توحیام کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی

مم ـــــ میں مز ـــــ اق کک - کر رہی تھی "حسام کے چہرے کو اپنے "

ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے نم لہجے میں کہا تو حسام نے خونخوار

نظروں سے حیام کو دیکھا

ایسی کی تیسی تمہارے مزاق کی" حیام کی مدھم چلتی سانسوں میں اپنی"

دھونکنی کی مانند چلتی سانسوں کو شامل کر کہ سرد لہجے میں کہا تو

حیام نے اپنے دونوں بازو حسام کی گردن میں حائل کر کہ

اپنے لب حسام کے ہونٹوں پر رکھ دیے

کیونکہ حسام کی ناراضگی ختم کرنے کا اسے کوئی اور راستہ نہیں ملا

اور وہ جو اتنوں دنوں کی دوری پر بے چین تھا---اپنے ہونٹوں پر حیام کے نرم ہونٹوں کا لمس محسوس کر کہ پل میں مدہوش ہوا

حیام کی سانسوں میں اپنی سانسیں الجھا کر اسے پل میں بے بس کر دیا

اپنے جسم پر رینگتے حسام کے بے باک ہاتھوں کے لمس کو محسوس کر کہ حیام نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ لی

کہ تبھی حسام نے ایک جھٹکے میں حیام کی شرٹ کے بٹن کھول کر اس کی گردن پر جا بجا اپنا جان لیوا

لمس چھوڑنے لگا

حیام کے سسکنے پر حسام نے اپنی لال انگارا ہوتی آنکھوں سے حیام کو دیکھا

جس کی لائٹ پنک لپ اسٹک ہونٹوں کے گرد بکھر گئی تھی

چہرہ حسام کی قربت پر خون چھلکا رہا تھا

ہونٹوں سے سرکتی نظریں صاف شفاف دودھیاں گردن پر آکر رکی

جہاں حسام کی شدتوں کے نشان واضح تھے

ہاتھ بڑھا کر ٹیبل سے ریموٹ پکڑ کر لائٹ آف کی

تو حسام کے جان لیوا ارادے جان کر حیام کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی

"حس۔۔۔۔۔سام پلیز نن۔۔۔۔۔نہیں"۔ حسام کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتے منت بھرے لہجے میں کہا

تو حسام نے ان ہاتھوں کو تھام کر ان پر اپنا لمس چھوڑا اور پیچھے ہٹ کر اپنی شرٹ اتار کر ٹیبل پر پھینکی

مجھے یاد نا کرنے کی سزا تو بنتی ہے بیوی ــــ آج تمہارے جسم سے روح" تک اپنی جنونیت کی چھاپ چھوڑنے کا ارادہ ہے میرا ــــ تاکہ تم کہی بھی ہو ــــ یا میں کتنی بھی دور ہوں ــــ تمہیں یہ قربت ہمیشہ یاد رہے ــــ تمہارے دل و دماغ ہمیشہ مجھے ہی یاد رکھے" ــــ حیام کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھا کر اس کی گردن میں گہری سانس بھرتے بوجھل لہجے میں سرگوشی کی

تو حیام کا پورا وجود پسینے سے تر ہو گیا

حسام کے لمس میں شدت کے ساتھ آج حیام کو جنون بھی محسوس ہو رہا تھا

حیام کی کمزور مزاحمتوں کو کسی خاطر میں لائے بغیر حسام راجپوت

اس کے جسم کی گہرائیوں سے روح تک سفر کرنے لگا

روم کی معنی خیز خاموشی میں دونوں کی دھونکنی کی مانند چلتی سانسوں کا شور رقص کرنے لگا

امن یار چھوڑو اس کے بال بہن کو گنجا کرنے کا ارادہ ہے کیا ۔۔۔ فاطین نے جھنجھلاتے ہوئے فرشتے کے بال امن کی مٹھی سے نکالتے ہوئے کہا

جو ہر دو منٹ بعد فاطین کی گود میں بیٹھی فرشتے کے بال اپنی مٹھیوں میں دبوچ کر خوشی سے قہقہے لگانا شروع کر دیتا تھا

تو بیٹی کو چھوڑ کر بیٹے کو پکڑ لو نا—— میرے معصوم بیٹے کو باپ بیٹی جلاتے رہتے ہو تو یہی سب کرے گا نا—— عنان نے غصے سے فاطین کو گھور کر کہا

جو بیڈ پہ بیٹھا میچ دیکھ رہا تھا

اور فرشتے فاطین کی گود میں بیٹھی فاطین کے موبائل کو کھانے کی کوشش کر رہی تھی

عنان کے گھورنے پر فاطین نے تاسف سے سر ہلا کر نظریں سامنے سکرین پر مرکوز کر دی

میرا پرنس بیٹا——آجاؤ ماما کے ساتھ ہم کھانا کھاتے ہیں——امن کو بانہوں میں اٹھا کر ایک نظر فاطین کو دیکھا

جو بری طرح سے میچ میں غرق تھا

ہاتھ بڑھا کر فاطین کے بال اپنی مٹھی میں دبوچ کر فاطین کا سر گھمایا

آہہہہ——آن جنگلی بلی——رکو ذرا——"عنان کو باہر کی جانب دوڑ" لگاتے دیکھ فاطین نے ریموٹ بیڈ پر اچھالا

اور فرشتے کو اٹھا کر عنان کے پیچھے دوڑ لگائی

حسام بھائی رو کے اپنے جنگلی بھائی کو"---حسام جو کہ ڈائننگ ٹیبل پر حیا کو اپنی گود میں لے کر بیٹھا تھا

اس افتاد پر بھونچکارہ گیا

تم ادھر آؤ آن ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں"---فاطین نے ڈائننگ" ٹیبل کے پاس کھڑے ہو کر عنان کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا جو حسام کی چیئر کے پیچھے کھڑی فاطین کو طنزیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی

جبکہ اپنے روم سے باہر آتے بسام نے تاسف سے سر ہلایا

وہ لوگ ایک دن پہلے ہی لوٹے تھے

دانیال نے حیا کو اپنی گود میں لے کر اس کے پھولے گالوں پر چٹا چٹ پیار کیا

میں تو نہیں آ رہی خود میں ہمت ہے تو آ جاؤ" عنان نے امن کے بالوں" میں ہاتھ پھیرتے لاپرواہ انداز میں کہا

تو فاطین نے دانت کچکچا کر اپنی جنگلی بیوی کو دیکھا

جبکہ بسام نے فرشتے کو فاطین سے لے کر ہوا میں اچھالا

تو اس کی کھلکھلاہٹے گونجیں تو حیا نے اسے دیکھ کر تالی بجائی

فاطین سر جھٹک کر اپنی چیئر پر بیٹھ گیا

تو عنان نے فاطین کی چیئر کے پاس ٹیبل پر امن کو بٹھا کر کچن کی طرف دوڑ لگائی

جہاں سے مائسہ لوگوں کی آوازیں آ رہی تھیں

تم لوگوں کا بچوں کا کوئی ارادہ ہے کہ نہیں "—— حسام نے موبائل پر " کچھ ٹائپ کرتے ہوئے سرسری سا کہا

مگر دانیال اور بسام کو لگا کسی نے ان کی دکھتی رگ پر پاؤں رکھ دیا ہو

آہی نا جائیں ہمارے بچے "دانیال نے فاطین کو دیکھتے دانت پیس کر کہا"
تو حسام نے حیرت سے سر اٹھا کر اسے دیکھا

کیا مطلب "حسام نے نا سمجھی سے استفسار کیا تو بسام نے گہری سانس"
بھر کر حسام کو دیکھا

جیسے بہت ظلم ہو گیا ہو اس پر

ایک ہمارے خلیفہ تھے --- جو راتوں کو جاگ کر لوگوں کے گھروں"
میں راشن دیتے تھے ـــــ کھانا دیتے تھے --- اور ایک یہ ہمارا بھائی ہے

جو راتوں کو اپنے بچے بانٹ رہا ہوتا ہے ـــــ کیونکہ اس سے سنبھل نہیں رہے ہوتے" ـــــ بسام نے دانت کچکچا کر کہا

تو حسام کا بے ساختہ قہقہہ گونجا

جبکہ فاطین نے سرخ چہرے سے دونوں کو گھورا

بس ایک دفعہ فاطین سے غلطی ہو گئی تھی کہ وہ اپنے بچے ان کے پاس چھوڑ آیا

وجہ یہ تھی کہ عنان کا رات میں شو تھا

اور فاطین تھوڑی دیر پہلے ہی ہاسپٹل سے آیا تھا

مائسہ کی فرشتے اور نبال کی امن کے ساتھ بہت محبت تھی

اور وہ خود انہیں اپنے ساتھ سلا لیتی تھی

مگر ان کے شوہروں نے اس کا سارا الزام بھی فاطین پر ہی ڈال دیا کہ

اس کی وجہ سے یہ عادت ان کی بیویوں کو لگی ہے

حیا کو تو حسام خود سے دور ہی نہیں ہونے دیتا تھا

وہ تو اپنی بیوی اور بیٹی کا سایہ ہی بن گیا تھا

حیام کو پولیس کی جاب سے منع کر کہ آفس میں اپنے ساتھ اپنی نظروں کے سامنے ہر وقت رکھتا تھا

اگر حیام یا حیا کچھ دیر کے لیے نظروں سے اوجھل ہو جاتی تو حسام راجپوت کی جان پر بن آتی تھی

بکواس کر رہے ہیں یہ دونوں "فاطین نے دانت پیستے ہوئے کہا تو" دانیال اور بسام نے اس کی بات پر سر جھٹکا

کچن سے باہر آتی حیام کو دیکھ حسام کے شنگرفی لبوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ رینگ گئی

مائسہ لوگوں نے کھانا لگایا تو عنان فاطین کے ساتھ والی چیئر پر آکر بیٹھی تو فاطین نے ایک شکوہ کناں نظر عنان پر ڈال کر رخ بدل لیا

حیام تم کھاؤ—اپنی بیٹی کو میں خود کھلالوں گا"——حیام کو حیا کو کھلاتے" دیکھ حسام نے اس کے ہاتھوں سے حیا کو تھام کر نرمی سے کہا

توحیام نے اثبات میں سر ہلا دیا

"خالہ کی جان آ جاؤ میرے پاس ــــ میں آپ کو کھلاتی ہوں ــــ نبال نے امن کو عنان سے لیتے ہوئے کہا

تو دانیال نے گھور کر اسے دیکھا

"یہ خالہ کیا ہوتا ہے ــــ چاچی ہو تم اس کی ــــ اور کوئی جان وان نہیں ہے یہ تمہاری ــــ تمہاری جان صرف میں ہوں ــــ میرے علاوہ کسی کو سوچا تو یہ جان اپنے ہاتھوں سے میں خود نکالوں گا" ــــ گلاس میں پانی ڈالتے سرد لہجے میں سرگوشی کی تو نبال نے آنکھیں میچ کر بے بسی سے ایک نظر دانیال کو دیکھا

جو سرد نظروں سے نبال کو ہی دیکھ رہا تھا

جتنا تم نے مجھے تنگ کیا ہے نا آن ــــــ آج اپنی خیر مناؤ ــــــ سود سمیت " بدل نا لیا تو میرا نام بھی فاطین راجپوت نہیں " ــــــ عنان کے ہاتھ کو زور سے دبا کر سپاٹ لہجے میں سر گوشی کی تو عنان کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی

مائسہ سلاد دو یار " ــــــ بسام نے بریانی کھاتے ہوئے مائسہ سے کہا تو " مائسہ نے اٹھ کر سلاد بسام کی جانب بڑھایا

تو بسام نے پلیٹ کو پکڑے مائسہ کے ہاتھوں پر اپنی گرفت سخت کی تو مائسہ نے سٹپٹا کر ارد گرد دیکھا

مگر سب کو کھانا کھانے میں مصروف دیکھ کر ایک بے بس سی نگاہ بسام پر ڈالی

جو آنکھوں میں شوخی لیے مائسہ کو ہی دیکھ رہا تھا

مائسہ کے دیکھنے پر آنکھ دبائی تو مائسہ نے جلدی سے اپنے ہاتھ پیچھے کھینچ لیے

حیام جو اپنا کھانا کھانے میں مصروف تھی اپنے پاؤں پر حسام کے پاؤں کا لمس محسوس کر کہ

کپکپا اٹھی

ایک چور نگاہ حسام پر ڈالی جو پوری توجہ سے حیا کو کھانا کھلانے میں مصروف تھا

حسام کے پاؤں کو اپنی پنڈلیوں پر محسوس کر کہ حیام سرخ چہرہ لیے ہڑ بڑا کر اپنی جگہ سے اٹھی

جس پر حسام نے دانتوں تلے ہونٹ دبا کر مسکراہٹ روکی

کیا ہوا حیام—— کھانا کیوں چھوڑ دیا"—— عنان نے حیرت سے پوچھا تو" حیام نے جبراً مسکرا کر سب کو دیکھا

میرا ہو گیا ـــ آفس کا کچھ کام ہے مجھے وہ دیکھنا ہے "ـــ حیام نے کہہ کر سیڑھیوں کی جانب دوڑ لگائی تو حسام نے تاسف سے سر جھٹکا

عنان گڑیا ڑے میں حیام کے لیے کھانا نکال دو ـــ کام کے چکر میں بھوکی رہ جائے گی "ـــ حسام کے کہنے پر عنان نے اثبات میں سر ہلایا

جی بھائی آپ کھا لے ـــ پھر میں آپ کو نکال دیتی ہوں "عنان کی اتنی فرمانبرداری پر فاطین دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا

حسام نے ایک نگاہ اپنے خوشیوں سے بھرے گھر پر ڈالی اور اس گھر کی خوشیاں ہمیشہ قائم رہنے کی دعا مانگ کر اپنی بیٹی کے ماتھے پر پیار کیا

جبکہ ان سب کی کھانا کھاتے ہوئے نوک جوک جاری تھی

جس پر حسام کے ہونٹوں پر پُر سکون مسکراہٹ رینگ گئی

اصغر حیات کو تو بسام نے پانی کے ٹب میں ڈال کر اس میں بجلی کی وائرز پھینک دی تھی

جس پر وہ تڑپ تڑپ کر مر گیا

جبکہ قیصر حیات اور کامران مرزا کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کہ

حسام نے جنگل ے جانوروں کے آگے ڈال دیے تھے

جس جنگل میں وہ گھنونے کام سرانجام دیتے تھے

حسام نے اسی جگہ ان کو موت دے کر سب کا حساب برابر کر دیا تھا

ایک گہری سانس بھر کر حسام نے سٹڈی روم کا دروازہ بند کیا

اور اپنے کندھے پر سو رہی اپنی بیٹی کی پیٹھ سہلاتے روم کا رخ کیا

"بابا کی جان نے سونا نہیں"۔۔۔۔فاطین نے اپنی چھوٹی سی بیٹی کو پیار کرتے ہوئے کہا

جو فاطین کے سینے پر اوندھے منہ لیٹی فاطین کی شرٹ کے بٹن کھانے کی کوشش کر رہی تھی

ایک نظر عنان کو دیکھا جو امن کو سلا کر ان کے چھوٹے سے بیڈ پر لٹا رہی تھی

نن—–نئ—–بابا"—–فاطین کی تھوڑی پر اپنے چھوٹے سے دانت" گاڑھتے ہوئے کہا

تو فاطین کا دلکش قہقہہ روم کی فضا میں گونجا

تو عنان نے گڑبڑا کر امن کو دیکھا

لیکن اسے سکون سے سوتے ہوئے دیکھ ___فاطین کو گھورا جس نے "
عنان کے دیکھنے پر کندھے آچکا دیے

بھوکے پیٹ کیسے سو جائیں گی ـــ یہ لو فیڈر ___دودھ پیتے پیتے سو جائے "
گی ___عنان نے دودھ کی بوتل فاطین کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

توفاطین نے تھوڑا اٹھ کر بوتل کر پکڑ کر فرشتے کو اپنی گود میں لٹا کر
پلانا شروع کر دیا

جبکہ عنان نے بیڈ پر بیٹھ کر فاطین کے بائیں کندھے پر اپنا سر ٹکا دیا

بھولو مت ناراض ہوں میں" فاطین نے رخ بدل کر عنان کو گھورتے" ہوئے کہا تو عنان نے گہری سانس بھر کر فاطین کو دیکھا

جواب اٹھ کر فرشتے کو اس کے چھوٹے سے بیڈ پر لٹا رہا تھا

فاطین کے چہرے کے سرد تاثرات دیکھ عنان نے وہاں سے اٹھ کر باہر جانا چاہا تو فاطین نے عنان کی کلائی پکڑ کر اپنی جانب کھینچا

جس سے عنان لڑکھڑا کر فاطین کے سینے سے آ ٹکرائی

نظریں اٹھا کر فاطین کے چہرے کی طرف دیکھا جس پر اس وقت سرد تاثرات تھے

تمہیں پتہ ہے نا مجھے صرف تمہاری محبت دیکھنے کی عادت ہے ــــ اور "
اب پچھلے بیس دن سے تم مجھ سے ڈھنگ سے بات بھی نہیں کر
رہے ــــ اور تمہارا بات نا کرنا مجھے تکلیف دے رہا ہے " ــــ اپنا سر
فاطین کے سینے سے ٹکا کر نم لہجے میں کہا

تو فاطین نے اپنی گرفت عنان کے گرد مضبوط کر کہ اسے خود میں بھینچ
لیا

مجھے موت سے ڈر نہیں لگتا ــــ ناہی میں بزدل ہوں ــــ مگر جب "
سے تم میری زندگی میں آئی ہو میں بہت محتاط ہو گیا ہوں آن ــــ پہلے
کبھی ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے زندگی کی پرواہ نہیں ہوتی تھی ــــ

یہی سوچتا تھا موت تو ایک دن آنی ہے —— مگر اب میں روڈ کراس کرتے ہوئے بھی سو بار ارد گرد دیکھتا ہوں —— کیونکہ مجھے پتہ ہے گھر میں میری بیوی ہے جو میرا انتظار کر رہی ہے —— وہ جنگلی بلی بن کر جیسے مرضی تشدد کرے —— مگر مجھ پر آنچ بھی برداشت نہیں کر سکتی —— میری چھوٹی سی اولاد ہے گھر —— جس نے ابھی تک باپ کے لمس کو بھی محسوس نہیں کیا ——

میں نے لوگوں سے بلاوجہ الجھنا چھوڑ دیا ہے —— اس وجہ سے نہیں کہ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا —— بات صرف میری ہوتی تو آئے دن میرا ہاسپٹل اور ہر وہ جگہ جہاں میں جاتا ہوں میدان جنگ بنی ہوتی —— لیکن میں اپنی وجہ سے تم پر یا اپنی اولاد پر کوئی آنچ نہیں آنے دیتا ——

اسی لیے اپنی ایگو — ایٹیٹیوڈ کو بہت پیچھے چھوڑ چکا ہوں میں — مگر تم آن — تمہاری فیلڈ — آئے دن کسی سیاست دان کبھی کسی بزنس مین کے ساتھ تمہاری تلخ کلامی ہوتی ہے بے شک وہ شو کا حصہ ہے — مگر میری جان لبوں پر اٹکی رہتی ہے

میں ہاسپٹل میں ہوں — آپریشن تھیٹر میں ہوں — میرا دل و دماغ ہر وقت تمہاری فکر میں مبتلا ہوتا ہے — اور اس سب کے باوجود تم نے کیا — کیا

مجھے بتائے بغیر پیرس چلی گئی — تم یہ بھی جانتی تھی کہ میں نے تمہاری حفاظت کے لیے کچھ آدمی ہائر کیے ہوئے ہیں — تم انہیں بھی — چکما دے گئی

ایڈلیسٹ میں نہیں تو وہ ہی ہوتے۔مجھے تمہاری خبر تو ہوتی۔۔۔۔دو دن

۔تمہیں اندازہ بھی ہے کہ یہ دو دن کیسے گزرے میرے۔۔۔۔عنان

کے بالوں کو مٹھی میں دبوچے اس کے چہرے پر اپنی آگ سی تپش لیے

سانسوں کو چھوڑتے سرد لہجے میں ایک ایک لفظ چبا کر کہا

تو عنان کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسوں بہنے لگے

فاطین نے جھک کر ان آنسوؤں کو اپنے لبوں سے چنا تو عنان ہچکیوں

سے رونے لگی

جس پر فاطین نے گہری سانس فضا کے سپرد کر کہ عنان کو خود میں بھینچ لیا

وہ بھائی ہے ہمارا افا---وہ تکلیف میں تھا——کیسے اسے اکیلا چھوڑ "
دیتی——جو شخص ہمیشہ ہمارا سایہ بنا رہا——ہماری جان کی عزت کی حفاظت کی——اس پر مشکل وقت آیا تو کیسے چھوڑ دیتی——مجھے انکل نے بتایا تھا کہ انہیں گولی لگی ہے——جو کہ دل کے قریب لگی تھی---انہوں نے سب کو بتانے سے منع کیا تھا—میں بہت گھبرا گئی تھی فا

میں تمہیں بتانا چاہتی تھی مگر نہیں بتا پائی——ایم سوری فور ڈیٹ——
ہچکیوں سے روتی وہ فاطین کو بے چین کر گئی

عنان کو بانہوں میں بھر کر بیڈ کا رخ کیا

اور ریموٹ پکڑ کر لائٹس آف کی

سائیڈ لیمپ اون کر کہ عنان کو دیکھا جو تکیے میں منہ چھپائے رونے میں مصروف تھی

کیپری کے ساتھ شارٹ فراک پہنے وہ اسے کوئی باربی ہی لگ رہی تھی

یہ فاطین ہی جانتا تھا کہ عنان سے دور رہنا کس قدر جان لیوا تھا اس کے لیے

عنان کی کمر پر جھک کر اس کے ہاتھ تکیے سے ہٹا کر اپنے ہاتھوں میں قید کیے

ہششش آن ــــ اب بس بھی کرو ــــ میں نہیں ہوں ناراض "عنان" کے چہرے سے بال ہٹا کر اس کی گردن پر اپنا لمس چھوڑتے ہوئے گھمبیر لہجے میں سر گوشی کی تو

عنان نے اوندھے منہ لیٹے ہی گردن موڑ کر خود پر جھکے فاطین کو دیکھا

جو خمار آلود نظروں سے عنان کو ہی دیکھ رہا تھا

تم مجھ سے ناراض رہے ۔۔۔۔۔ اپنے بچوں کے ساتھ سوتے رہے ۔۔۔۔۔ اور" مجھے تم تینوں نے اکیلا کر دیا" پھوٹ پھوٹ کر روتے شکوہ کیا تو فاطین نے تھوڑا پیچھے ہٹ کر عنان کو کمر سے پکڑ کر سیدھا

کیا اور پوری شدت سے اس کے ہونٹوں پر جھک آیا

عنان کی سسکیوں ۔۔۔۔۔ اس کے شکووں کو اپنے ہونٹوں میں قید کر کہ اسے بے بس کر گیا

عنان پہلے تو اس اچانک افتاد پر بھونچکا رہ گئی

مگر اپنے ہونٹوں پر فاطین کے ہونٹوں کا آگ سی مانند دہکتا لمس محسوس کر کہ اپنی آنکھیں سکون سے موندلیں

کتنے دنوں سے وہ اس سے دور تھی —— صرف اپنی بیوقوفی کی وجہ سے

اور آج فاطین کی قربت میں جیسے جلتے دل پر ٹھنڈی پھوار سی پر گئی ہو

اپنے بازو فاطین کی گردن میں حائل کر کہ اس کی شدتوں میں اس کا ساتھ دیا

تو فاطین کے شنگرفی ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

عنان کو خود میں بھینچتے کروٹ بدلی تو عنان نے نرمی سے اپنے لب جدا کر کہ

سر فاطین کے سر سے ٹکا دیا

اپنی سانسوں میں عنان کی تیز دھونکنی کی مانند چلتی سانسوں کو محسوس کر کہ فاطین نے اپنی خمار آلود نظروں سے عنان کو دیکھا

جس کے نچلے ہونٹ پر خون کا نشان تھا تو فاطین کو اندازہ ہوا کہ یہ خون اس کا ہے اپنی جنگلی بیوی کی شدت پر ہونٹوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ رقص کرنے لگی

عنان کی پیٹھ سہلا کر اس کی بے ترتیب ہوئی سانسوں کو ہموار کرنا چاہا

"مجھے نہیں پتا تھا میری بیوی مجھے اتنا مس کر رہی تھی" اپنے ہونٹ پر انگھوٹھا پھیرتے ہوئے کہا تو عنان نے سرخ ڈوروں والی نظروں سے فاطین کی روشن آنکھوں میں دیکھا

نظریں آنکھوں سے پھسلتی ہونٹ پر آکر رکی تو عنان نے جھک کر اپنے دیے زخم پر اپنے لب رکھے

"ہاں تو شوہر ہو میرے۔۔۔۔ تمہیں ہی مس کروں گی۔۔۔۔ مگر تم نے نہیں کیا نا مجھے مس"۔۔۔۔ پہلے تڑخ کر اور آخر میں منہ بسور کر کہا تو فاطین نے مسکراتے ہوئے اپنے لب عنان کے ماتھے پر رکھے

وہ تو تمہیں آج رات اندازہ ہو گا کہ میں نے کتنا مس کیا—— پھر صبح بتا" دینا مجھے—— کہ تمہیں اندازہ ہوا یا نہیں—— پھر میں دوبارا تمہیں یقین دلاؤں گا"—— عنان کے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے بوجھل لہجے میں کہہ کر عنان کے ہاتھ اپنی شرٹ کے بٹنوں پر رکھے

تو عنان کے چہرے پر پل میں گلال بکھرا

تم نے زیادہ شرمانا شروع نہیں کر دیا" کروٹ بدل کر اپنی شرٹ بیڈ " پر دوسری جانب اچھالتے ہوئے کہا

تو عنان کا مدھم قہقہہ گونجا

"یہ ـــــ جب سے مجھے تمہاری بے شرمی کا اندازہ ہونا شروع ہوا ہے

شرمانا خود بخود آگیا ہے" ـــــ فاطین کی گردن کی ہڈی پر اپنے لب رکھتے

ہوئے کہا تو فاطین کا زندگی سے بھرپور قہقہہ روم کی فضا میں گونجا

تو عنان نے جلدی سے فاطین کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر اپنے سوئے

ہوئے بچوں کو دیکھا

جبکہ فاطین نے عنان کی ہتھیلی پر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑ کر اس کی

انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھا کر بیڈ پر سرکہ اوپر پن کر دی

اور پوری شدت سے عنان کی سانسوں سے اپنی سانسیں الجھا دی

قطرہ قطرہ عنان کی سانسوں میں اپنی سانسیں شامل کرتے اور خود میں عنان کی سانسوں کو انڈیلتے—— وہ دونوں ایک دوسرے کی قربت میں مدہوش ہوتے چلے گئے

امن کے رونے کی آواز پر فاطین نے اپنی قربت کا خمار لیے سرخ آنکھیں کھول کر ارد گرد نگاہ دوڑائی

اپنے سینے پر سمٹ کر سوتی عنان کو دیکھ کر ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ آئی

عنان کے کندھوں پر اپنی شدتوں کے نشان دیکھ کر نرمی سے ان پر اپنے لب رکھے

سائیڈ پر پڑی اپنی شرٹ اٹھا کر عنان کو جگایا

اٹھ جاؤ آن——تمہارا سپوت اٹھ گیا ہے——شرٹ عنان کے ہاتھوں" میں تھماتے ہوئے کہا تو عنان نے منہ بسور کر فاطین کو دیکھا

جواب امن کو اٹھا کر بیڈ پر لا رہا تھا

فاطین نے امن کو عنان کی گود میں دے کر استحقاق بھری نظروں سے عنان کی بکھری حالت کو دیکھا

جو اس کی شرٹ پہنے ـــــ آنکھوں میں رت جگے کی سرخی لیے ـــــ اور گلابی ہونٹ جو فاطین کی شدتوں سے سرخ پڑ چکے تھے ـــــ انہیں دیکھ فاطین نے اپنا ہونٹ دانتوں تلے دبایا

اور عنان کے پاس نیم دراز ہو کر اپنا سر عنان کی گود میں رکھ دیا

جو امن کو کندھے سے لگائے سلا رہی تھی

"دیکھو میری بیٹی کتنی اچھی ہے ـــــ اسے پتہ ہے ماما نے بابا کو سونے نہیں دیا ہو گا ـــــ اسی لیے وہ اچھے بچوں کی طرح سو رہی ہے ـــــ اپنے بابا کو بالکل تنگ نہیں کرتی ـــــ مگر تمہارا یہ بیٹا' ـــــ فاطین نے امن

کے پاؤں پر اپنے ہونٹ رکھتے ہوئے کہا تو عنان نے گھور کر فاطین کو دیکھا

اور امن کے سو جانے پر اسے درمیان میں لٹا کر خود دوسری سائڈ لیٹ گئی

جس پر فاطین نے گھور کر عنان کو دیکھا

اور پھر فرشتے کو اٹھا کر امن کے ساتھ اپنی سائیڈ پر لٹا لیا

اور طنزیہ نظروں سے عنان کو دیکھا جس پر عنان نے سر جھٹک کر آنکھیں موند لیں

ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ عنان نے خود کو فاطین کے حصار میں قید پا کر آنکھیں واہ کی

جو عنان کو پشت سے اپنے حصار میں لیے آنکھیں موندے ہوئے تھا

عنان کے پلٹ کر دیکھنے پر ایک بے باک شرارت کر کہ دوبارا اسے سوتا بنا

جبکہ عنان نے اپنے بچوں کی جانب دیکھا تو فاطین نے فرشتے کی سائڈ پر کافی کشنس رکھ دیے تھے کہ وہ گرے نا

جسے دیکھ عنان نے سکون کی سانس لی اور رخ بدل کر اپنا سر فاطین کے سینے پر ٹکا دیا جس پر فاطین نے عنان کو خود میں بھینچتے سائیڈ لیمپ بھی آف کر دیا

حسام جیسے ہی روم میں داخل ہوا تو نظریں بیڈ کے بیچوں بیچ سو رہی حیام سے ٹکرائی

حیا کی پیدائش کے بعد ان کی زندگی کے علاؤہ روم میں بھی کافی کچھ بدل چکا تھا

جب سے حیا نے کرول کرنا شروع کیا تھا

وہ کمرے کے ہر کونے میں پائی جاتی تھی

جس پر اسے چوٹ لگنے کا ڈر رہتا تھا

حسام نے سب سے پہلے راؤنڈ شیپ بیڈ روم میں شفٹ کیا

اور نیچے زمین پر دبیز قالین بچھائے

جس پر پاؤں رکھتے کسی ململ کا گمان ہوتا

پاؤں رکھتے ہی ایسا محسوس ہوتا کہ پاؤں اس میں دھنس جائے گے

روم میں موجود ہر ڈیکوریشن پیس کو ہٹا دیا گیا تھا

سائیڈ لیمپ کو بھی حسام نے ہٹا دیا تھا

جبکہ ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا حیام کا میک اپ بھی اب وہاں سے ہٹ چکا تھا

جس پر حیام نے کافی لڑائی بھی کی ۔۔ کہ حسام اپنی بیٹی کی وجہ سے بیوی کو ۔۔۔ پیچھے کر رہا ہے ۔۔۔ جس پر حسام نے گھور کر حیام کو دیکھا

اور کہا جب حیا بڑی ہو جائے گی تو وہ سب دوبارا یہاں سیٹ کر لے ۔۔۔ مگر اس بات پر حیام کا کافی دن منہ بنا رہا ۔۔۔ کیونکہ اب روز صبح آفس جاتے وقت ۔۔۔ اسے پہلے اپنا سامان ڈھونڈنا پڑتا تھا

حیا کو بیڈ پر لٹا کر ایک نظر حیام کو دیکھا جو کمفرٹر میں دبکی سو رہی تھی

حیا کے ارد گرد پلور کھ کر حیام کی جانب آیا—حیام کو اپنی بانہوں میں اٹھا کر ٹیرس کا رخ کیا

جواب ٹیرس کی بجائے ایک روم کی شکل اختیار کر چکا تھا

کیونکہ دائیں اور بائیں جانب دیوار کروا کہ سامنے گلاس ڈور لگا دیا گیا تھا—جس سے راجپوت مینشن نظر آتا تھا

جبکہ شیشے ہی کی چھت تھی ـــــ اور جب بارش ہوتی تھی تو یہ سب اس قدر دلکش لگتا تھا

کہ نبال لوگ بھی یہی آجاتی

کیونکہ نیچے دبیز قالین پر میٹرس رکھا ہوا تھا

اور ارد گرد کینڈلز پڑی ہوئی تھیں

یہ واحد جگہ تھی جہاں حیا کو آنے کی اجازت نہیں تھی

حیام کو میٹرس پر لٹا کر حسام نے کمفرٹر کھول کر اس پر دیا

اور ریموورٹ پکڑ کر سامنے موجود گلاس ڈور کو کھولا تو حیام نے آنکھیں واہ کر کہ حسام کو دیکھا

بند رہنے دیں حسام۔۔۔۔بہت ٹھنڈ ہے "۔۔۔۔حیام کے کہنے پر حسام" نے چونک کر اسے دیکھا

اور دوبارا دوبار بٹن دبایا تو گلاس ڈور بند ہونے کے بعد اس پر کرٹنز آ گئے جس سے سامنے کا منظر بھی چھپ گیا

مگر شیشے کی چھت سے تاروں سے بھرا چاند نظر آ رہا تھا

حیام نے آگے بڑھ کر اپنا سر حسام کے سینے سے ٹکا دیا تو حسام نے مسکراتے ہوئے اسے اپنے حصار میں قید کر لیا

"حیا موٹی ہو رہی ہے نا حسام ــــــ میں کبھی اتنی موٹی نہیں تھی ــــــ حسام کی ہلکی بیرڈ پر انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا تو حسام کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

"وہ اپنے بابا پر گئی ہے ــــــ ماما بتاتی تھیں جب میں چھوٹا تھا تب بہت ہیلدی ہوتا تھا ــــــ دو ڈھائی سال تک اپنی صحت کی وجہ سے کرول بھی نہیں کر پاتا تھا" ــــــ حسام نے مسکراتے ہوئے کہا تو حیام کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی

اگر آپ ساری زندگی موٹے رہتے پھر"——حیام نے حیرانگی سے" استفسار کیا تو حسام کا دلکش قہقہہ گونجا

پھر کچھ نہیں—— تمہیں ہی پرابلم ہونی تھی——جیسے ابھی میری" قربت میں سانسیں رکتی ہے تب بھی یہی ہونا تھا"——حسام نے زو معنی لہجے میں کہا تو حیام نے گھور کر اسے دیکھا

اور بسام آپ کو شریف کہتا ہے"——حیام نے سر جھٹک کر کہا تو حسام" نے سر کو خم دے کر اس اعزاز کو قبول کیا

میں شریف ہی ہوں ــــــ مگر تمہارے معاملے میں بالکل نہیں"ــــــ"

تاسف سے سر ہلاتے ہوئے کہا تو حیام نے سر جھٹک کر خود پر اچھے سے کمفرٹر لپیٹا

خود کے گرد لپٹے حسام کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھام کر حسام کی ہتھیلیوں پر اپنا لمس چھوڑا

"مجھے آپ سے بہت محبت ہے حسام ــــــ مجھے نہیں پتا مجھے یہ محبت کب ہوئی ــــــ مگر آپ ہمیشہ سے میرے دل اور روح میں شامل رہے ہیں ــــــ شاید جب نکاح ہوا ــــــ یا تب جب دادی کی ڈانٹ سے آپ نے بچایا ــــــ یا تب جب آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے ــــــ بہت بدگمانیاں بھی آئیں ــــــ آپ سے نفرت کرنے کی کوشش بھی کی ــــــ مگر اس

نفرت کالبادہ اوڑھے ہوئے بھی میرا دل جانتا تھا کہ اسے شدت سے آپ سے محبت ہے—

جب آپ پاکستان آئے تھے میرا دل آپ کو دیکھنے کے لیے مچل رہا تھا—میرا دل کر رہا تھا آپ میرے سامنے ہو اور میں آپ کو دیکھتی رہوں—

لیکن میں آپ سے دور رہنا چاہتی تھی— کہی آپ مجھے ٹھکرا نا دے—

میرے اندر آپ کو کھونے کا ڈر بیٹھ گیا تھا ـــــ مجھے ڈر تھا اگر آپ کو میری محرومی کا پتہ چلا ـــــ تو کیا آپ مجھے چھوڑ دے گے " ـــــ نم لہجے میں حسام کی ہتھیلیوں پر نظریں جمائے ہوئے کہا

تو حسام نے نرمی سے حیام کا رخ اپنی جانب کیا

ہماری نیتیں صاف تھی ـــــ اور محبتیں سچی تھیں ـــــ ہم بے خبر تھے -- مگر ہمارا رب سب جانتا تھا ـــــ اور جب تک ہم بے خبر رہے اس نے ہماری حفاظت کی ـــــ اور ہمیں اس قابل بنا دیا کہ جب ہم اس حقیقت سے واقف ہوئے تو دشمنوں سے بدلا لے سکتے تھے ---

اور میں ہمیشہ سے تمہارا ہی تھا ــــ اور مرتے دم تک تمہارا ہی ہوں ــــ کوئی محرومی ہو یا نا ــــ مجھے تم سے دور نہیں کر سکتی" ــــ حیام کے چہرے پر جا بجا اپنا لمس چھوڑتے ہوئے بوجھل گھمبیر لہجے میں سرگوشی کی تو حیام کی آنکھیں پل میں نم ہوئی

حیام کو نرمی سے لٹا کر اپنی شرٹ اتار کر دور اچھالی

اور حیام پر جھک آیا

حیام کی سانسوں سے اپنی سانسیں الجھا کر اسے پل میں بے بس کر گیا

حیام کی بانہوں کو اپنی گردن میں حائل کر کہ اس کی گردن پر جابجا اپنا جان لیوا لمس چھوڑنے لگا

حسام کے ہونٹوں کو اپنے وجود پر جابجا محسوس کر کہ حیام نے حسام کے ہی سینے میں جائے پناہ ڈھونڈنی چاہی

جس پر حسام کا دلکش قہقہہ گونجا تو حیام نے خفت سے اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپا لیا

تو حسام نے جھک کر حیام کے ہاتھوں کی پشت پر اپنا لمس چھوڑ کر انہیں چہرے سے ہٹا کر اس میں اپنی انگلیاں الجھا کر میٹرس پر ٹکا دی

حیام کے وجود کی گہرائیوں سے روح تک سفر کرتے حسام اپنے ساتھ حیام کو بھی بہکنے پر مجبور کر گیا

آج ان کی شادی کو دو سال ہو چلے تھے

اپنی اپنی ورسی ان سب نے ایک ساتھ سیلیبریٹ کرنے کا پلین بنایا

تو وائٹ پیلس کو دلہن کی طرح سجادیا گیا تھا

رضوان صاحب ___ فردوس بیگم اور اختر صاحب لاونج میں ٹہلتے تیاریاں دیکھ رہے تھے

حیا رضوان صاحب کے پاس جبکہ فرشتے کو فردوس بیگم نے اٹھایا ہوا تھا

جبکہ امن صاحب اپنی ماما کے پاس تھے

کہ تبھی سبھی لائٹس آف ہوئی اور سپوٹ لائٹ اون ہوئی

تو سیڑھیوں سے حسام اور حیام کو فاکس کیا

جو ایک دوسرے کے ہاتھ تھامیں مسکراتے ہوئے نیچے آرہے تھے

حسام نے بلیک پینٹ کوٹ کے ساتھ وائٹ شرٹ پہنی ہوئی تھی——
اور حیام ریڈ کلر کی باربی فراک میں ڈول ہی لگ رہی تھی

حسام لوگوں کے پیچھے ہی فاطین اور عنان نیچے اترتے ہوئے دکھائی دیے

فاطین نے بھی بلیک پینٹ کوٹ کے ساتھ وائٹ ہی شرٹ پہنی ہوئی تھی——اور عنان سیم حیام جیسی ڈریس پہنے فاطین کو کوئی ویمپائر ہی لگ رہی تھی——جس نے شوہر کا ہاتھ پکڑنے کی بجائے بیٹے کو اٹھایا ہوا تھا

اسی طرح نبال مائسہ دانیال اور بسام بھی نیچے آئیں

جنہیں دیکھ فردوس بیگم اور فرشتے نے تالیاں بجائیں

جبکہ حیا اپنے بابا کو دیکھ کر ان کی طرف مچلنے لگی تو حسام ایک ہی جست میں اپنی بیٹی کے پاس پہنچا

درمیان پر بنے سٹیج پر سپوٹ لائٹ آن ہوئی تو مائسہ اور بسام ایک دوسرے کا ہاتھ تھامیں وہاں آئے

جنموں کے ساتھی، ہم ساتھ ساتھ ہیں

جیسے ہنسوں کے سنگ ہنسی

جیسے چاند میں ہے چاندنی

مائسہ اور بسام کے ڈانس سٹیپ کے بعد دانیال نبال کی کمر میں ہاتھ لپیٹے سٹیج پر آیا

اور ایک ہاتھ نبال کی کمر اور دوسرے سے نبال کا ہاتھ تھامے ڈانس سٹیپ لیا

جیسے کویوں کی ہو بھاوناں

جیسے من میں ہو کوئی کامنا

دیا اور باتی ہم ساتھ ہیں

اب فاطین اور عنان کی باری تھی ـــــ فاطین نے امن کو پکڑ کر رضوان صاحب کو پکڑا یا

اور عنان کو اپنے حصار میں لیے سٹیج پر آیا

جنموں کے ساتھی، ہم ساتھ ساتھ ہیں

جیسے آنکھوں میں ہو شوخیاں

جیسے ہونٹوں پر ہو سرخیاں

عنان کے ہونٹوں پر اپنا انگھوٹھا پھیرتے ہوئے خمار آلود نظریں عنان کے سراپے پر ٹکائے گانے کے بول بولے

تو عنان نے سٹپٹا کر فاطین کو دیکھا

جبکہ حسام اپنی بیٹی اور بیوی کا ہاتھ تھام کر سٹیج پر آیا

تو حیام کے چہرے پر حسام کی قربت کے ان گنت رنگ بکھرے دیکھ نانی نے دل سے ان سب کی خوشیوں کی دعا مانگی

جیسے ساون میں جھومے جیا

جیسے سجنی کے سنگ پیا

دیا اور باتی ہم ساتھ ہیں

عنان اور نبال—— نیچے اتر کر رضوان صاحب—— فردوس بیگم اور اختر صاحب کو بھی اسٹیج پر لے آئی

جیسے ہی گانا ختم ہونے پر لائٹس بند ہوئی

تو حسام نے اپنا شدت بھرا لمس حیام کے ہونٹوں پر چھوڑا تو حیام کو اپنے رگ و پے میں سرد لہر سرائیت کرتی محسوس ہوئی

جسیسے ہی لائٹس اون ہوئی تو حیام کا سرخ چہرہ دیکھ حسام نے آنکھ دبائی تو حیام نے سٹپٹا کر وہاں سے بھاگنا چاہا

ان سب نے تکلیفیں جھیلی تھیں --- ہجر کاٹا تھا---ایک دوسرے سے نفرت بھی کرنی چاہی---- مگر ہر چیز پر ان کی بے لوث محبت اور سچی نیت بازی لے گئی---- دشمنوں نے ان کی عزت پر وار کرنا چاہا مگر اللہ نے انہیں اتنی ہی عزت عطا کر دی---- کیونکہ عزت اور ذلت کا وہی مالک ہے----

وہ چاہے تو کیا نہیں ممکن---دشمن سازش کرتے ہوئے اسے بھول چکے تھے---- کہ کاتب تقدیر تو وہی ہے---- سب سے بڑا پلینر تو وہی ہے----اور پھر ثابت بھی ہو گیا---- رسوا کرنے والے---- خود رسوا

ہو گئے—اور دردناک موت ان کا انجام بنی——اور صبر کرنے والوں پر رب کی رحمت نازل ہوئی——اور اب وہ سب ایک دوسرے کے ساتھ خوشیاں سمیٹ رہے تھے

ختم شد